اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر

آسان تفسیر

پارہ ۲۷

ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی

فاضل دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ

گلی ۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور یوپی

موبائل: 9837375773

70/-

اس دور کی سب سے آسان و عام فہم اور مستند تفسیر کلام پاک
جسکا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے

آسان تفسیر اردو

ترجمہ قرآن شریف
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ
مرتب
مولانا محمد یعقوب قاسمی فاضل دار العلوم دیوبند
پارہ حٰمٓ ۲۶

(شائع کردہ)
ادارہ دعوت و تبلیغ زکریا آباد، گلی ۲ آلی جنگی سہارنپور (یو۔پی) ۲۴۷۰۰۱

ہدیہ:-

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ احقاف مکہ میں نازل ہوئی اس میں پینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝٢ مَا خَلَقْنَا

حٰمٓ یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے بھیجی گئی ہے ۔ ہم نے آسمان و

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

زمین کو اور جو ان کے درمیان میں ہیں حکمت کے ساتھ ایک میعاد معین کے لئے پیدا کیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝٣

اور جو لوگ کافر ہیں ان کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے ۔ وہ اس سے بے رخی کرتے ہیں

تفسیر ان آیات میں ارشاد ہے کہ یہ کتاب (قرآن کریم) نازل کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست حکمت والا ہے بس چاہئے کہ اس کتاب عظیم کے مضامین میں خوب غور و فکر کیا جائے اور سمجھ کر ان پر عمل کیا جائے۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ ہم نے آسمان و زمین اور جو چیزیں انکے درمیان میں ہیں ان سب کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے ایک متعین وقت یعنی قیامت تک ، اور کافرین کو اس قیامت سے ڈرایا جاتا ہے مگر وہ اس طرف توجہ نہیں دیتے ، بے رخی و لاپرواہی اختیار کرتے ہیں جسکے نتیجہ میں انکو قیامت کے دن سخت عذاب دیا جائے گا۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

آپ کہئے کہ یہ تو بتلاؤ جن چیزوں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ

کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو مجھ کو یہ دکھلاؤ کہ انہوں نے کونسی زمین پیدا کی ہے یا اُن کا آسمان میں

فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ

کچھ ساجھا ہے میرے پاس کوئی کتاب جو اس سے پہلے کی ہو یا کوئی اور مضمون منقول لاؤ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴﴾ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

اگر تم سچے ہو ۔ اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود

اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ

کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کا کہنا نہ کرے اور اُن کو ان کے پکارنے کی بھی

غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۶﴾

خبر نہ ہو ۔ اور جب سب آدمی جمع کئے جائیں تو وہ اُنکے دشمن ہو جائیں اور ان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں

اللہ کے سوا کی پرستش بلا دلیل ہے

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کافروں سے کہئے کہ تم اللہ کی عظیم ذات کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرتے ہو اس کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟

(۱) بتلایئے ان معبودان باطل نے کون سی زمین پیدا کی ہے یا آسمان کے پیدا کرنے میں انکا کچھ حصہ ہے، ظاہر ہے کہ تم بھی اپنے معبودوں کو آسمان وزمین کا خالق نہیں مانتے تو انکو دلیل میں کیسے پیش کر سکتے ہو۔

(۲) تمہارے پاس اگر کوئی آسمانی کتاب یا صحیفہ قرآن سے پہلا موجود ہو جس میں کفر وشرک کرنے کی اجازت لکھی ہو وہ مجھے لاکر دکھاؤ، ظاہر ہے کہ کسی آسمانی کتاب وصحیفے میں اجازت نہیں تو تم ان کو بھی پیش نہیں کر سکتے، (۳) اور اگر تمہارے پاس کتاب نہیں تو کسی نبی کا فرمان ہو کہ فلاں نبی نے کفر وشرک کا حکم دیا ہے ظاہر ہے کہ ایسا بھی نہیں، بس تمہارے پاس کسی بھی طرح کی کوئی دلیل نہیں پھر تم سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کی عظیم ذات کو چھوڑ کر ایسوں کی بندگی کر رہے ہو جو تمہاری چیخ وپکار کو قیامت تک بھی نہ سن سکیں، اور نہ تمہارا کوئی کام بنا سکیں، اور یاد رکھو قیامت میں بھی تمہارے معبودان باطل تمہارے مخالف ودشمن ہو جائیں گے اور کہیں گے نہ تم نے ہماری بندگی کی اور نہ ہم نے تم سے اپنی بندگی کرنے کو کہا۔ اس وقت تم افسوس وغصہ کی حالت میں اپنے ہاتھ کاٹتے رہ جاؤ گے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور جب ہماری کھلی کھلی آیتیں ان لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو یہ منکر لوگ اُس سچی

لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ

بات کی نسبت جب کہ وہ اُن تک پہنچتی ہے یوں کہتے ہیں کہ یہ صریح جادو ہے ۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اسکو اپنی طرف سے

اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا

بنا لیا ہے ۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں نے اسکو اپنی طرف سے بنایا ہوگا تو پھر تم لوگ مجھکو خدا سے ذرا بھی نہیں بچا سکتے ۔ وہ خوب جانتا ہے

تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ⑧

تم قرآن میں جو جو باتیں بنا رہے ہو ۔ میرے اور تمہارے درمیان میں وہ کافی گواہ ہے اور وہ بڑی مغفرت والا رحمت والا ہے ۔

قرآن محمد عربی کا کلام نہیں

ارشاد ہے کہ ان کافرین کی یہ حالت ہے کہ جب انکو کھلی کھلی آیات سنائی جاتی ہیں تو ان کا یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ یہ کھلا جادو ہے اور یہ بدنصیب اس سے بھی بڑھ کر آپ پر یہ بہتان لگاتے ہیں کہ یہ قرآن خود آپ نے بنالیا ہے اور اس کو اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کر دیا ہے ۔ (نعوذ باللہ)

انہی آیات میں اس کی تردید فرمائی گئی ہے اے محمد (ﷺ) آپ ان سے فرما دیجئے اگر تمہارے گمان کے مطابق قرآن کو میں نے بنا کر اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے تو یاد رکھو یہ بہت بڑا جرم ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی عادت کے مطابق اپنے بندوں کو دھوکہ سے بچانے کے لیے مجھ کو نبوت کے جھوٹے دعوے پر جلد ہلاک کر دے گا اور جب وہ مجھے ہلاک کرنے لگے گا تو تم لوگ مجھے اللہ کے عذاب سے ذرا بھی نہیں بچا سکتے ۔ مطلب یہ ہے کہ نبوت کے جھوٹے دعوے پر عذاب کا آنا لازمی ہے اور اس عذاب کو کسی کا حامی و مددگار نہیں روک سکتا ۔

اور اگر مجھ پر عذاب نہیں آیا تو یہ اس کی واضح دلیل ہے کہ میں اپنے دعوئ نبوت میں جھوٹا نہیں ، اور جب میں جھوٹا نہیں تو سمجھ لو اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے ان باتوں سے جو تم بنا رہے ہو ۔ ان کی سزا تمہیں ضرور دیجائیگی اور یاد رکھو میرے اور تمہارے درمیان جھوٹ اور سچ کا فیصلہ کرنے کے لیے اللہ کی گواہی کافی ہے ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت و رحمت والے ہیں لہٰذا اب بھی اگر تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ گے تو وہ بخش دے گا ۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ

آپ کہہ دیجئے کوئی میں انوکھا رسول تو ہوں نہیں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا

بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ⑨

جاویگا اور نہ (یہ معلوم کہ) تمہارے ساتھ (کیا کیا جائیگا) میں تو صرف اسی کا اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کے ذریعہ آتا ہے ۔ اور میں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ

تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں آپ یہ کہہ دیجئے کہ تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ اگر یہ قرآن منجانب اللہ ہو اور تم اسکے منکر ہو اور

شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ

بنی اسرائیل میں سے کوئی گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان لے آوے اور تم تکبر ہی میں رہو

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿١٠﴾ ع

بیشک اللہ تعالےٰ بے انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

محمد عربی ؐ سچے رسول ہیں

ارشاد ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ قریش مکہ سے فرما دیجئے کہ میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے میں ہی رسول بن کر آیا ہوں مجھ سے پہلے بھی بہت سے رسول آئے ہیں اور میری تعلیمات بھی تقریباً انہی جیسی ہیں، توحید، رسالت، قیامت میں جزاء وسزا وغیرہ، پھر تم کیوں تعجب کر رہے ہو۔

اور میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں سب کچھ جانتا ہوں مجھے اس کا بھی علم نہیں کہ آئندہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور نہ یہ معلوم تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، بس میں تو اسی پر چلتا ہوں جو اللہ کی طرف سے مجھے وحی کے ذریعہ بتایا جاتا ہے۔ اس کے مطابق میں تمہیں صاف صاف طور پر بُرے انجام سے ڈراتا ہوں۔

اور دیکھو تم بنی اسرائیل کو بڑا پڑھا لکھا سمجھتے ہو تم نے انکے عالموں سے پوچھ بھی لیا اور انھوں نے بتلا بھی دیا کہ ہاں یہی آخری رسول ہیں جو آخری کتاب لیکر آئے ہیں اور پھر انمیں سے بعض نے مان بھی لیا اور ایمان بھی لے آئے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ مگر تم غرور وتکبر میں ایسے پھنسے ہوئے ہو کہ تم کو ہدایت کبھی نصیب نہ ہوگی۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ

اور یہ کافر ایمان والوں کی نسبت یوں کہتے ہیں

آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ ۚ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ

کہ اگر یہ قرآن کوئی اچھی چیز ہوتا تو یہ لوگ اسکی طرف ہم سے سبقت نہ کرتے اور جب ان لوگوں کو قرآن سے ہدایت نصیب ہوئی تو

هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ ﴿١١﴾ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ وَ

یہ کہیں گے کہ یہ قدیمی جھوٹ ہے۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب جو راہ نما اور رحمت تھی اور

هَٰذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَبُشْرَىٰ

یہ ایک کتاب ہے جو اس کو سچا کرتی ہے عربی زبان میں ظالموں کے ڈرانے کے لئے اور نیک لوگوں کو

لِلْمُحْسِنِينَ ﴿١٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ

بشارت دینے کے لئے۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقیم رہے ان لوگوں پر کوئی خوف

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ

نہیں۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ لوگ اہل جنت ہیں جو اسمیں ہمیشہ رہیں گے

فِيۡهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾

بعوض ان کاموں کے جو وہ کرتے تھے۔

قرآن کی صداقت

کفار مکہ مسلمانوں سے کہا کرتے تھے اے مسلمانو! اگر یہ قرآن سچ اور حق ہوتا تو یہ کم سمجھ غریب اور کمزور لوگ جو اس پر ایمان لا رہے ہیں ایسا نہ ہوتا بلکہ ہم جیسے عقلمند اور عزت و دولت والے ان غریبوں سے پہلے اس کو قبول کرتے۔ بہر حال جب تکبر کی وجہ سے ان کو ہدایت نصیب نہ ہوئی تو اس طرح کی باتیں بناتے ہیں اور اب یہ کہیں گے یہ تو پرانا جھوٹ ہے۔ پرانا جھوٹ نہیں بلکہ بہت پرانا سچ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن نازل ہونے سے سیکڑوں سال پہلے توریت جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی اس نے قرآن کی پیشین گوئی فرما دی تھی اور اصولی تعلیم توریت نے بھی یہی دی تھی جو قرآن کریم دے رہا ہے۔ بس یہ قرآن تو ظالموں (کافرین و مشرکین) کو عذاب جہنم سے ڈرانے اور نیک لوگوں (مؤمنین) کو جنت کی خوشخبری دینے کے لیے آیا ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ جن لوگوں نے صدق دل سے اقرار کیا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر اس پر قائم رہے تو ان لوگوں پر نہ آخرت میں کوئی خوف ہوگا اور نہ یہ غمگین ہوں گے اور اپنے نیک اعمال کے سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک

اِحۡسَانًا ؕ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا وَّوَضَعَتۡهُ كُرۡهًا ؕ وَحَمۡلُهٗ وَفِصٰلُهٗ

سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اس کی ماں نے اسکو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کیساتھ اس کو جنا اور اسکو پیٹ

ثَلٰثُوۡنَ شَهۡرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرۡبَعِيۡنَ سَنَةً ۙ

میں رکھنا اور اسکا دودھ چھڑانا تیس مہینے (میں پورا ہوتا) ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس برس کو

قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِىۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَىَّ

پہنچتا ہے تو کہتا ہے اے میرے پروردگار مجھ کو اس پر مداومت دیجئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور

وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰٮهُ وَاَصۡلِحۡ لِىۡ فِىۡ

میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں۔ اور میں نیک کام کروں جس سے آپ خوش ہوں اور میری اولاد میں بھی میرے لئے

ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ

صلاحیت پیدا کر دیجئے۔ میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں فرماں بردار ہوں یہ وہ لوگ

الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ

ہیں کہ ہم ان کے کاموں کو قبول کرلیں گے اور ان کے گناہوں سے درگذر کریں گے

فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

اس طور پر کہ یہ اہل جنت میں سے ہونگے اس وعدۂ صادقہ کی وجہ سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

والدین[1] کا مقام قرآن کریم میں کئی جگہ اللہ نے اپنے حق کے ساتھ والدین کا حق بھی بیان فرمایا ہے، کیونکہ خالق حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور والدین خالق مجازی یعنی اولاد کو وجود میں لانے کا ظاہری سبب ہیں۔

ان آیات میں انسان کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے ان کی عزت واحترام، اطاعت وفرمانبرداری اور خدمت گذاری کو اپنی سعادت سمجھے، خاص کر ماں کی خدمت گذاری کو، کیوں کہ ماں نے حمل کے زمانے میں بہت تکلیفیں اٹھائیں اور پھر بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا اور پھر دودھ پلایا اور برسوں اس کی ہر طرح سے دیکھ بھال کی، جسمیں طرح طرح کی پریشانیاں برداشت کرنا پڑیں۔ باپ بھی بڑی حد تک اسمیں شریک رہتا ہے اور بچہ کی پرورش وتربیت کا انتظام کرتا ہے۔

بہر حال جب بچہ پرورش پاتے پاتے جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور پھر بلوغ کے بعد چالیس سال کا ہوجاتا ہے تو جو سعادت مند ہوتا ہے وہ یوں دعا کرتا ہے۔ اے میرے رب مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر فرمائی اور میرے والدین پر فرمائی اور مجھے یہ توفیق دے کہ میں وہ عمل کروں جس سے تو راضی ہوجائے اور میری اولاد کی بھی اصلاح فرمادے، میں تیری طرف رجوع ہوتا ہوں میں تیرے تابع فرمان مسلمانوں میں سے ہوں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس طرح کی دعا کرنے والے سعادتمند لوگوں کے متعلق فرمارہے ہیں ہم انکے نیک کاموں کو قبول کرلیں گے اور ان کے گناہوں کو معاف کردیں گے اور ہمارے سچے وعدوں کے موافق ان کا مقام جنت میں ہے۔

صاحب معارفؒ نے تفسیر مظہری کے حوالہ سے لکھا ہیکہ یہ سب حالات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہیں انہیں کا بیان بالفاظ عام اس حکمت سے کیا گیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی ترغیب ہو اور وہ بھی ایسا ہی کریں۔ چنانچہ

---

[1] اس موضوع کی اگر تفصیل دیکھنا مطلوب ہو تو احقر کی کتاب تقریر ایسے کیجئے، حصہ دوم میں دو تقریریں ملاحظہ فرمائیں (۱) والدین کا مقام (۲) والدین کی ذمہ داری، محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیس سال کی عمر میں جب حضرت خدیجہؓ کے مال سے تجارت کا ارادہ فرمایا اور ملک شام کا سفر کیا تو اس سفر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے ساتھ تھے اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ اس سفر میں حضرت ابوبکر صدیق نے رسول اللہ ﷺ کے ایسے حالات دیکھے کہ وہ آپ کے اتنے گرویدہ ہوگئے کہ سفر سے واپسی کے بعد ہر وقت آپکے ساتھ رہنے لگے یہاں تک کہ جب آپکی عمر شریف چالیس سال کی ہوگئی اور آپکو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عمر اڑتیس سال تھی۔ مردوں میں سب سے پہلے آپ نے ایمان قبول کیا پھر جب انکی عمر چالیس سال کی ہوگئی اس وقت یہ دعا مانگی جو ان آیات میں ہے: رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ الخ۔

صحابہ کرام میں یہ خصوصیت حق تعالیٰ نے صدیق اکبرؓ ہی کو عطا فرمائی کہ وہ خود بھی مسلمان ہوئے، اور آپ کے والدین بھی اور تمام اولاد بھی اور سب کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ

اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھ کو یہ وعدہ (یعنی خبر) دیتے ہو کہ میں (قیامت میں دوبارہ زندہ ہو کر)

مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

قبر سے نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی اُمتیں گزر گئیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کر رہے ہیں کہ ارے تیرا ناس ہو ایمان لا

حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ

بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو یہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آرہی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ

اقوال و تحقیق! وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا یعنی حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہے کیوں کہ قرآن کریم نے دودھ پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال متعین فرمائی ہے جیسا کہ اس آیت یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ یعنی ماں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائے اور یہاں حمل اور رضاع دونوں کی مدت تیس ماہ قرار دی گئی ہے تو مدت رضاع کے دو سال یعنی چوبیس مہینے نکلنے کے بعد چھ ماہ ہی باقی رہ جاتے ہیں جسکو کم از کم مدت حمل قرار دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں ایک عورت کے چھ ماہ میں بچہ پیدا ہوا جب کہ عام عادت نو مہینے اور کم سے کم سات مہینے ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اسکو ناجائز قرار دے کر سزا کا حکم دیدیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو انھوں نے حضرت عثمان کو اس سزا سے منع کیا اور فرمایا قرآن میں حمل اور رضاع کی مجموعی مدت تیس ماہ ہے پھر رضاع کی مدت چوبیس ماہ ہونا قرآن نے ہی متعین فرمایا ہے بس حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ رہی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے آپکے استدلال کو قبول کر کے اپنا حکم واپس لے لیا۔ (قرطبی بحوالہ معارف)

محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ

ان کے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول پورا ہو کر رہا۔ جو ان سے پہلے جنّ اور انسان

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۸﴾

ہو گذرے ہیں۔ بیشک یہ خسارہ میں رہے۔

نافرمان اولاد کا انجام

پچھلی آیات میں فرمانبردار اور سعادت مند اولاد کا ذکر تھا۔ اب ان آیات میں نافرمان و نالائق اولاد کا ذکر ہے جو والدین کے بیشمار احسانات کو بھلا کر ان کے ساتھ بدتمیز کرتا ہے، اور اللہ کو بھی نہیں مانتا، چنانچہ جب اس کو والدین سمجھاتے ہیں کہ بیٹا سب کچھ یہی دنیا کی زندگی نہیں بلکہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اسوقت اپنے تمام کاموں کا حساب و کتاب دینا ہوگا۔

بیٹا ! کہتا ہے کیا تم مجھے اس طرح کی باتوں سے ڈراتے ہو میں ڈرنے والا نہیں، بھلا کتنی قومیں مجھ سے پہلے مر چکی ہیں، آج تک ان میں سے ایک بھی زندہ ہو کر نہیں آیا۔

والدین ! اس کی یہ کفریہ باتیں سن کر اسکے لئے قبول حق کی دعا کرتے ہیں اور اسکو پھر سمجھاتے ہیں، بدبخت اپنی کفریہ باتوں سے اب بھی باز آجا اور ایمان لے آ، بلاشبہ اللہ کا وعدۂ قیامت بالکل سچا ہے۔

بیٹا ! کہتا ہے کہ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں جو پرانے لوگ ایک مدت سے کہتے چلے آئے ہیں ان کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق فرما رہے ہیں کہ یہ وہی لوگ ہیں جن پر ہمارا عذاب ثابت ہو چکا ہے اور یہ ان کافرین میں شامل ہیں جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے گذر چکے ہیں۔ بلاشبہ ان سب نے اپنا نقصان کیا کہ جنت سے محروم ہو کر جہنم کے مستحق ہو گئے۔ ☆☆☆

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ

اور ہر ایک کے لئے ان کے اعمال کی وجہ سے الگ الگ

وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ

درجے ملیں گے۔ اور تاکہ اللہ تعالےٰ سب کو ان کے اعمال پورے کر دے اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ اور جس روز کفّار آگ کے

كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ

سامنے لائے جائیں گے۔ کہ تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دُنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کو خوب برت چکے

بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي

سو آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس وجہ سے کہ تم دنیا میں ناحق تکبر

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿٢٠﴾ ع ۲

کیا کرتے تھے ۔ اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔

جنتیوں اور دوزخیوں کے مختلف درجات ہونگے

ان آیات میں ہیکہ جنتیوں اور دوزخیوں کے بھی الگ الگ مختلف درجے ہونگے انکے اعمال کے مطابق جس کا ایمان زیادہ مضبوط ہوگا اور اس نے اعمال صالحہ زیادہ کئے ہونگے انکو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمایا جائیگا اور جسکا ایمان کمزور ہوگا اور اسکے اعمال صالحہ بھی کم ہونگے اس کو جنت میں کم درجہ ہی کا مقام عطا کیا جائیگا۔

اور اسی طرح جسنے کفر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہوگا اور اللہ کی نافرمانی بھی زیادہ کی ہوگی اسکو دوزخ میں سخت عذاب دیا جائیگا۔ اور جسکا کفر اس سے کم درجہ کا ہوگا اس کو عذاب بھی زیادہ سخت نہیں دیا جائے گا۔

الغرض اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ عطا فرمائیں گے کسی پر کوئی ظلم وزیادتی نہیں ہوگی۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ قیامت کے دن حساب وکتاب کے بعد کافرین کو آگ کے سامنے لاکر کھڑا کر دیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا تم نے آخرت چھوڑ کر دنیا اختیار کی تھی تم دنیا میں جو کچھ کیا کرتے تھے صرف اس لئے تاکہ تمہیں دنیا میں دولت وعزت ملے اور اس سے تم خوب مزے کرو۔ بس یہ سب کچھ تمہارے حصے کے مطابق تمہیں دنیا میں مل چکا اب آخرت میں تمہارے لئے نعمتوں میں سے کچھ نہیں، بس ذلیل ورسوا کردینے والا عذاب ہے اور یہ عذاب تم کو اس لئے دیا گیا کہ تم دنیا میں تکبر ونافرمانی کرتے تھے، یعنی کفر اختیار کرکے سرکشی کرتے تھے۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ

اور آپ قوم عاد کے بھائی کا ذکر کیجئے

اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

جب کہ انہوں نے اپنی قوم کو جو کہ ایسے مقام پر بستے تھے کہ وہاں ریگ کے مستطیل خمدار تودے تھے اس پر ڈرایا کہ تم خدا کے سوا

مِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

کسی کی عبادت مت کرو اور ان سے پہلے اور ان سے پیچھے بہت سے ڈرانیوالے (پیغمبر اب تک) گذر چکے ہیں۔ مجھ کو تم پر ایک بڑے دن کے

عَظِيْمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ

عذاب کا اندیشہ ہے۔ وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس ارادہ سے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دو سو اگر تم سچے ہو تو

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ

جسکا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو اس کو ہم پر واقع کردو۔ انہوں نے فرمایا کہ پورا علم تو خدا ہی کو ہے اور مجھ کو تو جو پیغام دے کر

اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

بھیجا گیا ہے میں تم کو وہ پہنچا دیتا ہوں لیکن میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نری جہالت کی باتیں کرتے ہو

حضرت ہودؑ کا اپنی قوم کو ڈرانا

ان آیات میں ارشاد ہیکہ اے محمد ﷺ آپ قوم عاد کے بھائی حضرت ہود علیہ السلام کا کفار قریش سے ذکر کیجئے جب کہ حضرت ہودؑ نے اپنی قوم کو جو مقام احقاف میں رہتی تھی اسکو اللہ کے عذاب سے ڈرایا، حضرت ہودؑ سے پہلے اور بعد بہت سے رسول ڈرانے والے آئے اور سب نے وہی کہا جو حضرت ہود نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی مت کرو نہیں تو تم پر اللہ کا عذاب نازل کردیا جائے گا۔ اور مجھے تم پر ایک بڑے سخت دن یعنی قیامت کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ بس اگر اس سخت عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو کفر و شرک چھوڑ کر صرف اللہ کی بندگی اختیار کرو۔

یہ سن کر قوم کے لوگ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اسلئے آئے ہو کہ ہمیں ہمارے بڑوں کے طریقہ سے ہٹادو، یاد رکھو ہم اپنے بڑوں کا طریقہ ہرگز چھوڑنے والے نہیں، اور اگر تم سچے ہو جس عذاب سے ہمیں ڈرا رہے ہو اسکو ہم پر لے آؤ۔ حضرت ہودؑ نے فرمایا پورا علم تو اللہ ہی کو ہے کہ عذاب کب آئیگا بس مجھے تو جو پیغام دیکر بھیجا گیا ہے (یعنی توحید کی دعوت اور اس کو نہ ماننے پر عذاب الٰہی سے ڈرادینا) وہ پہنچا دیتا ہوں اس سے زیادہ کا نہ مجھے علم نہ اختیار۔ بس توحید اختیار نہ کرنا اور عذاب کا مطالبہ کرنا یہ تمہاری نادانی و جہالت ہے اس کی سزا تم جلد پاؤ گے۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ

سو ان لوگوں نے جب اس بادل کو اپنے وادیوں کے مقابل آتا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا

بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ

نہیں نہیں بلکہ یہ وہی ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ وہ ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے ہلاک کردیگی

اقوال و تحقیق! صاحب مظہری نے لکھا ہے کہ احقاف حقف کی جمع ہے اور حقف اس ریگستان کو کہتے ہیں جو مستطیل اور خم درخم ہو۔ ابن زید نے فرمایا حقف اس مستطیل ریگستان کو کہتے ہیں جو پہاڑی نما اونچا ہو لیکن پہاڑ کی حد تک نہ پہنچا ہو۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا احقاف کا مقام عمان اور مہرہ کے درمیان تھا۔ (حاصل مظہری)

محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ ☆

رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ

چنانچہ وہ ایسے ہو گئے کہ بجز اُن کے مکانات کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا - ہم مجرموں کو یوں ہی

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا

سزا دیا کرتے ہیں - اور ہم نے ان لوگوں کو ان باتوں میں قدرت دی تھی کہ تم کو ان باتوں میں قدرت نہیں دی اور

لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ

ہم نے ان کو کان اور آنکھ اور دل دیئے تھے - سو چونکہ وہ لوگ آیاتِ الٰہیہ کا انکار کرتے تھے اس لئے نہ

اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ

اُنکے کان اُن کے ذرا کام آئے اور نہ اُن کی آنکھیں اور نہ اُنکے دل اور جس کی وہ ہنسی کیا کرتے تھے

اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲٦﴾ ع

اُسی نے اُن کو آ گھیرا -

نافرمانوں پر آندھی کا عذاب

ان آیات میں فرمایا جارہا ہے کہ جب قوم عاد نے اپنے رسول حضرت ہودؑ کی بات نہ مانی اور حق قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وہ عذاب نازل فرمادیا جسکا یہ مطالبہ کررہے تھے۔

عذاب کے آنے کی صورت یہ بنی کہ ایک دن انھوں نے اپنی وادی کی طرف بادل آتے ہوئے دیکھے تو بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے اب خوب بارش ہوگی اور تمام خشک سالی ختم ہوجائے گی کیوں کہ دو سال سے ان کے یہاں بارش نہیں ہوئی تھی جس کی وجہ سے یہ بہت پریشان تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ برسنے والا بادل نہیں بلکہ یہ ہمارا وہی عذاب ہے جس کا تم مطالبہ کررہے تھے یہ ایک سخت قسم کی آندھی ہے جو ہمارے حکم سے ہر چیز کو تباہ کردے گی۔ چنانچہ یہ آندھی کا طوفان ان پر برابر سات دن چلتا رہا اور اس نے انسانوں، جانوروں اور درختوں وغیرہ سب کو ہلاک کرڈالا بس مکانوں کے کھنڈر بچے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں ہم مجرموں، نافرمانوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

بس اے لوگو! اللہ سے ڈرو، نہیں تو تم پر بھی ایسا ہی عذاب آسکتا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ قوم کمزور نہیں تھی بلکہ مال و دولت اور طاقت و قوت میں تم سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ بس انھوں نے اللہ کے دیئے ہوئے کان، آنکھ اور دل سے نہ حق سنا اور نہ دیکھا نہ سمجھا بلکہ الٹا اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑایا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب کی لپیٹ میں لے لیا۔ ☆☆☆☆

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور ہم نے تمہارے آس پاس کی اور بستیاں بھی غارت کی ہیں اور ہم نے بار بار اپنی نشانیاں بتلا دی تھیں تا کہ وہ باز آئیں۔

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا

سو خدا تعالیٰ کے سوا جن جن چیزوں کو انہوں نے خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ انہوں نے انکی مدد کیوں نہ کی۔

عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾

بلکہ وہ سب اُن سے غائب ہو گئے اور وہ محض ان کی تراشی ہوئی اور گھڑی ہوئی بات ہے۔

کفار مکہ کو تنبیہ ان آیات میں مکہ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ ہم تمہارے آس پاس کی بہت سی بستیاں تباہ کر چکے ہیں جیسے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، وغیرہ کی بستیاں ان کو ہلاک و تباہ کرنے کی وجہ بس صرف یہی تھی کہ ہم نے انہیں حق بات مختلف انداز سے سمجھائی مگر یہ نہ سمجھے اور کفر پر ہی جمے رہے بالآخران کو تباہ کردیا گیا۔ اور جن بتوں سے انھیں بڑی توقعات تھیں ان میں سے تباہی کے وقت کوئی بھی ان کے کام نہ آیا۔ بس معلوم ہوا کہ بتوں کو خدا جان کر ان سے امیدیں باندھنا سراسر دھوکہ تھا۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ

اور جب کہ ہم جنات کی ایک

نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ

جماعت کو آپ کی طرف لے آئے جو قرآن سننے لگے تھے۔ بغرض جب وہ قرآن کے پاس آپہنچے۔ کہنے لگے کہ خاموش رہو۔

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا

پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ لوگ اپنی قوم کے پاس خبر پہنچانے کے واسطے واپس گئے کہنے لگے کہ اے بھائیو ہم ایک

سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰؑ کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے،

يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ

حق اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے - اے بھائیو اللہ کی طرف بلانیوالے کا

اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ

کہنا مانو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالےٰ تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تم کو عذاب دردناک سے محفوظ

اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ

رکھے گا۔ اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا نہ مانے گا تو وہ زمین میں ہرا نہیں سکتا۔ اور

لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾

خدا کے سوا اس کا کوئی حامی بھی نہ ہوگا۔ ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

جنوں کا قرآن سن کر ایمان لانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جنوں کو کچھ آسمانی خبریں معلوم ہوجایا کرتی تھیں، جب آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی تو یہ سلسلہ بند ہوگیا اور شہاب ثاقب (شعلے) مار کر ان کو آسمانوں سے بھگایا جانے لگا۔ اس سے انہیں خیال ہوا کہ ضرور کوئی نیا واقعہ ہوا ہے جسکی وجہ سے آسمانی خبروں پر سخت پہرہ لگا دیا گیا ہے، اس کی معلومات وتحقیقات کے لئے جنوں کی مختلف جماعتیں پوری دنیا میں پھیل گئیں ان میں سے ایک جماعت "بطن نخلہ" کی طرف سے گذری، وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ نماز فجر ادا فرمارہے تھے، اللہ تعالیٰ نے جنوں کی اس جماعت کا رخ قرآن سننے کے لئے ادھر پھیر دیا، ان کو قرآن کی آواز بڑی دلکش لگی، اسکی ہیبت وعظمت انکے دلوں پر چھاگئی آپس میں کہنے لگے خاموش ہوجاؤ اور سکون کیساتھ اس مقدس کلام کو سنو، قرآن سنکر کہنے لگے بس یہی ہے وہ نئی بات جسکی وجہ سے ہمیں آسمانی خبرونکے سننے سے روکا جاتا ہے۔

بہر حال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھکر فارغ ہوئے تو یہ جن ایمان کی دولت لیکر واپس ہوئے اور اپنی قوم کو پورا قصہ سنایا۔ روایات میں ہیکہ یہ سات یا نو جن تھے۔ انکے آجانے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ علم نہ ہوا بعد میں ایک درخت نے آپکو اسکی اطلاع دی اور پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ جن نازل فرماکر تفصیلی طور پر آپ کو مطلع فرمایا۔ اسکے بعد جنوں میں دعوت وتبلیغ کا کام شروع ہوا اور پھر جنوں کی جماعتیں ایمان لانے اور دین سیکھنے کیلئے آپکی خدمت میں حاضر ہوتی رہیں۔

القصہ ان جنوں نے آکر اپنی قوم کو بتایا اے ہمارے بھائیو! ہم ایک ایسی کتاب سن کر آئے ہیں جو حضرت موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، حق اور سیدھے راستے کی رہبری کرتی ہے، بس اے ہمارے بھائیو! اللہ کی طرف بلانے والے (محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہنا مانو، اور اسپر ایمان لے آؤ، بس جو گناہ حالت کفر میں کرچکے ہو وہ سب اللہ تعالیٰ ایمان کی برکت سے معاف فرمادیگا اور تمکو دردناک عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو شخص اللہ کے رسول کا کہنا نہیں مانے گا وہ نہ تو اللہ کے عذاب سے خود کہیں بھاگ کر بچ سکتا ہے اور نہ کوئی دوسرا بچا سکتا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ

کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے میں تھکا نہیں

بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۳

تھکا وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ مردوں کو زندہ کرے کیوں نہ ہو بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ

اور جس روز وہ کافر لوگ دوزخ کے سامنے لائے جاوینگے (ان سے پوچھا جاوے گا) کیا یہ دوزخ امرِ واقعی نہیں ہے

قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۳۴

وہ کہیں گے کہ ہم کو اپنے پروردگار کی قسم ضرور امرِ واقعی ہے۔ ارشاد ہوگا تو اپنے کفر کے بدلہ میں اس کا عذاب چکھو۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ

تو آپ صبر کیجئے جیسے اور ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا۔ اور ان لوگوں کے لئے انتقام (الٰہی) کی جلدی

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ

نہ کیجئے۔ جس روز یہ لوگ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو گویا یہ لوگ دن بھر میں ایک گھڑی رہے

ع ۴ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۳۵

ہیں یہ پہنچا دینا ہے سو وہی برباد ہوں گے جو نافرمانی کریں گے۔

مرنیکے بعد دوبارہ زندہ ہونا یقینی ہے

ان آیات میں منکرین بعث سے کہا جارہا ہیکہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا وسیع آسمان و زمین بنایا ہے اور وہ اس سے ذرا بھی نہیں تھکا تو کیا اس کیلئے انسانوں کو دوبارہ زندہ کر دینا کچھ مشکل ہے؟ بالکل نہیں وہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

بہر حال جن لوگوں نے دنیا میں اس حقیقت کو نہ مانا اور آخر آخرت کی زندگی کا انکار ہی کرتے رہے تو انکو قیامت کے دن دوزخ کے پاس لا کھڑا کیا جائیگا اور ان سے کہا جائے گا کیا یہ وہی دوزخ ہے جس سے تم کو دنیا میں ڈرایا جاتا تھا؟ وہ اقرار کریں گے، ہاں یہ تو حقیقت میں وہی دوزخ ہے پھر انسے کہا جائیگا، اب تم اس دوزخ میں عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان منکرین وکافرین کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر ایسا ہی صبر کیجئے جیسا کہ آپ سے پہلے اولوالعزم رسولوں نے کیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، پانچ رسولوں کو اولوالعزم

کہا جاتا ہے، حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام اور نبی آخر الزماں محمد عربی ﷺ ۔

کافرین عذاب کے جلد آنے کا مطالبہ کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد عربی ﷺ سے فرمایا، آپ انپر عذاب جلد آنے کی دعا نہ کیجئے، عذاب تو ان پر آنا یقینی ہے بس وہ اپنے متعین وقت پر ہی آئیگا۔ اور جب قیامت میں یہ اس عذاب کو دیکھیں گے جس کا انسے وعدہ کیا جارہا ہے تو انکو یوں محسوس ہوگا کہ ہم دنیا میں صرف ایک گھڑی رہے ہیں (آخرت کی ہولناکی کی وجہ سے انکو دنیا کی زندگی بہت تھوڑی محسوس ہوگی)۔ اور جس عذاب کی ہم دنیا میں جلدی مچارہے تھے وہ اتنی جلدی آگیا۔

اخیر میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہمنے اپنے رسول محمد عربی ﷺ کے ذریعہ لوگوں کو دین کی بات پہنچادی ہے اور انکو اچھا برا سمجھادیا ہے، اب جو نہیں مانیں گے وہ تباہ و برباد ہونگے۔ ہماری طرف سے حجت تمام ہوچکی ہے، ہم کسی کو بے قصور سزا نہیں دیتے انھیں کو عذاب دیتے ہیں جو فاسق و فاجر اور نافرمان ہیں۔ ☆☆☆☆

الحمدللہ سورۃ احقاف کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سُورَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَثَلٰثُونَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ   بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں نازل ہوئی شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں اسمیں اڑتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ①

جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے رستہ سے روکا۔ خدا نے ان کے عمل کالعدم کردیئے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور وہ اس سب پر ایمان لائے جو محمدؐ پر نازل کیا گیا ہے

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ② ذٰلِكَ

اور وہ ان کے رب کے پاس سے امر واقعی ہے اللہ تعالےٰ ان کے گناہ ان پر سے اتار دے گا۔ اور انکی حالت درست رکھیگا

بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا

یہ اس وجہ سے ہے کہ کافر تو غلط رستہ پر چلے اور اہل ایمان صحیح رستہ پر چلے

الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③

جو ان کے رب کی طرف سے ہے اللہ تعالےٰ اسی طرح لوگوں کے لئے انکے حالات بیان فرماتے ہیں

کافرین کے نیک اعمال عنداللہ مقبول نہیں

ارشاد ہیکہ جو لوگ خود کافر ہوئے اور انھوں نے دوسرے لوگوں کو بھی اللہ کی راہ سے روکا، جیسا کہ رؤسائے کفار کی عادت تھی کہ اپنا جان و مال خرچ کر کے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ بس انکے اعمال ضائع ہو گئے یعنی جن اعمال کو وہ نیک سمجھ رہے ہیں جیسے غریبوں کو کھانا کھلانا، ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنا، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا وغیرہ، وہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں، آخرت میں انکے بدلہ کچھ نہیں ملے گا، بس ان اچھے کاموں کا بدلہ اللہ تعالیٰ انکو دنیا ہی میں دیدیتے ہیں راحت و سکون نصیب فرما کر۔ اور بعض اعمال تو الٹا اللہ کے غضب کا سبب ہوتے ہیں جیسے لوگوں کو اللہ کی راہ (دین اسلام) سے روکنے کیلئے جان و مال خرچ کرنا۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اعمال صالحہ کئے اور ان تمام باتوں پر ایمان لائے جو اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ پر نازل فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکے گناہ معاف فرمادیگا اور انکی حالت درست رکھے گا اسطرح کہ دنیا میں اعمال صالحہ کی توفیق بڑھتی جائیگی اور آخرت میں انکو عذاب سے نجات اور جنت میں داخلہ ملیگا۔

ان آیات میں جو کافرین کی بدحالی اور مؤمنین کی خوشحالی بیان کی گئی ہے، اسکی وجہ یہ ہیکہ کافرین تو غلط راستے پر چلے اور مؤمنین صحیح راستہ پر چلے جو انکے رب کی طرف سے آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس طرح سے کافرین و مؤمنین کے حالات و انجام بیان فرماتا ہے تاکہ لوگوں کو ہدایت حاصل کرنا آسان ہو۔ ☆☆☆

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا

سو تمہارا جب کفار سے مقابلہ ہو جائے تو ان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم ان کی خوب خونریزی کر چکو تو خوب مضبوط

الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ۟

باندھ لو۔ پھر اسکے بعد یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دینا اور یا معاوضہ لے کر چھوڑ دینا جب تک کہ لڑنے والے اپنے ہتھیار نہ رکھدیں

ذٰلِكَ ۛؕ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ

یہ حکم (جہاد کا جو مذکور ہوا) بجالانا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سے انتقام لے لیتا لیکن تاکہ تم میں ایک کا دوسرے کے ذریعہ

بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ④

سے امتحان کرے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں۔ اللہ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔

سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ⑤ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ⑥

اللہ تعالیٰ ان کو مقصود تک پہنچادے گا اور ان کی حالت درست رکھے گا اور انکو جنت میں داخل کرے گا۔ جسکی انکو پہچان کرادیگا

میدان جہاد میں جم جانے کا حکم

ان آیات میں ارشاد ہیکہ اے مسلمانو! جب کافروں سے تمہاری جنگ چھڑ جائے تو پھر تم پوری بہادری کے ساتھ مقابلہ کرو کیونکہ دنیا میں امن اسی وقت ہوگا جب شریر اور فسادی لوگوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔

بس جب تم خوب قتل کر چکو اور کافروں کا زور ٹوٹ جائے تو اب تم باقی ماندہ لوگوں کو قید کرلو، اور جب جنگ بالکل بند ہو جائے تو اب تمہیں دو باتوں کا اختیار ہے۔ اول یہ کہ ان قیدیوں سے کچھ معاوضہ لیکر چھوڑ دو۔ دوم، یہ کہ ان سے کچھ معاوضہ (مال و دولت) لئے بغیر ہی بطور احسان کے چھوڑ دیا جائے۔ اس صورت میں بہت ممکن ہے یہ غیر مسلم قیدی مسلمانوں کے پاس رہ کر اپنے اور تمہارے عادات و اخلاق اور معاملات کا مقابلہ کریں اور تمہارے قریب رہ کر انھیں اسلامی تعلیمات میں غور کرنے کا موقع ملے اور اس سے متاثر ہو کر یہ راہ ایمان اختیار کرلیں۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ اللہ تعالیٰ کافروں کو کسی اور طرح سے بھی ختم کر سکتا ہے مثلاً آسمانی عذاب بھیج کر قوم عاد و ثمود وغیرہ کی طرح ہلاک کر ڈالنا مگر جہاد کا حکم دیکر اللہ کو اپنے بندوں کا امتحان لینا ہے کہ دیکھیں کون ہمارے حکم پر اپنی جان و مال نچھاور کرتا ہے، اور کافرین میں سے کتنے لوگ ہیں جو اس مہلت کو پا کر ایمان قبول کرتے ہیں۔

اخیر میں ارشاد ہیکہ جو لوگ ہمارے حکم پر یعنی جہاد میں قتل ہو گئے وہ شہید ہوئے اور حقیقۃً یہی کامیاب ہوئے آخرت میں انکا انجام بہتر ہوگا اور جنت الفردوس کے اعلیٰ مقامات انکو عطا کئے جائیں گے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿٧﴾

اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کریگا - اور تمہارے قدم جما دے گا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿٨﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا

اور جو لوگ کافر ہیں اُن کے لئے تباہی ہے اور ان کے اعمال کو خدا تعالےٰ کالعدم کر دیگا یہ اس سبب سے ہوا کہ انہوں نے

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿٩﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

اللہ تعالےٰ کے اُتارے ہوئے احکام کو ناپسند کیا - سو اللہ تعالےٰ نے اُنکے اعمال کو اکارت کر دیا - کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور انہوں نے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ﴿١٠﴾

دیکھا نہیں کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا کہ خدا تعالےٰ نے اُن پر کیسی تباہی ڈالی - اور ان کافروں کیلئے بھی اسی قسم کے معاملات

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿١١﴾ ع ٥

ہونے کو ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کا کارساز ہے اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں -

اصل کامیابی اللہ و رسول کی فرمانبرداری میں ہے

ان آیات میں فرمایا جارہا ہے کہ اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے یعنی دین اسلام کو مانو گے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت و فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریگا اسطور پر کہ جہاد میں تمہیں ثابت قدم رکھے گا تمہارے قدم ڈگمگائیں گے نہیں اور نہ ہی حوصلہ پست ہوگا، بس تمہیں پوری پوری کامیابی ملے گی، اور اسکے برخلاف جو لوگ کافر ہیں اللہ تعالیٰ انکے اعمال کالعدم کردیگا اس وجہ سے کہ انھوں نے اللہ کے دین اور قرآن کی تعلیمات کو پسند نہیں کیا، بس اللہ نے انکے اعمال ضائع کردیئے یعنی انکے اچھے اعمال پر بھی آخرت میں کچھ بدلہ نہیں ملے گا۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ کافروں کو مخاطب کر کے فرمارہے ہیں، کیا ان نافرمانوں نے زمین پر چل پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کافروں کا کیا انجام ہوا، ان پر کیسی تباہی و بربادی اور شکست آئی۔ بس اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے کافروں تمہارے ساتھ بھی ایسے ہی معاملات ہونے والے ہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار مؤمنین کا یار و مددگار ہے، نافرمان کافروں کا نہیں۔

غزوہ احد میں ابوسفیان نے پکارا تھا "لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُم" یعنی ہمارے لئے عزیٰ بت مددگار ہے تمہارے لئے نہیں۔

یہ سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمنین سے فرمایا پکارو "اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَ لَا مَوْلٰی لَکُمْ" (یعنی اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا نہیں)۔☆

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَ
ایسے باغوں میں داخل کرے گا جنکے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو لوگ کافر ہیں وہ عیش کر رہے ہیں اور

يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝۱۲ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ
اس طرح کھاتے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور جہنم ان لوگوں کا ٹھکانہ ہے۔ اور بہت سی بستیاں ایسی تھیں

هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ
جو قوت میں آپ کی اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں جس کے رہنے والوں نے آپ کو گھر سے بے گھر کر دیا۔ ہم نے ان کو ہلاک کر دیا

لَهُمْ ۝۱۳ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ
سو انکا کوئی مددگار نہ ہوا۔ تو جو لوگ اپنے پروردگار کے واضح راستہ پر ہوں کیا وہ ان شخصوں کی طرح ہو سکتے ہیں جنکی بدعملی ان کو

وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾

مستحسن معلوم ہوتی ہو اور جو اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہوں

مؤمنین کو جنت میں اور کافرین کو دوزخ میں داخل کیا جائیگا

ان آیات میں فرمایا جارہاہیکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے انہیں جنت کے ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے باغات اور محلوں کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔

اور جو لوگ کافر ہیں وہ دنیا میں ضرور عیش کر رہے ہیں اور جانوروں کی طرح بے فکری سے کھارہے ہیں اس احسان عظیم کا شکر ادا کرنے کا انہیں ہوش ہی نہیں، بس انجام کاران کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا، جس میں یہ ہمیشہ پڑے رہیں گے۔

رسول اکرم ﷺ کی تسلی کیلئے فرمایا جارہاہے کہ ان اہل مکہ سے پہلے اور بہت سی بستیاں اور قومیں ایسی تھیں جو اہل مکہ سے (جنھوں نے آپکو مکہ شہر سے باہر نکالا ہے) زیادہ طاقت وقوت والی تھیں مگر ہمنے انکی غلط حرکتوں اور گھمنڈ کی وجہ سے ہلاک کرڈالا۔

بس اے مشرکین مکہ تم کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ تمہاری ان سنگین حرکتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہارا بھی صفایا کرسکتا ہے اور یادرکھو تمہارا کوئی حمایتی (شیاطین وبت وغیرہ) تم کو ہمارے عذاب سے نہیں بچاسکے گا۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ

جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اسکی کیفیت یہ ہے کہ

مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ

اسمیں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جسمیں ذرا تغیر نہیں ہوگا اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جنکا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا۔ اور

خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا

بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوگی اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی جو بالکل صاف ہوگا اور انکے لئے

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ

وہاں ہر قسم کے پھل ہونگے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہوگی۔ کیا ایسے لوگ ان جیسے ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں

وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

رہیں گے اور کھولتا ہوا پانی ان کو پینے کو دیا جاوے گا۔ سو وہ انکی انتڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیگا

جنت میں چار قسم کی نہریں ہونگی پچھلی آیات میں فرمایا گیا تھا کہ ہم مؤمنین کو ایسی جنت میں داخل کریں گے جسمیں نہریں بہتی ہونگی، اب اس آیت میں ان نہروں کی تفصیل ہیکہ وہ نہریں چار چیزوں کی ہونگی (۱) پانی کی (۲) دودھ کی (۳) شراب کی (۴) شہد کی۔

ارشاد ہیکہ ہمنے متقین و پرہیزگار مؤمنین سے جس جنت کا وعدہ فرمایا ہے اسمیں پانی کی ایسی نہریں ہونگی جسمیں ذرا بھی تغیر نہ ہوگا، یعنی نہ اسکے مزے میں کوئی فرق آیا ہوگا اور نہ ہی بو میں اور نہ ہی رنگ میں، وہ پانی نہایت صاف وشفاف اور ذائقہ دار ہوگا۔

اور بہت سی نہریں دودھ کی ہونگی جسکا ذائقہ ذرا بھی بدلہ ہوا نہ ہوگا یعنی جس طرح دنیا میں دودھ کچھ وقت کے بعد خراب ہو جاتا ہے ذائقہ وغیرہ میں فرق آجاتا ہے تو جنت کی نہروں کے دودھ میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں آئیگا۔

اور بہت سی نہریں شراب کی ہونگی وہ شراب نہایت لذیذ ومزے دار ہوگی اور اسکے پینے سے طبیعت میں کیف سرور پیدا ہوگا، نشہ نہیں آئیگا۔ مطلب یہ کہ جسطرح دنیا کی شراب کڑوی اور بدمزہ ہوتی ہے اور اسکے پینے سے نشہ آتا ہے جنت کی شراب ان تمام عیوب سے پاک وصاف ہوگی۔

اور بہت سی نہریں شہد کی ہونگی جو بالکل صاف ہوگا یعنی جسطرح دنیا کے شہد میں موم وغیرہ ملا رہتا ہے جنت کا شہد اسطرح کی تمام چیزوں سے بالکل پاک وصاف ہوگا۔ ترمذی شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں پانی، دودھ، شراب اور شہد کا دریا ہے اور ہر ایک دریا سے بہت سی نہریں نکالی گئی ہیں۔

اور ان متقین کیلئے جنت میں ہر قسم کے پھل ہونگے اور انکو جنت میں داخل ہونے سے پہلے ایک اہم خوشخبری یہ سنادی جائیگی کہ اللہ نے تمہارے تمام گناہوں اور غلطیوں کو معاف فرمادیا ہے، تمہارا رب اب تمسے پورے طور پر راضی وخوش ہے، تم جنت میں جاکر بے فکری سے رہو اور وہاں کی تمام نعمتوں کے خوب مزے لو۔

اس آیت کے اخیر میں ارشاد ہیکہ کیا یہ جنتی لوگ ان لوگوں جیسے ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ کیلئے جہنم میں ڈالدیئے جائیں گے اور انکو ایسا کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا جو انکی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے پاخانہ کے راستہ سے باہر نکال دیگا۔

حاصل یہ کہ جنتی و دوزخی برابر نہیں ہوسکتے ایک رحمت الٰہی کے مزے لوٹ رہا ہے اور دوسرا عذاب الٰہی میں مبتلا ہے۔ ☆

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ

اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ وہ آپکی طرف

حَتّٰىٓ اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۟

کان لگاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ آپ کے پاس سے باہر جاتے ہیں تو دوسرے اہل علم سے کہتے ہیں کہ حضرت نے ابھی کیا بات

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِينَ

فرمائی تھی یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مُہر کردی ہے اور یہ اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں اور جو لوگ

اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا

راہ پر ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور ان کو اُن کے تقویٰ کی توفیق دیتا ہے۔ سو یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں

السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ﴿۱۸﴾

کہ وہ ان پر دفعۃً آپڑے سو اس کی علامتیں تو آچکی ہیں۔ تو جب قیامت ان کے سامنے آکھڑی ہوئی اس وقت ان کو سمجھنا کہاں میسر ہوگا۔

واقعہ شان نزول

ابن جریج نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مؤمن اور منافق سب ہی جمع ہوتے تھے آپ کچھ فرماتے تھے، مؤمنین اسکو (پورے دھیان اور توجہ) سے سنتے تھے اور یاد رکھتے تھے۔ اور منافقین (بے توجہی اور لاپرواہی) سے سنتے تھے اور یاد نہیں رکھتے تھے، اور جب مجلس سے اٹھ کر باہر آتے تو منافقین مؤمنین سے پوچھتے رسول اللہ ﷺ نے ابھی کیا فرمایا ہے؟ اسپر یہ آیت "وَمِنْهُمْ" الآیۃ نازل ہوئی، جسمیں فرمایا گیا ہے کہ آپکی مجلس میں شرکت کرنے والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں یعنی منافقین جو آپکی بات سنتے ہیں اور جب مجلس سے باہر آتے ہیں تو اہل علم یعنی مؤمنین (صحابہ کرامؓ) سے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ابھی کیا فرمایا تھا انکا یہ کہنا بطور استہزاء و مذاق کے ہوتا تھا کہ ہم (نعوذ باللہ) حضور ﷺ کے کلام کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ اسکو سنکر یاد رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکے دلوں پر ہمنے چھاپ لگادی ہے یعنی ایمان قبول کرنے سے محروم ہیں کیونکہ یہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں اور جولوگ راہ ہدایت پر ہیں یعنی اللہ و رسول کے فرمان کے مطابق زندگی گذارتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انکو اور زیادہ ہدایت دیتے ہیں یعنی انکا ایمان اور زیادہ مضبوط و پختہ ہوجاتا ہے۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ جب یہ منافق لوگ قرآن اور فرمان رسول سنکر بھی ایمان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تو معلوم ہوتا ہے یہ قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ ان پر ایکدم آجائے، قیامت کی بہت سی نشانیاں تو انکے سامنے ہی آچکی ہیں جیسے چاند کے دوٹکڑے ہوجانا وغیرہ۔ اور جب قیامت انکے سامنے آکھڑی ہوگی تو اسوقت اسکا موقع کہاں رہیگا کہ کچھ سوچا سمجھا جائے یعنی نصیحت حاصل کرنا، توبہ کرنا، ایمان قبول کرنا، قیامت کے ہولناک واقعات کی وجہ سے ناممکن ہوگا اور بفرض محال اسوقت اگر ایمان قبول کر بھی لیا تو بے فائدہ ہوگا کیونکہ قیامت کے وقت کا ایمان قابل قبول نہیں۔☆

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

تو آپ اس کا یقین رکھئے کہ بجز اللہ کے اور کوئی قابل عبادت نہیں۔ اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہئے

وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿١٩﴾ ع

اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے بھی اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی خبر رکھتا ہے۔

کچھ سوالوں کے جواب اس آیت پاک میں جناب رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ آپ اسکا اکمل طریقہ پر یقین رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

سوال! اسپر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس بات کا علم و یقین تو حضور ﷺ کو پہلے سے تھا؟

جواب! مفسرینؒ نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ علم تو یقیناً آپ کو پہلے سے تھا مگر یہاں خاص طور پر مخاطب فرما کر یہ تعلیم کرنا مقصود ہیکہ اسکے تمام اصول و فروع پر ثابت قدم رہئے اور اسکے مقتضیات پر عمل پیرا رہئے۔

اس آیت میں ایک بات آپ ﷺ سے یہ بھی فرمائی گئی کہ استغفار کرتے رہئے۔

سوال! اسپر یہ سوال ہوتا ہیکہ نبی کریم ﷺ تو معصوم تھے پھر استغفار کرنے کا کیا مطلب؟

جواب! اسکا مفسرینؒ نے یہ جواب دیا ہیکہ انبیاء علیہم السلام سے کسی افضل عمل کا ترک بھی ایک طرح سے گناہ تصور کیا جاتا ہے، اسلئے اسپر استغفار کو فرمایا گیا ہے، اور کچھ مفسرینؒ نے فرمایا کہ خطاء اجتہادی پر استغفار کرنے کیلئے فرمایا گیا ہے، اگرچہ خطاء اجتہادی پر بھی ایک اجر ملتا ہے۔

حدیث پاک میں ہیکہ رسول اللہ ﷺ ایک دن میں سو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے، اسپر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ، آپ استغفار کیوں کرتے ہیں آپ تو بخشے بخشائے ہیں، آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا میں اپنے رب کا قرب حاصل نہ کروں...... اس سے معلوم ہوا استغفار کرنے سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے، اسی قرب کو حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو استغفار کرنے کیلئے فرمایا ہے (واللہ اعلم)۔

اس آیت کے اخیر میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا گیا کہ آپ مؤمنین و مؤمنات کیلئے بھی مغفرت کی دعا کرتے رہئے۔ اور یہ بھی یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی مکمل خبر رکھتا ہے یعنی تمہارے تمام اعمال و احوال سے پورے طور پر باخبر ہے۔

ایک عظیم فائدہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لا الٰہ الا اللہ" اور استغفار خوب پڑھا کرو کیونکہ ابلیس لعین کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں میں مبتلا کر کے ہلاک کیا، تو انھوں نے مجھے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ پڑھ کر ہلاک کر دیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے انکو ایسے خیالات باطلہ کے پیچھے لگا دیا جنکو وہ نیکی سمجھ کر کرتے ہیں، جیسے تمام بدعتیں کہ انکو لوگ نیکی سمجھ کر کرتے ہیں اسی لئے بدعتوں سے توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ

اور جو لوگ --- ایمان والے ہیں وہ کہتے رہتے ہیں کہ کوئی نئی سورت کیوں نہ نازل ہوئی سو جس وقت کوئی صاف صاف مضمون کی

فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ

سورت نازل ہوتی ہے اور (اتفاق سے) اسمیں جہاد کا بھی ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں بیماری (نفاق) ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ

الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ ۚ

وہ آپکی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو ۔ سو اصل یہ ہے کہ عنقریب ان کی کمبختی آنیوالی ہے۔ انکی اطاعت

فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

اور بات چیت معلوم ہے۔ پس جب سارا کام تیار ہی ہوجاتا ہے تو اگر یہ لوگ اللہ سے سچے رہتے تو انکے لئے بہت ہی بہتر ہوتا

إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ أُولَٰئِكَ

سو اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم دنیا میں فساد مچادو۔ اور آپس میں قطع قرابت کردو۔ یہ وہ لوگ

الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دور کردیا پھر ان کو بہرا کردیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا۔

جہاد سے خوفزدہ ہونا مؤمن کی شان نہیں

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ مکہ کے کافروں کی تکلیفوں سے پریشان و عاجز ہوکر مسلمانوں نے آرزو کرنا شروع کی اے کاش جہاد کا حکم آجائے تو ہمسے جو ہوسکے گا ضرور کریں گے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم نازل فرمادیا تو منافق اور کچے ایمان والے اس سے گھبرا گئے اور خوفزدہ و بزدلانہ آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کو دیکھنے لگے گویا کہہ رہے تھے ہمیں جہاد سے معاف رکھا جائے۔

اس کو اس آیت میں فرمایا گیا ہیکہ جو لوگ ایمان والے تھے وہ کہتے رہتے تھے کہ کوئی ایسی نئی سورت کیوں نازل نہیں ہوتی ہے جسمیں جہاد کا حکم ہو اور جب ایسی سورت جسمیں جہاد کا حکم ہے نازل ہوگئی تو جن لوگوں کے دلوں میں نفاق تھا وہ آپکو اسطرح دیکھنے لگے جیسے وہ شخص دیکھتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں، بس اب عنقریب ہی ان کی کمبختی آنے والی ہے چاہے دنیا ہی میں آجائے نہیں تو آخرت میں ضرور آئیگی۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ انکے لئے تو بہتر یہ تھا کہ اللہ و رسول کی اطاعت کرتے، جہاد کیلئے اطمینان بخش بات کرتے اور جہاد میں جانے کے وقت ثابت قدم رہتے اور مردانگی کے ساتھ جم کر جہاد کرتے۔

اور ظاہر ہیکہ اگر تم جہاد سے اعراض کروگے تو دنیا میں امن و انصاف قائم نہیں ہوسکے گا۔

تنبیہ! اس سے معلوم ہوا کہ جہاد (اسلامی جنگ) کا مقصد فساد کر ختم کرکے امن و سلامتی اور انصاف کو قائم کرنا ہے۔

ان آیات کے اخیر میں ان بزدل منافقوں کے متعلق فرمایا جارہا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور پھر ان کو بہرہ اور اندھا کر دیا ہے جس سے انکو حق سنائی اور دکھائی نہیں دیتا۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ

تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں

الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم

کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں ۔ جو لوگ پشت پھیر کر ہٹ گئے

مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٥﴾

بعد اسکے کہ سیدھا رستہ ان کو صاف معلوم ہوگیا شیطان نے ان کو چکمہ دیا ہے اور ان کو دُور دُور کی سوجھائی ہے ۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ

یہ اس سبب سے ہوا کہ ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے جو کہ خدا کے اُتارے ہوئے احکام کو ناپسند کرتے ہیں یہ کہا کہ بعض باتوں میں ہم تمہارا

الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ

کہنا مان لیں گے اور اللہ تعالیٰ اُن کے خفیہ باتیں کرنے کو خوب جانتا ہے ۔ سو ان کا کیا حال ہوگا جب کہ فرشتے اُنکی جان قبض کرتے ہونگے ۔

وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا

اور ان کے مونہوں پر اور پشتوں پر مارتے جاتے ہونگے ۔ یہ اس سبب سے کہ جو طریقہ خدا کی ناراضی کا موجب تھا یہ اسی پر چلے اور اسکی رضا

رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ ع ۳ / ۷

سے نفرت کیا کئے ۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان کے سب اعمال کالعدم کر دیئے ۔

منافقین کا جہاد سے اعراض کرنا

ارشاد ہیکہ منافقین جو جہاد سے اعراض کر رہے ہیں تو کیا یہ قرآن کریم میں غور خوض نہیں کرتے، حالانکہ قرآن کریم میں جہاد کے وجوب کو بیان کر دیا گیا ہے اور اسکے دنیوی واخروی فائدے بھی بیان کر دیئے گئے ہیں دراصل انکی شرارتوں کی وجہ سے انکے دلوں پر تالے لگا دیئے گئے ہیں جسکی وجہ سے نصیحت اثر انداز نہیں ہوتی۔

اور ان منافقین کا یہ حال ہیکہ باوجودیکہ اسلام کی سچائی اور حقانیت ان پر واضح ہو چکی ہے مگر وقت آنے پر یہ اپنے قول وقرار سے پھر جاتے ہیں، جہاں جہاد کا وقت آیا تو یہ اپنے کہے سے ایکدم پھر جاتے ہیں اور جہاد میں نہیں جاتے کیونکہ شیطان نے انکے دل میں یہ بات ڈال رکھی ہے کہ اگر جہاد میں جاؤ گے تو جلدی مرجاؤ گے اور گھر پر ہی رہو گے

توزیادہ سالوں تک زندہ رہو گے، اور شیطان کا قابو ان پر اسوجہ سے چلا کہ یہ سچے دل سے ایمان نہیں لائے تھے بلکہ یہودیوں سے یہ معاہدہ کرلیا تھا کہ ظاہر میں ہم مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور حقیقت میں تمہارے ساتھ ہیں، اور ہم مسلمانوں کے ساتھ ہو کر تم سے نہیں لڑیں گے بلکہ اگر موقع ملا تو ہم لڑائی میں تمہاری مدد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم ان منافقین کی خفیہ باتوں کو خوب جانتے ہیں۔

ان آیات کے اخیر میں ارشاد ہیکہ ان منافقین کا اس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے انکی روح قبض کرنے آئیں گے اور انکے منہ اور پیٹھ پر ضرب لگارہے ہونگے اور یہ سزا انکو اسلئے دی جائیگی کہ یہ وہی طریقہ اختیار کرتے تھے جو اللہ کی ناراضگی کا ہوتا تھا اور ہر اس طریقہ سے نفرت کرتے تھے جو اللہ کی رضا کا ہوتا تھا بس انکی سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انکے تمام نیک اعمال بیکار کردیئے ان پر آخرت میں کوئی صلہ نہیں ملے گا۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

جن لوگوں کے دل میں مرض ہے کیا یہ

أَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ أَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَأَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ

لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی ان کی دلی عداوتوں کو ظاہر نہ کرے گا۔ اور ہم اگر چاہتے تو آپ کو ان کا پورا پتہ بتا دیتے سو آپ انکو

بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾

حلیہ سے پہچان لیتے اور آپ ان کو طرزِ کلام سے ضرور پہچان لیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال کو جانتا ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا أَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾

اور ہم ضرور تم سب کے اعمال کی آزمائش کرینگے تا کہ ہم ان لوگوں کو معلوم کرلیں جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں اور جو ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تمہاری حالتوں کی جانچ کرلیں

بدباطن منافق

ان آیات میں ارشاد ہیکہ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق ہے اور وہ اسکو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں کیا وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکی دلی عداوتوں کو جو مسلمانوں کی طرف سے وہ اپنے دلوں میں رکھتے تھے ظاہر نہیں فرمائیگا جبکہ حقیقت یہ ہیکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس بات کو اس سے پہلی آیات میں واضح طور پر فرمایا بھی جاچکا ہیکہ ہم ان منافقین کی خفیہ باتوں سے خوب واقف ہیں۔

یہاں مزید فرمارہے ہیں کہ اے محمد (ﷺ) اگر ہم چاہتے تو آپ کو انکا پورا پتہ بتلا دیتے اور آپ انکو انکے حلیہ سے پہچان لیتے مگر کسی مصلحت سے نہیں بتایا، ہاں انکے طرزِ گفتگو سے آپ انکو اب بھی پہچان لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو نورِ فراست سے سچ اور جھوٹ کی پہچان دی تھی۔

اسکے بعد مؤمنین و منافقین سبکو مخاطب کرکے بطور ترغیب و ترہیب کے فرمایا گیا کہ ہم تم سب کے اعمال کو جانتے ہیں، بس مؤمنین کو انکے اخلاص پر جزا اور منافقین کو انکے نفاق پر سزا دیں گے۔

اخیر میں ارشاد ہیکہ ہم جہاد جیسے سخت اعمال کا حکم دیکر تم سب کی ضرور آزمائش کریں گے تاکہ ہم ظاہری طور پر بھی ان لوگوں کا پتہ لگالیں جو جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستے سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اسکے

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾

کہ انکو رستہ نظر آچکا تھا - یہ لوگ اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور اللہ تعالےٰ ان کی کوششوں کو مٹا دیگا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور دکفار کی طرح اللہ اور رسول کی مخالفت کرکے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ

اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستہ سے روکا پھر وہ کافر ہی رہ کر مرگئے

فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾

خدا تعالےٰ ان کو کبھی نہ بخشے گا

اللہ تعالیٰ مخالفین اسلام کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیگا

ان آیات میں ارشاد ہے کہ جن لوگوں نے دین اسلام کا انکار کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی دین اسلام سے روکا، اور ہدایت وسچائی اور سیدھی راہ سامنے آجانے کے بعد بھی انھوں نے رسول اللہ علیہ السلام کی مخالفت کی، بس یہ لوگ اپنی حرکتوں سے اللہ کے دین کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، اللہ کی ذات وہ زبردست قدرت والی ہے کہ انکے تمام منصوبے فیل کردیگی اور انکی تمام کوششیں خاک میں ملا دیگی۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ اے ایمان والو! اللہ ورسول کے حکم پر چلو، اور اللہ ورسول کی مخالفت کرکے اپنے اعمال کو برباد مت کرو، یعنی جہاد یا کوئی بھی عبادت اسی وقت مقبول ہے جب وہ اللہ ورسول کے حکم کے مطابق ہو اور اگر وہ صرف اپنی خواہش نفس پر کی جارہی ہے تو وہ عبادت ومحنت ضائع اور برباد ہے۔

ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا، منکرین وکافرین کی اللہ کے یہاں قطعاً بخشش ومغفرت نہیں اور خاص طور پر انکی جو خود راہ ہدایت (دین اسلام) سے رکے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں اور اسی حالت میں انکا انتقال ہوجاتا ہے۔ ☆☆☆

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ ۖ
سو تم ہمت مت ہارو اور صلح کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ إِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۚ
اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال میں ہرگز کمی نہ کریگا دنیوی زندگی تو محض ایک لہو ولعب ہے

وَإِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ أُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْئَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾
اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو۔ تو اللہ تم کو تمہارے اجر عطا کرے گا۔ اور تم سے تمہارے مال طلب نہ کرے گا۔

إِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰٓأَنْتُمْ
اگر تم سے تمہارے مال طلب کرے پھر انتہا درجہ تک تم سے طلب کرتا رہے تو تم بخل کرنے لگو اور اللہ تمہاری ناگواری ظاہر کردے۔

هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَ
ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے سو بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں اور

مَنْ يَّبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۗ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ
جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ خود اپنے سے بخل کرتا ہے ۔ اور اللہ تو کسی کا محتاج نہیں۔ اور تم سب محتاج ہو۔

وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا أَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ ع ۴ / ۸
اور اگر تم روگردانی کروگے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کردے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

مسلمانوں کو ہدایت

ان آیات میں مسلمانوں کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ تم کافروں سے مقابلہ میں سستی وکم ہمتی کا مظاہرہ مت کرو اور نہ ہی جنگ کی سختیوں سے گھبرا کر صلح کی بات کرو، ورنہ دشمن بلند حوصلہ ہو کر تمہیں دباتے چلے جائیں گے اور اسلام کو مغلوب ہونا پڑیگا۔ ہاں اگر کسی وقت اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی وکامیابی صلح میں نظر آئے تو ایسے وقت میں صلح کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ اگر تم صبر واستقلال سے کام لوگے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر ثابت قدم رہو گے تو اللہ کی مدد ونصرت تمہارے ساتھ ہے وہ تم کو آخر کار غالب وکامیاب کریگا اور کسی حالت میں تمکو نقصان اور گھاٹے میں نہ رہنے دیگا، دنیا وآخرت میں پورا پورا بدلہ دیگا۔

ارشاد ہیکہ دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے آخرت کے مقابلہ میں۔ اصل چیز اللہ پر ایمان ویقین لانا اور پرہیز گاری کی زندگی بسر کرنا ہے، اگر تم ایسا کروگے تو تمکو اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ عطا فرمائیگا۔

اور اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا مال طلب نہیں کریگا، اسپر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن ہی میں بہت سی جگہ صدقہ وزکوٰۃ طلب کرنے کا حکم ہے، اس تعارض کا جواب بعض مفسرینؒ نے یہ دیا ہیکہ یہاں مال اپنی ذات سے طلب کرنے سے منع کیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو مال تم سے طلب کرتے ہیں وہ اپنے فائدہ کے لیے نہیں بلکہ اسمیں تمہارا ہی دینی ودنیوی فائدہ ہے۔

اور بعض مفسرینؒ نے فرمایا اسکا مطلب یہ ہیکہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا پورا مال طلب نہیں فرماتے بلکہ چالیسواں حصہ۔ چنانچہ اس سے اگلی آیت میں اسی بات کو واضح کرکے فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا پورا مال طلب کرتا تو تم بخل کرنے لگتے اور اس حکم کی تعمیل تمہیں ناگوار ہوتی یہاں تک کہ مال دیتے وقت تمہاری یہ ناگواری ظاہر ہوجاتی۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ اللہ تعالیٰ تمکو فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی دعوت دیتا ہے کہ اپنے مال میں سے چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کرو مگر اس میں بھی بہت سے لوگ بخل کرتے ہیں، یاد رکھو جو شخص اسمیں بخل کریگا وہ اپنے ہی لئے بخل کررہا ہے، یعنی اسمیں اسکا اپنا نقصان ہے کہ اس عمل پر آخرت میں جو اجر ملنے والا تھا اس سے محروم رہا اور نہ دیگر نافرمانی کی وجہ سے سزا کا مستحق ہوا۔

سنو! اللہ تو محتاج نہیں ضرورت مند نہیں بلکہ غنی و مستغنی ہے، محتاج اور ضرورتمند تو تم ہو کیونکہ تمہیں آخرت میں نیکیوں کی سخت ضرورت پڑیگی۔ اور یہ بھی یاد رکھو اگر تم اللہ تعالیٰ کی بات نہیں مانوگے، نافرمانی کروگے تو تمہارے بدلہ دوسری ایسی قوم پیدا کردیں گے جو تمہاری طرح نافرمان نہ ہوگی بلکہ مطیع وفرمانبردار ہوگی۔

(الحمدللہ سورۂ محمد (ﷺ) مکمل ہوئی)

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّ اَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ فتح مدینہ میں نازل ہوئی اسمیں　شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں　اُنتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ

بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی　تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے

وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲﴾ وَّ

اور آپ پر اپنے احسانات کی تکمیل کردے　اور آپ کو سیدھے رستہ پر　لے چلے　اور

يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾

اللہ آپ کو ایسا غلبہ دے جس میں عزت ہی عزت ہو

سورۂ فتح کا شانِ نزول یہ پوری سورۃ مکہ ومدینہ کے درمیان صلح حدیبیہ کے بعد مدینہ منورہ واپس آتے وقت نازل ہوئی اسمیں فرمایا گیاہیکہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمنے آپکو کھلی فتح وکامیابی دی، اس فتح سے مرادِ صلح حدیبیہ ہے۔ صلح حدیبیہ کو کھلی فتح کہنے کی وجہ یہ ہیکہ یہ صلح فتح وکامیابی کی تمہید اور ذریعہ بنی اور یہی صلح فتح مکہ کا سبب بنی۔ اسکے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کے دوسرے مقامات کی طرف توجہ کا موقع ملا، اور آپنے مختلف مقامات کو فتح کیا اور پھر کثیر تعداد میں لوگوں نے ایمان قبول کیا۔

اسلامی جہاد کا مقصد اسلامی جہاد کا مقصد لوگوں کو شرک وبت پرستی سے ہٹا کر خالص اللہ جل شانہ کی بندگی کرانا ہے، یہ مقصد فتح مکہ سے بڑی حد تک حاصل ہوا، کیونکہ عرب کے تمام قبیلے اس بات کے منتظر تھے کہ اگر محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی قوم پر فتح وغلبہ حاصل کرلیا تو ہم بھی مسلمان ہوجائیں گے۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد عرب کے قبیلے کے قبیلے اسلام میں داخل ہوگئے۔

جیسے دنیوی بادشاہ فاتح جنرل کو خصوصی اعزاز سے نوازتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فتح مبین پر چار انعامات سے سرفراز فرمایا۔

(۱) آپ کی تمام اگلی پچھلی خطائیں (جو آپ کے بلند مرتبہ کے لحاظ سے خطا سمجھی جائے وہ) بالکل معاف کردی گئیں۔

(۲) جو ظاہری وباطنی، جسمانی وروحانی انعامات واحسانات ابتک آپ پر ہوچکے ہیں، جیسے نبوت دی، قرآن دیا، اور بہت سے علوم دیئے، اعمال پر بے حد وحساب اجر وثواب عطا فرمایا وغیرہ، انکی تکمیل کی جائیگی۔

(۳) اللہ تعالیٰ آپکو سیدھی راہ پر لے چلے اگرچہ آپ کا صراط مستقیم پر چلنا پہلے سے یقینی ہے مگر اس میں کفار طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کرتے تھے، وہ اب نہیں ہونگی۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی ایسی مدد ونصرت آئیگی جسے کوئی نہ روک سکے گا، فتح وکامیابی ہر وقت آپکے ساتھ ہوگی اور آپکا ایسا غلبہ ہوگا کہ آپکو کسی سے دبنا نہیں پڑیگا۔ چنانچہ پورے عرب پر آپکا تسلط ہوگیا۔ ☆☆☆

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ

وہ خدا ایسا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل

الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

پیدا کیا ہے۔ تاکہ ان کے پہلے ایمان کے ساتھ ان کا ایمان اور زیادہ ہو۔ اور آسمان وزمین کا سب لشکر

وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۴ لِّیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالےٰ (مصلحتوں کا) بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ یُكَفِّرَ عَنْهُمْ
ایسی بہشت میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جن میں ہمیشہ کو رہیں گے اور تاکہ ان کے گناہ

سَیِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۵﴾ وَّ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ
دُور کردے اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔ اور تاکہ اللہ تعالٰے منافق مردوں

وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ
اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے جو کہ اللہ کے ساتھ بُرے بُرے گمان رکھتے ہیں

عَلَیْهِمْ دَآىٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ
ان پر بُرا وقت پڑنے والا ہے۔ اور (آخرت میں) اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوگا۔ اور انکو رحمت سے دُور کردیگا اور انکے لئے

جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۶﴾ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ
اُسنے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ اور آسمان وزمین کا سب لشکر اللہ ہی کا ہے ، اور

اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴿۷﴾
اللہ تعالٰے زبردست حکمت والا ہے۔

اطاعت رسول سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے

ارشاد ہیکہ اللہ کی ذات وہ باکمال ہے جس نے مؤمنین کے قلوب پر اطمینان وتحمل نازل فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے اسکا مظاہرہ مقام حدیبیہ میں دو جگہ کیا اول اسوقت جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ایک درخت کے نیچے جمع فرما کر جہاد پر بیعت لی اور دوسرے اسوقت جبکہ کافروں کے ساتھ صلح نامہ لکھا جا رہا تھا جو بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھا مگر صحابہ کرامؓ نے اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی۔ اسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انکے ایمان میں اضافہ فرما دیا۔ بس واضح ہوا کہ اطاعت رسول ذریعہ ہے نورِ ایمان میں اضافہ کا۔

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے تمہارے لئے کس وقت جہاد کا حکم دینا بہتر ہے اور کسوقت جہاد سے رکنا اور صلح کرنا بہتر ہے۔ بس تمہیں جب جہاد کا حکم دیا جائے تو ڈٹ جانا اور کفار کی کثرت دیکھ کر ہمت مت ہارنا کیونکہ آسمان وزمین کے لشکروں کا مالک اللہ ہی ہے وہ تمہارا چھوٹا لشکر ہونے کے باوجود اپنے غیبی لشکروں سے تمہاری مدد کرسکتا ہے جیسا کہ جنگ بدر، جنگ احزاب اور جنگ حنین وغیرہ میں کیا۔

واقعہ شان نزول

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جب آیت ''اِنَّا فَتَحْنَا الآیۃ۔ پڑھکر سنائی تو صحابہ کرام نے آپکو مبارکباد دی اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو آپکے لئے ہے ہمارے لئے کیا ہے، اس پر یہ

آسان تفسیر

آیتیں ' ھُوَ الَّذِیْ ' الخ نازل ہوئیں یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اطمینان وتحمل اتار کر تمہارے ایمان میں اضافہ فرمایا ہے اور اعزاز واکرام کے ساتھ تم کو جنت میں داخل کرنیکا وعدہ فرمالیا ہے، اور تمہاری برائیوں اور کمزوریوں کو معاف فرمادیا ہے۔ اور یاد رکھو اللہ کے نزدیک یہی اصل کامیابی ہے۔

منافقین کے متعلق ارشاد ہے کہ ان منافقوں نے اللہ کے ساتھ بدگمانی کی بس اللہ تعالیٰ انکے کفر اور برے گمان رکھنے کی وجہ سے عذاب دیگا۔

برے گمان رکھنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنکو عمرہ کے لئے حدیبیہ چلنے کی دعوت دی گئی تھی مگر انھوں نے انکار کردیا اور آپس میں کہنے لگے مسلمان ہمیں اہل مکہ سے لڑوانا چاہتے ہیں، بس تم انھیں کوجانے دو یہ انکے ہاتھوں سے بچ کر نہیں آئیں گے۔ ایسا کہنے والے یقیناً منافق ہی ہوسکتے ہیں اور اپنے مفہوم کے اعتبار سے اسمیں تمام کافر شامل ہیں، ان سب کیلئے وعید ہیکہ دنیا ہی میں انکے اوپر برا وقت آنے والا ہے چنانچہ کچھ ہی دن بعد یہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل بھی ہوئے اور قید بھی اور منافقوں کی ساری عمر حسرت وپریشانی میں کٹی کیونکہ اسلام کو ترقی ہوتی گئی۔ اور یہ اس ترقی سے حسد کرکے اندر ہی اندر گھٹتے رہے۔ اور آخرت میں انکے لئے یہ سزا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوگا اور ان پر اللہ کی پھٹکار ہوگی، اللہ نے انکے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے، انکو اسمیں پھینک دیا جائیگا جو کہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

اخیر میں ارشاد ہیکہ یاد رکھو آسمان وزمین کے تمام لشکر اللہ ہی کے لئے ہیں اگر وہ چاہتا تو ان لشکروں کے ذریعہ سب منافقین وکافرین کو ایک دم پیس دیتا اور ان سب کا دنیا سے صفایا ہوجاتا مگر وہ حکمت والا ہے اسلئے اپنی حکمت ومصلحت کے پیش نظر سزا میں ڈھیل دیتا ہے۔ ☆☆☆

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٨﴾

ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا کرکے بھیجا ہے۔

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ

تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اسکی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔ اور صبح وشام اس کی تسبیح میں

اَصِيْلًا ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ

لگے رہو۔ جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ (واقع میں) اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ انکے

اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا

ہاتھوں پر ہے۔ پھر (بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑیگا سو اسکے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑیگا۔ اور جو شخص اس بات کو

عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٠﴾ ع۱۰

پورا کریگا جس پر (بیعت میں) خدا سے عہد کیا ہے سو عنقریب خدا اس کو بڑا اجر دیگا۔

تفسیر ان آیات میں ارشاد ہیکہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمنے آپکو گواہی دینے والا بنا کر بھیجا ہے، چنانچہ آپ قیامت کے دن اپنی امت کے اعمال کے متعلق گواہی دینگے اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کے متعلق بھی گواہی دینگے کہ انھوں نے اللہ کا پیغام اپنی اپنی امتوں کو پہنچا دیا تھا۔

اور ہمنے آپکو خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا، چنانچہ آپ ایمان لانے والوں کو جنت کی خوشخبری دینے والے اور کافروں کو جہنم کے عذاب سے ڈرانے والے تھے۔

بس اے لوگو! تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ، اور اللہ کے بھیجے ہوئے دین اسلام کی مدد و نصرت کرو اور اللہ کی تعظیم کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔

اسکے بعد اس بیعت کا ذکر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں صحابہ کرامؓ کو ایک درخت کے نیچے جمع فرما کر لی تھی، کہ آخر وقت تک میدان جہاد نہیں چھوڑیں گے، اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہیکہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی کیونکہ مقصد اس بیعت سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنا اور اسکی رضا حاصل کرنا ہے، اسلئے گویا انھوں نے خود اللہ تعالیٰ سے بیعت کی۔ اور جب یہ بات ہے تو گویا اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں پر ہے۔

تنبیہ اللہ کا ہاتھ متشابہات میں سے ہے جسکی کیفیت و حقیقت نہ کسی کو معلوم ہے نہ معلوم کرنے کی فکر میں رہنا چاہیئے۔

اخیر میں ارشاد ہیکہ جو شخص اس بیعت (عہد) کو توڑے گا یعنی بجائے اطاعت کے مخالفت کریگا تو اسکے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑیگا یعنی عہد شکنی کی سزا ملیگی اور جو شخص اس عہد کو پورا کریگا تو جلد ہی اللہ تعالیٰ اسکو اجر عظیم عطا فرمائیگا۔ ☆☆☆

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ

جو دیہاتی پیچھے رہ گئے وہ عنقریب

مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ

آپ سے کہیں گے کہ ہم کو ہمارے مال و عیال نے فرصت نہ لینے دی، سو ہمارے لئے (اس کوتاہی کی) معافی کی دعا مانگئے۔

بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

یہ لوگ اپنی زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں۔ آپ کہ دیجئے کہ سو وہ کون ہے جو خدا کے سامنے تمہارے لئے

شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا

کسی چیز کا کچھ بھی) اختیار رکھتا ہو اگر اللہ تعالے تم کو کوئی نقصان یا کوئی نفع پہنچانا چاہے بلکہ اللہ تعالی تمہارے سب

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١١﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

اعمال پر مطلع ہے۔ بلکہ تم نے یوں سمجھا کہ رسول اور (ہمراہی) مومنین اپنے گھر

اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ

والوں میں کبھی لوٹ کر نہ آویں گے۔ اور یہ بات تمہارے دلوں میں اچھی بھی معلوم ہوتی تھی اور تم نے برے برے گمان کئے۔

وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا ﴿١٢﴾ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا

اور تم برباد ہونے والے لوگ ہوگئے۔ اور جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاوے گا سو ہم نے کافروں کے

لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿١٣﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ اور تمام آسمان و زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے وہ جس کو چاہے بخش دے۔

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿١٤﴾

اور جس کو چاہے سزا دے اور اللہ تعالے بڑا غفور رحیم ہے

کمزور ایمان والوں کا حال

٦ ہجری میں جناب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کا ارادہ فرمایا اور اسکے لئے حضرات صحابہ کرام کو بھی ساتھ چلنے کیلئے فرمایا۔ تقریباً پندرہ سو صحابہ کرام کو ہمراہ لیکر آپ مکہ مکرمہ کیلئے روانہ ہوگئے مگر کچھ دیہاتی گنوار جنکے دلوں میں ابھی ایمان مضبوطی سے نہیں جما تھا وہ ساتھ نہیں گئے اور آپس میں کہنے لگے یہ دشمنوں کے گھر جا رہے ہیں دیکھنا وہ انھیں زندہ واپس نہیں آنے دینگے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انکے اس نفاق کا پردہ فاش کر دیا ہے۔ چنانچہ اپنے پیارے رسول ﷺ کو مدینہ منورہ واپس ہوتے وقت راستہ ہی میں بتلا دیا کہ آپکے بخیر و عافیت پہونچ جانے پر وہ دیہاتی جھوٹے عذر پیش کرینگے کہ ہم کو گھر بار کے دھندوں سے فرصت نہ ملی، ہمارے پیچھے کوئی کاروبار اور اہل و عیال کی خبر گیری کیلئے نہ تھا اس مجبوری کی وجہ سے ہم آپکے ہمراہ نہ جاسکے، آپ ہمارے اس سنگین جرم کو اپنے پروردگار سے معاف کرا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں یہ سب انکی دھوکہ بازی ہے یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں حقیقت کے خلاف ہے۔

اے محمد (ﷺ) آپ ان سے فرما دیجئے کہ نفع و نقصان کا اختیار اللہ کے سوا کسی کو نہیں، بس اگر اللہ تمہیں کوئی نفع و نقصان پہنچانا چاہے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا، غرضیکہ جو نفع و نقصان منجانب اللہ تمہارے مقدر میں لکھا جا چکا ہے اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔ اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کی پوری خبر رکھتا ہے۔ بس تم نے رسول اللہ ﷺ کے

ہمراہ سفر حدیبیہ میں نہ جانے کا جو عذر بیان کیا ہے وہ بالکل غلط ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہیکہ تمنے یہ سمجھ لیا تھا کہ اس سفر سے اب حضور اور مسلمان واپس نہیں آئیں گے، مشرکین عرب انکا خاتمہ کر دیں گے اور یہی تمہاری دلی تمنا بھی تھی، بس تم نے اپنی حفاظت نہ جانے میں سمجھی، حالانکہ نہ جانا تمہارے لئے تباہی کی بات تھی اللہ جانتا تھا کہ یہ تباہ و برباد ہونے والے ہوگئے۔ بس ان وعیدوں کو سنکر اگر تم اب بھی دل سے ایمان لے آؤ تو خیر، ورنہ جو شخص اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان نہ لائیگا تو ایسے لوگوں کیلئے اللہ نے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قانون مقرر فرما رکھا ہے کہ کافروں کیلئے دوزخ اور مؤمنین کیلئے جنت ہے تو اسپر کچھ تعجب نہ کیا جائے کیونکہ تمام آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کی ہے بس وہ جسکو چاہے بخش دے اور جسکو چاہے سزا دے، وہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے بس جو سچے دل سے ایمان لے آئیگا اسکو بخش دیگا۔ چنانچہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہیکہ ان لوگوں میں سے بعض حضرات سچے دل سے ایمان لے آئے تھے۔ ☆☆☆

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ
جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ عنقریب

اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ
جب تم (خیبر کی) غنیمتیں لینے چلو گے کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دو کہ ہم تمہارے ساتھ چلیں۔ وہ لوگ یوں چاہتے ہیں

اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ
کہ خدا کے حکم کو بدل ڈالیں آپ کہہ دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے خدا تعالیٰ نے پہلے سے یوں ہی فرما دیا ہے

فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿١٥﴾
تو وہ لوگ کہیں گے بلکہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ خود یہ لوگ بہت کم بات سمجھتے ہیں۔

جنگ خیبر کیلئے روانگی کا قصد

اس آیت میں اس واقعہ کا ذکر ہے جو ۷ھ میں پیش آیا جب رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کا ارادہ فرمایا تو صرف ان لوگوں کو ساتھ لیا جو سفر حدیبیہ اور بیعت رضوان میں شریک تھے، اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اپنے پیارے رسول سے خیبر کی فتح اور وہاں سے مال غنیمت ملنے کا وعدہ فرمالیا تھا، اس وقت وہ دیہاتی لوگ بھی جو سفر حدیبیہ میں باوجود بلانے کے شریک نہیں ہوئے تھے انھوں نے بھی جنگ خیبر میں جانیکا ارادہ کیا کیونکہ انکو حالات سے اندازہ ہوگیا تھا کہ اس جنگ میں خطرہ کم اور مال غنیمت ملنے کی امید زیادہ ہے:-

رسول اللہ ﷺ نے انکو ساتھ جانیکی اجازت نہیں دی اور فرمایا اللہ کا حکم تمہارے لئے یہی ہیکہ تمکو ساتھ نہ لے

جایا جائے۔آپ کا یہ حکم سنکر مسلمانوں سے کہنے لگے تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہواور چاہتے ہو کہ سارا مال غنیمت تم ہی کومل جائے کوئی دوسرا اسمیں حصہ دار نہ ہو۔انکے جواب میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں انمیں بہت کم سمجھ ہے بیوقوف یہ بھی نہیں سمجھتے کہ مسلمان تو قناعت پسند ہیں مال و دولت کا انکو کوئی لالچ نہیں پھر بھلا یہ کیوں حسد کرنے لگے۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ

آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے۔

شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا

جو سخت لڑنے والے ہوں گے کہ یا تو اُن سے لڑتے رہو یا وہ مطیع (اسلام) ہو جائیں سو اگر تم اطاعت کرو گے تو تم کو اللہ تعالیٰ

حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱٦﴾

نیک عوض (یعنی جنت) دے گا۔اور اگر تم (اس وقت بھی) روگردانی کرو گے جیسا اسکے قبل روگردانی کرچکے ہو تو وہ دردناک عذاب کی سزا

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ

دے گا۔نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے - اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار پر کوئی گناہ

حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

ہے اور جو شخص اللہ و رسول کا کہنا مانے گا اس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی

الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ الربع ع ۲

ہوں گی۔اور جو شخص (حکم سے) روگردانی کرے گا اسکو دردناک عذاب کی سزا دیگا۔

جنگ فارس وروم کی پیشین گوئی

ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جارہا ہے کہ آپ ان کے پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم جنگ خیبر میں نہیں جاؤ گے تو کوئی بات نہیں، جہاد میں شریک ہوکر ثواب حاصل کرنیکے اور بہت سے موقع ہیں چنانچہ جلد ہی تم ایسے لوگوں سے جہاد کرنیکے لئے بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہونگے، اس سے مراد فارس وروم یعنی قیصر و کسریٰ ہیں کیونکہ انکی فوجیں تربیت یافتہ بھی تھیں اور جنگی سامان اور اسلحہ سے بھرپور بھی تھیں۔بس تم ان سے اس وقت تک جہاد کرتے رہنا جب تک وہ دو باتوں میں سے ایک بات قبول نہ کرلیں۔(۱) یا تو ایمان لے آئیں، (۲) یا اسلامی حکومت کو جزیہ دینا منظور کرلیں۔انکے ساتھ جہاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا۔

بس اے دیہاتیو! تمکو عنقریب جہاد کیلئے بلایا جائیگا اس وقت اگر تمنے لبیک کہا اور شریک جہاد ہو گئے تو اللہ تعالیٰ تمکو بہترین بدلہ عنایت فرمائیں گے اور اگر تمنے اسوقت بھی نافرمانی وروگردانی کی جیسا کہ اس سے پہلے حدیبیہ وغیرہ میں کر چکے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ تمکو دردناک عذاب دینگے۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ البتہ جو لوگ معذور ہیں جیسے اندھے، لنگڑے اور بیمار وغیرہ وہ اگر جہاد میں شریک نہ ہوں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کا تو یہ اصول ہیکہ جو اللہ ورسول کی فرمانبرداری کریگا تو اللہ تعالیٰ اسکو جنت کے ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن میں ہر طرف نہریں بہہ رہی ہونگی اور جو اللہ کے حکم سے روگردانی واعراض کریگا تو اللہ تعالیٰ اسکو دردناک عذاب دینگے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ
بالتحقیق اللہ تعالےٰ ان مسلمانوں سے

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ
خوش ہوا جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت (سمرہ) کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور انکے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝۱۸ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً
پس اللہ تعالےٰ نے ان میں اطمینان پیدا کر دیا اور ان کو ایک لگتے ہاتھ فتح دے دی اور (اس فتح میں) بہت سی

يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۱۹ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً
غنیمتیں بھی (دیں) جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں۔ اور اللہ تو بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا

تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ
وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے۔ سو سر دست تم کو یہ دے دی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے۔ اور تاکہ یہ

اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۲۰ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا
(واقعہ) اہل ایمان کے لئے ایک نمونہ ہو جائے اور تاکہ تم کو ایک سیدھی سڑک پر ڈال دے۔ اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے

عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝۲۱
قابو میں نہیں آئی۔ خدا تعالےٰ اسکو احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

تفسیر ان آیات میں ارشاد ہیکہ بیشک اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے جو کہ کیکر (ببول) کا تھا جہاد میں ثابت قدم رہنے پر بیعت کر رہے تھے اور

انکے دل میں صدق و اخلاص اور عہد پورا کرنیکا عزم تھا اسوقت اللہ تعالیٰ نے انکے دلونمیں اطمینان و سکون پیدا فرمادیا جس سے انکو اللہ کا حکم ماننے میں کوئی تردد نہ ہوا۔

درخت کے نیچے بیعت ہونے والوں کی فضیلت

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ الآیۃ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ میں ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیعت ہونیوالے حضرات سے اپنی رضا و خوشنودی کا اعلان فرمایا ہے، حضرت جابرؓ کی روایت کے مطابق ان حضرات کی تعداد چودہ سو تھی، رسول اللہ ﷺ نے انکے متعلق ارشاد فرمایا تم لوگ تمام روئے زمین کے انسانوں سے بہتر ہو اور فرمایا ان لوگونمیں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائیگا۔

اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو جلد ہی ایک فتح سے ہمکنار کیا جسمیں انہیں بیشمار مال غنیمت حاصل ہوا جس سے انکی جہادی قوت میں بھی اضافہ ہوا۔ اس فتح سے مراد فتح خیبر ہے جو حدیبیہ سے واپس آنے کے بعد ماہ صفر ۷ھ میں حاصل ہوئی۔ خیبر یہود کا ایک صوبہ تھا جسمیں بہت سی بستیاں، قلعے اور باعات وغیرہ تھے۔

اے مسلمانو! اس وقت تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں فتح خیبر اور اسکی نعمتیں عطا فرمادی ہیں اسکے بعد اور بہت سی فتح نصیب فرمائیگا جسمیں بیشمار نعمتیں حاصل ہونگی۔ اس سے مراد قیامت تک حاصل ہونے والی تمام اسلامی فتوحات اور انکی غنیمتیں ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہیکہ خیبر کو فتح کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے لوگونکے ہاتھوں کو تمسے روک دیا یعنی اہل خیبر اور انکے ہمدرد قبیلوں کے دلوں پر رعب ڈال دیا جسکی وجہ سے تمکو زیادہ نہ لڑنا پڑا اور تمہاری عدم موجودگی میں انکو تمہارے گھر والوں پر بھی دست درازی کی ہمت نہ ہوئی، آسانی سے خیبر فتح ہوگیا۔ اور اس فتح خیبر کو اللہ تعالیٰ نے ایک نمونہ بنادیا کہ اللہ تعالیٰ ایسی قدرت والا ہیکہ جب وہ فتح و کامیابی عطا فرمانا چاہتا ہے تو اسطرح آسانی سے عطا فرمادیتا ہے۔ اور اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہیکہ اللہ نے مؤمنین سے فتوحات کے جو وعدے فرمائے ہیں ان پر اور زیادہ ایمان و یقین پختہ ہوجائے۔ اور ایک فائدہ یہ بھی ہیکہ تمکو آئندہ کیلئے ہر کام میں ایک سیدھے راستے پر ڈالدے، یعنی ہمیشہ کیلئے اس واقعۂ خیبر کو سوچ کر اللہ پر بھروسہ و اعتماد سے کام لیا جائے۔

اخیر میں ارشاد ہیکہ اے مسلمانوں تم کو ایک بڑی نعمت (فتح و کامیابی) اور ملنے والی ہے جو اللہ کے قبضہ میں ہے، وہ جب چاہے گا تمکو عنایت فرمادیگا اس سے مراد فتح مکہ ہے جو ۸ھ میں فتح ہوا۔

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ

اور اگر تم سے یہ کافر لڑتے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ پاتے کوئی یار اور

لَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ

نہ مددگار۔ اللہ تعالیٰ نے (کفار کے لئے) یہی دستور کر رکھا ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے۔ اور آپ خدا کے دستور

اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ

میں ردو بدل نہ پاویں گے۔ اور وہ ایسا ہے کہ اس نے ان کے ہاتھ تم سے (یعنی تمہارے قتل سے) اور تمہارے ہاتھ ان (کے قتل) سے

بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا

عین مکہ (کے قرب) میں روک دیئے بعد اسکے کہ تم کو ان پر قابو دے دیا تھا۔ اور اللہ تعالے تمہارے

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾

کاموں کو دیکھ رہا تھا۔

اگر جنگ ہوتی تو فتح مسلمانونکو ملتی ارشاد ہیکہ اگر کفار مکہ مسلمانوں سے لڑتے اور صلح نہ کرتے تو وہ ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر کوئی انکا یار مددگار نہ ہوتا۔ اورانجام کار فتح مسلمانوں کی ہوتی، مگر اللہ کی مصلحت صلح ہی میں تھی تا کہ اسکی برکتیں مسلمانونکو حاصل ہوں، چنانچہ اس صلح حدیبیہ ہی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانونکو فتح خیبر اور فتح مکہ عطا فرمائی۔

اللہ نے قانون مقرر فرما رکھا ہے کہ جب اہل حق اور اہل باطل کا مقابلہ ہو تو اس میں اہل حق غالب اور اہل باطل مغلوب ہونگے، بشرطیکہ اہل حق پوری طرح سے حق پرستی پر قائم ہوں اور اگر کبھی کسی مصلحت سے اسمیں تاخیر ہو تو یہ اس قانون الٰہی کے منافی نہیں۔ اللہ کا یہ قانون ہمیشہ سے چلا آرہا ہے اور چلتا رہیگا اسمیں کوئی کسی طرح کی ردوبدل نہیں کرسکتا۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ اللہ کی ذات ایسی علم وحکمت والی ہیکہ اس نے کفار مکہ کے ہاتھ تمہارے قتل سے اور تمہارے ہاتھ انکے قتل سے عین مکہ کے قریب یعنی حدیبیہ میں روکدیئے حالانکہ تمکو ان پر قابو دیدیا تھا۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب کوہ تنعیم سے حدیبیہ میں کچھ کفار مکہ مسلمانوں پر حملہ کے ارادہ سے اتر آئے تھے مسلمانوں نے انکو گرفتار کرکے آپکی خدمت میں پیش کردیا، آپ نے انکو معاف فرمادیا۔ اس وقت اگر مسلمان انکو قتل کردیتے تو دوسری طرف مکہ میں کفار نے حضرت عثمان غنی اور انکے چند ساتھیوں کو روک لیا تھا وہ انکو شہید کردیتے تو پھر لازمی طور پر جنگ شروع ہوجاتی، بس اللہ تعالیٰ تمہارے کاموکو دیکھ رہا تھا اور ان کاموں کے نتائج کو جانتا تھا اسلئے ایسا کام نہیں ہونے دیا جس سے جنگ چھڑ جاتی۔ ☆☆☆

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے

الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ

روکا۔ اور (نیز) قربانی کے جانور کو جو رکا ہوا رہ گیا اسکے موقع میں پہنچنے سے روکا۔ اور اگر (مکہ میں اس وقت) بہت

وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ

مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی یعنی ان کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر اُن کی وجہ سے تم کو بھی

مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا

بے خبری سے ضرر پہنچتا تو سب قصہ طے کر دیا جاتا لیکن ایسا اسلئے نہیں کیا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کر دے اگر یہ ٹل گئے

لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٢٥﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ہوتے تو انمیں جو کافر تھے ہم ان کو دردناک سزا دیتے ۔ جب کہ ان کافروں نے اپنے

فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى

دلوں میں عار کو جگہ دی ۔ اور عار بھی جاہلیت کی سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول اور

رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ

مومنین کو اپنی طرف سے تحمل عطا کیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا۔

بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٢٦﴾ ع ٩ ١١

اور وہ اس کے زیادہ مستحق ہیں اور وہ اس کے اہل ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

بدترین جرم

ان آیات میں بھی کفار مکہ ہی کے متعلق ذکر ہیکہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے خود کفر کیا اور مسلمانوں کو عمرہ کرنے کیلئے مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو جو حدیبیہ میں رکے ہوئے تھے انکو منیٰ جانے سے روکا، انکا یہ جرم ایسا تھا کہ ہم مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیکر انھیں مغلوب کر دیتے مگر ان مسلمان عورتوں اور مردوں کی وجہ سے جو مکہ میں کفار کے قبضہ میں پھنسے ہوئے تھے اور وہ لوگ جنکے مقدر میں مسلمان ہونا تھا وہ پس جاتے اور ممکن ہیکہ وہ لوگ مسلمانوں ہی کے ہاتھوں سے قتل ہو جاتے اور معلوم ہو جانے پر ان مسلمانوں کو اسپر رنج و افسوس ہوتا، اسلئے اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا فرما دیئے کہ جنگ نہ ہو اور دو سال کی صلح کے بعد جن کو نکلنا تھا وہ نکل گئے اور جنکو مسلمان ہونا تھا وہ ایمان لے آئے تب مکہ فتح کرا دیا۔

آگے ارشاد ہیکہ اگر مسلمان مکہ میں پھنسے ہوئے نہ ہوتے تو ہم اس وقت جہاد کا حکم دیکر انکو دردناک سزا دیتے۔

اقوالِ تحقیق! مسجدِ حرام سے مراد یہاں مسجد حرام اور صفا مروہ کا میدان جہاں سعی ہوتی ہے دونوں ہی مراد ہیں مگر چونکہ طواف اصل ہے اور وہ مسجد حرام میں ہوتا ہے اسلئے اس سے روکنے کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔

(محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ)

اسکے بعد ارشاد ہیکہ کفار مکہ نے حمیت جاہلیت اور ضد کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو حدیبیہ کے سال عمرہ نہ کرنے دیا اور صلح حدیبیہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ لکھنے دی اور محمد رسول اللہ کے بجائے محمد بن عبد اللہ لکھوایا، حضور ﷺ نے انکی تمام باتیں مان لیں باوجودیکہ صحابہ کرامؓ کے اندر جوش انتقام تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو اطمینان وتحمل عطا فرمایا جسکی وجہ سے وہ اس فیصلہ پر راضی ہو گئے، اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویٰ پر جمائے رکھا کہ اپنے تمام جذبات کو دبا کر اللہ ورسول کے حکم کے پابند رہے اور بلاشبہ حضرات صحابہ کرامؓ ہی تقویٰ کے سب سے زیادہ مستحق اور اہل تھے کہ انھوں نے اللہ ورسول کی خوشنودی کے سامنے اپنی ہر خواہش کو قربان کردیا اللہ تعالیٰ انکی اس حالت سے خوب واقف ہے انکی شایان شان انکو اجر عطا فرمایا جائیگا۔☆☆

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ

بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول

رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

کو سچا خواب دکھلایا جو مطابق واقع کے ہے کہ تم لوگ مسجد حرام (یعنی مکہ) میں انشاء اللہ ضرور جاؤ گے۔

اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ

امن وامان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا۔ اور کوئی بال کترا تا ہوگا۔ تم کو کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ

تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾

کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں۔ پھر اس سے پہلے ایک فتح دے دی۔

حضور کا ایک خواب

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک خواب دیکھا تھا کہ آپ مع صحابہ کرامؓ کے مکہ مکرمہ میں امن وامان کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کر کے کچھ حضرات نے سر منڈایا اور کچھ نے بال کٹوائے۔ آپ نے یہ خواب صحابہ سے ذکر فرمایا، اگرچہ سال ومہینہ کی تعیین نہیں فرمائی مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے اسلئے اکثر صحابہ کرامؓ کا یہ خیال ہوا کہ امسال ہم مکہ مکرمہ جائیں گے اور عمرہ ادا کرینگے، اور اتفاق سے اس سال آپکا ارادہ بھی عمرہ کا ہوگیا۔

جس وقت صلح ہو کر حدیبیہ سے واپسی ہوئی تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم امن وامان کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہونگے اور عمرہ کرینگے؟ آپنے فرمایا میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ امسال ہی ایسا ہوگا، عرض کیا نہیں، پھر آپنے فرمایا انشاء اللہ ہم ضرور مکہ میں امن وامان سے داخل ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کرینگے۔ چنانچہ حدیبیہ کے اگلے سال آپ کا خواب اللہ نے پورا فرمادیا۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ اللہ کی قدرت میں تو یہ بھی تھا کہ اسی سال تمہیں عمرہ نصیب ہو جاتا مگر اگلے سال تک

تاخیر کرنے میں بڑی حکمتیں تھیں جو اللہ کو معلوم تھیں تم انکو نہ جانتے تھے منجملہ انکے ایک یہ بھی تھا کہ اللہ نے چاہا کہ اس سے پہلے خیبر فتح ہو کر مسلمانوں کی قوت اور سامان میں اضافہ ہو جائے اور وہ مکمل سکون و اطمینان کے ساتھ عمرہ ادا کریں بس ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ فتح خیبر ہی کا نتیجہ تھا کہ سفر حدیبیہ میں تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ تھے اور اگلے سال آپکے ہمراہ تقریباً دس ہزار صحابہ کرامؓ نے عمرہ ادا کیا۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

وہ اللہ ایسا ہے کہ اُس نے اپنے رسول کو ہدایت دی

بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ؕ ﴿۲۸﴾

اور سچا دین (یعنی اسلام) (دے کر دنیا میں) بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اللہ کافی گواہ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں۔ اور آپس میں مہربان ہیں۔

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِیْمَاهُمْ

اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے

فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَمَثَلُهُمْ

ہیں۔ ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ اُن کے اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں

فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی

اُنکا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی۔ پھر اُس نے اس کو قوی کیا۔ پھر وہ اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر

عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ

سیدھی کھڑی ہوگئی۔ کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی۔ تاکہ ان سے کافروں کو جلاوے۔ اللہ تعالیٰ نے ان صاحبوں سے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾ ع ۴ ۱۲

جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں۔ مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

دین اسلام تمام دینوں پر غالب ہے

ان آیات میں ارشاد ہے کہ اللہ کی ذات وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کا سامان یعنی قرآن کریم اور سچا دین یعنی مذہب اسلام دیکر بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام دنیا کے دینوں پر غالب کردے، چنانچہ یہ دین دلیل و حجت کے اعتبار سے تو ہمیشہ غالب رہیگا

اور اپنی شان وشوکت کے اعتبار سے اس وقت تک غالب رہیگا جب تک کہ مسلمان پورے طور پر دین اسلام پر عمل پیرا ہونگے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی ہیکہ اگر کفار مکہ نے صلح نامہ پر رسول اللہ نہیں لکھنے دیا تو آپ غمگین نہ ہوں کیونکہ آپ کی رسالت کی حقانیت پر اللہ کی گواہی کافی ہے جسنے کھلے معجزات سے آپکی رسالت کو ثابت کردکھایا جس سے ثابت ہوگیا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپکے نام کے ساتھ اس آیت میں رسول اللہ لگادیا جو قیامت تک لکھا اور پڑھا جاتا رہیگا۔ بس اگر کفار مکہ نے آپکے نام کیساتھ رسول اللہ نہیں لگانے دیا تو کچھ پرواہ نہیں اب قیامت تک آپکے نام کے ساتھ رسول اللہ جڑا رہیگا۔

صحابۂ کرامؓ کے اوصاف وفضیلت

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ 'الآیۃ، اس آیت میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت واوصاف کا ذکر ہے، ارشاد ہیکہ ''جولوگ آپکی صحبت پائے ہوئے ہیں'' اس جملہ میں تمام صحابۂ کرامؓ آگئے خواہ وہ آپکی صحبت میں چندمنٹ رہے ہوں یا ایک مدت دراز، ان سبکی شان یہ ہیکہ یہ کافروں کے مقابلہ میں سخت زورآور ہیں اور آپس میں نرم دل اور مہربان ہیں۔ حدیبیہ میں صحابۂ کرامؓ کی یہ دونوں شانیں خوب واضح طور پر نظر آرہی تھیں، اور انمیں ایک صفت وفضیلت یہ بھی ہے کہ نمازیں خوب پڑھتے ہیں جب دیکھو رکوع، سجدے اور اللہ کے سامنے عاجزی کرنے میں مشغول ومصروف، ہروقت اپنے رب کی رضا وخوشنودی کے متلاشی، نماز انکا ایسا محبوب مشغلہ ہیکہ نماز اور سجدے کے آثار انکے چہروں سے نمایاں ہوتے ہیں، صحابۂ کرامؓ اپنے نورانی چہروں اور متقیانہ چال ڈھال سے الگ ہی پہچانے جاتے تھے۔

تنبیہ: ''اَثَرِ السُّجُوْدِ'' سے سجدے کا وہ نشان مراد نہیں جو پیشانی پر ہوجاتا ہے بلکہ اس سے چہرہ کا نور مراد ہے۔

صحابۂ کرام کے یہ اوصاف مذکورہ توریت میں اسی طرح مذکور ہیں اور ان حضرات کی انجیل میں یہ مثال دی گئی ہے جسکو قرآن نے یہاں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ جیسے کوئی کاشتکار زمین میں بیج ڈال کر کھیتی کرے تو شروع میں وہ ضعیف سی سوئی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے، پھر اسمیں شاخیں اور پتیں نکلتی ہیں پھر وہ اور قوی ہوتا ہے پھر وہ اپنے تنہ پر سیدھا کھڑا ہوجاتا ہے جو ہرا بھرا ہونے کی وجہ سے کھیتی کرنے والوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ بس اسی طرح آپکے صحابہ شروع میں بہت کم اور کمزور تھے ایک وقت ایسا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ صرف تین مسلمان تھے مردوں میں حضرت صدیق اکبرؓ، عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، بچوں میں حضرت علیؓ پھر رفتہ رفتہ انکی تعداد وقوت بڑھتی رہی یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپکے ساتھ حج میں شریک ہونیوالوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ تھی۔ اور پھر آپکے بعد مستقل اس تعداد میں اضافہ ہورہا ہے اور الحمدللہ ہوتا رہیگا۔

اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام کو ان صفات کمال سے مزین فرمایا اور انکے ضعف کو قوت میں اور قلت کو کثرت میں بدل دیا تاکہ یہ حالات دیکھ کر کافر حسد کی آگ میں جلیں اور فرمایا کہ جولوگ ایمان لاکر عمل صالح کریں گے ہم انکی مغفرت فرمادیں گے اور انکو بہترین بدلہ یعنی جنت عطا فرمائینگے۔

(الحمدللہ سورۂ الفتح کی تفسیر مکمل ہوئی)

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيْ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ حجرات مدینہ میں نازل ہوئی - اس میں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا

اے ایمان والو - اللہ اور رسول (کی اجازت) سے پہلے تم سبقت مت کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ

بیشک اللہ تعالیٰ (تمہارے سب اقوال کو) سننے والا اور (تمہارے سب افعال کو) جاننے والا ہے - اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ

کی آواز سے بلند مت کیا کرو - اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو - جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ

ہو - کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو - بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو

اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ

رسول اللہ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے

لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ

خاص کر دیا ہے ان لوگوں کیلئے مغفرت اور اجر عظیم ہے - جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ

وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى

کو پکارتے ہیں ان میں اکثروں کو عقل نہیں ہے - اور اگر یہ لوگ (ذرا) صبر اور انتظار کرتے یہاں تک کہ

تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵

آپ خود باہر ان کے پاس آجاتے تو یہ ان لوگوں کیلئے بہتر ہوتا (کیونکہ ادب کی بات تھی) اور اللہ غفور رحیم ہے -

سورۃ الحجرات کا خلاصہ

اس سورت میں مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے آداب وحقوق اور مسلمانوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم رکھنے کے طریقے سکھلائے گئے ہیں اور یہ کہ مسلمانوں کا جماعتی

نظام کن اصولوں کے مطابق چلکر مضبوط و مستحکم رہ سکے گا اور اگر اس نظام میں کوئی خرابی ہو تو اسکا علاج کیا ہے۔

واقعۂ شانِ نزول بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ قبیلہ بنوتمیم کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات زیرِ غور تھی کہ اس قبیلہ کا امیر کس کو بنایا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ اسکا امیر قعقاع بن معبدؓ کو بنایا جائے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ اقرع بن حابسؓ کو بنا دیا جائے، اس معاملہ پر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ میں باہمی گفتگو ہوگئی اور یہ گفتگو بڑھکر دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں اسپر یہ آیت نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا ہیکہ اے ایمان والو! جس معاملہ میں اللہ و رسول کی طرف سے حکم ملنے کی توقع ہو اسکا فیصلہ پہلے ہی خود آگے بڑھکر اپنی رائے سے نہ کرلیا کرو جب تک قرائن سے یا واضح طور پر اجازت نہ ہو جائے، بلکہ اللہ کے حکم کا انتظار کیا کرو اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائیں اسکو خاموشی اور توجہ سے سنو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری سب باتوں کو سنتا ہے اور سب کاموں کو جانتا ہے۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ اے مسلمانوں جب تم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں موجود ہو اور کچھ بولنے کی ضرورت پیش آئے تو تم اپنی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ آپ سے کھل کر بلا تکلف ہو کر بات کیا کرو جیسے تم آپس میں بات کرتے ہو کبھی اس گستاخی کی وجہ سے تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمکو خبر بھی نہ ہو اور فرمایا کہ جو لوگ آپکی مجلس میں تواضع اور ادب و احترام سے بولتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ و طہارت کیلئے خالص کر دیا ہے یعنی ان کے دل میں کوئی بات تقویٰ کے خلاف آتی ہی نہیں اور ان لوگوں کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔

دیکھو ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے، لائق شاگرد استاذ سے، مخلص مرید پیر سے، اور ایک سپاہی اپنے افسر سے کسطرح بات کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا مرتبہ تو ان سب سے بہت زیادہ بلند و بالا ہے لہٰذا آپ سے گفتگو کرتے وقت بہت زیادہ احتیاط رکھنی چاہئے اور آپکی وفات کے بعد آپکی احادیث پاک سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہی ادب و احترام کرنا چاہئے اور جن حضرات کو آپکے روضۂ مبارک پر حاضری نصیب ہو انکو بھی پورے ادب و احترام کا لحاظ رکھنا چاہئے، اور آپکے خلفاء، علماء، اور اولوالامر کیساتھ اسی طرح درجہ بدرجہ ادب و احترام سے پیش آنا چاہئے تاکہ جماعتی نظام قائم رہ سکے، بڑوں کی اطاعت و فرمانبرداری اور احترام و تعظیم نہ کرنے سے بہت سے فتنوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور پھر بہت سے نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس جماعتی نظام کو قائم رکھنے کیلئے خودغرضی و خودرائی کو بھی بالاء طاق اٹھا کر رکھنا ہوگا اور شخصی رایوں اور غرضوں کو کسی ایک بلند معیار کے تابع کرنا ہوگا اور ظاہر ہیکہ اللہ و رسول کے ارشادات سے بلند کوئی معیار نہیں ہوسکتا ایسا کرنے میں خواہ وقتی طور پر کتنی ہی تکلیف اٹھانا پڑے مگر اسکا انجام یقیناً دونوں جہاں کی فلاح و کامرانی ہوگا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ الآیۃ ان آیات میں بھی انہی بنوتمیم کا قصہ ذکر ہے یہ لوگ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے

تو آپ باہر تشریف فرما نہ تھے بلکہ ازواج مطہرات کے حجروں میں سے کسی کے حجرے میں تھے یہ لوگ غیر مہذب گاؤں والے تھے باہر ہی سے کھڑے ہو کر آپکا نام لیکر آواز لگانے لگے اے محمد باہر آیئے۔
انکے متعلق اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں اگر یہ لوگ ذرا صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود انکے پاس آتے تو یہ انکے لئے بہتر ہوتا کیونکہ یہ ادب کے خلاف تھا (اور بہت ممکن ہے اسوقت آپ پر وحی نازل ہورہی ہو یا آپ کسی اور ضروری کام میں مصروف ہوں) بہرحال اس غلطی پر اب بھی اگر یہ لوگ توبہ کرلیں تو معاف ہو جائیگی کیونکہ بلا شک وشبہ اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے۔☆☆☆

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا
اے ایمان والو ... اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلیا کرو کبھی کسی قوم کو نادانی

قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝
سے کوئی ضرر نہ پہنچادو پھر اپنے کئے پر پچھتانا پڑے

واقعہ شان نزول
جناب نبی کریم ﷺ نے ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنو مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے بھیجا، اس قبیلہ اور حضرت ولید میں زمانہ جاہلیت کی دشمنی تھی لہٰذا حضرت ولید کو وہاں جاتے ہوئے کچھ اندیشہ ہوا ادھر جب قبیلہ والوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا محصل ہم سے زکوٰۃ لینے آرہا ہے تو انکے استقبال کیلئے کچھ آدمی بستی سے باہر آگئے، حضرت ولید کو یہ گمان ہوا کہ یہ لوگ میرے قتل کے ارادہ سے آئے ہوئے ہیں لہٰذا انھوں نے خدمت اقدس میں واپس آکر اپنے خیال کے مطابق کہہ دیا کہ قبیلۂ مصطلق کے لوگ اسلام کے مخالف ہوگئے۔آپ نے خالد بن ولید کو تحقیق کیلئے بھیجا اور فرمایا خوب اچھی طرح تحقیق کرنا جلدی مت کرنا، چنانچہ انھوں نے قبیلہ کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اسلام پر قائم ہیں اور زکوٰۃ دینے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ خالد بن ولیدؓ نے آکر پورا حال آپکے سامنے بیان کردیا۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا ہیکہ اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے جسمیں کسی کی شکایت ہو تو بغیر تحقیق کے اس پر عمل نہ کیا کرو، اگر اس بات پر عمل کرنا ہی مقصود ہے تو خوب اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، کبھی کسی قوم کو ناسمجھی سے کوئی نقصان پہنچادو اور پھر اپنے کئے پر پچھتانا پڑے، سوچو اسکا اثر جماعت اسلام پر کس قدر غلط ہوگا۔

ایک سوال کا جواب
یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہیکہ قرآن کی اس آیت میں ایک صحابی کو فاسق کہا گیا ہے جبکہ متفقہ اصول ہیکہ تمام صحابہ عدول وثقہ ہیں؟ تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسیؒ نے لکھا ہیکہ اس معاملہ میں حق بات وہ ہے جسکی طرف جمہور علماء گئے ہیں کہ صحابۂ کرامؓ معصوم نہیں، ان سے گناہ کبیرہ بھی سرزد ہوسکتا ہے جو فسق ہے اور اس گناہ کے وقت انکے ساتھ وہی معاملہ کیا جائیگا جسکے یہ مستحق ہیں یعنی شرعی سزا جاری کی جائیگی۔اور عقیدہ اہل سنت والجماعت کا نصوص قرآن وسنت کی بنا پر یہ ہیکہ صحابی سے گناہ تو ہوسکتا ہے مگر کوئی

صحابی ایسا نہیں جو گناہ سے توبہ کر کے پاک وصاف نہ ہو گیا ہو، قرآن نے صحابۂ کرام کے متعلق رضاء الٰہی کے فیصلہ کا اعلان فرمادیا ہے "رضی اللہ عنہم ورضوعنہ" اور رضائے الٰہی بغیر گناہ کی معافی کے نہیں ہو سکتی۔ حاصل یہ ہیکہ صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت میں سے اگر چند گنے چنے حضرات سے کوئی گناہ ہوا بھی ہے تو انکو فوراً توبہ کی توفیق نصیب ہوگئی اور حدیث پاک میں صاف طور پر فرمادیا گیا ہیکہ گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ ہی نہ کیا ہو۔ ☆☆☆

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ

اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ

اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ

ہیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ اس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تمکو بڑی مضرت پہنچے۔ لیکن اللہ تعالے نے تمکو ایمان

الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَ

کی محبت دی۔ اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا۔ اور کفر اور فسق اور عصیان سے تم کو

الْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۷ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ

نفرت دے دی۔ ایسے لوگ اللہ تعالے کے فضل اور انعام سے راہِ راست پر ہیں۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۸

اور اللہ تعالے جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

صحابۂ کرام کو ایک ہدایت

اس سے پہلی آیات میں بیان ہوا کہ حضرت ولید بن عقبہؓ نے قبیلہ بنو مصطلق کے متعلق یہ خبر دی کہ وہ اسلام کے مخالف ہو گئے ہیں، یہ سن کر صحابۂ کرام کے جذبات جوش میں آگئے اور انکی رائے یہ ہوئی کہ قبیلہ بنو مصطلق سے جہاد کیا جائے۔

اس آیت میں صحابۂ کرامؓ کو یہ ہدایت فرمائی گئی ہے کہ اگرچہ بنو مصطلق کے متعلق تمہارا غصہ دین اسلام سے محبت کی وجہ سے تھا مگر تمہاری یہ رائے صحیح نہ تھی۔ بس اس بات کی کوشش کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری رائے پر عمل کریں صحیح نہیں کیونکہ اگر آپ تمہاری رائے پر چلنے لگیں تو تم بڑی مشکلات میں پھنس جاؤ اور اگر حضور تمہاری رائے ماننے لگیں تو پھر ہر شخص اپنی اپنی رائے دے جس سے تمام نظام درہم برہم ہو جائے۔ لہٰذا اس آیت میں صحابۂ کرامؓ سے فرمایا گیا ہیکہ تم میں اللہ کے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں جو اللہ کی بڑی نعمت ہے اور اس نعمت کا شکر، یہ ہیکہ کسی بات میں آپکے خلاف مت کرو چاہے وہ بات دنیوی ہی کیوں نہ ہو۔ آج اگرچہ ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

موجود نہیں مگر آپکی تعلیمات اور آپکے وارث ونائب (علماء کرام) یقیناً ہم میں موجود ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک موجود رہیں گے لہٰذا ہمیں انکے وجود کو بھی ایک نعمت سمجھنا چاہیئے اور انکی بات مان کر اپنی دنیا وآخرت کو کامیاب بنانا چاہیئے۔☆☆☆

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا

اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ

تو ان کے درمیان اصلاح کردو پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی

تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جاوے پھر اگر رجوع ہو جاوے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کردو

بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

اور انصاف کا خیال رکھو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔ مسلمان تو سب

اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰ ع ۱۳

بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

اگر مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی ہو جائے تو؟

پچھلی آیات میں رسول اللہ ﷺ کے حقوق وآداب کا بیان ہوا اور ایسے کاموں سے پرہیز کرنے کی تعلیم دیگئی جن سے آپکو تکلیف پہونچے۔ اب ان آیات میں عام مسلمانوں کے آپسی حقوق اور انہیں تکلیف سے بچانے کا بیان ہے، ارشاد ہیکہ اگر مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی ہو جائے تو اے مسلمانو! تم پوری کوشش کرو کہ لڑائی ختم ہو جائے اگر اسمیں کامیابی نہ ہو اور تم دیکھو کہ ایک فریق دوسرے فریق پر چڑھا جا رہا ہے تو جسکی زیادتی ہو سب مسلمان مل کر اس سے لڑائی کریں یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر اپنی زیادتیوں سے باز آجائے اور صلح کے لئے آمادہ ہو جائے تو بس تم ان دونوں فریقوں میں عدل وانصاف کیساتھ صلح کرادو کسی ایک کی طرفداری مت کرو۔ بلاشبہ تمام مسلمان رشتۂ ایمانی کے اعتبار سے آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ بس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادو اور صلح کراتے وقت اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ کسی ایک کی طرفداری نہ ہو جائے، اسطرح اگر تم صلح کراؤ گے تو تم پر اللہ کی رحمت نازل ہوگی۔☆☆☆

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا

اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے کیا عجب ہے کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ ان (ہنسنے

مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا

والوں) سے (خدا کے نزدیک) بہتر ہوں ۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور

تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ

نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام

بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۱

لگنا (ہی) برا ہے ۔ اور جو (ان حرکتوں سے) باز نہ آویں گے تو وہ ظلم کرنے والے ہیں ۔

معاشرہ کی ایک غلطی کی اصلاح

اس آیت میں معاشرہ میں پھیلی ہوئی ایک غلطی اور خرابی کی اصلاح فرمائی گئی ہے۔اس آیت میں تین باتوں سے منع فرمایا گیا ہے (۱) مذاق اڑانا (۲) طعنہ دینا (۳) برے نام سے پکارنا ۔اگر انسان ان سے نہیں بچیگا تو دو آدمیوں یا دو فریقوں میں دوری ہونا شروع ہوجائیگی اور پھر وہ کسی بڑی لڑائی کا ذریعہ بن سکتی ہے اسلئے ان سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

اس آیت میں پہلی بات یہ بیان فرمائی گئی ہیکہ کوئی مرد کسی مرد کی ہنسی و مذاق نہ اڑائے اور نہ ہی کوئی عورت کسی عورت کی ہنسی و مذاق اڑائے ۔یعنی کسی آدمی کی ذلت و توہین کیلئے اسکے عیب کو اسطرح بیان نہ کرے جس سے لوگ ہنسنے لگیں یہ جیسے زبان سے ہوتا ہے اسی طرح ہاتھ وغیرہ سے بھی نقل اتار کر ہوتا ہے اس سے منع فرما گیا ہے۔ ارشاد ہیکہ جسکی تم ہنسی اڑا رہے ہو کیا معلوم وہ اپنے اخلاص و اعمال وغیرہ کی وجہ سے اللہ کے نزدیک تم سے بہت زیادہ بہتر ہو

غیر کی آنکھ کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ غافل ذرا اپنی آنکھ کا شہتیر بھی

دوسری بات اس آیت میں یہ بیان فرمائی گئی ہیکہ کسی کو نہ عیب لگاؤ نہ طعنہ دو۔یاد رکھو کی نقص اور عیب سے کوئی انسان بچا ہوا نہیں ہوتا اسلئے جب تم کسی میں عیب نکالو گے تو وہ تم میں عیب نکالکر طعنہ دیگا۔

ظفر شاہ مرحوم نے اسی کا نقشہ کچھ اسطرح کھینچا ہے

نہ تھی اپنے حال کی جب ہمیں خبر — رہے دیکھتے لوگوں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر — تو جہاں میں پھر کوئی برا نہ رہا

تیسری بات اس آیت میں یہ بیان فرمائی گئی ہیکہ کسی کو برے لقب سے مت پکارو جو اسے برا لگے اور تکلیف ہو،

جیسے کسی کو اندھا، بہرہ، جواری، شرابی، اور چور وغیرہ کہہ کر مخاطب کرنا۔ ہاں اگر کوئی شخص بغیر اسطرح کے لقب کے پہچانا ہی نہیں جاتا تو اگر کہنے والے کی نیت اس شخص میں عیب نکالنے کی نہیں بلکہ پہچان کرنا ہے تو پھر اسکی اجازت ہے حدیث پاک میں فرمایا گیا ایک مؤمن کا دوسرے مؤمن پر یہ حق ہیکہ اسکو اچھے نام اور لقب سے پکارے۔

اس آیت کے اخیر میں فرمایا گیا ہیکہ کسی کا مذاق اڑانا، طعنہ دینا، بُرے نام سے پکارنا فسق اور گناہ کا کام ہے جو ان حرکتوں سے باز نہیں آیگا وہ ظالم ہے اور مستحق سزا ہے۔ ☆☆☆

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو۔ کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں۔

وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ

اور سراغ مت لگایا کرو۔ اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے

يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اسکو تو تم ناگوار سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے۔

معاشرہ کی ایک اور خرابی کی اصلاح

اس آیت میں بھی تین باتوں سے منع فرمایا گیا ہے اور ان تینوں کو مفتی شفیع صاحبؒ نے اپنی تفسیر میں حرام لکھا ہے (۱) کسی سے بدگمانی مت کرو (۲) کسی کے عیب مت ڈھونڈو (۳) کسی کی غیبت مت کرو۔ اور رسول اللہ ﷺ نے غیبت کی مذمت و برائی کیلئے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس کو پسند کرتا ہیکہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، یقیناً اسکو کوئی بھی پسند نہیں کریگا اور اس سے بے پناہ کراہت محسوس کریگا۔ بس غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔ بس اللہ سے ڈرو اور غیبت وغیرہ کرنا چھوڑ دو اس سے توبہ کرلو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔ اگر آدمی ان تینوں برائیوں سے بچے گا تو معاشرہ میں اصلاح ہوگی اور باہمی حالات خوشگوار ہونگے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ

اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تم کو مختلف

شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ

قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ

اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾

پرہیزگار ہو۔ اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے۔

خاندان وبرادری کی حقیقت کیا ہے

معاشرہ کی اصلاح کیلئے پچھلی دوآیتونمیں چھ باتونسے سختی سے منع کیا گیا تھا اس آیت میں ایک ایسی بات بیان فرمائی گئی ہے جس سے نفرت ختم ہوکر تمام مسلمانونمیں محبت واخوت اور خوشگوار تعلقات پیدا ہوجائیں اور وہ ہے خاندان وبرادری اور قومیت کی بنیاد پر اپنے کو بڑا اور معزز سمجھنا۔ اس آیت میں فرمایا گیا ہیکہ بڑائی اور عزت کا تعلق ذات، پات اور کنبہ وبرادری سے نہیں بلکہ اسکا تعلق اللہ ورسول کے مطیع وفرمانبردار اور نیک وپرہیزگار ہونیسے ہے جو جتنا نیک اور پرہیزگار ہوگا وہ اتنا ہی اللہ کے نزدیک بڑا اور معزز ہوگا۔ نسب کی حقیقت تو یہ ہیکہ تمام انسان ایک ماں وباپ (حضرت آدم وحوا علیہما السلام) کی اولاد ہیں لہٰذا تمام انسان بھائی بھائی ہوئے۔ یہ ذاتیں اور قومیت وبرادری اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی شناخت کے لئے مقرر کی ہیں تاکہ ایک دوسرے کو آسانی سے پہچان سکیں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی کو سید کے خاندان میں پیدا فرمادے تو اسکو اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اس عز وشرف کو برقرار رکھنے کیلئے ہر طرح کے خلاف شرع کام اور گندے اخلاق سے اپنے آپکو بچاکر رکھنا چاہئے۔

واقعہ شان نزول

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال حبشیؓ کو اذان کا حکم فرمایا تو قریش مکہ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے انمیں سے ایک نے کہا شکر ہے میرے والد پہلے ہی انتقال کرگئے انکو یہ برا دن نہیں دیکھنا پڑا، اور حارث بن ہشام نے کہا کہ کیا محمد عربی (ﷺ) کو اس کالے حبشی کے سوا کوئی آدمی اذان کیلئے نہیں ملا۔ اور ابوسفیان جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے بولے میں کچھ نہیں کہتا کیونکہ مجھے خطرہ ہیکہ اگر میں نے کچھ کہا تو آسمانونکا مالک انکو خبر کردیگا۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کو اس تمام گفتگو کی اطلاع دیدی۔ آپنے ان لوگونکو بلاکر دریافت فرمایا تو انھوں نے اقرار کرلیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا کہ فخر وعزت کی چیز درحقیقت ایمان اور تقویٰ ہے جس سے تم لوگ خالی ہو اور بلال حبشیؓ آراستہ ومزین ہیں اسلئے وہ تمسے افضل واشرف ہیں۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ

یہ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ فرما دیجئے کہ تم ایمان تو نہیں لائے لیکن

قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا

یوں کہو کہ ہم (مخالفت چھوڑ کر) مطیع ہوگئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اسکے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

رسول کا کہنا مان لو تو اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال میں سے ذرا بھی کمی نہ کرے گا - بیشک اللہ غفور

رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا

رحیم ہے - پورے مومن وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا

وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور اپنے مال اور جان سے خدا کے رستے میں جہاد کیا یہ لوگ ہیں

الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

سچے ۔ آپ فرما دیجئے کہ کیا خدائے تعالےٰ کو اپنے دین کی خبر دیتے ہو حالانکہ اللہ کو تو سب آسمانوں

وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۶﴾ یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ

اور زمین کی سب چیزوں کی خبر ہے ۔ اور اللہ سب چیزوں کو جانتا ہے یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر

اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ

احسان رکھتے ہیں ۔ آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو ۔ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے

هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ

تم کو ایمان کی ہدایت دی بشرطیکہ تم سچے ہو بیشک اللہ تعالےٰ آسمان اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع۲ ۸ ۱۴

زمین کی مخفی باتوں کو جانتا ہے ۔ اور تمہارے سب اعمال کو بھی جانتا ہے ۔

واقعہ شان نزول قبیلۂ بنی اسد کے چند آدمی مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں قحط کے شدید زمانے میں حاضر ہوئے ، یہ لوگ دل سے تو مؤمن تھے نہیں محض صدقات حاصل کرنے کیلئے اپنے کو مؤمن بتلایا ۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا ہیکہ یہ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ انسے فرمادیجئے تم ایمان نہیں لائے کیونکہ ایمان دل کی تصدیق و یقین کا نام ہے اور وہ تم میں نہیں ہے ۔ بس زیادہ سے زیادہ تم اپنے کو مسلم یعنی مطیع و تابعدار کہہ سکتے ہو ۔ اگر تم اللہ و رسول کی دل سے تصدیق کرلو اور تمام باتوں میں اللہ و رسول کا کہا مانو تب تم مؤمن کہلاؤ گے اور اسوقت اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے ذرا بھی کم نہیں کریگا بلکہ آخرت میں پورا پورا بدلہ عنایت فرمائے گا ۔

اسکے بعد مزید وضاحت کیلئے فرمایا گیا کہ پورے مؤمن وہ ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور پھر عمر بھر اسمیں شک بھی نہیں کیا اور اپنے جان و مال سے اللہ کے راستہ میں محنت کی اسمیں جہاد وغیرہ سب شامل ہیں ، بس ایسے حضرات سچے اور پکے ایمان والے ہیں ۔ بس اے دیہاتیو ! تمہیں اپنا ایمان جتلانے کی کیا ضرورت ، جب اس شان کا ایمان تمہیں نصیب ہو جائیگا تو جس کیلئے تم ایمان لائے ہو اسکو خود خبر ہو جائیگی وہ آسمان و زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے ۔

اسی قبیلہ بنی اسد کے لوگوں نے آپ سے یہ بھی کہا کہ دوسرے لوگوں نے تو آپکو جنگیں لڑنا پڑیں تب وہ مسلمان

ہوئے اور ہم از خود حاضر ہو کر ایمان لے آئے ہیں، بس ہماری قدردانی چاہئے۔ انکی یہ بات رسول اللہ ﷺ کی شان عالیہ میں زبردست گستاخی تھی لہٰذا اللہ نے یہ آیت "قُلْ لَّا تَمُنُّوْا" الآیۃ نازل فرما کر انکو ڈانٹا ہے، ارشاد ہیکہ اے محمد (ﷺ) آپ انسے فرمادیجئے کہ اپنے اسلام لانیکا مجھ پر احسان نہ رکھو، درحقیقت یہ تو اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہیکہ اسنے تمکو ایمان کی ہدایت عطا فرمائی اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کی ہر پوشیدہ چیز کو جانتا ہے اور ہر اس کام کو بھی جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ لہٰذا جیسا کرو گے اسکا ویسا ہی بدلہ تمہیں پورا پورا دیا جائیگا۔

☆☆☆ الحمدللہ سورۃ الحجرات کی تفسیر مکمل ہوئی ☆☆☆

سُوْرَۃُ قٓ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ خَمْسٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً وَّ ثَلٰثُ رُکُوْعَاتٍ

سورۃ قٓ مکہ میں نازل ہوئی اس میں پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝۱ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ

قٓ قسم ہے قرآن مجید کی ۔ بلکہ ان کو اس بات پر تعجب ہوا کہ اُن کے پاس انہی (کی جنس) میں سے (ایک بشر)

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝۲ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

ہیں ایک ڈرانے والا (پیغمبر) آگیا۔ سو کافر لوگ کہنے لگے کہ یہ (ایک) عجیب بات ہے۔ جب ہم مرگئے اور مٹی ہو گئے تو کیا دوبارہ

ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝۳ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَ

زندہ ہوں گے۔ یہ دوبارہ زندہ ہونا (امکان سے) بہت ہی بعید بات ہے۔ ہم ان کے ان اجزاء کو جانتے ہیں جن کو مٹی (کھاتی اور) کم کرتی

عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝۴ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ

ہے۔ اور ہمارے پاس (وہ) کتاب (یعنی لوح) محفوظ (موجود) ہے۔ بلکہ سچی بات کو جب کہ وہ ان کو پہنچتی ہے جھٹلاتے ہیں۔ غرض (کہ)

فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝۵

وہ ایک متزلزل حالت میں ہیں

کفار قریش کی حماقت

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہمنے محمد عربی (ﷺ) کو قیامت کے عذاب سے ڈرانے کیلئے بھیجا مگر کفار قریش نے اپنی جہالت و حماقت کی وجہ سے نہ مانا اور تعجب کرنے لگے کہ ہم ہی میں کا ایک آدمی ہمارے پاس رسول بن کر آگیا اور بڑا بنکر ہمیں نصیحتیں کرنے لگا اور بات بھی ایسی عجیب اور انوکھی کہتا ہے جسے عقل تسلیم نہیں کرتی کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے تو پھر دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے، حالانکہ میت کے اجزا

آسان تفسیر

مٹی ہو کر منتشر ہو گئے اور نہ معلوم وہ کہاں کہاں چلے گئے اور پھر کروڑوں انسانوں کے اجزا ایک دوسرے میں مل گئے۔ یہ بات انکو انوکھی لگتی اور سمجھ میں نہ آتی۔

انکو سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارا علم اس درجہ وسیع ہیکہ ہم ان تمام اجزا کو جانتے ہیں جنکو مٹی کھاتی ہے اور کم کرتی ہے اور یہ بات ہم بہت پہلے سے جانتے ہیں کیونکہ ہمارا علم قدیم ہے ہمنے انکے وجود سے پہلے ہی تمام چیزوں حالات ایک کتاب (لوح محفوظ) میں لکھدیئے تھے اور اب یہ کتاب ہمارے پاس محفوظ ہے۔ افسوس یہ ایک سچی بات یعنی مرکر زندہ ہونے کو، نبوت اور قرآن وغیرہ کو جھٹلاتے ہیں بس یہ تردد کی حالت میں ہیں کہ کبھی سچی بات کو جھٹلاتے ہیں اور کبھی اسپر تعجب کرتے ہیں۔

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ

کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر کی طرف آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسا (اونچا اور بڑا)

زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝٦ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا

بنایا اور (ستاروں سے) اسکو آراستہ کیا۔ اور اسمیں کوئی رخنہ تک نہیں اور زمین کو ہم نے پھیلایا۔ اور اس میں پہاڑوں کو

رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝٧ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى

جمایا اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اُگائیں۔ جو ذریعہ ہے بینائی اور دانائی کا

لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝٨ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ

ہر رجوع ہونے والے بندے کے لئے اور ہم نے آسمان سے برکت (یعنی نفع) والا پانی برسایا۔ پھر اس سے بہت سے باغ

جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝٩ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝١٠ رِّزْقًا

اگائے اور کھیتی کا غلہ۔ اور لمبی لمبی کھجور کے درخت جن کے گچھے خوب گندھے ہوئے ہوتے ہیں بندوں کے

لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝١١ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

رزق دینے کے لئے اور ہم نے اس (بارش) کے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کیا (بس) اسی طرح زمین سے نکلنا ہوگا اس سے پہلے

قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝١٢ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ

قوم نوح اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور قوم

لُوْطٍ ۝١٣ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ

لوط۔ اور اصحاب ایکہ اور قوم تبع تکذیب کر چکے ہیں۔ (یعنی) سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ سو میری

وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ ع۱۵

وعید (ان پر) محقق ہو گئی۔ کیا ہم پہلی بار کے پیدا کرنے میں تھک گئے؟ بلکہ یہ لوگ از سرِ نو پیدا کرنے کی طرف سے (محض بے دلیل) اشتباہ میں ہیں

اللہ کی قدرت کی نشانیاں ارشاد ہے کہ جو لوگ مر کر زندہ ہونے کا یقین نہیں رکھتے درحقیقت انہیں ہماری قدرت کا صحیح علم نہیں انکو چاہئے کہ انکے اوپر جو اتنا بلند و بالا اور وسیع تر آسمان ہے اسکو دیکھیں جو بلا کسی ستون کے کھڑا ہے اور ہمنے اسکو ستاروں سے سجا رکھا ہے اور اتنی مدت گذر جانیکے بعد آج بھی اسمیں کوئی رخنہ، دراڑ اور سوراخ تک نہیں۔ اور انکو چاہئے کہ زمین کو بھی دیکھیں کہ کتنی دور تک پھیلی ہوئی ہے اور اسپر کسقدر عظیم پہاڑ گڑے کھڑے ہیں اور اسپر بیشمار خوشنما اور ضرورت کی چیزیں اُگ رہی ہیں۔

اور اللہ کی قدرت اس سے بھی ظاہر ہے کہ اسنے آسمان سے برکت والا پانی برسایا جس سے باغ، کھیتی اور کھجور کے لمبے لمبے درخت اگائے بندوں کو کھانے کی چیزیں دینے کیلئے اللہ نے بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر دیا کہ بارش سے پہلے یہ کچھ نہیں اگا رہی تھی اور بارش کے بعد سیکڑوں نعمتوں کو زمین سے نکال کر باہر رکھ دیا۔ بس سمجھ لو اسی طرح مردوں کو بھی زمین سے زندہ ہو کر نکلنا ہوگا۔

اسکے بعد قیامت کا انکار کرنے والوں کو پچھلی امتوں کے واقعات بتلا کر ڈرایا گیا ہے کہ دیکھو جھٹلانے کی وجہ سے انکا کیا حشر ہوا، (ان قوموں کے واقعات سورۂ حجر، فرقان، دخان وغیرہ میں گذر چکے ہیں) بس اسی طرح تم پر بھی عذاب آئیگا خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں۔

ان آیات کے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے میں تھک گئے جو دوبارہ زندہ نہ کر سکیں گے، یاد رکھو اللہ تعالیٰ تکان وغیرہ عیوب سے پاک ہے۔ بس وہ ضرور دوبارہ زندہ کریگا اور یہ لوگ خواہ مخواہ بلا کسی دلیل کے دوبارہ پیدا ہونے کے متعلق شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ ☆☆☆

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ښ

اور ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اور اسکے جی میں جو خیالات آتے ہیں ہم ان کو جانتے ہیں۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ

اور ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ جب دو اخذ کرنیوالے فرشتے اخذ کرتے رہتے ہیں جو کہ دائیں اور

عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾

بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ وہ کوئی لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا۔ مگر اسکے پاس ہی ایک تاک لگانیوالا تیار ہے۔

آسان تفسیر

علم الٰہی کی وسعت

پچھلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار فرمایا تھا، اب ان آیات میں اپنے علم کا اظہار فرما رہے ہیں۔ ارشاد ہیکہ ہمنے انسان کو پیدا کیا اور جو وسوسے اور خیالات اسکے دل میں آتے ہیں ہم انکو بھی جانتے ہیں اور ہم اسکی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں، شہ رگ گردن میں ہوتی ہے اسکے کٹنے سے آدمی مرجاتا ہے اس سے اشارہ اسطرف ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی روح اور نفس سے بھی زیادہ قریب ہیں مکمل علم وقدرت ہونیکے باوجود اللہ تعالیٰ حجت پوری کرنیکے لئے انسان کے تمام اعمال دوفرشتوں کے ذریعہ لکھواتے رہتے ہیں انمیں سے ایک فرشتہ دائیں طرف رہتا ہے جونیک اعمال لکھتا رہتا ہے اور دوسرا فرشتہ بائیں طرف رہتا ہے وہ بد اعمال لکھتا رہتا ہے۔ اللہ کی اپنے بندوں سے شفقت ومحبت تو دیکھئے کہ دائیں طرف کا فرشتہ کو بائیں طرف کے فرشتہ کا نگراں اور آفسر بنا رکھا ہے جب انسان غلط کام کرتا ہے تو یہ آفسر بائیں طرف کے فرشتے سے کہتا ہے ابھی یہ گناہ مت لکھنا، شاید یہ توبہ کرلے مگر جب یہ غافل وسرکش انسان توبہ بھی نہیں کرتا تب لکھنے کیلئے کہتا ہے۔ غرضیکہ یہ فرشتے ہروقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں، اور چھوٹے بڑے نیک وبدعمل کو لکھتے رہتے ہیں بس پیشاب، پاخانہ اور صحبت کے وقت جب یہ انسان اپنا ستر (پردہ کی جگہ) کھولتا ہے الگ ہوجاتے ہیں مگر اسوقت کے اعمال اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کے علم میں ڈالدیتا ہے یہ انکو بھی فوراً لکھ لیتے ہیں۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ

اور موت کی سختی (قریب) آ پہنچی۔ یہ (موت) وہ چیز ہے،

مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۖ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿۲۰﴾ وَجَآءَتْ كُلُّ

جس سے تو بدکتا تھا۔ اور (قیامت کے دن دوبارہ) صور پھونکا جاوے گا یہی دن ہوگا وعید کا۔ اور ہر شخص اسطرح (میدان

نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا

قیامت میں) آویگا کہ اسکے ساتھ ایک اسکو اپنے ہمراہ لاوے گا اور ایک (اسکے اعمال کا) گواہ ہوگا۔ تو اس دن سے بے خبر تھا۔

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ

سو اب ہم نے تجھ پر سے تیرا پردہ (غفلت کا) ہٹادیا۔ سو آج (تو) تیری نگاہ بڑی تیز ہے۔ اور (اسکے بعد) فرشتہ جو اسکے

هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ

ساتھ رہتا تھا عرض کرے گا کہ یہ وہ (روزنامچہ) ہے جو میرے پاس تیار ہے۔ ایسے شخص کو جہنم میں ڈال دو جو کفر کرنیوالا ہو اور (حق کا) ضد

لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ﴿۲۵﴾ اِلَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي

رکھتا ہو۔ اور نیک کام سے روکتا ہو اور حد (عبودیت) کو باہر ہوجانیوالا ہو (اور دین میں) شبہ پیدا کرنیوالا ہو جسنے خدا کیساتھ دوسرا معبود تجویز کیا

الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿٢٦﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ

ہو سو ایسے شخص کو سخت عذاب میں ڈال دو۔ وہ شیطان جو اسکے ساتھ رہتا تھا کہے گا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اسکو جبراً گمراہ

ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿٢٧﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ

نہیں کیا تھا۔ لیکن یہ خود دور دراز کی گمراہی میں تھا۔ ارشاد ہوگا میرے سامنے جھگڑے کی باتیں مت کرو (کہ بے سود ہیں) اور میں تو پہلے ہی تمہارے

بِالْوَعِيْدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٢٩﴾ ع ٢ ١٢ ١٦

پاس وعید بھیج چکا تھا۔ میرے ہاں (وہ) بات (وعید مذکور کی) نہیں بدلی جاویگی۔ اور میں (اس تجویز میں) بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہوں

آخرت سے غفلت کا انجام

یہاں ارشاد ہیکہ اے انسان تیرا روزنامچہ جسکو فرشتے لکھ رہے ہیں جب پورا ہو جائیگا تو تجھے موت آدبوچے گی اور موت کی سختی و بیہوشی تجھ پر مسلط کردی جائیگی۔ یاد رکھ یہ وہی موت ہے جس سے تو غافل تھا بدکتا اور بھاگتا تھا مگر یہ تو ہر حال میں آکر رہیگی اور ایک ایک کرکے سب کا خاتمہ کردیگی، جب سب انسان مرچکیں گے اور قیامت کا وقت آجائیگا تو صور پھونکا جائیگا جس سے تمام انسان جہاں بھی ہونگے زندہ ہوکر اٹھ کھڑے ہونگے اور دیکھیں گے کہ قیامت آگئی جس سے تمام انبیاء علیہم السلام ڈرایا کرتے تھے۔ پھر اسکو میدان قیامت میں اسطرح لایا جائیگا کہ اسکے ساتھ دو فرشتے ہونگے ایک اسکو پیچھے سے ہنکا کر میدان قیامت میں لائیگا اور دوسرا اسکے اعمال کا گواہ ہوگا، یہ دونوں فرشتے کونسے ہونگے انکے بارے میں اقوال مختلف ہیں لیکن راجح قول یہی ہیکہ یہ دونوں فرشتے وہی ہونگے جو زندگی میں اسکے دائیں بائیں رہا کرتے تھے اور اسکے اعمال لکھا کرتے تھے۔

قیامت کے دن کافروں سے کہا جائیگا اے کافر تو اس دن سے غافل و بےخبر تھا یعنی قیامت کے دن کو نہیں مانتا تھا بس آج ہمنے تیرے اس غفلت کے پردے کو ہٹا دیا ہے اور تو اپنی آنکھوں سے قیامت کا منظر دیکھ رہا ہے، فرشتہ اسکا روزنامچہ پیش کردیگا جسمیں اس کی زندگی کے تمام اعمال لکھے ہوئے ہیں اسکے بعد اللہ تعالیٰ انہی دونوں فرشتوں کو یا انکے علاوہ دوسرے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ہر اس شخص کو جہنم میں ڈال دیا جائے جو کفر کرتا تھا، حق بات یعنی ہمارے دین سے ضد کرتا تھا اور اسکو نہیں مانتا تھا، دوسروں کو نیک کام سے روکتا تھا اور خود بھی دین میں شک و شبہ کرتا تھا، اور ہمارے ساتھ دوسروں کو بندگی میں شریک کرتا تھا، بس ایسے شخص کو سخت عذاب میں ڈال دو۔ ان کافروں کو جب یقین ہو جائیگا کہ واقعتاً اب ہمیں ہمیشہ کیلئے جہنم کے سخت عذاب میں ڈالا جائیگا تو وہ شیاطین کو الزام دینے لگیں گے کہ ہمیں تو انھوں نے گمراہ کیا تھا شیطان کہے گا اے اللہ العالمین میں نے اسکو زبردستی گمراہ نہیں کیا صرف راستہ ہموار کیا تھا اور یہ خوشی خوشی اسپر چلنے لگا، اللہ تعالیٰ فرمائینگے میرے سامنے جھگڑے کی باتیں مت کرو ہمنے دنیا میں پہلے ہی اپنے رسولوں کے ذریعہ تمکو وعید بھیج دی تھی کہ جو کفر کریگا خواہ از خود کرے یا کسی کے گمراہ کرنے سے کرے ہم اسکو ہمیشہ کیلئے

جہنم میں ڈالدینگے، ہمارا حکم اپنی جگہ پر اٹل ہے بس اب تم سب جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے۔ اور یاد رکھو ہم بندوں پر ظلم نہیں کرتے بلکہ جسنے جیسے کام کئے اسکو ویسا ہی بدلہ دیدیتے ہیں۔

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ۝۳۰ وَأُزْلِفَتِ

جس دن کہ ہم دوزخ سے کہیں گے کہ تو بھر بھی گئی۔ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے۔ اور جنت

الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۝۳۱ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ

متقیوں کے قریب لائی جاوے گی۔ کہ کچھ دور نہ رہے گی۔ یہ ہے وہ چیز جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ وہ ہر ایسے شخص کیلئے

حَفِيظٍ ۝۳۲ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ۝۳۳

ہے جو رجوع ہونیوالا پابندی کرنیوالا ہو۔ جو شخص خدا سے بے دیکھے ڈرتا ہو اور رجوع ہونیوالا دل لے کر آوے گا۔

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۝۳۴ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝۳۵

اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا۔ ان کو بہشت میں سب کچھ ملے گا جو جو چاہیں گے اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ (نعمت) ہے

جنتیوں پر انعامات الٰہی

کفار کو جہنم میں داخل کرنیکے بعد اللہ تعالیٰ جہنم سے کہیں گے کہ تو بھر بھی گئی وہ کہے گی کچھ اور بھی ہے۔ بخاری شریف میں ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں گنہگار ڈالے جائیں گے اور وہ مزید طلب کرتی رہیگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اسمیں رکھیں گے تب وہ کہے گی بس، بس۔ اسکے بعد جنت کے متعلق بیان ہیکہ وہ پرہیزگاروں کے قریب کردیجائیگی اور پرہیزگاروں سے کہا جائیگا یہ وہ چیز ہے جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا تھا کہ جنت ہر ایسے شخص کیلئے ہے جو گناہوں سے بچ کر دل سے اللہ کی طرف رجوع ہونیوالا ہو اور اعمال صالحہ کی پابندی کرنیوالا ہو، اور اللہ سے ڈرنے والا ہو وہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجائے، انھیں جنت میں ہر وہ چیز ملیگی جسکی یہ خواہش و تمنا کرینگے اور ان کو انکی چاہت سے بھی زیادہ نعمتیں ملیں گی یعنی انکو ایسی عجیب وغریب اور نادر نعمتیں ملیں گی جو انکے خیال تک میں بھی نہ آئی ہونگی۔ چنانچہ حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہیکہ جنت کی نعمتیں ایسی ہیں جنکو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اسکا خیال آیا۔ ان نعمتوں میں سے ایک نعمت اللہ جل شانہ کا دیدار بھی ہے۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا

اور ہم ان (اہل مکہ) سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو قوت میں ان سے (کہیں) زیادہ تھے

فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ۝۳٦ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ

اور تمام شہروں کو چھانتے پھرتے تھے (لیکن جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو انکو) کہیں بھاگنے کی جگہ نہ ملی اس میں اس شخص کیلئے بڑی

لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝۳۷ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

عبرت ہے جس کے پاس (فہیم) دل ہو یا وہ (کم از کم دل سے) متوجہ ہو کر (بات کی طرف) کان ہی لگا دیتا ہو۔ اور ہم نے آسمانوں کو

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ۖ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ ۝۳۸

اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اس سب کو چھ دن میں پیدا کیا اور ہمکو تکان نے چھوا

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَ

تک نہیں۔ سو ان کی باتوں پر صبر کیجئے۔ اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیئے (اسمیں نماز بھی داخل ہو) آفتاب نکلنے سے پہلے (مثلاً صبح

قَبْلَ الْغُرُوبِ ۝۳۹ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ۝۴۰

کی نماز) اور چھپنے سے پہلے (مثلاً ظہر و عصر) اور رات میں بھی اسکی تسبیح کیا کیجئے (اسمیں مغرب و عشاء آگئی) اور (فرض) نمازوں کے بعد بھی

پہلی قوموں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کیجئے

ان آیات میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں کہ ہم اہل مکہ سے پہلے بہت سی امتوں کو انکے کفر کی وجہ سے ہلاک کر چکے ہیں جو طاقت وقوت میں ان سے بہت زیادہ بڑھے ہوئے تھے اور وہ دنیوی ترقی اور تجارت کیلئے تمام شہروں کو چھانتے پھرتے تھے، حاصل یہ کہ طاقت وقوت کیساتھ دنیوی ساز و سامان میں بھی بڑی ترقی کئے ہوئے تھے، مگر جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو انکو کہیں بھاگنے کی جگہ بھی نہ ملی جو کسی طرح عذاب سے بچ جاتے۔ اس واقعہ میں ہر ایسے شخص کیلئے عبرت ونصیحت ہے جسکے سینہ میں سمجھنے والا دل ہو کہ از خود اس میں غور و فکر کر کے سمجھ لے یا پھر دوسروں کے سمجھانے سے سمجھ لے جو شخص نہ خود سمجھے نہ کسی کے سمجھانے سے سمجھے تو سمجھ لو وہ مثل پتھر کے ہے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کا اظہار فرمایا کہ ہم نے آسمان وزمین اور جو کچھ انکے درمیان میں ہے ان سب کو صرف چھ دن (کے وقت کی مقدار) میں پیدا کیا اور ہمکو تکان نے چھوا تک نہیں، بس سوچو انسان کا دوبارہ پیدا کرنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے، بس اگر یہ لوگ اتنی موٹی بات بھی نہ سمجھیں تو آپ صبر کیجئے، رنج وغم نہ کیجئے اور ہماری تسبیح و تحمید کرتے رہئے اسمیں نمازیں بھی داخل ہیں۔ تسبیح و تحمید سورج نکلنے سے پہلے کیجئے اسمیں نماز فجر آگئی اور سورج چھپنے سے پہلے کیجئے اسمیں ظہر و عصر آگئی، اور رات میں بھی کیجئے، اسمیں مغرب و عشاء آگئیں، اور ان فرض نمازوں کے بعد بھی کیجئے اسمیں نوافل اور ذکر وغیرہ آگئے۔ مقصد یہ کہ جب آپ اپنے آپکو اس طرح ذکر الٰہی میں مصروف رکھیں گے تو کافرین کی بیہودہ باتوں کی طرف نہ دھیان جائیگا نہ رنج وغم ہوگا۔ ☆☆☆

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ ۝۴۱ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ

اور سن رکھو کہ جسدن ایک پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا۔ جس روز اس چیخ کو بالیقین سب سن لیں گے۔ یہ دن ہوگا۔

يَوۡمُ الۡخُرُوۡجِ ﴿٤٢﴾ اِنَّا نَحۡنُ نُحۡيٖ وَنُمِيۡتُ وَاِلَيۡنَا الۡمَصِيۡرُ ﴿٤٣﴾ يَوۡمَ تَشَقَّقُ

(قبروں سے) نکلنے کا۔ ہم ہی (اب بھی) جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف پھر لوٹ کر آنا ہے۔ جس روز زمین ان (مُردوں)

الۡاَرۡضُ عَنۡهُمۡ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشۡرٌ عَلَيۡنَا يَسِيۡرٌ ﴿٤٤﴾ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ

پر سے کھل جائے گی۔ جبکہ وہ دوڑتے ہونگے۔ یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کر لینا ہے۔ جو جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں ہم خوب جانتے

وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِجَبَّارٍ قف فَذَكِّرۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مَنۡ يَّخَافُ وَعِيۡدِ ﴿٤٥﴾ ع ١٦ ١٧

ہیں۔ اور آپ ان پر جبر کرنیوالے نہیں ہیں۔ تو آپ قرآن کے ذریعے سے ایسے شخص کو نصیحت کرتے رہیئے جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔

ایک دن تمام مردے زمین سے اٹھ کھڑے ہونگے

ان آیات میں ارشاد ہیکہ اے انسان دھیان سے سن ایک دن ہمارا فرشتہ اسرافیلؑ صور پھونکے گا اور ہر شخص اسکی آواز کو ایسے سنے گا جیسے اسکے قریب سے ہی آرہی ہو۔ یہ آواز سنکر تمام مردے اپنی اپنی قبروں سے نکل کھڑے ہونگے اور میدان قیامت کی طرف دوڑ رہے ہونگے۔ بس سمجھ لو اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور اللہ ہی مارتا ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

ان سب باتوں کے سامنے آجانے کے بعد بھی اگر کافرین قیامت کو نہ مانیں تو آپ غمگین نہ ہوں، ہم خود انسے نمٹ لیں گے، بس آپ قرآن کریم سے ایسے لوگوں کو نصیحت کرتے رہئے جو میری وعید سے ڈرتے ہیں۔ مفسرینؒ نے لکھا ہیکہ آپکی وعظ و نصیحت اگرچہ عام ہی ہوگی مگر اس سے نصیحت وہی حاصل کریں گے جو اللہ کے عذاب اور وعید سے ڈرتے ہونگے۔ الحمدللہ سورۃ قٓ کی تفسیر مکمل ہوئی۔ ☆☆☆

سُوۡرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوۡنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوۡعَاتٍ

سورۃ ذٰریٰت مکہ میں نازل ہوئی اسمیں ساٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرۡوًا ۙ﴿١﴾ فَالۡحٰمِلٰتِ وِقۡرًا ۙ﴿٢﴾ فَالۡجٰرِيٰتِ يُسۡرًا ۙ﴿٣﴾ فَالۡمُقَسِّمٰتِ

قسم ہے اُن ہواؤں کی جو غبار وغیرہ کو اُڑاتی ہوں۔ پھر ان بادلوں کی جو بوجھ (یعنی بارش) کو اُٹھاتے ہیں۔ پھر اُن کشتیوں کی جو نرمی سے چلتی

اَمۡرًا ۙ﴿٤﴾ اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿٥﴾ وَّاِنَّ الدِّيۡنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿٦﴾ وَالسَّمَآءِ

ہیں۔ پھر ان فرشتوں کی جو (حکم کے موافق) چیزیں تقسیم کرتے ہیں تم سے جس (قیامت) کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ اور (اعمال کی) جزا

ذَاتِ الْحُبُكِ ۝٧ إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝٨ يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ

(وسزا) ضرور ہونیوالی ہے۔ قسم ہے آسمان کی جسمیں (فرشتوں کے چلنے کے) راستے ہیں۔ کہ تم (یعنی سب) لوگ (قیامت کے بارے میں مختلف

أُفِكَ ۝٩ قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ ۝١٠ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ ۝١١

گفتگو میں ہو۔ اس سے وہی پھرتا ہے جس کو پھرنا ہوتا ہے۔ غارت ہو جائیں بے سند باتیں کرنیوالے۔ جو کہ جہالت میں بھولے ہوئے ہیں۔

يَسْأَلُونَ أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ ۝١٢ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ ۝١٣

پوچھتے ہیں کہ روز جزا کب ہوگا۔ جس دن وہ لوگ آگ پر رکھے جاویں گے۔

ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۝١٤

(اور کہا جاویگا کہ) اپنی اس سزا کا مزہ چکھو یہی ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے۔

قیامت ضرور آئیگی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے چند چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں ان سب سے اللہ کی قدرت کاملہ ظاہر ہوتی ہے اس سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہیکہ جو ذات ایسی عظیم قدرت والی ہے اسکے لئے قیامت واقع کرنا کچھ مشکل نہیں۔ بہر حال قسمیں کھا کر فرمایا تم سے جس قیامت کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور اس دن تمہارے اعمال کا بدلہ (جزا یا سزا) ضرور دیا جائیگا۔

اسکے بعد آسمان کی قسم کھا کر فرمایا تم لوگ قیامت کے متعلق مختلف خیالات رکھتے ہو کوئی کہتا ہے قیامت آئیگی، کوئی کہتا ہے نہیں آئیگی، انکے متعلق فرمایا غارت ہو جائیں بے سند بات کرنے والے، جو بطور مذاق کے پوچھتے ہیں بدلہ کا دن (قیامت) کب آئیگا؟ جواب میں فرمایا گیا جس دن تم آگ میں ڈالے جاؤ گے اور تمسے کہا جائیگا اپنی شرارتوں، فتنوں اور بداعمالیوں کا مزہ چکھو یہی ہے وہ دن جسکی تم جلدی مچایا کرتے تھے۔ ☆☆☆

إِنَّ الْمُتَّقِينَ

بے شک متقی لوگ بہشتوں میں

فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝١٥ آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا

اور چشموں میں ہوں گے۔ (اور) ان کے رب نے ان کو جو (ثواب) عطا کیا ہوگا وہ اسکو (خوشی خوشی) لے رہے ہونگے (اور کیوں نہ ہو) وہ

قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ۝١٦ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝١٧ وَ

لوگ اس کے قبل (دنیا میں) نیکو کار تھے۔ وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ اور

بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾

اخیر شب میں استغفار کیا کرتے تھے - اور ان کے مال میں سوالی اور غیر سوالی کا حق تھا

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور یقین لانے والوں کے لئے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں - اور خود تمہاری ذات میں بھی اور کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا -

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ

اور تمہارا رزق اور جو تم سے (قیامت کے متعلق) وعدہ کیا جاتا ہے (ان سب کا معین وقت) آسمان میں ہے - تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار

لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ ع۲۳ ۱۸

کی کہ وہ برحق ہے جیسا تم باتیں کر رہے ہو -

متقی مومن جنت کے باغوں میں ہونگے

پچھلی آیات میں قیامت کا انکار کرنے والے کافرین کا ذکر تھا، اب ان آیات میں قیامت کو ماننے والے مومنین کا ذکر ہے ارشاد ہیکہ بلا شک وشبہ متقی و پرہیزگار لوگ جنت کے باغوں اور چشموں میں ہونگے اور خوشی خوشی ان نعمتوں کو قبول کر رہے ہونگے جو انکے رب کی طرف سے عطا ہو رہی ہونگی یعنی دنیا میں جو نیک اعمال کئے تھے آج انکا بدلہ مل رہا ہے آگے انکے نیک اعمال کی کچھ تفصیل ہے کہ یہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے رات کا اکثر حصہ عبادت میں گذارتے تھے اور رات کے اخیر حصہ یعنی سحر کے وقت اپنے رب سے رو رو کر اپنی کوتاہی کی معافی مانگتے تھے کہ یا الٰہی ہمسے حق عبدیت ادا نہ ہوسکا، یہ تو انکا حال عبادت بدنیہ میں تھا اور عبادت مالیہ میں انکا یہ حال تھا کہ زکوۃ کے علاوہ اپنے مال میں سے بخوشی ضرورتمندوں اور سائلوں کو اتنی ذمہ داری سے دیتے تھے جیسے انکا حق انکے ذمہ لازم ہے۔

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ الآیۃ اس آیت میں فرمایا گیا ہیکہ یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں اللہ کی قدرت کے بہت سے نشانات موجود ہیں۔

دیکھو! یہ اتنی وسیع زمین کتنی مضبوطی اور خوبصورتی سے بچھادی گئی ہے اور پھر اسکو کروڑوں قسم کی چیزوں سے سجادیا گیا ہے، غور کرو زمین پر لاکھوں قسم کے کیسے عجیب وغریب جانور موجود ہیں، اور کیسے کیسے مختلف رنگ وخاصیت کے لاکھوں قسم کے درخت، پودے وغیرہ پھیلے ہوئے ہیں، اور کس قدر لمبے چوڑے پہاڑ، غار، میدان، سمندر، دریا وغیرہ پھیلے ہوئے پڑے ہیں۔

اور پھر اے انسان اپنے اندر غور کر کے دیکھ تجھے کیسی کاری گری سے بنایا گیا ہے، تیرے اندر پوری مشینری فٹ ہے یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں، صرف اللہ ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے، پھر خود انسان مختلف رنگ وروپ کے ہیں، مزاج اور طبیعتیں مختلف، عقل وسمجھ مختلف، طاقت وقوت اور صلاحیتیں مختلف، قد وقامت مختلف، رہنے سہنے کھانے

پینے کے انداز مختلف۔

وَفِی الْاَرْضِ آیٰتٌ الآیۃ، اس آیت کا تعلق کچھ مفسرینؒ نے متقین سے کیا ہے اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ متقین زمین کی چیزوں اور اپنے اندر غور کرتے ہیں تو اللہ کی قدرت کاملہ کی عظیم نشانیاں دیکھ کر انکے ایمان ویقین میں اور زیادہ پختگی آتی ہے اور اضافہ ہوتا ہے۔اور کچھ مفسرینؒ نے اس آیت کا تعلق منکرین قیامت سے کیا ہے اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ دیکھو زمین اور خود تمہارے اندر اللہ کی قدرت کی کیسی کیسی عظیم ترین نشانیاں موجود ہیں بس انمیں غور وفکر کرو اور قیامت کے انکار سے باز آکر قیامت اور آخرت پر ایمان لے آؤ آخیر میں فرمایا گیا کیا تم دیکھتے نہیں یعنی ان چیزوں کو دیکھو اور غور کرو تو پھر تمہیں آسانی سے راہ حق مل جائیگی۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ تمہارا رزق اور جو تم سے قیامت وغیرہ کے متعلق وعدہ کیا جاتا ہے ان سب کا معین وقت آسمان میں جو لوح محفوظ ہے اسمیں لکھا ہوا ہے، تمکو کسی مصلحت کی وجہ سے نہیں بتایا گیا۔بس جب وقت معلوم نہ ہونیکی صورت میں رزق ضرور ملتا ہے تو اسی طرح قیامت بھی ضرور آئیگی خواہ اسکا وقت ہمیں معلوم نہیں، بس جسطرح تمہیں اپنے بات کرنے پر کوئی شبہ نہیں کہ میں بول رہا ہوں یا کوئی اور بول رہا ہے، اسی طرح قیامت کے آنے میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں وہ اپنے وقت پر ضرور آئیگی۔☆☆☆

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ
کیا ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی حکایت آپ تک

الْمُكْرَمِيْنَ ۝۲۴ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝۲۵
پہنچی ہے۔ (اور یہ قصہ اس وقت میں تھا) جبکہ وہ (مہمان) ان کے پاس آئے پھر ان کو سلام کیا۔ابراہیمؑ نے بھی (جواب میں) کہا

فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝۲۶ ۙ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا
سلام (اور کہنے لگے کہ) انجان لوگ (معلوم ہوتے) ہیں۔پھر اپنے گھر کی طرف چلے اور ایک فربہ بچھڑا (تلا ہوا) لائے۔اور اسکو انکے پاس (یعنی کھانے

تَاْكُلُوْنَ ۝۲۷ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ
لاکر) رکھا۔کہنے لگے آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں۔تو ان سے دل میں خوفزدہ ہوئے انہوں نے کہا کہ تم ڈرومت اور انکو ایک فرزند کی بشارت

عَلِيْمٍ ۝۲۸ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ
دی جو بڑا عالم ہوگا۔ اتنے میں ان کی بی بی بولتی آئیں۔پھر ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگیں کہ (اوّل تو) بڑھیا (پھر) بانجھ

عَقِيْمٌ ۝۲۹ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝۳۰
فرشتے کہنے لگے کہ تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے۔کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا حکمت والا جاننے والا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی مہمان نوازی کا ایک عجیب واقعہ

ان آیات میں ارشاد ہیکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس کچھ معزز مہمان آئے انھوں نے آکر آپکو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور اپنے دل میں سوچا یہ لوگ اجنبی لگ رہے ہیں۔ یا دریافت کرنے کی غرض سے انسے کہہ دیا ہو کہ آپ لوگ اجنبی لگ رہے ہیں، میں نے پہچانا نہیں۔ بہر حال سلام وکلام کے بعد حضرت ابراہیمؑ اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے اور کچھ دیر کے بعد ایک موٹا تازہ بچھڑا تلا ہوا لائے اور ان مہمانوں کے سامنے پیش کر دیا کہ تناول فرمایئے مگر انھوں نے کھایا نہیں تو حضرت ابراہیمؑ کہنے لگے آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں مگر انھوں نے پھر بھی نہ کھایا تو آپ دل میں خوفزدہ ہوئے کہ یہ لوگ کہیں میرے مخالف اور دشمن تو نہیں، مہمانوں نے جب آپ کے اوپر خوف کے اثرات محسوس کئے تو کہنے لگے آپ خوف مت کیجئے ہم انسان نہیں جو کھائیں، ہمیں بلکہ فرشتے ہیں یہ کہہ کر انہیں اطمینان دلا کر پھر ایک بیٹے کی خوشخبری دی جو بڑا عالم یعنی نبی ہوگا۔ اس سے حضرت اسحٰقؑ مراد ہیں۔ حضرت ابراہیم اور فرشتوں کی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اتنے میں آپکی بیوی سارہؓ جو یہ گفتگو کسی کونے وغیرہ کی آڑ میں کھڑی سن رہی تھیں بیٹے کی خبر سنکر غیر اختیاری طور پر کچھ حیرت وتعجب کے الفاظ بول اٹھی، کہنے لگیں مجھ جیسی بڑھیا کے اولاد پیدا ہوگی جبکہ میری عمر ننانوے برس اور میرے شوہر کی عمر سو سال سے زائد ہے اور پھر میں تو ویسے بھی بانجھ ہوں میرے تو جوانی میں اولاد نہیں ہوئی، اب بڑھاپے میں کیسے ہوگی، فرشتوں نے جواب دیا یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ تیرے رب نے ایسا ہی فرمایا ہے بلاشبہ وہ بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے، وہی جانتا ہے کسکو کس وقت کیا چیز دی جائے۔

الحمدللہ پارۂ حٰمٓ (۲۶) کی تفسیر بحسن وخوبی مکمل ہوئی۔

ایک اہم گذارش

آسان تفسیر کی ممبری کیلئے اپنے احباب ومتعلقین کے مکمل پتے ادارہ کے پتے پر روانہ فرما کر اشاعتِ دین میں تعاون فرمائیں۔ ان حضرات کو تفسیر بذریعہ وی، پی، رجسٹری روانہ کردی جائیگی۔

تفسیر ہٰذا کیلئے کتب تفاسیر مستفادہ

(۱) بیان القرآن (۲) معارف القرآن (۳) تفسیر مظہری (۴) تفسیر ابن کثیر (۵) فوائد عثمانیہ (ترجمہ شیخ الہندؒ) وغیرہم

ادارہ دعوت وتبلیغ گلی ع۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ، سہارنپور

IDARA DAWATO TABLIGH

Gali No 2 Ali ki chungi, Mandi Samiti Road, Saharanpur, 247001(U.P.)

آسان تفسیر کے متعلق اکابرین کے ارشادات

حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

''اس وقت میرے پیش نظر مولانا محمد یعقوب صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند کی ''آسان تفسیر'' ہے جو اسم بامسمّٰی ہے، میں اپنی مصروفیات کے سبب اس کا مطالعہ نہیں کر سکا ہوں، مگر اس کے جو عنوانات اور سطور نظر سے گذری ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف نے حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے ترجمہ کے ساتھ مختلف تفسیروں سے اخذ کر کے جو تفسیر تحریر کی ہے اور اقوال و تحقیق کے ساتھ جو اقتباسات لکھے ہیں وہ نہایت سہل اور آسان زبان میں ہیں جو عوام و خواص دونوں کیلئے مفید اور نافع ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو شرف قبول بخشے۔ آمین

حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب صدر المدرسین جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

''آسان تفسیر میں مؤلف نے قرآن پاک کی آیات کی تفسیر و تشریح نہایت سہل انداز میں لکھی ہے، بغلی سرخیوں کا بھی اہتمام کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اخذ مضامین میں کتنی سہولت ہو جاتی ہے کلام پاک میں جہاں جہاں انبیاء سابقین اور امم سابقہ کے واقعات کا ذکر آیا ہے ان واقعات کی حسب ضرورت تفصیل بھی لکھی گئی ہے، آیات کا شان نزول، باہمی ربط، اس کے علاوہ بھی بعض علمی نکات طلبہ اور اہل علم کی رعایت میں اس تفسیر میں شامل کر دیئے گئے ہیں اور یہ تمام چیزیں تفسیر کی مستند و معتبر کتب سے لی گئی ہیں۔

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

''مولانا محمد یعقوب فاضل دیوبند نے آسان تفسیر کے نام سے کم پڑھے لکھے لوگوں کیلئے تفسیری سلسلہ شروع کر رکھا ہے چونکہ مولانا موصوف کا مزاج علمی ہے اس لئے یہ تفسیر بھی علمی نکات سے مالا مال ہے، زبان عام فہم اور ہلکی پھلکی ہے ہر شخص آسانی کے ساتھ اس سے استفادہ کر سکتا ہے''۔

الحمدللہ! یہ تفسیر بتیس (۳۲) قسطوں میں مکمل ہو چکی ہے۔ آپ ہمیں فون کر کے بذریعہ وی پی رجسٹری، پارسل کے ذریعہ گھر بیٹھے پوسٹ مین سے حاصل کر سکتے ہیں۔

نوٹ خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت قرآن میں معاون بنیں۔ فجزاکم اللہ

IDARA DAWAT-O-TABLEEGH

GALI NO-2 AALI KI CHUNGI MANDI SAMITI ROAD SAHARANPUR

MOB.9837375773

UsMaN Huzaifa Computer 9358144141

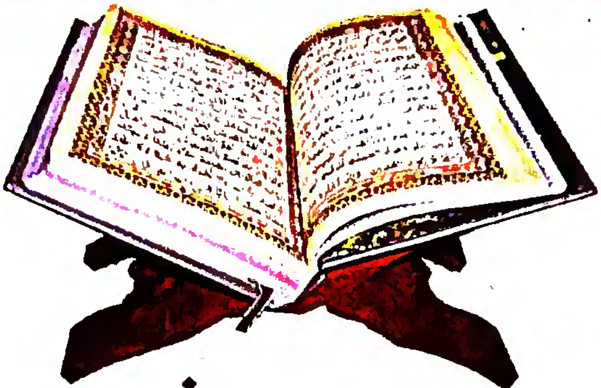

اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر

آسان تفسیر

پارہ ۲۷

ترجمہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی

فاضل دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ

گلی ۲ آئی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور یوپی

موبائل: 9837375773

50/-

اس دور کی سب سے آسان وعام فہم اور مستند تفسیر کلام پاک
جسکا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے

آسان تفسیر
اردو

ترجمہ قرآن شریف
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ
مرتب
مولانا محمد یعقوب قاسمی فاضل دار العلوم دیوبند

پارہ ۲۷ قال فما خطبکم

(شائع کردہ)
ادارہ دعوت وتبلیغ زکریا آباد، گلی ۲ آلی جنگی سہارنپور یو۔پی ۲۴۷۰۰۱

ھدیہ:-

فہرست مضامین آسان تفسیر پارہ ۲۷

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حضرت ابراہیمؑ کی فرشتوں سے		واقعہ شانِ نزول	۲۱	سورۂ واقعہ کی فضیلت وخصوصیت	۴۱
گفتگو	۳	پہلی قوموں کی نافرمانی کا انجام	۲۲	قیامت کے دن انسانوں کی تین	
پیغمبروں کے واقعات عبرت		واقعہ شق القمر	۲۴	جماعتیں ہونگی	۴۲
سے بھرپور ہیں	۴	واقعہ شق القمر پر ایک اعتراض		جنتیوں کے عیش وآرام	۴۳
اللہ کی قدرت و وحدانیت		کا جواب	۲۴	جنت کی عظیم نعمتیں	۴۴
کا ثبوت	۵	تفسیر آیات	۲۵	دوزخ کا دردناک عذاب	۴۵
اللہ کیطرف سے حضور صلی اللہ	۶	قوم نوح کی تباہی	۲۶	اللہ کی قدرت کے دلائل	۴۷
علیہ وسلم کو تسلی		حفاظت حضرت نوحؑ	۲۷	آگ وپانی بھی اللہ کی نعمتیں ہیں	۴۸
انسان وجن کی پیدائش کا مقصد	۷	قوم عاد کی سرکشی	۲۸	قرآن کی اہمیت سمجھئے	۴۹
اللہ کا عذاب آکر رہے گا	۸	قوم لوط پر عذاب الٰہی	۲۹	سورۂ حدید کی بعض اہم خصوصیات	۵۱
جنتیوں کے عیش وآرام	۹	مشرکین عرب کو تنبیہ	۳۱	مال اللہ کی مرضی کے مطابق خرچ	
اللہ کا عظیم احسان	۹	سورۂ رحمٰن کو الرحمٰن سے		کیا جائے	۵۲
جنت کی نعمتیں	۱۰	شروع کرنیکی وجہ	۳۱	پل صراط پر مؤمنین کو نور عطا کیا	
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاہن نہیں	۱۱	چاند سورج اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں	۳۳	جائیگا	۵۴
واقعہ شانِ نزول	۱۱	عدل وانصاف قائم کیجئے	۳۳	واقعہ شانِ نزول	۵۶
کفار مکہ کی ہٹ دھرمی	۱۳	اللہ کی قدرت کے کرشمے	۳۴	دنیا کی حقیقت	۵۸
مشرکین کے ضد کی انتہاء	۱۴	انسان وجن سب کو فنا ہونا ہے	۳۵	تقدیر کا لکھا برحق ہے	۵۹
سورۂ نجم کی خصوصیات	۱۵	قیامت کے ہولناک مناظر	۳۷	لوہے کی پیدائش سے دو اہم مقصد	۶۰
وحی الٰہی میں شک کی گنجائش نہیں	۱۶	واقعہ شانِ نزول	۳۸	حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ	
مشرکین کی عقل پر تعجب	۱۸	جنت کے حسین مناظر	۴۰	کی ایک خاص فضیلت	۶۲
ہدایت واضح ہوچکی ہے	۲۰	فائدہ عظیمہ	۴۰	دوگنا اجر کے مستحق	۶۳

تفسیر هذا ذیلی کتب تفاسیر سے مستفاد ہے

(۱) بیان القرآن (۲) معارف القرآن (۳) فوائد عثمانیہ (۴) تفسیرِ مظہری

(۵) تفسیرِ ابن کثیر، و غیرهم

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ

ابراہیم کہنے لگے (کہ) اچھا تو یہ تبلاؤ کہ تم کو بڑی مہم کیا درپیش ہے اے فرشتو فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم (یعنی قوم لوطؑ) کی

مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ

طرف بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ ہم ان پر کھنگر کے پتھر برسائیں۔ جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی

رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾

عالم غیب میں) خاص نشانیاں بھی ہیں حد سے گذرنے والوں کے لئے۔ اور ہمنے جتنے ایماندار تھے وہاں سے نکال کران کو علیحدہ کردیا۔

فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً

سو بجز مسلمانوں کے ایک گھر کے اور کوئی گھر (مسلمانوں کا) ہم نے نہیں پایا۔ اور ہم نے اس واقعہ میں (ہمیشہ کے واسطے)

لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾

ایسے لوگوں کے لئے ایک عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی فرشتوں سے گفتگو

پارہ حٰمٓ ۲۶ کے اخیر سے حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ چلا آرہا ہے، اس سلسلہ میں ان آیات میں فرمایا جارہا ہے کہ ابراہیمؑ ان فرشتوں سے جو بطور مہمان انکے پاس آئے تھے فرمانے لگے اے فرشتوں اب تمہارا کیا پروگرام ہے تمہیں کیا مہم درپیش ہے، فرشتے کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی مجرم قوم (قومِ لوط) کی طرف بھیجا ہے جو اپنے جرم میں حد سے بڑھ گئی ہے یعنی شرک میں بتلاء ہونے کے ساتھ ساتھ لواطت اور لوٹ مار جیسے گھناؤنے گناہ میں ملوث ہے بس ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان پر کنکر کے پتھر برسا کر ہلاک کردیں۔

ان پتھروں پر خاص نشان تھے بعض مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ جس پتھر سے جس شخص کو ہلاک کرنا تھا اسپر اسکا نام لکھا ہوا تھا، بہر حال ان بستیوں پر جب عذاب کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کوانسے الگ کرکے عذاب سے بچالیا اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں ان بستیوںمیں ہمنے مسلمانوں کا صرف ایک گھر پایا اور وہ گھر حضرت لوطؑ کا تھا، بس اس واقعہ میں ایسے لوگوں کیلئے عبرت ہے جو اللہ کے عذاب سے ڈریں۔ ☆☆☆

وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى

اور موسیٰؑ کے قصہ میں بھی عبرت ہے، جبکہ ہم نے انکو فرعون کے

فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾

پاس ایک کھلی ہوئی دلیل (یعنی معجزہ) دے کر بھیجا ۔ سو اس نے مع اپنے ارکانِ سلطنت کے سرتابی کی اور کہنے لگا کہ یہ ساحر ہے یا مجنون ۔

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِىْ عَادٍ اِذْ

سو ہم نے اس کو اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا (یعنی غرق کر دیا) اور اس نے کام ہی ملامت کا کیا تھا ۔ اور عاد کے قصہ میں

اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَىْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ

بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اُن پر نامبارک آندھی بھیجی ۔ جس چیز پر گذرتی تھی (یعنی ان اشیاء میں سے کہ جنکے ہلاک کا حکم تھا) اسکو ایسا

اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِىْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾

کر چھوڑتی تھی جیسے کوئی چیز گل کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے ۔ اور ثمود کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ اُن سے کہا گیا اور تھوڑے دنوں چین کر لو ۔

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا

سو (اس ڈرانے پر بھی) ان لوگوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی ۔ سو ان کو عذاب نے آلیا ۔ اور وہ (اس عذاب کے آثار کو) دیکھ رہے تھے ۔

اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ

سو نہ تو کھڑے ہی ہو سکے ۔ اور نہ (ہم سے) بدلہ لے سکے ۔ اور ان سے پہلے قوم نوحؑ کا یہی

قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ ع ۲ ۲۳ ۱

حال ہو چکا تھا ۔ (یعنی اس سبب سے کہ) وہ بڑے نافرمان لوگ تھے ۔

پیغمبر ونکے واقعات عبرت سے بھرپور ہیں

پچھلی آیات میں قوم لوط کا انجام بد اور اس سے عبرت حاصل کرنیکا ذکر تھا، اب ان آیات میں اسی طرح قوم موسیٰ، قوم عاد، قوم ثمود، قوم نوح، وغیرہ کا ذکر کر کے عبرت حاصل کرنے کیلئے فرمایا جا رہا ہے۔

ارشاد خداوندی ہیکہ جب ہمنے موسیٰ کو روشن دلائل یعنی معجزات کے ساتھ فرعون کیطرف ایمان کی دعوت دینے کیلئے بھیجا تو اس نے اپنی طاقت کے گھمنڈ میں ہمارے فرمان کو بے پرواہی سے ٹال دیا اور اپنے ارکان سلطنت کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا مجھے تو یہ شخص (حضرت موسیٰ) جادوگر یا دیوانہ لگتا ہے، اسکی اس متکبرانہ حرکت پر ہمنے اسکو مع اسکے لشکر کے دریاء نیل میں غرق کر دیا۔ اور اسی طرح قوم عاد کا انجام ہوا کہ جب اسنے اپنے نبی کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک ایسی سخت آندھی بھیجی جسنے اس قوم کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔

اسی طرح قوم ثمود کہ جب اسنے اپنے نبی حضرت صالحؑ کی بات نہ مانی، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو پھر ان پر

اللہ کا عذاب مسلط ہو گیا، اور وہ اس عذاب کو آتا ہوا اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جس سے یہ اوندھے منہ گرے اور ہلاک ہو گئے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں جسطرح ان مذکورہ قوموں کا انجام ہوا اسی طرح ان سے پہلے قوم نوح کا ہوا، وہ بھی بڑے نافرمان لوگ تھے۔

نوٹ: یہ سب واقعات پچھلے پاروں میں کئی جگہ تفصیل سے گذر چکے ہیں۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا

اور ہم نے آسمانوں کو (اپنی) قدرت سے بنایا اور ہم

لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ

وسیع القدرت ہیں۔ اور ہم نے زمین کو فرش (کے طور پر) بنایا سو ہم (کیسے) اچھے بچھانے والے ہیں۔ اور ہم نے ہر چیز کو

خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ

دو، دو قسم بنایا تاکہ تم (ان مصنوعات سے توحید کو) سمجھو۔ تو تم اللہ ہی کی (توحید کی) طرف دوڑو میں تمہارے (سمجھانے کے) واسطے

مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۱﴾

اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانے والا (ہو کر آیا) ہوں۔ اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود مت قرار دو۔ میں تمہارے واسطے اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں

اللہ کی قدرت و وحدانیت کا ثبوت

ان آیات میں آسمانوں و زمین کی پیدائش اور ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا کرنے کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیت کو ثابت فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ھیکہ ہمنے آسمان کو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے، غور کیجئے اتنی لمبی چوڑی، بلند و بالا نیلی چھت بلا کسی ستون کے مدتوں سے اپنی جگہ قائم ہے اور اتنی لمبی چوڑی زمین پھیلا دی جس سے اربوں کھربوں انسان و جانور اپنی ضروریات پوری کر رہے ہیں، اور پھر ہر چیز کے جوڑے (متقابل) پیدا کیئے، نر مادہ، موت زندگی، دن رات، خشکی تری، تاریکی روشنی، ایمان کفر، جنت دوزخ، زمین آسمان، وغیرہ۔

یہ سب چیزیں اسلیئے پیدا کیں تا کہ تم ان سے فائدہ اٹھاؤ اور نصیحت حاصل کرو، کہ ان تمام چیزوں کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے جو زبردست قدرت والا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور بس وہی تنہا عبادت و بندگی کے لائق ہے۔

حضور اکرم ﷺ فرما رہے ہیں اے لوگوں میں تمہیں اللہ کی طرف سے ڈرانے والا ہوں، بس تم کفر و شرک اور ہر قسم کے گناہ کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع ہو جاؤ۔ ☆☆☆

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ

اسی طرح جو (کافر) لوگ اِن سے پہلے ہوگذرے ہیں ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس کو انھوں نے ساحر یا مجنون نہ کہا ہو۔

مَجْنُوْنٌ ۝۵۲ اَتَوَاصَوْا بِهٖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝۵۳ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ

کیا اس بات کی ایک دُوسرے کو وصیت کرتے چلے آتے ہیں۔ بلکہ (وجہ اس اجماع کی یہ ہوئی کہ) یہ سب کے سب سرکش لوگ ہیں۔ سو آپ

بِمَلُوْمٍ ۝۵۴ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۵

اُنکی طرف التفات نہ کیجئے۔ کیونکہ آپ پر کسی طرح کا الزام نہیں۔ اور سمجھاتے رہیئے کیونکہ سمجھانا ایمان (لانے) والوں کو (بھی) نفع دیگا

اللہ کیطرف سے حضور کو تسلی

ان آیات میں حضور پاک ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ ایسی صاف صاف باتیں اور دلائل (جنکا ذکر پچھلی آیات میں ہوا) سنکر بھی اگر یہ لوگ ایمان قبول نہ کریں تو آپ غمگین و پریشان نہ ہوں کیونکہ آپ سے پہلے جتنے پیغمبر آئے ہیں انکو بھی کافروں نے جادوگر اور مجنون کہہ کر انکی نصیحت و دعوت کا مذاق اڑایا ہے، بس سب کافروں کا ایک ہی شیوہ ہے آپ انہیں خوب دعوت و تبلیغ کر چکے ہیں مگر یہ اعراض ہی کر رہے ہیں لہٰذا اب زیادہ انکے پیچھے پڑنے اور غم کرنے کی ضرورت نہیں، نہ ماننے کی سزا یہ خود بھگت لیں گے ہاں نصیحت کرنا آپ کا کام ہے سو وہ آپ کرتے رہئے، جنکی قسمت میں ایمان ہوگا وہ قبول کریں گے اور مومنین کیلئے آپکی نصیحت مزید نفع بخش ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب یہ آیت: فَتَوَلَّ عَنْهُمْ: نازل ہوئی تو ہم میں سے ہر شخص کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا، چونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو لوگوں کی طرف سے بے رُخی کا حکم دیا تھا مگر جب اسکے بعد آیت "وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى" نازل ہوئی جسمیں آپکو نصیحت کرنے کیلئے فرمایا گیا ہے تو یہ سب خوش اور مطمئن ہوگئے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝۵۶ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ

اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں۔ میں ان سے (مخلوق کی) رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ یہ

اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝۵۷ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝۵۸ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ

درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھلایا کریں۔ اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا قوت والا نہایت قوت والا ہے۔ تو ان ظالموں کے لئے (سزا کی)

ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۝۵۹ فَوَيْلٌ

بھی باری (علم الٰہی میں) مقرر ہے جیسے ان کے (گذشتہ) ہم مشربوں کی باری (مقرر تھی) سو مجھ سے (عذاب) جلدی طلب نہ کریں۔ غرض ان کافروں

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۶۰

کے لئے اس دن کے آنے سے بڑی خرابی ہوگی جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

انسان وجن کی پیدائش کا مقصد

ان آیات میں ارشادِ خداوندی ہیکہ ہمنے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت و بندگی کیلئے پیدا فرمایا ہے اس سے واضح ہیکہ انسانوں اور جنوں کی پیدائش کا اصل مقصد عبادت خداوندی ہے لہٰذا چاہئے کہ دنیا کے دوسرے کاموں میں اتنا زیادہ مصروف نہ ہو کہ عبادت و بندگی میں کمی آئے۔

مسند احمد میں حدیث قدسی ہے کہ اے ابنِ آدم میری عبادت کیلئے فارغ ہوجا میں تیرا سینہ تونگری اور بے نیازی سے پُر کردوں گا اور تیری فقیری دور کردوں گا، اور اگر تونے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینہ کو مشغولیتوں سے بھردوں گا اور تیری فقیری ہرگز بند نہ کروں گا۔

اس کے بعد ارشاد ہیکہ انسانوں اور جنوں کو پیدا کرنے سے عام انسانوں کی عادت کے مطابق میں کوئی فائدہ حاصل کرنا نہیں چاہتا کہ وہ میرے لئے رزق پیدا کریں یا کما کر کچھ دیں، اللہ تعالیٰ تو ان چیزونسے پاک و بے نیاز ہیں، اور اللہ تعالیٰ وہ قادر مطلق ہیں جو تمام انسانوں اور جنوں وغیرہ کو رزق عطا فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی کا حکم صرف اسلئے دیا کہ انسان وجن اسکی عظمت و کبریائی کا اعتراف کرکے اللہ کے مزید انعامات واحسانات کے مستحق بنیں۔

اخیر میں ارشاد ہیکہ یہ ظالم کافر ہمارے عذاب کو جلدی کیوں طلب کررہے ہیں یاد رکھیں ہمارا عذاب انہیں اپنے متعینہ وقت پر ضرور آدبوچے گا اسوقت انہیں ہمارے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ ☆☆☆☆☆

الحمد للہ سورۂ الذّٰریٰت کی تفسیر مکمل ہوئی،

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ طور مکہ میں نازل ہوئی اسمیں انچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

وَالطُّوْرِ ۱ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۲ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۳ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۴

اور قسم ہے طور (پہاڑ) کی۔ اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی ہے۔ اور قسم ہے البیت المعمور کی۔

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۵ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۶ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۷

اور (قسم ہے) اونچی چھت کی (مراد آسمان ہے) اور (قسم ہے) دریائے شور کی جو (پانی سے) پُر ہے کہ بے شک آپکے رب کا عذاب ضرور ہوکر رہیگا۔

مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۸ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۹ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۱۰

کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا (اور یہ اس روز واقع ہوگا) جس روز آسمان تھرتھرانے لگے گا۔ اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹ جاوینگے۔

فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ⑪ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ⑫

تو جو لوگ جھٹلانے والے ہیں (اور) جو (تکذیب کے) مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگ رہے ہیں۔ اُن کی اس روز کم بختی آئے گی۔

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ⑬ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا

جس روز کہ ان کو آتش دوزخ کی طرف دھکے دے کے لادیں گے۔ یہ وہی دوزخ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

تُكَذِّبُوْنَ ⑭ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ⑮ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا

تو کیا یہ (بھی) سحر ہے (دیکھ کر بتلاؤ) یا یہ کہ تم کو (اب بھی) نظر نہیں آتا۔ اس میں داخل ہو پھر خواہ (اس کی) سہار کرنا

اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑯

یا سہار نہ کرنا تمہارے حق میں دونوں برابر ہیں جیسا تم کرتے تھے ویسا ہی بدلہ تم کو دیا جائے گا۔

اللہ کا عذاب آکر رہیگا

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے چندان چیزونکی قسم[۱] کھا کر جو اسکی عظیم الشان قدرت کی نشانیاں ہیں فرمایا ہیکہ بیشک ہمارا عذاب آکر ہی رہے گا اسے کوئی نہیں روک سکتا۔

پہلی قسم طور کی کھائی ہے طور کے معنیٰ پہاڑ کے ہیں اور اس پہاڑ سے مراد طور سینین ہے جو مدین میں واقع ہے جسپر حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا تھا۔

دوسری قسم کتاب مسطور (یعنی لکھی ہوئی کتاب) کی کھائی ہے اس سے مراد بعض مفسرینؒ کے نزدیک انسان کا نامۂ اعمال ہے اور بعض مفسرینؒ کے نزدیک قرآن کریم ہے اور بعض مفسرینؒ کے نزدیک توریت ہے جو حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر دی گئی تھی۔

تیسری قسم بیت المعمور کی کھائی ہے، بیت المعمور ساتویں آسمان پر ٹھیک بیت اللہ شریف کے مقابل میں ہے، آسمان کے فرشتے اسمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت وطواف کرتے ہیں، ہر روز ستر ہزار فرشتے اسمیں عبادت کرتے ہیں، جنکی باری قیامت تک پھر نہیں آتی کیونکہ فرشتے ہیں ہی اسقدر زیادہ تعداد میں۔

چوتھی قسم اونچی چھت کی کھائی ہے اس سے مراد بعض مفسرینؒ کے نزدیک آسمان ہے، جو زمین کے اوپر ایک چھت کی طرح ہے، ربیع بن انسؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عرش ہے، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنّت کی چھت ہے

پانچویں قسم اُبلتے ہوئے دریا کی کھائی ہے، بعض مفسرینؒ نے فرمایا اس سے مراد عام دریا ہیں، اور بعض مفسرینؒ نے فرمایا اس سے خاص دریا مراد ہے، جو عرش کے نیچے اور آسمان کے اوپر ہے، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان سب قسموں کے بعد فرمایا ہمارا عذاب آکر رہیگا اور اس دن آئیگا جسدن آسمان تھرتھرا کر لرزے گا اور پھٹ

---

[۱] اللہ تعالیٰ کے قسم کھانیکی توجیہ سورۂ حجر کی آیت: لَعَمْرُكَ: کے ذیل میں اور غرض وغایت سورۂ صافات کے شروع میں گذر چکی ہے۔ محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ

جائیگا اور پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دینگے ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ ہوکر روئی کے گالوں کی طرح اڑ کر بے نام ونشان ہوجائینگے۔
بس اس روز ان لوگوں کیلئے ہلاکت و بربادی ہوگی جو قیامت کے عذاب کو جھٹلاتے تھے، دنیا میں مشغول تھے اور دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا یا تھا اس دن ان لوگوں کو دوزخ کی طرف دھکیل کر لایا جائیگا، اور انسے کہا جائیگا یہ وہی دوزخ کی آگ ہے جسکو تم جھٹلایا کرتے تھے، بس جیسا تم نے دنیا میں کیا تھا آج ویسا ہی بدلہ تمہیں ملیگا۔ ☆☆☆

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَ

متقی لوگ بلاشبہ (بہشت کے) باغوں اور سامانِ عیش میں ہوں گے۔ (اور) ان کو جو چیزیں اُن کے پروردگار نے دی ہوں گی اس سے

وَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓــًٔا بِمَا كُنْتُمْ

خوش دل ہوں گے۔ اور ان کا پروردگار اُنکو عذابِ دوزخ سے محفوظ رکھے گا۔ خوب کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ اپنے عملوں کے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۲۰﴾

بدلے میں۔ تکیہ لگائے ہوئے تختوں پر جو برابر بچھائے ہوئے ہیں۔ اور ہم ان کا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں (یعنی حوروں) سے بیاہ کر دینگے

جنتیوں کے عیش وآرام

ان آیات میں ارشاد ہیکہ بلاشبہ متقی لوگ جنّت کے باغوں اور عیش و آرام میں ہونگے انکو طرح طرح کی عمدہ قسم کی کھانے پینے کی چیزیں، بہترین لباس، اعلیٰ درجہ کی سواریاں، اور بلند و بالا محلات عطاء کئے جائیں گے۔
جنتی جنّت میں آمنے سامنے اپنے اپنے تخت پر تکیہ لگائے نہایت سکون واطمینان سے بیٹھے ہونگے اور خادم حاضر خدمت ہونگے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے انکا نکاح کردیا جائیگا اور انکو خوش کرنے کیلئے کہا جائیگا، یہ تمام نعمتیں ہمنے تمکو تمہارے اعمال کے بدلہ میں عطاء فرمائی ہیں۔ ☆☆☆

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا ساتھ دیا۔ ہم اُن کی اولاد کو بھی (درجہ میں) اُنکے

وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِیٴٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾

ساتھ شامل کردینگے۔ اور ان کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کرینگے۔ ہر شخص اپنے اعمال (کفریہ) میں محبوس (فی النار) رہے گا۔

اللہ کا عظیم احسان

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ کے انعام واحسان کا ذکر ہیکہ اللہ تعالیٰ اپنے ان مومن بندوں کو جنکی اولاد بھی مومن رہی مگر اعمال میں اپنے والدین سے کم رہی تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اولاد کو بھی والدین کے درجے میں کردیگا اور والدین کے درجہ میں کوئی کمی نہیں کی جائیگی یعنی ایسا نہیں کہ والدین کا کچھ درجہ گھٹا کر اولاد

کا کچھ درجہ بڑھا دیا جائے اور اس طرح دونوں کو ایک درجہ میں کر دیا جائے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مومنین صالحین کی اولاد کو بھی انکے والدین کے درجہ میں پہنچادینگے اگرچہ وہ عمل کے اعتبار سے اس درجہ کے مستحق نہ ہوں تاکہ انکے والدین کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

ایک مرفوع حدیث میں ہیکہ جب جنتی جنت میں جائیگا اور اپنے بیوی بچوں کو نہ پائیگا دریافت کریگا کہ وہ کہاں ہیں؟ جواب ملیگا وہ تمہارے مرتبہ تک نہیں پہونچے، یہ کہے گا میرے معبود میں نے تو نیک اعمال اپنے لئے اور انکے لئے کئے تھے چنانچہ حکم ہوگا اس کے بیوی بچوں کو بھی اسی کے درجہ میں پہنچادیا جائے۔

اپنے فضل واحسان کا بیان کرنے کے بعد آگے اللہ تعالیٰ اپنے عدل وانصاف کا ذکر فرمارہے ہیں کہ کسی کو کسی کے اعمال میں پکڑا نہ جائے گا بلکہ ہر شخص اپنے عمل کے مطابق سزا دیا جائیگا ایسا نہیں کہ کسی کا گناہ کسی پر ڈال دیا جائے۔

وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا

اور ہم ان کو میوے اور گوشت جس قسم کا ان کو مرغوب ہو روز افزوں دیتے رہیں گے۔ (اور) وہاں آپس میں (بطور خوش طبعی کے) جام شراب میں

لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ

چھینا جھپٹی بھی کرینگے۔ اسمیں نہ بک بک لگے گی (کیونکہ نشہ نہ ہوگا) اور نہ کوئی بیہودہ بات ہوگی۔ اور ان کے پاس ایسے لڑکے آئیں

مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا

جاوینگے جو خاص انہی کے لئے ہونگے گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں۔ ف اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کرینگے۔

قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾

یہ بھی کہیں گے کہ (بھائی) ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر (یعنی دنیا) میں (انجام کار سے) بہت ڈرا کرتے تھے سو خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہمکو عذاب دوزخ

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ ع

سے بچالیا۔ ہم اس سے پہلے (یعنی دنیا میں) اس سے دعائیں مانگا کرتے تھے واقعی وہ بڑا محسن مہربان ہے۔

جنت کی نعمتیں ان آیات میں بھی جنتیوں کے متعلق ارشاد ہیکہ انکو پرندوں وغیرہ کے قسم قسم کے گوشت اور طرح طرح کے میوے دئے جائیں گے اور جس چیز کو بھی انکا دل چاہیگا وہ فوراً انکے پاس موجود کر دیجائے گی،

جنتی آپس میں ایک دوسرے کو شراب طہور کے جام پلا رہے ہوں گے جس سے کیف وسرور حاصل ہو رہا ہوگا، دنیوی شراب کی طرح نہ اسکے پینے سے بیہوشی ہوگی، اور نہ ہی گندی اور بے ہودہ باتیں کرینگے بلکہ مکمل اطمینان وسکون سے بیٹھے ہوئے تہذیب سے باتیں کر رہے ہونگے اور انکے پاس میوے وغیرہ لانیکی لئے نوعمر لڑکے ہونگے، اور وہ حسن وجمال

میں ایسے ہونگے گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں، جن پر گرد و غبار کا ذرا بھی اثر نہیں اور وہ آب و تاب میں اعلیٰ درجہ کے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہیکہ سب سے کم درجہ کے جنتی کیلئے پانچ ہزار خادم ہونگے، اس سے اندازہ کیجئے جو اعلیٰ درجہ کے جنتی ہوں گے انکے لئے کتنے خادم ہونگے۔ ☆☆☆

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ
تو آپ سمجھاتے رہیئے کیونکہ آپ بفضلہ تعالیٰ

رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ
نہ تو کاہن ہیں۔ اور نہ مجنون ہیں (جیسا کہ یہ مشرکین کہتے ہیں) ہاں کیا یہ لوگ یوں (بھی) کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں (اور) ہم ان کے بارے میں

الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ
حادثہ موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ (بہتر) تم منتظر رہو سو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ کیا ان کی عقلیں ان کو

اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ
ان باتوں کی تعلیم کرتی ہیں۔ یا یہ ہے کہ یہ شریر لوگ ہیں ہاں کیا یہ (بھی) کہتے ہیں کہ انہوں نے اس (قرآن) کو خود گھڑ لیا ہے

لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾
بلکہ یہ لوگ تصدیق نہیں کرتے۔ تو یہ لوگ اس طرح کا کوئی کلام (بنا کر) لے آئیں اگر یہ (اس دعوے) میں سچے ہیں۔

حضور ﷺ کاہن نہیں

کفار مکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو کبھی دیوانہ و مجنون کہتے تھے اور کبھی کاہن (یعنی جنوں اور شیطانوں سے کچھ جھوٹی اور سچی خبریں لیکر لوگوں کو بتلانے والا) حقیقت میں یہ لوگ خود دیوانے اور پاگل تھے کہ اتنی موٹی بات بھی نہ سمجھ سکے کہ محمد عربی ﷺ کی تعلیمات اعلیٰ درجہ کی حکیمانہ نصیحتوں پر مبنی ہیں کیا کوئی دیوانہ ایسی پُر حکمت باتیں کر سکتا ہے۔

بس اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ آپ ان کفار مکہ کو دعوت و تبلیغ اور پیغمبرانہ نصیحتیں کرتے رہئے، اور انکی احمقانہ بکواس سے غمگین و پریشان نہ ہوئے۔

واقعۂ شانِ نزول

حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہیکہ کفار مکہ رسول اللہ ﷺ سے متعلق مشورہ کرنے کیلئے دار الندوہ (مجلس، گھر) میں جمع ہوئے تو کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ محمد عربی ﷺ بھی (نعوذ باللہ) زہیر اور نابغہ (یہ عرب کے دو مشہور شاعروں کے نام ہیں) کی طرح ایک شاعر ہیں انکو قید کر دیا جائے یہاں تک کہ یہ خود اپنے وقت پر مر جائیں جیسے دوسرے شاعر مرے ہیں، اس پر یہ آیت: اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ الخ: نازل ہوئی جسمیں فرمایا

گیا ہیکہ کیا یہ لوگ آپکو شاعر بتلا کر آپ کی موت کا انتظار کر رہے ہیں آپ فرما دیجئے تم لوگ انتظار کرتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں، یعنی تم میرے مرنے کے منتظر رہو میں بھی منتظر ہوں کہ تمہارے متعلق اللہ کا کیا حکم ہوتا ہے، آخر بدر کے دن اللہ کا عذاب کافروں پر بصورتِ قتل آ گیا اور انہی کا نام ونشان مٹ گیا۔

اَمْ تَأْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ: کیا ان کی عقلیں انکو یہ تعلیم دے رہی ہیں کہ اعلیٰ درجہ کی حکیمانہ و پیغمبرانہ نصیحتیں کرنے والے کو کاہن و مجنوں اور شاعر کہا جائے،

اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ: یا یہ لوگ شریر ہیں بس حقیقت یہی ہے کہ ان لوگوں کو عقل وسمجھ تو تھی یہی وجہ ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق وامین سمجھتے تھے، مگر عداوت ودشمنی اور تعصب کی وجہ سے اس طرح کی شرانگیز باتیں کیا کرتے تھے۔

غرض کہ آپکی نبوت کو نہ ماننے کیلئے یہ لوگ طرح طرح کے حیلے بہانے کیا کرتے تھے کبھی کہا کرتے تھے قرآن محمد عربی نے خود گھڑ لیا ہے، اور اسکو جھوٹ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے کفار! اگر تم اپنے اس بیہودہ قول میں سچے ہو تو قرآن جیسا کلام بنا لاؤ۔

بس یاد رکھو جسطرح اللہ کی زمین جیسی زمین اور اسکے آسمان جیسا آسمان بنانا کسی سے ممکن نہیں اسی طرح قرآن جیسا کلام بنانا بھی کسی سے ممکن نہیں۔ ☆☆☆

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ

(آگے توحید کے متعلق گفتگو ہے کہ) کیا یہ لوگ بدوں کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں۔ یا یہ خود اپنے خالق ہیں۔ یا انہوں نے آسمان و زمین

وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿٣٦﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ

کو پیدا کیا ہے۔ بلکہ یہ لوگ (بوجہ جہل کے توحید کا) یقین نہیں لاتے۔ کیا ان لوگوں کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا یہ لوگ (اس

الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ

محکمۂ نبوت کے) حاکم ہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ اس پر (چڑھ کر آسمان کی) باتیں سن لیا کرتے ہیں تو ان میں جو (وہاں کی) باتیں

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا

سن آتا ہو وہ (اس دعوے پر) کوئی صاف دلیل پیش کرے۔ کیا خدا کے لئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے (تجویز ہوں) کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ

فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٠﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤١﴾

(تبلیغ احکام کا) مانگتے ہیں کہ وہ تاوان ان کو گراں معلوم ہوتا ہے۔ کیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے کہ یہ لکھ لیا کرتے ہیں۔

اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ

کیا یہ لوگ کچھ برائی کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں، سو یہ کافر خود ہی (اس) برائی میں گرفتار ہوں گے۔ کیا ان کا اللہ کے سوا

اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ

کوئی معبود ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے۔

کفار مکہ کی ہٹ دھرمی

کافرین جو توحید کا انکار کرتے ہیں تو کیا یہ لوگ بغیر خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا خود اپنے خالق آپ ہیں، اور کیا انہوں نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے۔

ظاہر ہیکہ نہ انہوں نے آسمان وزمین پیدا کئے ہیں اور نہ ہی خود اپنے آپکو پیدا کیا ہے، اور نہ ہی بغیر کسی پیدا کرنے والے کے پیدا ہو گئے ہیں، بس ثابت ہوا کہ جب آسمان وزمین اور خود اپنے کو انہوں نے پیدا نہیں کیا تو پھر انکا خالق کوئی اور ہے جو زبردست قدرت والا ہے وہی مستحق بندگی بھی ہے اور وہ ہے اللہ جل شانہ کی ذات، بس انکو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق یقین کر کے اس کی بندگی اختیار کر لیں۔

کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ اگر نبوت ہی ملنی تھی تو مکہ وطائف کے فلاں فلاں رئیسوں کو ملنی چاہئے تھی اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کیا انکے پاس ہماری نعمتوں اور رحمتوں کے خزانے ہیں جسمیں نبوت بھی داخل ہے کہ جس کو یہ چاہیں نبوت اسی کو ملے، یا کفارِ مکہ (محکمۂ نبوت) کے حاکم ہیں کہ جس کو یہ چاہیں نبوت دلوادیں ان دونوں میں سے کوئی بات بھی نہیں، نبوت عطا فرمانا اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وہ اپنی مصلحت سے جسکو دینا چاہیں اسکو بخش دیتے ہیں اسپر کسی کو کوئی اعتراض کرنے کا حق نہیں۔

اور کیا انکے پاس کوئی ایسی سیڑھی ہے جسپر چڑھ کر وہ فرشتوں کا کلام سن سکیں اور انہیں معلوم ہو جائے حق کیا ہے، بس اگر ایسا ہے تو وہ شخص جو فرشتوں کا کلام سننے کا دعویدار ہے وہ واضح دلیل پیش کرے، ظاہر ہیکہ اس طرح سے فرشتوں کا کلام سننا ممکن ہی نہیں بس وہ دلیل کیا پیش کریں گے۔

اور ان کافروں کا یہ حال ہیکہ اللہ کیلئے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں اور اپنے لئے بیٹے، چنانچہ کہتے ہیں فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان فرشتوں کی بندگی کرتے ہیں یہ کس قدر غلط اور گندہ عقیدہ ہے، اور کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دین کے احکامات پہونچانے کا آپ انسے معاوضہ طلب کرتے ہیں، جو انکو گراں معلوم ہوتا ہے۔

اور کیا اللہ تعالیٰ خود ان پر اپنی وحی بھیجتا ہے جس سے یہ غیب کی باتیں جان لیتے ہیں اور انہیں لکھکر محفوظ کر لیتے ہیں اسلئے انہیں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں، بلکہ یہ صرف ضد وعناد کی وجہ سے آپکی بات نہیں مانتے کیا یہ کافریں کچھ مکر وفریب کر کے دین حق کو مغلوب کرنا چاہتے ہیں بس سمجھ لیں یہ خود ہی ان مکر وفریب کا شکار ہو جائیں گے اور انجام کار دین اسلام غالب ہو کر رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اور کیا اللہ کے علاوہ ان کافروں کا کوئی دوسرا معبود ہے جو انکی مدد کر سکے، انکو رزق دے سکے، اور انکو اللہ کے عذاب سے بچا سکے، جو وہ اسطرح کی باتیں بنارہے ہیں اللہ تعالیٰ انکے شرک سے پاک وبے نیاز ہے بس توحید ورسالت کا انکار کر کے یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں ☆☆☆

وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ
اور اگر وہ آسمان کے ٹکڑے کو دیکھ لیں
السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ
کرگرتا ہوا آرہا ہے تو یوں کہہ دیں کہ یہ تو تہ بتہ جما ہوا بادل ہے ۔ تو اُن کو رہنے دیجئے یہاں تک کہ ان کو اپنے اس دن
الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ
سے سابقہ ہو جس میں ان کے ہوش اڑجائیں گے ۔ جس دن اُن کی تدبیریں ان کے کچھ بھی کام نہ آویں گی ۔ اور نہ (کہیں سے) انکو مدد ملیگی ۔
يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
اور ان ظالموں کے لئے قبل اس (عذاب) کے بھی عذاب ہونے والا ہے ۔ (جیسے قحط و قتل بدر) لیکن ان میں اکثر کو
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
معلوم نہیں ۔ اور آپ اپنے رب کی (اس) تجویز پر صبر سے بیٹھے رہیئے کہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں اور اُٹھتے وقت
حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾ ع ۲ ۴
(مجلس سے یا سونے سے) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیا کیجئے اور رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجئے (مثلاً عشاء) اور ستاروں کے پیچھے بھی ۔

مشرکین کے ضد کی انتہا

کافرین و مشرکین سرکشی و ضد میں اسقدر بڑھ گئے ہیں کہ اللہ کے عذاب کو محسوس کر لینے کے بعد بھی انہیں ایمان کی توفیق نہ ہوگی، یہ اگر دیکھ لینگے کہ آسمان کا کوئی ٹکڑا عذاب بنکر اُن کے سروں پر گر رہا ہے تو بھی انہیں یقین نہ ہوگا بلکہ صاف کہہ دینگے یہ گاڑھا بادل ہے جو پانی برسانے آرہا ہے غرض کہ اللہ تعالیٰ اگر ان پر آسمان سے عذاب کا کوئی ٹکڑا گرا بھی دیں تب بھی یہ کفر سے باز نہیں آئینگے ۔

بس اے نبی! آپ انہیں چھوڑ دیجئے ، انکے بیہودہ مطالبوں سے دلگیر نہ ہوں قیامت کے دن انہیں معلوم ہو جائیگا اس دن انکی تمام فریب کاریاں رکھی رہ جائیں گی آج اپنا مددگار سمجھ کر جنکی یہ بندگی کر رہے ہیں انکا منہ تکیں گے ، اور کوئی انکی کچھ مدد نہ کرسکیگا ، اور ان کافرین و مشرکین کو قیامت سے پہلے بھی اس دنیا میں سزا دی جائیگی جسکا انہیں علم نہیں جیسے جنگِ بدر میں انکا قتل ہونا وغیرہ ۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپکو معلوم ہوگیا کہ ہم انکی سزا کیلئے ایک وقتِ متعین کر چکے ہیں تو آپ اپنے رب کی اس تجویز پر صبر سے بیٹھے رہئے اور انکی طرف سے کسی ضرر کا اندیشہ نہ کیجئے کیونکہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں بس آپ ہمہ وقت ذکر اذکار اور عبادت میں مشغول رہئے ۔ ☆☆☆ الحمدﷲ سورۂ طور کی تفسیر مکمل ہوئی !

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثِنْتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ نجم مکہ میں نازل ہوئی اسمیں باسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝۲ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

قسم ہے (مطلق) ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے یہ تمہارے (ہمہ وقت) ساتھ کے رہنے والے نہ راہ (حق) سے بھٹکے اور نہ غلط رستہ ہو لئے

الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴

اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں۔ ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

سورۂ نجم کی خصوصیات

سورۂ نجم پہلی سورت ہے جسکا رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اعلان فرمایا، اور یہی سب سے پہلی سورت ہے جس میں آیت سجدہ نازل ہوئی، اور رسول اللہ ﷺ نے سجدۂ تلاوت کیا آپ نے یہ سورت مجمع عام میں تلاوت فرمائی جس میں مسلمان اور کفار سب شریک تھے جب آپ ﷺ نے آیت سجدہ پر سجدہ ادا کیا تو مسلمانوں نے تو آپکے اتباع میں سجدہ کیا، تعجب کی بات یہ پیش آئی جتنے کفار و مشرکین موجود تھے وہ سب بھی سجدہ میں گر گئے، صرف ایک متکبر شخص ایسا رہا جسنے سجدہ نہیں کیا مگر اس نے بھی ایک مٹھی مٹی کی زمین سے اٹھا کر پیشانی سے لگالی اور کہنے لگا کہ بس یہی کافی ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت عبد اللہ ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو کفر کی حالت میں مرا ہوا دیکھا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ستارے کی قسم کھا کر اپنے نبی کی نبوت کے برحق ہونے اور وحی کے صحیح اور شکوک سے بالاتر ہونے کو بیان فرمایا ہے، ارشاد ہیکہ قسم ہے ستارے کی جب وہ غروب ہونے لگے، یہاں ستارے کی قسم کھانے میں ایک خاص حکمت یہ ہیکہ ستارے اندھری رات میں سمتیں اور راستے بتانے کا کام دیتے ہیں، اور انسے سمت کی طرف ہدایت ہوتی ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ سے اللہ کے راستہ کی طرف ہدایت ہوتی ہے، اور یہ تمہارے ساتھی محمد عربی ﷺ جنکی پوری زندگی تمہارے سامنے ہے نہ راستہ بھولے ہیں اور نہ غلط راستے پر چلتے ہیں بلکہ جو راستہ اللہ نے بتلایا ہے اسپر گامزن ہیں، اور آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے وحی کیا ہوا ہوتا ہے، چاہے وہ وَحِي مَتْلُوْ ہو یا غَيْر مَتْلُوْ ہو، وَحِي مَتْلُوْ وہ ہے جسکی تلاوت کی جاتی ہے یعنی قرآن کریم اور وَحِي غَيْر مَتْلُوْ وہ ہے جسکی تلاوت نہیں کی جاتی یعنی احادیث پاک۔

حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا میں حق بات کے علاوہ کچھ نہیں کہتا، اسپر بعض صحابہؓ نے عرض کیا حضور کبھی کبھی ہم سے خوش طبعی بھی فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت بھی میری زبان سے ناحق نہیں نکلتا۔

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰىۙ ۝۵ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ

انکو ایک فرشتہ تعلیم کرتا ہے جو بڑا طاقتور ہے۔

فَاسْتَوٰىۙ ۝۶ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ؕ ۝۷ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰىۙ ۝۸ فَكَانَ قَابَ

پیدائشی طاقتور ہے۔ پھر وہ فرشتہ (اپنی) اصلی صورت پر (آپکے روبرو) نمودار ہوا ایسی حالت میں کہ وہ (آسمان کے) بلند کنارہ پر تھا پھر وہ فرشتہ (آپکے)

قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ ۝۹ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ ۝۱۰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا سو دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمائی تھی

مَا رَاٰى ۝۱۱ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝۱۲ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰىۙ ۝۱۳

قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں کوئی غلطی نہیں کی۔ تو کیا ان (پیغمبر) سے انکی دیکھی ہوئی چیز میں نزاع کرتے ہو۔ اور انہوں نے (یعنی پیغمبر نے) اس فرشتہ کو ایک اور دفعہ

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝۱۴ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ؕ ۝۱۵ اِذْ يَغْشَى

بھی (صورت اصلیہ میں) دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے قریب جنّت الماویٰ ہے۔ جب اس سدرۃ المنتہیٰ کو لپٹ رہی تھیں

السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰىۙ ۝۱۶ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝۱۷ لَقَدْ رَاٰى مِنْ

جو چیزیں لپٹ رہی تھیں۔ نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت)

اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝۱۸

کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے۔

وحی الٰہی میں شک کی گنجائش نہیں

ان آیات میں ارشاد ہیکہ حضور اکرم ﷺ کی وحی میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں، وہ اللہ کا کلام ہے اسکو جبرئیلؑ امین لیکر آتے ہیں جو زبردست قوت والے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ جبرئیل امین کو انکی اصلی صورت میں اپنی نبوت کے شروع زمانہ میں دیکھا کہ وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آسمان کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارے تک انکے چھ سو بازو پھیلے ہوئے ہیں یہ منظر دیکھ کر آپ ﷺ گھبرا گئے، اور بیہوش ہوکر گر پڑے اسکے بعد تسکین کیلئے جبرئیلؑ امین انسانی شکل میں آپکے قریب آگئے اسقدر قریب کہ دو کمان (دو ہاتھ) یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا، اس وقت جو وحی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر بھیجی تھی جبرئیل امین نے وہ پہنچائی۔

بہرحال جب آپنے جبرئیلؑ امین کو انکی اصل صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھا تو آپکے دل نے گواہی دی کہ ہاں یہی جبرئیلؑ ہیں، اسطرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے دل میں جبرئیلؑ کی معرفت ڈالدی،

بس وحی بھیجنے والا اللہ، لانے والا امین و دیانتدار قوت والا فرشتہ، پھر وہ اتنے قریب ہو کر وحی (اللہ کا کلام) پہنچائے اور پیغمبر اسکو اپنی آنکھ سے دیکھے اور اسکا روشن دل اسکی تصدیق کرے تو کیا اس تحقیق شدہ کلام میں تمہیں شک و شبہ کرنے اور بحث و تکرار کرنے کا حق ہے، ہرگز نہیں،

رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل امین کو انکی اصل صورت میں دوسری مرتبہ معراج کی رات میں دیکھا۔ ساتویں آسمان پر جہاں بیری کا درخت ہے یہ درخت کس شان کا ہے اس کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے، روایات سے ظاہر ہوتا ہیکہ اسکی جڑ چھٹے آسمان میں ہے، اور پھیلاؤ ساتویں آسمان میں ہے اور یہ درخت سرحد پر واقع ہے، یعنی نیچے سے جو اعمال چڑھتے ہیں اور اوپر سے جو احکام وغیرہ اترتے ہیں سب کا منتہیٰ یہ درخت ہے۔

اس وقت اس درخت پر اللہ تعالیٰ کے انوارات و تجلیات چھا رہے تھے، اور سونے کے پروانے ہر پتے پر چمٹے ہوئے تھے ایک روایت میں ہے وہ فرشتے تھے پروانے کی شکل میں، چنانچہ ایک روایت میں ہیکہ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی تھی کہ ہم بھی حضور پر نور ﷺ کی زیارت کریں انکو اجازت مل گئی، تو وہ سب فرشتے اس بیری کے درخت پر جمع ہو گئے تھے، جو ہر پتے پر مثل سونے کے پروانے کے نظر آرہے تھے۔

ان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پروردگار کی قدرت کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ

بھلا تم نے لات اور عُزّیٰ اور تیسرے منات کے حال میں

الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾

غور بھی کیا ہے کیا تمہارے لئے تو بیٹے (تجویز) ہوں اور خدا کے لئے بیٹیاں اس حالت میں تو یہ بہت بے ڈھنگی تقسیم ہوئی۔

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

یہ (معبودات مذکورہ) نرے نام ہی نام ہیں جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھیرا لیا ہے، خدا تعالےٰ نے تو ان کے

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ

معبود ہونے کی کوئی دلیل بھیجی نہیں۔ (بلکہ) یہ لوگ صرف بے اصل خیالات پر اور اپنے نفس کی خواہش پر چل رہے ہیں

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ ۭ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾

حالانکہ ان کے پاس اُن کے رب کی جانب سے (بواسطہ رسولؐ) ہدایت آچکی ہے۔ کیا انسان کو اس کی ہر تمنا مل جاتی ہے۔

ع۵ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ ۧ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ

سو خدا ہی کے اختیار میں ہے آخرت اور دنیا اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں اُن کی سفارش

شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾

ذرا بھی کام نہیں آسکتی۔ مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہیں اجازت دیں اور اسکے لئے شفاعت کرنے سے راضی ہوں

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو (خدا کی) بیٹی کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔

وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ

حالانکہ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں اور یقیناً بے اصل خیالات امر حق (کے

مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۚ ﴿۲۸﴾

اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں ہوتے۔

مشرکین کی عقل پر تعجب ہے

اے مشرکینِ عرب تعجب ہے تمہاری عقل پر کہ لامحدود عظمت وجلال اور قادر مطلق کے مقابلہ میں تم ان حقیر وذلیل بتوں کے سامنے پیشانی ٹیکتے ہو۔

مشرکین عرب بے شمار بتوں کو پوجتے تھے مگر انمیں تین زیادہ مشہور تھے (۱) لات (۲) عزیٰ (۳) منات۔ لات طائف والوں کے نزدیک بڑا معظم تھا، عزیٰ قریش اور بنی کنانہ کے نزدیک بڑا معظم تھا، منات اوس وخزرج اور بنی ہلال کے نزدیک بڑا معظم تھا، ان بتوں کے مقامات پر مشرکین عرب نے بڑی بڑی عالی شان عمارتیں بنا رکھیں تھیں اور ان عمارتوں کو وہ کعبہ کا درجہ دیتے تھے، مکہ فتح کر لینے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان تمام بتوں اور عمارتوں کو منہدم کرادیا تھا

مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ بعض روایات میں ھیکہ ان بتوں کو بھی وہ خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے، اوّل تو اللہ تعالیٰ کے اولاد نہیں اور پھر تم اولاد کی تقسیم میں بھی کسطرح کی ناانصافی وزیادتی کرتے ہو کہ اپنے لئے لڑکے مقرر کرتے ہو، اور (نعوذ باللہ) اللہ کیلئے لڑکیاں۔

اِنْ هِيَ اِلَّا اَسْمَاۗءٌ الخ اس آیت میں مشرکین عرب کا رد فرمایا گیا ھیکہ ان بتوں وغیرہ کے جو تم نے نام رکھ لئے ہیں یہ حقیقت میں کچھ بھی نہیں صرف نام ہی نام ہیں جو تمہارے بڑوں سے چلے آرہے ہیں ان کی دیکھا دیکھی تم نے بھی ویسا ہی کہنا اور کرنا شروع کردیا ہے، جبکہ اسکی عقلی اور نقلی دلیل نہ تمہارے پاس ہے نہ تمہارے بڑوں کے پاس تھی۔

اور اب تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی محمد عربی ﷺ کے ذریعہ اپنا دین حق تم کو پہنچادیا ہے، تم کو چاہئے کہ اپنے باطل عقائد اور نفسانی خیالات کو چھوڑ کر اس دینِ حق کو اختیار کرلو، اور جو تم نے اپنے دماغ میں یہ بٹھا رکھا ھیکہ یہ بت ہماری سفارش کرکے نجات دلادیں گے ایسا ہرگز نہیں۔

کیا انسان جو تمنا اور آرزو کرے وہ اسے مل جاتا ہے،؟ ایسا نہیں بس یاد رکھئے، دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ کے قبضہ وقدرت اور اختیار میں ہیں وہ چاہے گا ملیں گی بتوں کے قبضے میں کچھ بھی نہیں وہ کسی کو کچھ نہیں دے سکتے، اور

ان بتوں کی حقیقت تو کیا، اللہ کے مقرب فرشتے جو آسمانوں میں رہتے ہیں انکی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی ہاں جسکے حق میں اللہ تعالیٰ سفارش کرنے کا حکم دے اور اللہ اس سے راضی بھی ہو، تو اسکے حق میں سفارش کام دے سکتی ہے۔

ان آیات کے آخر میں ارشاد ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے عذاب سے بے فکر ہو کر اللہ جل شانہٗ کی شان میں گستاخیاں کرتے اور بیہودہ باتیں گھڑتے ہیں، کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں بھلا اللہ کے بیٹیاں کہاں سے آئیں وہ تو اولاد سے پاک و بے نیاز ہے، بس یہ انکے باطل خیالات ہیں جنکی حیثیت حقیقت کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ ☆☆☆

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا

تو آپ ایسے شخص سے اپنا خیال ہٹا لیجئے جو ہماری نصیحت کا خیال نہ کرے اور بجز دُنیوی

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ

زندگی کے اس کو کوئی (اخروی مطلب) مقصود نہ ہو ان لوگوں کی فہم کی رسائی کی حد بس یہی (دنیوی زندگی) ہے تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون

ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اسکے رستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی اس کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہے۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

میں ہے وہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے انجام کار یہ ہے کہ بُرا کام کرنے والوں کو ان کے (بُرے) کام کے عوض میں (خاص طور کی)

اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا

جزا دے گا اور نیک کام کرنیوالوں کو اُن کے نیک کاموں کے عوض میں جزا دے گا وہ لوگ ایسے ہیں کہ کبیرہ گناہوں سے اور (ان میں) بےحیائی کی

اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ

باتوں سے (بالخصوص زیادہ) بچتے ہیں مگر ہلکے ہلکے گناہ بلاشبہ آپکے رب کی مغفرت بڑی وسیع ہے وہ تم کو (اور تمہارے احوال کو) اس وقت سے خوب

الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ

جانتا ہے جب تمکو زمین سے پیدا کیا تھا۔ اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے تو تم اپنے کو مقدس مت سمجھا کرو (بس)

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ ع

تقویٰ والوں کو وہی خوب جانتا ہے۔

النجم

ع ۲۷
۶

ہدایت واضح ہو چکی

تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین عرب کے سامنے ہدایت واضح ہو کر آ گئی مگر پھر بھی انہوں نے اس سے اعراض ہی کیا، انکے متعلق یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جارہا ہے آپ ایسے لوگوں سے اپنا دھیان ہٹا لیجئے جو ہماری نصیحتوں پر دھیان نہیں دیتے، اعراض کرتے ہیں اور انکا مقصد صرف دنیوی زندگی کو عیش و آرام سے گذارنا ہے، اور یہی بس انکے علم و ہنر کی انتہا ہے، آخرت کی زندگی کی نہ انہیں کچھ فکر اور نہ کچھ پروا، بس انکا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیجئے اللہ خوب جانتا ہے کون گمراہ ہوا صحیح راستہ سے اور کون ہدایت کے راستے پر آیا، اللہ کے علم ازلی میں سب محفوظ ہے، اسکو ہر شخص کا حال خوب معلوم ہے، اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ کا ہے، بس وہ نافرمانی و سرکشی کرنے والوں کو سزا دیگا، اور فرمانبرداری کرنے والوں کو جزا دیگا۔

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ الخ اس آیت میں نیک و فرمانبردار لوگوں کے متعلق ارشاد ہے کہ یہ بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور کبھی اگر ان سے کوئی صغیرہ گناہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسکی پردہ پوشی فرماتے ہیں اور معاف فرما دیتے ہیں۔

بہر حال جب اللہ اعمال حسنہ کرنے اور اعمال سیئہ سے بچنے کی توفیق دیدے تو اسپر اترانا نہیں چاہئے، اور اپنے کو بڑا نہ سمجھ لینا چاہئے، اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کی بڑائی و بزرگی کو خوب جانتا ہے اور اسوقت سے جانتا ہے جب تمہارے بزرگ باپ آدمؑ کو مٹی سے بنایا اور تمہاری ماں کے پیٹ میں پرورش کی۔ بس اپنی بڑائی جتلاتے مت پھرو، جو واقعی متقی ہوتے ہیں وہ تو اپنے کو چھپاتے ہیں، اللہ تعالیٰ متقی و پرہیزگار کو خوب جانتا ہے۔ ☆☆☆

اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی (٣٣) وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّ

تو بھلا آپ نے ایسے شخص کو بھی دیکھا جس نے (دین حق سے) روگردانی کی۔ اور تھوڑا مال

اَکْدٰی (٣٤) اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰی (٣٥) اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ

دیا اور (پھر) بند کر دیا۔ کیا اس شخص کے پاس (کسی صحیح ذریعہ سے) علم غیب ہے کہ اس کو دیکھ رہا ہے کیا اسکو اس مضمون کی خبر نہیں پہنچی

صُحُفِ مُوْسٰی (٣٦) وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰٓی (٣٧) اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

جو موسیٰؑ کے صحیفوں میں ہے۔ اور نیز ابراہیمؑ کے جنہوں نے احکام کی پوری بجا آوری کی (اور وہ مضمون) یہ (ہے) کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے

اُخْرٰی (٣٨) وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (٣٩) وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ

اوپر نہیں لے سکتا۔ اور یہ کہ انسان کو (ایمان کے بارے میں) صرف اپنی ہی کمائی ملے گی۔ اور یہ کہ انسان کی سعی بہت جلد دیکھی

یُرٰی (٤٠) ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی (٤١) وَاَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی (٤٢) وَ

جائے گی۔ پھر اس کو پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور یہ کہ (سب کو) آپ کے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے۔ اور

اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ

یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور رُلاتا ہے - اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے - اور یہ کہ وہی دونوں قسم یعنی

الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ

نر اور مادہ کو نطفہ سے بناتا ہے - جب (رحم میں) ڈالا جاتا ہے - اور یہ کہ دوبارہ

النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾

پیدا کرنا (حسب وعدہ) اسکے ذمہ ہے - اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہے اور سرمایہ (دیکر محفوظ اور) باقی رکھتا ہے - اور یہ کہ وہی مالک ہے ستارہ شعریٰ کا بھی

واقعۂ شان نزول

حضرت مجاہدؒ، سعید بن جبیرؒ وغیرہ سے منقول ہیکہ یہ آیات ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں، اس شخص کو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے دین اسلام کی طرف رغبت ہونے لگی تھی، اور کفر کی سزا سے ڈر کر قریب تھا کہ ایمان قبول کرلے مگر اسکے ایک کافر دوست نے اس سے کہا کہ تو مسلمان مت ہو میں تیرے سب گناہ اپنے سر لیتا ہوں اور تیری سزا میں بھگت لونگا تو مجھے اتنا مال دیدینا اس نے منظور کرلیا، اور کچھ حصہ اس مال کا ادا بھی کردیا اور باقی بعد میں دینے کا وعدہ کرلیا۔

ان آیات میں اس شخص کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ کیا آپ نے اے محمد (ﷺ) اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنے خالق و مالک حقیقی اللہ جل شانہٗ کی طرف سے منہ موڑلیا اور کچھ مال دیا پھر ہاتھ روک لیا، اس شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کیا اسکو غیب کا علم ہے جو اسکو معلوم ہوگیا کہ یہ شخص میرے گناہ کی سزا بھگت لے گا، اور مجھے چھوڑ دیا جائے گا، بس یہ شخص سراسر دھوکہ میں ہے، نہ اسکو غیب کا علم ہے اور نہ کوئی دوسرا اسکا عذاب اپنے سر لے سکتا ہے۔

اور کیا اس شخص کو ان باتوں (مضمون) کی خبر نہیں پہونچی جو حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں میں تھیں، توریت کے علاوہ حضرت موسیٰ کو دس صحیفے بھی دیئے گئے تھے یہاں وہی مراد ہیں اور یہ باتیں حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں بھی تھیں، وہ مضمون یہ ہیکہ کوئی شخص کسی دوسرے کا گناہ اپنے سر لیکر اسکو عذاب سے نہیں بچاسکتا اور ہر شخص کو ایمان کے بارے میں اپنی ہی کمائی ملیگی یعنی کسی دوسرے کا ایمان اسکے کام نہیں آئیگا، اور انسان کے کئے ہوئے اعمال اسکے سامنے رکھ دیئے جائیں گے، اور پھر پورا پورا بدلہ دیا جائیگا، یہ قیامت کے دن ہوگا، اور اللہ تعالیٰ وہ قادر مطلق ہے جو ہنساتا بھی ہے اور رلاتا بھی ہے، مارتا بھی ہے اور جلاتا بھی ہے غرضکہ ہر چیز اسکے قبضہ وقدرت میں ہے۔

اللہ شِعریٰ کا بھی رب ہے، شعریٰ ایک بہت بڑا ستارہ ہے، عرب کی بعض قومیں اسکی پوجا کیا کرتی تھیں یہاں اسکو خاص طور پر ذکر کرکے یہ بتلادیا کہ اسکا خالق و مالک بھی اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا وہ بھی پرستش کے قابل نہیں، بس پرستش و بندگی کے لائق صرف اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی ذات گرامی ہے۔ ☆☆☆

وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ۨ الْاُوْلٰى ۝۵۰ وَثَمُوْدَاۡ فَمَآ اَبْقٰى ۝۵۱ وَقَوْمَ

اور یہ کہ اس نے قدیم قوم عاد کو (انکے کفر کی وجہ سے) ہلاک کیا اور ثمود کو بھی کہ ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا اور ان سے

نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ۝۵۲ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

پہلے قوم نوحؑ کو (ہلاک کیا) بے شک وہ سب سے بڑھ کر ظالم اور شریر تھے ۔ اور اُلٹی ہوئی بستیوں کو بھی پھینک مارا

اَهْوٰى ۝۵۳ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۝۵۴ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ۝۵۵ هٰذَا

پھر ان بستیوں کو گھیر لیا جس چیز نے کہ گھیر لیا ۔ سو تو اپنے رب کی کونسی نعمت میں شک (و انکار) کرتا رہے گا ۔ یہ (پیغمبر)

نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ۝۵۶ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝۵۷ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ

بھی پہلے پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر ہیں ۔ (ان کو مان لو کیونکہ) وہ جلدی آنیوالی چیز قریب آپہنچی ہے کوئی غیر اللہ

اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ۝۵۸ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝۵۹ وَتَضْحَكُوْنَ وَ

اس کا ہٹانے والا نہیں ۔ سو کیا (ایسے خوف کی باتیں سن کر بھی) تم لوگ اس کلام (الٰہی) سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور (خوف عذاب سے)

لَا تَبْكُوْنَ ۝۶۰ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝۶۱ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝۶۲

روتے نہیں ہو اور تم تکبر کرتے ہو ۔ سو اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کی بلا شرکت) عبادت کرو۔

پہلی قوموں کی نافرمانی کا انجام

ان آیات میں پہلی قوموں کی سرکشی بیان کر کے انکے انجام بد کو ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے ایک قوم عاد ہے یہ بڑے قوی اور سخت لوگ تھے، انہوں نے اپنے پیغمبر حضرت ہودؑ کو جھٹلایا، حضرت نوحؑ کی امت کے بعد سب سے پہلے اسی قوم کو کفر و سرکشی کرنے پر اللہ تعالیٰ نے طوفان سے ہلاک کیا، اسی قوم کو عاد اُولیٰ (پہلی قوم) کہتے ہیں، اسکے بعد اسی نسل سے ایک اور قوم ہوئی اسکو عاد اُخریٰ (دوسری قوم) کہتے ہیں۔

اسی طرح قوم ثمود نے جب اپنے پیغمبر حضرت صالحؑ کو جھٹلایا اور کفر و سرکشی کی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے کی سخت چیخ کا عذاب بھیجا جس سے انکے کلیجے پھٹ گئے، اور سب ہلاک ہو گئے۔

اسی طرح قوم نوح نے بھی اپنے پیغمبر حضرت نوحؑ کو جھٹلایا یہ قوم پہلی دو قوموں سے بھی زیادہ ظالم و سرکش تھی، حضرت نوحؑ نے ساڑھے نو سو برس تک انکو سمجھایا، مگر یہ نہ مانے آخر کفر پر ہی سب کو ہلاک و تباہ کر ڈالا۔

اسی طرح قوم لوط نے بھی اپنے پیغمبر حضرت لوطؑ کو جھٹلایا کفر و نافرمانی اور بے شرمی کے کام کئے، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ انکی بستیاں اُلٹوا دیں اور پھر ان پر پتھر برسائے یہاں تک حضرت موسیٰؑ و حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں کا مضمون پورا ہوا۔

اسکے بعد ارشاد ھیکہ یہ سب عبرت کی باتیں (جو اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں) سننے کے بعد بھی اے لوگوں آخر تم اللہ کی کس کس نعمت کو جھٹلاتے رہوگے سنو یہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) گناہگاروں، کافروں کو اسی طرح عذابِ الٰہی سے ڈرانے والے ہیں جسطرح انسے پہلے دوسرے انبیا ڈرا چکے ہیں، اور وہ جلد آنیوالی یعنی قیامت قریب آپہنچی ہے اسکا قریب آپہونچنا دنیا کی عمر کے اعتبار سے ہے کیونکہ امتِ محمد یہ اسکے بالکل آخیر میں ہے یعنی قیامت کے قریب ہے، جب وہ آجائیگی تو اسکو کوئی غیر اللہ ہٹا نہیں سکتا: مِنْ دُوْنِ اللّٰه: کا یہ ترجمہ مفسرِ قرآن حضرت تھانویؒ نے کیا ہے، اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے :مِنْ دُوْنِ اللّٰه. کی تفسیر میں لکھا ہیکہ جب وقت معین آجائے گا تو کوئی طاقت اس (قیامت) کو ہٹا نہیں سکتی اللہ ہی چاہے تو ہٹے مگر وہ چاہیگا نہیں۔

بس سمجھداری اسی میں ہیکہ قیامت کے آنے سے پہلے ہی جلد تم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان کر دین اسلام کے محفوظ قلعہ میں داخل ہوکر اپنے آپکو عذابِ الٰہی سے بچالو۔

اس سورہ نجم کے آخر میں ارشاد ھیکہ اے لوگو! قیامت اور اسکے جلد آنیکا بیان سنکر بھی تمہارے دل نہیں لرزے اور تم اب بھی قرآن کریم پر جو ایک عظیم معجزہ کی شکل میں تمہارے پاس آچکا ہے اسپر تعجب کرتے ہو اور بطورِ مذاق کے ہنستے ہو تمہیں تو اپنی اس حالت بد پر رونا چاہیئے تھا، مگر تم روئے نہیں بلکہ اپنی نافرمانی و سرکشی کی حالت پر تکبر کرتے ہو۔ بس اپنی ان بیہودہ حرکتوں سے باز آجاؤ اور اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور بندگی میں لگ کر عذاب الٰہی سے نجات حاصل کرلو۔

الحمد للہ سورۂ نجم کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ قمر مکہ میں نازل ہوئی اسمیں — شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں — پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا

قیامت نزدیک آپہنچی اور چاند شق ہو گیا۔ اور یہ لوگ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں

سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳﴾

کہ یہ جادو ہے جو ابھی ختم ہوا جاتا ہے ان لوگوں نے جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر بات کو قرار آجاتا ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿۴﴾ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا

اور ان لوگوں کے پاس (تو امم ماضیہ کی بھی) خبریں اتنی پہنچ چکی ہیں کہ ان میں (کافی) عبرت۔ یعنی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی (حاصل ہو

تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿۶﴾

سکتی) ہے سو (انکی کیفیت یہ ہے کہ) خوف دلانیوالی چیزیں انکو کچھ فائدہ ہی نہیں دیتیں تو آپ انکی طرف سے کچھ خیال نہ کیجیے جس روز ایک بلانیوالا

خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ

فرشتہ (انکو) ایک ناگوار چیز کی طرف بلاوے گا۔ ان کی آنکھیں (مارے ذلت کے) جھکی ہوتی ہونگی (اور) قبروں سے اس طرح نکل رہے ہونگے جیسے ٹڈی

مُّنْتَشِرٌ ﴿۷﴾ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۗ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾

پھیل جاتی ہے (اور پھر نکل کر) بلانیوالے کی طرف دوڑے چلے جارہے ہوں گے۔ کافر کہتے ہوں گے کہ یہ دن بڑا سخت ہے۔

شانِ نزول بخاری ومسلم شریف میں حضرت ابنِ مسعودؓ سے مروی ہیکہ میں نے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے دیکھا کہ چاند پھٹ کر دوٹکڑے ہوگیا یہ دیکھ کر کافروں نے کہا چاند پر جادو کردیا گیا اسپر یہ آیت ''اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ الخ'' نازل ہوئی۔

واقعۂ شق القمر شق القمر (چاند کے پھٹ جانے) کا واقعہ یوں پیش آیا کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ کے مقام منیٰ میں تشریف فرماتھے کہ کفار ومشرکینِ مکہ نے آپ سے آپکی نبوت پر کوئی نشانی (معجزہ) طلب کی اسپر اللہ جل شانہٗ نے یہ معجزہ شق القمر ظاہر فرمایا۔ یہ واقعہ ایک چاندرات کا ہے آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا آسمان کی طرف دیکھو، دیکھا تو اچانک چاند کے دوٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑا مشرق کی طرف چلا گیا دوسرا مغرب کی طرف اور دونوں ٹکڑوں کے درمیان کوہِ حرا نظر آنے لگا آپ نے حاضرین سے فرمایا دیکھو اور شہادت دو، جب سب نے یہ معجزہ خوب اچھی طرح دیکھ لیا تب چاند کے دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے۔

اس کھلے معجزہ کو دیکھ کر کسی سے انکار کی ہمت تو نہ ہوئی، بس کہنے لگے کہ یہ جادو ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہیکہ مکہ مکرمہ (کے قیام کے زمانہ) میں چاند پھٹکر دوٹکڑے ہوگیا کفار کہنے لگے کہ یہ جادو ہے محمد عربی (ﷺ) نے تم پر جادو کردیا ہے اسلئے تم باہر سے آنے والے مسافروں کا انتظار کرو اگر انہوں نے بھی چاند کے دوٹکڑے ہوئے دیکھے ہیں تو پھر محمد عربی (ﷺ) کی بات سچ ہے، اور اگر باہر کے لوگوں نے ایسا نہیں دیکھا تو پھر بیشک یہ جادو ہی ہوگا، آخر باہر سے آنے والے مسافروں سے تحقیق کی جو ہر طرف سے آئے تھے سب نے اعتراف کیا کہ ہاں ہم نے چاند کے دوٹکڑے دیکھے ہیں۔

واقعۂ شق القمر پر ایک اعتراض کا جواب واقعہ شق القمر پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اگر ایسا عظیم الشان واقعہ پیش آیا ہوتا تو پوری دنیا کی تاریخوں میں اسکا ذکر ہوتا مگر نہیں ہے، اسکا جواب یہ ہیکہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ میں رات کے وقت پیش آیا اس وقت بہت سے ملکوں میں تو دن ہوگا، وہاں اس واقعہ کے ظاہر ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں، اور بعض ملکوں میں اس واقعہ کے وقت آدھی رات ہوگی اور بعض ملکوں میں اخیر رات اور اس وقت لوگ عموماً سوئے ہوتے ہیں، اور جاگنے والے بھی ہروقت چاند کو نہیں تکتے رہتے۔

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ کسی ملک میں چاند گہن ہوتا ہے، اور آج کل تو پہلے سے اس کے اعلانات بھی ہوجاتے ہیں اسکے باوجود لاکھوں انسان اس سے بالکل بے خبر رہتے ہیں انکو پتہ بھی نہیں چلتا کہ چاند گہن ہوا کہ نہیں۔ بس دنیا کی

تاریخوں میں اس کا ذکر نہ ملنے سے اس واقعہ کی صداقت وحقانیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور پھر ہندوستان کی مشہور ومستند تاریخ ''فرشتہ'' میں اسکا ذکر بھی موجود ہے کہ ہندوستان میں مہاراجہ مالیبار نے یہ واقعہ شق القمر اپنی آنکھوں سے دیکھا، اور اپنے روزنامچہ میں اسکو لکھوایا اور یہی واقعہ اس کے مسلمان ہونے کا سبب بنا۔

اور پھر مسلمانوں کیلئے اصل ثبوت تو قرآن وحدیث ہے ان دونوں میں یہ واقعہ موجود ہے، چنانچہ آیت: مَنْ شَقَّ الْقَمَر: میں بھی موجود ہے اور احادیث صحیحہ میں بھی صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے مروی ہے، ابن کثیرؒ نے اس واقعہ کی روایات کو متواتر قرار دیا ہے۔

تفسیر آیات اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ الخ ارشاد خداوندی ہیکہ قیامت قریب آپہنچی اور چاند پھٹکر دو ٹکڑے ہو گیا۔ قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی چاند کا پھٹ جانا بھی ہے سو وہ پھٹ چکا اس سے معلوم ہوا کہ قیامت قریب آگئی، قرب قیامت کی ایک بڑی نشانی حضور اکرم ﷺ کا تشریف لے آنا بھی ہے چنانچہ آپ نے خود ارشاد فرمایا میرا آنا اور قیامت اس طرح ملے ہوئے ہیں جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں۔

سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ: مستمر کے مشہور معنیٰ جو فارسی واردو میں بھی معروف ہیں جو دیر تک اور ہمیشہ رہنے کے ہیں مگر عربی زبان میں یہ لفظ کبھی گذر جانے اور کبھی ختم ہو جانے کے معنیٰ میں بھی آتا ہے، حضرت مجاہدؒ اور قتادہؒ نے اس جگہ یہی معنیٰ بیان کئے ہیں، اس صورتمیں اس آیت کا مطلب ہوگا کہ یہ جادو کا اثر ہے جو دیر تک نہیں چلا کرتا، خود ہی گزر جائے گا اور ختم ہو جائے گا، مستمر کے ایک معنیٰ قوی وشدید کے بھی آتے ہیں، حضرت ابو العالیہؒ اور ضحاکؒ نے اس آیت میں یہی معنیٰ مراد لئے ہیں اس صورت میں آیت کا مطلب ہوگا کہ یہ جادو بڑا قوی اور شدید ہے۔

بہر حال کفار مکہ نے حق کو جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کا وقت ٹھیرا رکھا ہے جب وہ وقت آجائیگا تو وہ کام ہو جائیگا، بس انکا عذاب بھی اپنے وقت پر آئیگا، اور اللہ کے علم میں انکی جو گمراہی اور ہلاکت ٹھیر چکی ہے وہ کسی صورت میں ٹلنے والی نہیں۔

ان کفار ومشرکین کو ان قوموں کے حالات جن پر اللہ کا عذاب آیا ہے قرآن کریم کے ذریعہ پہونچ چکے ہیں انمیں اگر یہ غور کریں تو اپنے آپکو اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہیں، قرآن کریم جو عقل وحکمت کا مجموعہ ہے اسمیں صدق دل سے غور کرنے سے انسان ہدایت یاب ہو جاتا ہے، مگر افسوس یہ کفار قرآن سے کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

اے محمد ﷺ آپ ان کفار مکہ کو دین کی بات خوب اچھے طریقہ پر پہنچا چکے ہیں اب زیادہ انکی فکر میں نہ گھلیں انکو انکے حال پر چھوڑ دیں، ہمارا عذاب قیامت کے دن جب انکو آگھیرے گا تب انکو معلوم ہو جائیگا، اس دن انکو ایک فرشتہ (اسرافیلؑ) ناگوار چیز یعنی میدان محشر کی طرف بلائے گا اس وقت انکی آنکھیں ذلت ورسوائی اور خوف ودہشت کی وجہ سے

اقوال و تحقیق! واقعہ شق القمر ایک مرتبہ پیش آیا، یا دو مرتبہ، تو بعض روایات میں ہیکہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ میں دو مرتبہ پیش آیا مگر صحیح روایات سے اسکا ثبوت ایک ہی مرتبہ ملتا ہے، واللہ اعلم محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ۔

جھکی ہوئی ہونگی اور تمام اگلے پچھلے لوگ قبروں سے اسطرح نکل رہے ہوں گے جیسے ٹڈیاں پھیل جاتی ہیں، اور پھر نکل کر اس بلانے والے فرشتے کی آواز کیطرف اللہ کی عدالت میں دوڑے چلے جائیں گے، اور وہاں کی ہولناکی اور سختیاں دیکھ کر کافر کہتے ہونگے۔ یہ دن بڑا ہی سخت ہے دیکھئے آج کیا ہوگا۔ ☆☆☆

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ۝٩

ان لوگوں سے پہلے قوم نوحؑ نے تکذیب کی۔ یعنی ہمارے بندے (خاص نوحؑ) کی تکذیب کی اور کہا کہ یہ مجنون ہے اور نوحؑ کو دھمکی دی گئی۔

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝١٠ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ

تو نوحؑ نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں درماندہ ہوں سو آپ (ان سے) انتقام لے لیجئے۔ پس ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے

مُّنْهَمِرٍ ۝١١ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ

آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے پھر (آسمان اور زمین کا) پانی اس کام کے (پورا ہونے کے) لئے مل گیا جو

قُدِرَ ۝١٢ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝١٣ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً

(علم الٰہی میں) تجویز ہو چکا تھا۔ اور ہم نے نوحؑ کو تختوں اور میخوں والی کشتی پر جو کہ ہماری نگرانی میں رواں تھی (مع مومنین کے) سوار کیا۔ یہ سب

لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝١٤ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝١٥ فَكَيْفَ

کچھ اس شخص کا بدلہ لینے کے لئے کیا جس کی بیقدری کی گئی تھی اور ہم نے اس واقعہ کو عبرت کے واسطے رہنے دیا۔ کیا کوئی نصیحت حاصل

كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝١٦ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝١٧

کرنے والا ہے۔ پھر (دیکھو) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا۔ اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے۔

اس سورۂ قمر کی آیت نمبر ۹ / سے ۴۲ / تک چونتیس آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے عبرت و نصیحت حاصل کرنے کیلئے چند پیغمبروں، حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارون علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے، یہاں ہمنے مختصر طور پر لکھا ہے کیونکہ ان پیغمبروں کے واقعات پہلے کئی مرتبہ تفصیل سے لکھے جا چکے ہیں۔

قوم نوح کی تباہی

حضور اکرم ﷺ کی تسلی کیلئے فرمایا گیا ہے کہ کافرین کی تو پہلے ہی سے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلانیکی عادت ہے اسلئے آپ دلگیر و غمگین نہ ہوں۔ چنانچہ کفار نے ہمارے بندے نوحؑ کو جھٹلاتے ہوئے مجنوں کہا اور سنگسار کرنے کی دھمکی دی، حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ قوم نوح میں کچھ لوگوں کی یہ عادت تھی کہ حضرت نوحؑ کو کہیں پاتے تو بعض اوقات انکا گلا گھونٹ دیتے تھے، یہاں تک کہ وہ بیہوش ہو جاتے تھے پھر جب افاقہ ہوتا تو اللہ سے دُعا کرتے، یا اللہ میری قوم کو معاف کردے، وہ حقیقت سے نہ واقف ہے، ساڑھے نو سو سال تک قوم کی گستاخیوں اور تکلیفوں کا جواب دعاء سے دیتے رہے، آخر عاجز ہو کر بد دعا کی ''پروردگارِ عالم اب اپنے دین اور نبی کا بدلہ

لے لیجئے اور زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑ ئے''

اسکے بعد تو پھر پانی اسقدر ٹوٹ کر برسا گویا آسمان کے دہانے کھل گئے اور نیچے سے زمین کے پردے پھٹ گئے اتنا پانی ابلا کہ ساری زمین چشموں کا مجموعہ بن گئی، پھر آسمان و زمین کا یہ سب پانی ملکر اس کام کیلئے اکٹھا ہو گیا، جو پہلے سے اللہ کے یہاں مقرر تھا یعنی قوم نوح کی ہلاکت و غرق آبی، پوری قوم ہلاک ہو گئی پہاڑوں کی چوٹیوں تک بھی کسی کو پناہ نہ ملی۔

حفاظت حضرت نوحؑ

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہمنے نوح (علیہ السلام) کو اس آبی طوفان سے محفوظ رکھنے کیلئے ایک بہت بڑی کشتی میں جو ہماری نگرانی میں چل رہی تھی مع مومنین کے سوار کیا یہ سزا ہمنے کافرین کو اسلئے دی کہ انہوں نے ہمارے پیغمبر کی ناقدری اور ہماری نافرمانی کی۔

اس واقعہ میں عبرت حاصل کرنے والوں کیلئے بڑی نصیحتیں ہیں، دیکھو ہمارا عذاب اور ہمارا ڈرانا ہو کر رہا، اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ جس عذاب کا وعدہ کرتے ہیں وہ بالآخر ہو کر رہتا ہے۔ اسکے بعد ارشاد ہے کہ ہمنے قرآن کو جس میں عبرت و نصیحت سے بھرپور قصے بھی ہیں نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے آسان کر دیا ہے۔

یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ: یہاں ذکر سے مراد حفظ کرنا اور نصیحت حاصل کرنا دونوں مراد ہو سکتے ہیں، بس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہمنے قرآن کو حفظ کرنے اور عبرت و نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن سے مسائل و احکام مستنبط کرنا بھی ایسا ہی آسان ہے، نہیں بلکہ وہ اپنی جگہ پر مستقل اور مشکل فن ہے جسمیں عمر صرف کرنے والے ماہر علماء ہی کو حصہ ملتا ہے۔ ☆☆☆

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنَا

عاد نے بھی اپنے پیغمبر کی تکذیب کی سو (اس کا قصہ سنو کہ) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا ہم نے ان پر

عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ

ایک تند ہوا بھیجی ایک دوامی نحوست کے دن میں وہ ہوا لوگوں کو اس طرح اکھاڑ

كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَ

اکھاڑ پھینکتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو دیکھو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا (ہولناک) ہوا۔ اور

ع ۲ / ۸ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾

ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔ ثمود نے (بھی) پیغمبروں کی تکذیب کی

فَقَالُوْٓا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ إِنَّآ إِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَأُلْقِيَ

اور کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کا اتباع کریں گے۔ جو ہماری جنس کا آدمی ہے اور اکیلا ہے تو اس صورت میں ہم بڑی غلطی اور (بلکہ) جنون میں پڑ جاویں

الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ

کیا ہم سب میں سے (منتخب ہوکر) اسی پر وحی نازل ہوئی ہے (ہرگز ایسا نہیں) بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور بڑا شیخی باز ہے۔ انکو عنقریب مرتے ہی معلوم

الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿۲۶﴾ إِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ

ہوجائے گا کہ جھوٹا اور شیخی باز کون تھا ہم اونٹنی کو نکالنے والے ہیں ان کی آزمائش کے لئے سو ان کو دیکھتے بھالتے رہنا

وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾

اور صبر سے بیٹھے رہنا۔ اور ان لوگوں کو یہ تبلا دینا کہ پانی (کنوئیں کا) ان میں بانٹ دیا گیا ہے۔ ہر ایک باری پر باری والا حاضر ہوا

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾

کریگا سو انہوں نے اپنے رفیق (قدار) کو بلایا سو اسنے (اونٹنی پر) وار کیا اور مار ڈالا سو (دیکھو) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾

ہم نے ان پر ایک ہی نعرہ (فرشتہ کا) مسلط کیا۔ سو وہ (اس سے) ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ لگانے والے (کی باڑ) کا چورا

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾

اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔

قوم عاد کی سرکشی کا انجام

ان آیات میں ارشاد ہے کہ قوم عاد نے بھی اپنے رسول حضرت ہودؑ کو جھٹلایا اور قوم نوح کی طرح سرکشی پر اتر آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک سخت وتند ہوا کا عذاب بھیجا وہ ہوا انکو اسطرح اکھاڑ اکھاڑ کر پھینک رہی تھی گویا وہ اکھڑے ہوئے کھجور کے درختوں کے تنے ہیں۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الخ ان آیات میں قوم ثمود کے متعلق ارشاد ہے کہ اسنے اپنے پیغمبر حضرت صالحؑ کو جھٹلایا اور تعجب کے طور پر محال سمجھ کر کہنے لگے کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ ہم اس ایک شخص کے تابعدار بن جائیں جو ہم ہی میں سے ہے نہ فرشتہ ہے اور نہ کوئی بڑا سردار، حاصل یہ کہ نہ اسکو کوئی اخروی فضیلت حاصل ہے نہ دنیوی وہ جھوٹا ہے اور بڑائی مارنیوالا، بھلا ہم اسکے تابعدار کیسے ہوجائیں، بس ایسا کبھی نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ ان سے فرمارہے ہیں کہ مرنے کے بعد جب تم میری عدالت میں آؤگے تب تمہیں حقیقت معلوم ہوجائیگی، کون جھوٹا اور بڑائی مارنے والا ہے، بس اس وقت تمہیں اس گستاخی کی سخت سزادی جائیگی۔

قوم نے حضرت صالحؑ سے معجزہ طلب کیا کہ اس، اسطرح کی ایک اونٹنی پتھر کی چٹان سے نکالئے، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں اے صالحؑ ہم اونٹنی کو نکالنے والے ہیں انکی آزمائش کیلئے بس آپ انکو دیکھتے رہیے، اور صبر رکھئے اور انکو بتلادیجئے کہ پانی ایک دن یہ اونٹنی پئے گی اور ایک دن تمہارے جانور، کیونکہ یہ اونٹنی جب پانی پینے جاتی تھی تو سب جانور

ڈر کر بھاگ جاتے تھے، اس تقسیم پر ان سے نہ رہا گیا، اور حسد میں آکر انہوں نے اللہ کی نشانی (اونٹنی) پر حملہ کر کے اسکو زخمی کر دیا، پھر کیا تھا اللہ کے عذاب نے انہیں آدبوچا، حضرت جبرئیلؑ نے ایک چیخ ماری بس سے وہ ہلاک ہو کر ایسے ہو گئے جیسے خشک بھوسہ۔ ☆☆☆

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ

قوم لوطؑ نے (بھی) پیغمبروں کی

بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۖ نَّجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾

تکذیب کی۔ ہم نے اُن پر پتھروں کا مینہ برسایا۔ بجز متعلقین لوطؑ کے (یعنی بجز مومنین کے) کہ انکو اخیر شب میں بچالیا۔

نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ

اپنی جانب سے فضل کر کے جو شکر کرتا ہے ہم اسے ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ اور (قبل عذاب آنیکے) لوطؑ نے ان کو

بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ

ہمارے دارو گیر سے ڈرایا تھا انہوں نے اس ڈرانے میں جھگڑے پیدا کیے اور ان لوگوں نے لوطؑ سے ان کے مہمانوں کو بارادہ بدلینا

أَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ

چاہا۔ سو ہم نے اُن کی آنکھیں چوپٹ کردیں۔ کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو (یہ تو اسوقت واقعہ ہوا) اور (پھر) صبح سویرے

مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

ان پر عذاب دائمی آپہنچا (اور ارشاد ہوا) کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو۔ اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا

سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔ اور فرعون اور فرعون والوں کے پاس بھی ڈرانے کی بہت سی چیزیں پہنچیں۔ ان لوگوں نے

فَأَخَذْنٰهُمْ أَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾

(ان) تمام نشانیوں کو جھٹلایا سو ہم نے ان کو زبردست قدرت کا پکڑنا پکڑا۔

قوم لوط پر عذاب الٰہی ان آیات میں ارشاد ہے کہ حضرت لوطؑ کو بھی انکی قوم نے جھٹلایا اور انکے پاس اللہ کی طرف سے جو فرشتے مہمان بنکر آئے تھے انکے ساتھ بد سلوکی اور گندی حرکتوں سے پیش آئے، تو اللہ تعالیٰ نے انکو عذاب دینے کیلئے حضرت جبرئیلؑ کو بھیجا کہ انکی بستیوں کو آسمان کے قریب پہونچا کر الٹی کر کے زمین پر گرادیں اور پھر ان پر پتھر برسائیں، چنانچہ جبرئیلؑ نے ایسا ہی کیا جس سے پوری قوم نیست و نابود ہو گئی، کیونکہ پوری قوم

میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لایا تھا، یہاں تک کہ آپ کی بیوی بھی دولت ایمان سے محروم تھی، صرف آپ کی لڑکیاں مسلمان ہوئی تھیں، اللہ نے اپنے فضل سے حضرت لوطؑ کے ساتھ انکو بھی اپنے عذاب سے بچالیا۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ ہمارے پیغمبر (موسیٰ و ہارونؑ) نے جب فرعونیوں کو ہمارے عذاب سے ڈرایا تو انہوں نے انکو اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تو ہمنے انہیں بہت سخت طریقہ سے پکڑا دیکھو تمام فرعونی مع فرعون کے دریاء نیل میں اس طرح غرق ہوئے کہ انمیں سے ایک بھی نہ بچ سکا۔ ☆☆☆

أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم
کیا تم میں جو کافر ہیں ان ہیں ان (مذکور) لوگوں سے کچھ فضیلت ہے۔
بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝٤٣ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ۝٤٤ سَيُهْزَمُ
یا تمہارے لئے (آسمانی) کتابوں میں کوئی معافی ہے یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری ایسی جماعت ہے جو غالب ہی رہینگے۔ عنقریب (ان کی)
الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝٤٥ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ
یہ جماعت شکست کھاوے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ بلکہ قیامت ان کا اصل وعدہ ہے اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے
وَأَمَرُّ ۝٤٦ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝٤٧ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي
یہ مجرمین (یعنی کفار) بڑی غلطی اور بے عقلی میں ہیں۔ جس روز یہ لوگ اپنے مونہوں کے
النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ۝٤٨ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ
بل جہنم میں گھسیٹے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ دوزخ (کی آگ) کے لگنے کا مزہ چکھو۔ ہم نے ہر چیز کو اندازے سے
بِقَدَرٍ ۝٤٩ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۝٥٠ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا
پیدا کیا۔ اور ہمارا حکم یکبارگی ایسا ہو جاوے گا جیسے آنکھ کا جھپکانا۔ اور ہم تمہارے ہم طریقہ لوگوں کو
أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝٥١ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ۝٥٢ وَ
ہلاک کر چکے ہیں۔ سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔ اور جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہیں سب اعمالناموں میں (بھی) مندرج ہے۔ اور
كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝٥٣ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝٥٤
ہر چھوٹی بڑی بات (اس میں) لکھی ہوئی ہے۔ پرہیزگار لوگ باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے۔
فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝٥٥ ع ۳ ۱۵ ۱۰
ایک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کے پاس۔

مشرکین عرب کو تنبیہ

مشرکینِ عرب کو پچھلی قوموں کے واقعات سنا کر کہا جارہا ہے تم میں ان قوموں سے اچھا کیا ہے جو تم کو عذاب نہیں دیا جائیگا، جب وہ تم سے بڑی جماعت والے، اور قوت والے ہوکر ہمارے عذاب سے نہیں بچ سکے تو تم کیسے بچ سکتے ہو، اور کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی کتابوں مین کوئی چھٹکارا لکھا ہوا ہے کہ مشرکین عرب اگر کفر بھی کریں تو انہیں عذاب نہیں دیا جائیگا، ایسا کہیں نہیں لکھا، تو پھر تم عذاب الٰہی سے کیسے بچ سکتے ہو، اور کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم جماعت کی جماعت ہیں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں گے، جسکی وجہ سے ہمیں کوئی برائی نہیں پہونچے گی، اگر انکا ایسا خیال ہے تو انہیں یقین کر لینا چاہئے انکے اتحاد و جماعت کو توڑ دیا جائیگا، انکو شکست دی جائیگی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے، چنانچہ جنگِ بدر اور جنگ احزاب میں اپنی ناکامی کا نقشہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور یہ کیا شکست و ناکامی ہے انکی اصل شکست تو قیامت کے دن ہوگی جب یہ کفار شدید مصیبت میں مبتلا ہونگے، اور انہیں منہ کے بل کھینچ کر آگ میں ڈالا جائیگا اور ان سے بطور طنز کہا جائیگا لو اب چکھو جہنم کی آگ کا مزا۔

اور ہر وہ چیز جو پیش آنے والی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے سے موجود ہے دنیا کی عمر اور قیامت کا وقت بھی اسکے علم میں پہلے سے موجود ہے اس سے آگے پیچھے نہیں ہوسکتا، جب اسکا وقت آئیگا تو آنکھ جھپکنے میں واقع ہوجائیگی۔ کسی چیز کے بنا دینے یا بگاڑ دینے میں اللہ کو دیر نہیں لگتی اور ہم تم سے پہلے تمہارے ہم مشربوں یعنی کافروں کو ہلاک و برباد کر چکے ہیں، تو کیا تم میں کوئی اتنی سی بات سوچنے والا نہیں کہ ہم بھی اس کفر کی وجہ سے اسی طرح ہلاک و برباد کئے جائیں گے۔

اور جو کچھ اچھا یا برا انہوں نے اپنی زندگی میں کیا وہ انکے اعمال ناموں میں لکھا گیا بس اسی طرح تمہاری بھی ایک ایک بات لکھی جارہی ہے۔

اس سورۂ قمر کے آخر میں متقین کے متعلق بیان کیا جارہا ہے کہ وہ اپنے ایمان، عمل صالح اور پرہیزگاری کے سبب جنت کی نہروں اور باغوں کے پرسکون مقام میں ہونگے اور پروردگار عالم کا قرب حاصل کیے ہوئے ہونگے۔

الحمدللہ سورۂ قمر کی تفسیر مکمل ہوئی

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ رحمٰن مدینہ میں نازل ہوئی ہیں — شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں — اٹھتر آیتیں اور تین رکوع ہیں

اَلرَّحْمٰنُ ۝۱ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝۲ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝۳ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝۴

رحمٰن نے — قرآن کی تعلیم دی — اس نے انسان کو پیدا کیا — (پھر) اس کو گویائی سکھائی۔

سورۂ رحمٰن کو الرّحمٰن سے شروع کرنیکی وجہ

سورہ رحمٰن مین زیادہ تر دنیوی و اخری نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے اس سورت میں جب کسی خاص نعمت کا ذکر فرمایا گیا تو لوگوں کو تنبیہ کرنے، رغبت دلانے اور نعمت کا شکر ادا کرنے کیلئے " فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ " فرمایا گیا ہے اس سورت

میں اکتیس مرتبہ نعمت خداوندی کا ذکر کیا گیا ہے، اس سورت کو الرحمن سے شروع کرنے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہیکہ کافر کہا کرتے تھے رحمن کیا چیز ہے (ہم نہیں جانتے) اسکے جواب میں فرمایا گیا رحمن وہ (اللہ) ہے جسنے قرآن سکھایا جس نے انسانوں کو پیدا فرمایا اور جسنے انسانوں کو قوت گویائی عطا فرمائی، اسکو بات چیت کرنا سکھایا، اور اسکا ڈھنگ اور شعور وسلیقہ عطا فرمایا۔

یہاں ان تین نعمتوں کو ذکر کرکے اسطرف اشارہ ہیکہ انسان کی پیدائش کا اصل مقصد قرآنِ کریم کو سیکھنا اسکی تلاوت کرنا اور اسپر عمل کرنا ہے اسی غرض سے انسان کو قوت گویائی عطا کی گئی تاکہ اسکو تلاوت قرآن وغیرہ میں استعمال کرے، اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت اور اسکے تمام عطایا میں سے سب سے بڑا عطیہ قرآن عظیم ہے،

کفار کہا کرتے تھے قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ کوئی شخص محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرآن سکھا دیتا ہے اسکے رد میں فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ، رحمن نے سکھایا قرآن، یعنی اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ قرآن نازل فرماکر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن سکھایا ہے، کسی انسان کے بس میں یہ بات کہاں کہ وہ ایسا علم وعرفاں اور حکمتوں سے بھرپور فصیح وبلیغ کلام کہہ سکے، چنانچہ قرآن کے چیلنج کرنے پر پورے عرب کے فصحا وبلغا نے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگالیا مگر قرآن جیسی ایک آیت بھی نہ بنا سکے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ : اس آیت میں حضرت ابنِ عباسؓ کے نزدیک انسان سے مراد حضرت آدمؑ ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام سکھادئے تھے، حضرت ابو العالیہؒ نے یہاں انسان سے تمام انسان مراد لئے ہیں اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہوگا، اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو بولنا، سمجھنا اور سمجھانا سکھا کر دوسرے جانداروں سے ممتاز کردیا ہے، جس سے یہ قرآن کی تلاوت کرنے اسکو سینے میں محفوظ کرنے اور اسکو سمجھنے اور سمجھانے کے قابل ہوگیا ہے۔ ☆☆☆

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءَ

سورج اور چاند حساب کے ساتھ (چلتے) ہیں۔ اور بے تنے کے درخت اور تنے دار درخت (اللہ کے) مطیع ہیں۔ اور اسی نے

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِيْمُوا

آسمان کو اونچا کیا اور اسی نے (دنیا میں) ترازو رکھ دی۔ تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو۔ اور انصاف

الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿۱۰﴾

(اور حق رسانی) کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول کو گھٹاؤ مت۔ اور اسی نے خلقت کے واسطے زمین کو (اسکی جگہ) رکھ دیا۔

فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

کہ اس میں میوے ہیں۔ اور کھجور کے درخت ہیں جن (کے پھل) پر غلاف ہوتا ہے اور (اس میں) غلہ ہے جس میں بھوسا (بھی) ہوتا ہے

وَالرَّيْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿۱۳﴾

اور (اسمیں) غذا کی چیز (بھی) ہے سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

چاند سورج اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں

سورج اور چاند بھی انسان کیلئے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں ہیں، انسان کی جو خدمت اللہ تعالیٰ نے انکے سپرد کی ہے یہ اسکو بڑی خوش اسلوبی سے نبھاتے چلے آرہے ہیں انکی جو رفتار اور دائرہ اللہ نے متعین کیا ہے اسمیں حساب سے دوڑ رہے ہیں، انہیں کی رفتار سے طلوع وغروب، دن رات، مہینہ سال اور فصلوں وغیرہ کا نظام قائم ہے اسلام کے چار ارکان نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، چاند سورج کے نظام کے مطابق ادا کیئے جاتے ہیں۔

وَالنَّجْمُ [1] الخ یعنی ہر قسم کے درخت خواہ بیل والے ہوں یا تنوں اور شاخوں والے سب کے سب اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں، سجدہ کرنا چونکہ انتہائی تعظیم اور اطاعت کی علامت ہے اسلیئے سجدہ سے مراد یہاں یہ ہیکہ ہر ایک درخت، پودہ، بیل اور اسکے پتے، پھل، پھول وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے جن خاص خاص کاموں اور انسان کے فائدوں کیلئے بنایا ہے وہ یہ خدمت انجام دے رہے ہیں بس گویا کہ وہ اللہ کے حکم کے سامنے سربسجود ہیں۔

عدل و انصاف قائم کیجئے

"ووضع المیزان" میزان کی تفسیر اس آیت میں حضرت قتادہؒ نے عدل سے کی ہے کیونکہ میزان کا اصل مقصد عدل و انصاف ہی ہے اور بعض مفسرینؒ نے اسکو اپنے مشہور معنیٰ یعنی وہ آلہ جس سے کسی چیز کو تولا یا ناپا جائے، چاہے وہ دو پلڑے والی ترازو ہو یا جدید قسم کے دوسرے آلات، بہرحال جس آلہ سے بھی سامان لیا دیا جائے اسمیں پورے پورے انصاف کا خیال رکھا جائے، نہ کم دو، نہ زیادہ لو نہ ترازو اٹھے، نہ جھکے، اور اس سے اشارہ اسطرف بھی ہیکہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں عدل و انصاف سے کام لو، ظلم و زیادتی سے بچتے رہو، اگر دنیا میں انصاف نہیں ہوگا تو دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائیگا، حدیث پاک میں فرمایا گیا ہیکہ عدل ہی سے زمین و آسمان قائم ہیں۔

الغرض اس آیت میں عدل کی تعلیم دیکر اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے کہ انکو ظلم و زیادتی سے بچنے کا طریقہ اور موقعہ فراہم فرما دیا ہے۔

"والارض وضعها" الخ. یعنی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کیلئے زمین کو پھیلا دیا جس پر یہ آرام سے رہتے ہیں کھیتی باڑی اور ہر قسم کا کاروبار کرتے ہیں، اسی زمین سے اللہ تعالیٰ میوے اُگاتا ہے کھجور کے درخت اگاتا ہے، اور پھر اسکی کھجور کو ایک مہین غلاف میں پیک کرکے محفوظ کر دیتا ہے، اسی طرح اناج کو بھوسے میں پیک کرکے ہر طرح کے مکھی مچھر کیڑے مکوڑے سے محفوظ کر دیتا ہے، تاکہ ان چیزوں کو اگر انسان ضرورت کے وقت اسٹاک بھی کرنا چاہے تو کر سکے جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے گیہوں کا سات سال تک اسٹاک کیا تھا۔

---

[1] نجم کے ایک معنیٰ تو ستارہ کے ہیں جیسا کہ مشہور ہے اور اسی طرح نجم اس درخت کو بھی کہا جاتا ہے جسکی بیل پھیلتی ہے جیسے کدو وغیرہ کی بیل۔ محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ

وَالرَّيْحَانُ : ریحان کے مشہور معنیٰ خوشبو کے ہیں بعض مفسرینؒ نے اس آیت میں یہی مراد لئے ہیں، اس صورت میں مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین سے طرح طرح کے خوشبودار پھول، پتی اور پھل وغیرہ پیدا فرمائے ہیں غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے بیشمار نعمتیں پیدا فرمارکھی ہیں، اسی لئے ان آیات کی آخری آیت: فَبِاَيِّ الَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ : میں ارشاد ہیکہ اے انسانوں اور جنوں تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ☆☆☆

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ
اسی نے انسان (کی اصل یعنی آدمؑ)

صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝١٤ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝١٥ فَبِاَيِّ
کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی۔ پیدا کیا اور جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا۔ سوائے جنّ وانس

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٦ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝١٧ فَبِاَيِّ
تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے۔ وہ دونوں مشرق اور دونوں مغرب کا مالک ہے۔ سوائے جنّ وانس

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٨ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝١٩ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ
تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے۔ اسی نے دو دریاؤں کو (صورۃً) ملایا کہ (ظاہر میں) باہم ملے ہوئے ہیں (اور حقیقۃً) ان

لَّا يَبْغِيٰنِ ۝٢٠ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢١ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ
دونوں کے درمیان میں ایک حجاب (قدرتی) ہے کہ دونوں بڑھ نہیں سکتے۔ سوائے جنّ وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے۔ ان دونوں سے

وَالْمَرْجَانُ ۝٢٢ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢٣ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ
موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے۔ سوائے جنّ وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے۔ اسی کے (اختیار اور ملک میں) ہیں جہاز جو

فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝٢٤ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢٥ ع ۱۱ النصف
پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے (نظر آتے) ہیں۔ سوائے جنّ وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے۔

اللہ کی قدرت کے کرشمے

ان آیات میں ارشاد ہیکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اصل حضرت آدمؑ کو ایسی مٹی سے پیدا فرمایا جو ٹھیکرے کی طرح کھن کھن بجتی تھی، اور جنات کی اصل (شیطان) کو خالص آگ سے جسمیں دھواں نہ تھا، پیدا کیا ہے: رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ الخ : سردی اور گرمی میں آفتاب کا مطلع بدلتا ہے اسلئے سردی کے زمانہ میں آفتاب کے نکلنے کی جگہ اور ہوتی ہے اور گرمی کے زمانہ میں دوسری، انہیں دو جگہوں کو آیت میں مشرقین سے تعبیر فرمایا گیا ہے، اسی طرح سردی کے زمانہ میں غروب آفتاب کی جگہ اور ہوتی ہے اور گرمی کے زمانہ مین دوسری، اسی کو

مقربین سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ: اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے دریا پیدا فرمائے ہیں ایک میٹھا دوسرا کھارا بعض جگہ یہ دونوں دریا مل بھی گئے ہیں، اللہ کی قدرت دیکھئے کہ ان دونوں دریاؤں کے درمیان ایسا پردہ حائل ہوتا ہے جو دونوں دریاؤں کو ملنے نہیں دیتا ایک طرف کا پانی میٹھا ہوتا ہے اور دوسری طرف کا کھارا۔

اور ان دونوں دریاؤں سے قیمتی جواہرات (لؤلؤ و مرجان وغیرہ) برآمد ہوتے ہیں اور ان دریاؤں میں پہاڑ جیسے اونچے کھڑے جہاز اللہ ہی کے ہیں ظاہر میں اگرچہ انکا مالک انسان ہے لیکن حقیقت میں مالک اللہ ہے، کیونکہ اللہ ہی نے انسانوں کو اور ان تمام چیزوں کو جنسے جہاز کشتی وغیرہ بنتے ہیں پیدا فرمایا ہے۔ بس انسان اور اسکی تمام بنائی ہوئی چیزوں کا خالق و مالک اللہ ہی ہے، اور یہ جہاز وغیرہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں اور اسکی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ ☆☆☆

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَيِّ
جتنے (ذی روح) روئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جائیں گے۔ اور (صرف) آپ کے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت (والی) اور احسان والی ہے۔ باقی رہ

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ
جائیگی سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ اسی سے (اپنی اپنی حاجتیں) سب آسمان اور زمین والے مانگتے ہیں

هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿٢٩﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٠﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ
وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ اے جن و انس ہم عنقریب

الثَّقَلٰنِ ﴿٣١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٢﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
تمہارے (حساب و کتاب کے) لئے خالی ہوئے جاتے ہیں۔ سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ اے گروہ جن اور انسان

اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ
کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو (ہم بھی دیکھیں) نکلو مگر بدون زور کے

لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٤﴾
نہیں نکل سکتے (اور زور ہے نہیں پس نکلنے کا وقوع بھی محتمل نہیں) سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

انسان و جن سبکو فنا ہونا ہے

ان آیات میں ارشاد ہیکہ جتنے انسان و جن روئے زمین پر ہیں سب فنا ہو جائیں گے اور صرف آپکے پروردگار کی ذات جو بزرگی اور عظمت والی ہے باقی رہ جائیگی، چونکہ تنبیہ کرنا مقصود انہیں دو مخلوق انس و جن کو ہے اسلئے انہیں دونوں کا ذکر خاص طور پر کیا ہے نہیں تو تمام ہی مخلوق فنا ہو جائیگی۔

اور اللہ کی ذات وہ عظمت و قدرت والی ہے کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوق اپنی اپنی حاجات و ضروریات اسی سے

طلب کرتی ہیں اور وہ بھی اپنی حکمت کے مطابق سبکی حاجت روائی کرتا ہے، اللہ کی ہر روز نئی اور نرالی شان ہے کسی کو زندگی دیتا ہے، کسی کی زندگی لیتا ہے، کسی کو عزت دیتا ہے، کسی کو ذلت، کسی کی روزی زیادہ کرتا ہے، کسی کی کم وغیرہ وغیرہ۔

سَنَفْرُغُ الخ یعنی اے انسان وجن ہم تمہارا حساب وکتاب لینے کیلئے جلد فارغ ہو جائیں گے، اور مکمل عدل و انصاف کے ساتھ تمہارا فیصلہ کرینگے، اللہ تعالیٰ نے یہ انداز انسانی محاورے کے اعتبار سے اختیار فرمایا ہے، جسطرح انسان سب کاموں سے فارغ ہو کر کسی ایک کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اسے پوری توجہ سمجھی جاتی ہے نہیں تو حق تعالیٰ کی یہ شان ہیکہ اسکو ایک مشغولیت کسی دوسری مشغولیت سے نہیں روکتی، اللہ کی مشغولیت وفراغت بھی الگ ہی شان کی ہے انسان کی مشغولیت پر اسے قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ الخ: یعنی اے جن وانس اگر تمہیں یہ گمان ہو کہ ہم کہیں بھاگ جائیں گے، اور اسطرح ملک الموت کے تصرف سے بچ جائیں گے میدان محشر سے بھاگ جائیں گے اور حساب وکتاب سے بچ جائیں گے، تو تم اپنی طاقت آزما کر دیکھ لو ظاہر ہے تمام انسان وجن اپنی پوری طاقت لگانے کے بعد بھی آسمان وزمین کی حدود سے باہر نہیں نکل سکتے۔ بس اس انداز سے اللہ تعالیٰ کو انکا عاجز ومجبور ہونا بیان کرنا مقصود ہے۔ ☆☆☆

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ

تم دونوں پر (قیامت کے روز) آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا۔ پھر تم (اس کو) ہٹا نہ سکوگے۔ سوائے جن وانس تم اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۤءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾

رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے غرض جب (قیامت آئے گی جس میں) آسمان پھٹ جاوے گا اور (ایسا سرخ ہو جاویگا جیسے سرخ نری

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ

(یعنی چمڑا) سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ تو اس روز (اللہ تعالیٰ کے معلوم کرنے کیلئے) کسی انسان اور جن سے اسکے

وَّلَا جَاۤنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ

جرم کے متعلق نہ پوچھا جائیگا۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ مجرم لوگ اپنے حلیہ سے (کہ سیاہی چہرہ و نیلگوں چشم

بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا

ہے) پہچانے جاوینگے۔ سو (انکے) سر کے بال اور پاؤں پکڑ لئے جائیں گے۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ

نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ یہ ہے وہ جہنم جس کو مجرم لوگ جھٹلاتے تھے۔ وہ لوگ دوزخ

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِأَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ ع ۲ ۱۲

کے اردگرد کھولتے ہوئے پانی کے درمیان دورہ کرتے ہونگے۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے

قیامت کے ہولناک مناظر

ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے ڈرا رہے ہیں یہ بھی اللہ کی ایک نعمت ہے کہ انسان عذاب سے ڈر کر بُرے کام چھوڑ دیتا ہے اور اچھے کام کرنے لگتا ہے جسکی وجہ سے جنت کی نعمتوں کا مستحق ہو جاتا ہے، ارشاد ہے کہ اے کافرین جن وانس تم پر قیامت کے دن آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائیگا جسکو تم ہٹا نہ سکو گے، اور اسوقت تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا، حساب وکتاب کے بعد مجرموں کو جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائیگا جہاں آگ کے شعلے اور دھواں ہی دھواں ہوگا، وہاں کوئی مدد کر کے تمہیں اس عذاب سے بچا بھی نہ سکے گا

اور جب قیامت آئے گی تو آسمان پھٹ جائیگا اور سرخ چمڑے کیطرح ہو جائیگا، جو بڑا ہی ہولناک منظر ہوگا اور اس روز تم سے یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ تمنے یہ کام کیا تھا یا نہیں، کیونکہ اللہ کو پہلے سے اسکا علم ہے، ہاں اعمال کی باز پرس ہوگی، یعنی یہ پوچھا جائیگا کہ جب تم کو اس کام کے کرنے سے منع کیا گیا تھا پھر کیوں کیا، اور اس کام کے کرنے کا حکم دیا گیا تھا پھر تم نے کیوں نہیں کیا۔

اور قیامت کے دن مجرم لوگ اپنے حُلیے سے پہچان لئے جائیں گے انکے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلی ہونگی (جیسے مومن سجدہ کے نشان اور اعضاء وضو کی نورانیت سے پہچان لیے جائیں گے) بہر حال فرشتے ان مجرموں میں سے کسی کے سر کے بال پکڑ کر اور کسی کی ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹ کر جہنم میں پھینک رہے ہونگے، اور بطور طنز انسے کہا جائے گا اے مجرموں یہی ہے وہ جہنم جسکو تم جھٹلایا کرتے تھے انکو کبھی آگ کا اور کبھی کھولتے ہوئے پانی کا عذاب دیا جائیگا۔ ☆☆☆

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِأَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾

اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے (ہر وقت) ڈرتا رہتا ہے اسکے لئے (جنت میں) دو باغ ہونگے۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون

فَبِأَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِيهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِأَيِّ اٰلَآءِ

کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ (اور وہ) دونوں باغ کثیر شاخوں والے ہوں گے سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِأَيِّ اٰلَآءِ

ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہونگے کہ بہتے چلے جا رہے ہونگے۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں ہر میوے کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕينَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ

دو دو قسمیں ہونگی۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ وہ لوگ تکیہ لگائے ایسے فرشوں پر بیٹھے ہونگے جنکے استر دبیز ریشم

وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٥﴾ فِيهِنَّ

اور ان دونوں باغوں کا پھل بہت نزدیک ہوگا ۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے ۔ ان میں نیچی نگاہ کے ہونگے

قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِأَيِّ

والیاں (یعنی حوریں) ہوں گی کہ ان (جنتی) لوگوں سے پہلے ان پر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے ۔ سوائے جن وانس تم

آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٧﴾ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ فَبِأَيِّ

اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے ۔ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں ۔ سوائے جن وانس

آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٩﴾ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِأَيِّ

تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے ۔ بھلا غایت اطاعت کا بدلہ بجز عنایت کے اور بھی کچھ ہو سکتا ہے ۔ سوائے جن وانس

آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦١﴾

تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے ۔

واقعۂ شانِ نزول صاحب مظہری نے حضرت عطاء خراسانیؒ کی روایت سے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قیامت، جنت، دوزخ کی سوچ میں پڑ گئے، اور فرمایا کاش میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا، کاش میں گھانس ہوتا کوئی جانور مجھے چر لیتا اس پر یہ آیت: وَلِمَنْ خَافَ الخ نازل ہوئی۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا یہ آیت عام ہے ہر اس شخص کیلئے جو اللہ کے عذاب سے ڈرتا رہے، بہر حال اس آیت میں فرمایا گیا، جو شخص دنیا میں ڈرتا رہا کہ مرنے کے بعد آخرت میں قیامت کے دن پروردگارِ عالم کے سامنے کھڑے ہو کر حساب و کتاب دینا ہوگا اور اسی ڈر کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی سے بچا رہا اور پوری زندگی تقویٰ و پرہیزگاری کے ساتھ گذاری، تو ایسے شخص کو دو عالی شان باغ دیئے جائیں گے، جسکے درخت کثیر شاخوں والے ہونگے، اور وہ شاخیں میوؤں سے لدی ہوئی اور سایہ دار ہونگی اور ان باغوں میں مختلف قسم کے پھل ہونگے اور ہر پھل دو، دو قسم کا ہوگا، اور ان باغوں میں دو چشمے بہتے ہوں گے جو ہر وقت جاری رہیں گے کبھی سوکھیں گے نہیں۔

اور یہ متقی حضرات جنت میں تکیہ لگائے ہوئے ایسے بستروں پر بیٹھے ہونگے جن کے اُستر دبیز ریشم کے ہونگے بس اَبرے کا آپ خود اندازہ کر لیجئے وہ کس قدر عمدہ ہوگا، کیونکہ اَبرہ یعنی اوپر والا کپڑا استر یعنی نیچے والے کپڑے سے زیادہ عمدہ ہوا کرتا ہے۔

اور ان دونوں باغوں کے پھل انکے بہت قریب ہونگے، انکو توڑنے میں کوئی دشواری نہ ہوگی کہ درخت پر چڑھنا پڑے، بلکہ اسقدر آسانی ہوگی کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں توڑ سکیں، اور انکے لئے نیچی نظروں والی شرمیلی حوریں ہونگی

اب تک ان پر نہ کسی انسان نے تصرف کیا ہوگا نہ جنات نے اور وہ رنگت میں اسقدر صاف وشفاف ہونگیں گویا وہ یاقوت و مرجان ہیں، یہاں تک اعلیٰ درجہ کے متقی حضرات کے دو باغوں کی کچھ تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا ان حضرات نے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ ہماری اطاعت وبندگی کی تو ہم نے بھی انکو جنت کا اعلیٰ درجہ عطا فرمایا، غرضیکہ جس نعمت عظمیٰ کے یہ مستحق تھے ہمنے ان کو عطا فرمادی ہے۔ ☆☆☆

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿٦٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا
اور ان دونوں باغوں سے کم درجہ میں دو باغ اور ہیں۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی
تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ فِيْهِمَا
نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ وہ دونوں باغ گہرے سبز ہونگے۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ ان
عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ
دونوں باغوں میں دو چشمے ہونگے کہ جوش مارتے ہوں گے۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ ان دونوں
وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ
باغوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہونگے۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ ان میں خوب سیرت خوبصورت
حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾
عورتیں ہونگی (یعنی حوریں) سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ وہ عورتیں گوری رنگت کی ہونگی (اور) خیموں میں
فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ
محفوظ ہونگی۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ (اور ان جنتی لوگوں سے پہلے ان پر نہ تو کسی آدمی نے
لَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ
تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ وہ لوگ سبز مسندوں اور عجیب خوبصورت
خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾
کپڑوں (کے فرشوں) پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔
ع ۳ ۱۴ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾
بڑا بابرکت نام ہے آپ کے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا ہے۔

جنت کے حسین مناظر

پچھلی آیات میں ان دو باغوں کا ذکر ہوا جو خواص مؤمنین کیلئے ہیں اب ان آیات میں ان دو باغوں کی کچھ تفصیل ہے جو عام مؤمنین کیلئے ہیں یہ باغ پہلے باغوں کے مقابل درجہ میں کم ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے دو باغوں کے متعلق فرمایا کی وہ سونے کے ہیں جو مقربین وخواص کیلئے ہیں، اور دوسرے باغوں کے متعلق فرمایا وہ چاندی کے ہیں جو عام مؤمنین کیلئے ہیں۔

مُدۡهَآمَّتٰنِ الخ یہاں سے ان دو باغوں کی صفات بیان ہورہی ہیں جو عام مؤمنین کیلئے ہیں ارشاد ہیکہ وہ باغ گہرے سبز ہونگے، انمیں دو چشمے اُبلتے ہوئے ہونگے اور انمیں میوے، کھجوریں اور انار ہونگے، کھجور اور انار کو خاص طور پر انکے اعلیٰ وعمدہ ہونیکی وجہ سے ذکر فرمایا ہے، نہیں تو انہیں ہر قسم کے میوے اور پھل ملیں گے۔

ابنِ کثیر میں روایت ہیکہ یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا، کیا جنت میں میوے بھی ہوں گے؟ تو آپنے: فِیۡهِمَا فَاکِهَةٌ : تلاوت کی، اور فرمایا ہاں میوے بھی ہوں گے یہودیوں نے مزید دریافت کیا، کیا جنتی دنیا کی طرح وہاں بھی کھائیں پئیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں بلکہ دنیا سے بھی زیادہ، پھر انہوں نے پوچھا وہاں فضلہ (بول وبراز) بھی نکلے گا؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ پسینہ آکر سب ہضم ہوجائیگا۔

اور ان جنتیوں کو خوب صورت وخوب سیرت عورتیں (حوریں) ملیں گی، اور وہ عورتیں گوری چٹی ہونگیں اور خیموں میں محفوظ ہونگی، یعنی مکمل پردے میں، اس سے معلوم ہوا کہ عورت کی خوبی یہ ہیکہ وہ گھر ہی میں رہے، اور ان جنتیوں سے پہلے انکو کسی جن وانس نے نہیں چھوا، بس یہ تمام نعمتیں عام مومنیں کو جنت میں ملیں گی، اور یہ بڑے اطمینان وسکون کے ساتھ سبز رنگ کے فرش پر جسپر پھول بوٹے نقش ہونگے تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔

اس سورۂ رحمٰن کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ بڑا با برکت نام ہے جو عظمت وبزرگی والا ہے، جب اللہ کا نام برکت والا ہے تو اسکی ذات کا کیا مقام ہوگا اور وہ کسقدر عظیم برکتوں، خوبیوں اور کمالات کو جامع ہوگی۔

فائدۂ عظیمہ :- ترمذی شریف میں ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَام : کا ہمیشہ وِرد رکھو حِصن حَصین میں ہیکہ رسول اللہ ﷺ کا ایک شخص کے قریب سے گذر ہوا، وہ: یَـا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡـرَام: پڑھ رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا (اب) تیری دعا قبول ہوگی جو کچھ مانگنا ہو اللہ سے مانگ: ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡـرَام: اللہ کی خاص صفات میں سے ہے جو شخص اس کو پڑھکر دعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے، چنانچہ ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَام: کو لازم پکڑلو یعنی برابر اسکا ورد کیا کرو اور اپنی دُعاؤں میں: یَا ذَا الۡجَلَالِ وَ الۡاِکۡرَام: پڑھا کرو۔

الحمد للہ سورۂ رحمٰن کی تفسیر مکمل ہوئی........ ☆☆☆

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ واقعہ مکہ میں نازل ہوئی - اس میں چھیانوے آیتیں اور تین رکوع ہیں -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾

جب قیامت واقع ہو گی جس کے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں ہے - تو وہ (بعض کو) پست کر دیگی (اور بعض کو)

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً

بلند کر دیگی - جب کہ زمین کو سخت زلزلہ آوے گا - اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہو جائیں گے - پھر وہ پراگندہ غبار

مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ

ہو جائیں گے - اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے - سو جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے

الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ

ہیں - اور جو بائیں والے ہیں - وہ بائیں والے کیسے برے ہیں - اور جو اعلیٰ درجہ کے ہیں

السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ

وہ تو اعلیٰ ہی درجہ کے ہیں - (اور) وہ (خدا تعالیٰ کے ساتھ) خاص قرب رکھنے والے ہیں - یہ (مقرب لوگ) آرام کے باغوں میں ہونگے - ان کا

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾

ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہو گا - اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے

سورۂ واقعہ کی فضیلت وخصوصیت

(۱) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہیکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرما رہے تھے کہ جو شخص سورۂ واقعہ کو ہر رات پڑھے گا اسکو کبھی فاقہ کی نوبت نہیں آئیگی (۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہیکہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں سورۂ واقعہ اور دوسری اتنی ہی بڑی سورتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے (۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بوڑھے ہوگئے آپ نے فرمایا مجھے سورۂ واقعہ نے بوڑھا بنا دیا۔

ان آیات میں ارشاد ہیکہ جب قیامت واقع ہو جائیگی اور اسکے واقع ہونے میں کسی طرح کا جھوٹ نہیں، بس وہ ہر

حال میں آکر رہے گی، جب وہ آئیگی تو کسی کو پست کریگی اور کسی کو بلند، یعنی کفار کو ذلیل و رسوا کریگی اور مؤمنین کو باعزت کریگی اور یہ قیامت اسوقت آئیگی جب زمین میں سخت زلزلہ آئیگا اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہو جائینگے پھر وہ غبار کی طرح اڑتے پھرینگے اور تم سب لوگ اسوقت تین قسم کے ہو جاؤگے، (۱) خاص مؤمنین (۲) عام مؤمنین (۳) کفار، یہی تین قسمیں سورۂ رحمن میں بیان کی گئی ہیں ان آیات میں خاص مؤمنین کو مقربین سے تعبیر کیا گیا ہے یہ حضرات جنت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونگے، اور عام مؤمنین کو دائیں والے سے تعبیر کیا گیا ہے، یعنی جنکے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے، اس سے مراد عام جنتی ہیں، اور کفار کو بائیں والے سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی جنکے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اس سے مراد، دائمی دوزخی ہیں۔

قیامت کے دن انسانوں کی تین جماعتیں ہونگی

مفسر قرآن علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہیکہ قیامت کے دن تمام انسان تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے ایک جماعت عرش کے داہنی جانب ہوگی، یہ وہ لوگ ہوں گے جو آدم علیہ السلام کی داہنی جانب سے پیدا ہوئے، اور انکے اعمالنامے ان کے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے یہ سب لوگ جنتی ہونگے، دوسری جماعت عرش کے بائیں جانب ہوگی یہ وہ لوگ ہونگے جو حضرت آدمؑ کی بائیں جانب سے پیدا ہوئے اور جنکے نامہ اعمال انکے بائیں ہاتھوں میں دیئے گئے، یہ سب لوگ جہنمی ہیں، اور تیسری جماعت عرش کے سامنے خصوصی امتیاز کے ساتھ ہوگی، اسمیں انبیا ؤ رسل صدیقین، شہداء اولیا اللہ شامل ہونگے، اور ان مقربین کی جماعت میں زیادہ حضرات متقدمین میں سے ہونگے یعنی حضرت آدمؑ سے لیکر حضور ﷺ سے پہلے تک کے لوگ، کیونکہ انکا زمانہ بہت لمبا ہے اور پھر لاکھ سے زیادہ تو ان میں انبیاءؑ ہی ہیں اور متاخرین میں سے کم ہونگے یعنی رسول اللہ ﷺ سے لیکر قیامت تک کے لوگ، کیونکہ انکا زمانہ بھی زیادہ لمبا نہیں، اور پھر ان میں کوئی دوسرا نبی بھی نہیں آیا، یہ تو مقربین کا ذکر ہے کہ امت محمدیہ کے لوگ پہلی تمام امتوں کے مقابلہ میں کم ہونگے لیکن عام مومنیں امت محمدیہ کے پہلی تمام امتوں کے مقابلہ میں زیادہ ہونگے، چنانچہ ترمذی شریف میں ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام جنتی ایک سوبیس صفوں میں ہونگے ان میں سے اسّی صفیں اس امت (محمدیہ) کی ہونگی اور چالیس صفوں میں تمام امتیں شریک ہونگی۔ ☆☆☆

عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕیْنَ

(وہ لوگ) سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر تکیہ

عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ﴿۱۶﴾ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ

لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، انکے آس پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لیکر آمد و رفت کیا کرینگے آبخورے

وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾

اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا۔ نہ اس سے ان کو دردِ سر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آئیگا۔

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۙ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ؕ﴿۲۱﴾ وَ

اور میوے جن کو وہ پسند کریں گے۔ اور پرندوں کا گوشت جو اُن کو مرغوب ہوگا۔ اور (اُن کیلئے)

حُوْرٌ عِيْنٌ ۙ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۚ﴿۲۳﴾ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا

گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہونگی (مراد حوریں ہیں) جیسے (حفاظت سے) پوشیدہ رکھا ہوا موتی۔ یہ اُن کے اعمال کے صلہ میں

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۙ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾

ملے گا۔ (اور) وہاں نہ بک بک سنیں گے اور نہ کوئی (اور) بیہودہ بات بس (ہر طرف سے) سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔

جنتیونکے عیش و آرام

ان آیات میں مقربین کے متعلق ارشاد ہیکہ یہ حضرات سونے کہ تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے اور انکے پاس خدمت کیلئے ایسے لڑکے ہونگے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے انمیں کوئی تغیر عمر وغیرہ کا نہ ہوگا، ہمیشہ وہی چستی پھرتی رہے گی روایات میں ہیکہ ایک ایک جنتی کے پاس خدمت کیلئے ہزاروں غلمان یعنی لڑکے ہونگے جو انکو قدرتی جاری چشموں سے صاف وشفاف شراب کے جام بھر کر پیش کر رہے ہوں گے اسکے پینے سے انکو لذت وسرور حاصل ہو رہا ہوگا، یہ شراب دنیا جیسی نہ ہوگی جس کے پینے سے سر چکرانے لگتا ہے اور آدمی الٹی سیدھی بکواس کرنے لگتا ہے۔

اور یہ جنتی جس میوے کو اور جس پرندے وغیرہ کے گوشت کو پسند کرینگے انکا دل چاہتے ہی فوراً بلا کسی محنت ومشقت کے انکے پاس حاضر ہو جائے گا، اور انکو بڑی، بڑی آنکھوں والی گورے رنگ کی حوریں ملیں گی جو مثل صاف وشفاف موتی کے ہونگی۔

اور جنت کا ماحول اسقدر خوش گوار ہوگا کہ یہاں کسی قسم کی بے ہودہ اور واہیات باتیں نہ ہونگی نہ کوئی جھوٹ بولیگا اور نہ کوئی کسی پر تہمت لگائیگا، بس ہر طرف سے سلام کی آوازیں آئیں گی جنتی ایک دوسرے کو سلام کر رہے ہوں گے، اور فرشتے بھی جنتیوں کو سلام کر رہے ہونگے، اور جنتیوں کو ربِّ کریم کا بھی سلام پہنچے گا، جو بڑے ہی اعزاز واکرام کی بات ہے یہ تمام نعمتیں انکو ایمان اور عمل صالحہ کرنے کی وجہ سے عطا کی جائیں گی۔ ☆☆☆

وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ؕ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ

اور جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں۔ وہ ان باغوں میں ہونگے

مَّخْضُودٍ ﴿۲۸﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُودٍ ﴿۲۹﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿۳۰﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿۳۱﴾

جہاں بے خار بیریاں ہونگی اور تہ بتہ کیلے ہوں گے اور لمبا لمبا سایہ ہوگا اور چلتا ہوا پانی ہوگا ۔

وَّفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَّلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿۳۳﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿۳۴﴾

اور کثرت سے میوے ہوں گے ۔ جو نہ ختم ہوں گے اور نہ اُنکی روک ٹوک ہوگی ۔ اور اُونچے اُونچے فرش ہوں گے ۔

إِنَّآ أَنْشَأْنٰهُنَّ إِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿۳۷﴾

ہم نے (وہاں کی) اُن عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے ۔ یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں محبوبہ ہیں ہم عمر ہیں ۔

لِّأَصْحٰبِ الْيَمِينِ ﴿۳۸﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿۴۰﴾ ع ۱۴

یہ سب چیزیں داہنے والوں کے لئے ہیں ان (اصحاب الیمین) کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں ہوگا ۔ اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں ہوگا ۔

جنت کی عظیم نعمتیں

ان آیات میں دائیں والے یعنی عام مؤمنین کے متعلق ارشاد ہیکہ یہ جنت کے ایسے باغوں میں ہونگے جہاں بغیر کانٹوں کی بیریاں ہونگی اور کیلے تہ بتہ ہونگے اور لمبا سایہ ہوگا یعنی نہ دھوپ ہوگی نہ ہی اندھیرا ہوگا ، نہ سردی ہوگی نہ گرمی ، بلکہ درمیانہ موسم ہوگا اور وقت بھی ایسا سہانہ ہوگا جیسا فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے کا ہوتا ہے ۔

اور انکے باغوں میں پانی بہتا ہوگا جسکو دیکھکر طبیعت میں نشاط پیدا ہوگا انہیں قسم قسم کے خوب میوے ملینگے ، جو کبھی ختم نہ ہونگے یعنی جیسے دنیا میں موسم ختم ہوتے ہی درختوں پر پھل آنے ختم ہوجاتے ہیں ، جنت میں ایسا نہیں ہوگا ، بلکہ وہاں ہر وقت تازہ پھل درخت سے توڑ توڑ کر کھاتے رہیے ، کسی طرح کی کوئی روک ٹوک اور ممانعت نہ ہوگی ،

اور انکے لئے بلند بستر ہونگے بلند اسلئے فرمایا کہ جس مقام پر وہ بستر لگائے جائینگے ، وہ بلند ہوگا ، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیونکہ وہ مسہریوں اور تختوں پر بچھے ہوں گے اسلئے بلند فرمایا ۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کی عورتوں کی پیدائش و تخلیق ایک خاص انداز سے کی ہے حوروں کی تو اسطرح کہ وہ بغیر ولادت کے پیدا کی گئی ہیں ، اور دنیا کی عورتیں جو جنت میں جائیں گی انکی اسطرح کہ جو دنیا میں بدشکل ، کالی ، بوڑھی تھیں ، انکو حسین و خوبصورت اور جوان بنادیا جائیگا ، اب وہ ہمیشہ خوبصورت و جوان ہی رہیں گی یہ عورتیں کنواری ہونگی یعنی ہر صحبت و مباشرت کے بعد یہ پھر کنواری لڑکیوں جیسی ہوجائیں گی ، اور یہ اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی ہونگی ، انکی ہر ادا ، ناز و انداز بڑا ہی دلکش ہوگا ، اور تمام جنتی عورتیں اور مرد ہمعمر ہونگے روایات میں ہیکہ سب کی عمر تینتیس سال ہوگی ، اور کبھی بھی اس سے کم یا زیادہ نہ ہوگی ، اور ان دائیں والوں یعنی عام مؤمنین میں متقدمین بھی بکثرت ہونگے ، اور متاخرین بھی بہت کثرت سے ہونگے ۔ ☆☆☆

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ ﴿٤٢﴾
اور جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے بُرے ہیں ۔ وہ لوگ آگ میں ہونگے اور کھولتے ہوئے پانی میں

وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِیْمٍ ﴿٤٤﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ
اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش ہوگا ۔ وہ لوگ اس کے قبل (یعنی دُنیا میں) بڑی

ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿٤٦﴾
خوشحالی میں رہتے تھے ۔ اور بڑے بھاری گناہ (یعنی شرک و کفر) پر اصرار کیا کرتے تھے ۔

وَكَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۙ اَىِٕذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا
اور یوں کہا کرتے تھے کہ جب ہم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں (ہوکر) رہ گئے تو کیا (اسکے بعد)

لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٤٧﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ﴿٤٩﴾
ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے ۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (زندہ کئے جاویں گے) آپ کہہ دیجئے کہ سب اگلے اور پچھلے

لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا
جمع کئے جاوینگے ۔ ایک معین تاریخ کے وقت پر پھر (جمع ہونے کے بعد) تم کو

الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿٥١﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِــُٔوْنَ
اے گمراہو جھٹلانے والو درختِ زقوم سے کھانا ہوگا ۔ پھر اس سے

مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ﴿٥٤﴾ فَشٰرِبُوْنَ
پیٹ بھرنا ہوگا ۔ پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا ۔ پھر پینا بھی پیاسے

شُرْبَ الْهِیْمِ ﴿٥٥﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿٥٦﴾
اونٹوں کا سا ۔ (غرض) ان لوگوں کی قیامت کے روز یہ دعوت ہوگی ۔

دوزخ کا دردناک عذاب

ان آیات میں بائیں والے یعنی کفار کے متعلق بیان کیا جارہاہیکہ انکو دوزخ میں اس کالے دھوئیں کے سائے میں رکھا جائیگا، جو دوزخ کی آگ سے اٹھے گا، اس سائے

اقوال و تحقیق:۔ متقدمین اور متاخرین کی دو تفسیریں کی گئی ہیں اوّل یہ کہ متقدمین سے امت محمدیہ سے پہلی تمام امتیں مراد ہیں، اور متاخرین سے امّت محمدیہ مراد ہے، دوم یہ کہ متقدمین سے خیر القرون کا دور مراد ہے، یعنی صحابہ و تابعین وغیرہ اور متاخرین سے خیر القرون کے بعد کا دور مراد ہے، محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ

سے نہ انھیں جسمانی فائدہ ہوگا، کہ کچھ ٹھنڈک پہنچے اور راحت ملے اور نہ روحانی فائدہ ہوگا، کہ کچھ عزت ولذت حاصل ہو، بلکہ ذلت ورسوائی کے ساتھ گرمی وتپش میں بھنتے رہیں گے، یہ سزا انکو اسلئے ملے گی کہ دنیا کی خوشحالی سے گھمنڈ میں مبتلا تھے اور کفر اختیار کئے ہوئے تھے، اور یوں کہا کرتے تھے کہ جب ہم مرکر مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا پھر ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے، اور کیا ہمارے ماں باپ بھی، مطلب یہ ہیکہ کفار ومشرکین دوبارہ زندہ ہونے کو ناممکن اور محال سمجھتے تھے، اللہ تعالٰی فرمارہے ہیں اے محمد (ﷺ) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تمام اگلے پچھلے انسان ایک معین وقت (قیامت) پر جمع کئے جائیں گے اور وہاں جب تم بھوک سے بیقرار ہوجاؤ گے تو تم کو درخت زقوم[۱] کھانے کو دیا جائیگا، جو بہت ہی بدبودار اور بدذائقہ ہے، مجبوراً تم اسی سے پیٹ بھروگے اور تم سخت پیاسے ہوجاؤ گے تو پھر کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا، اور پیوگے بھی اس طرح جسطرح سخت پیاسا اونٹ پیتا ہے: اللّٰهُمَّ احْفِظْنَا مِنْهُ۔

بس کفار ومشرکین کی قیامت کے دن درخت زقوم اور کھولتے ہوئے پانی سے مہمان داری کی جائیگی، کفار کا مذاق اڑانے کیلئے یہاں سزا کو مہمان داری سے تعبیر کیا گیا۔ ☆☆☆

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ

ہم نے تم کو (اول بار) پیدا کیا ہے (جس کو تم

فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۞۵۷ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۞۵۸ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ

بھی تسلیم کرتے ہو) پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے۔ اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو (عورتوں کے رحم میں) منی پہنچاتے ہو۔ اس کو تم آدمی بناتے ہو

اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۞۵۹ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ

یا ہم بنانے والے ہیں۔ ہم ہی نے تمہارے درمیان موت کو (معین وقت پر) ٹھیرا رکھا ہے اور ہم اس سے

بِمَسْبُوْقِيْنَ ۞۶۰ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِىْ مَا

عاجز نہیں ہیں۔ کہ تمہاری جگہ تمہارے جیسے اور (آدمی) پیدا کردیں اور تم کو ایسی صورت میں بنادیں جنکو

لَا تَعْلَمُوْنَ ۞۶۱ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۞۶۲

تم جانتے ہی نہیں اور تم کو اول پیدائش کا علم حاصل ہے۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۞۶۳ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۞۶۴

اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ تم جو کچھ (تخم وغیرہ) بوتے ہو۔ اس کو تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں۔

[۱] زقوم کی مکمل تفصیل آسان تفسیر پارہ ۲۳ کے صفحہ ۲۸، ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں، محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ واساتذتہ

لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

اگر ہم چاہیں تو اس (پیداوار) کو چورا چورا کردیں پھر تم متعجب ہو کر رہ جاؤ گے۔ کہ اب کے تو ہم پر تاوان ہی پڑ گیا

بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ

بلکہ ہم بالکل ہی محروم رہ گئے (یعنی سارا ہی سرمایہ گیا گذرا) اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو۔ اس کو بادل سے

اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ

تم برساتے ہو یا ہم برسانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اس کو کڑوا

اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ

کر ڈالیں سو تم شکر کیوں نہیں کرتے۔ اچھا پھر یہ بتلاؤ جس آگ کو تم سلگاتے ہو اسکے درخت کو

اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ

تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے اس کو یاد دہانی کی چیز اور مسافروں

مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ ع ۲ ۱۵

کے فائدہ کی چیز بنایا ہے۔ سو آپ عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے

اللہ کی قدرت کے دلائل

ان آیات میں فرمایا جا رہا ہے کہ اے منکرینِ قیامت ہمنے تمہیں پہلی بار پیدا کیا جب تمہارا وجود بھی نہ تھا تو بتاؤ دوبارہ پیدا کرنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے، جب حقیقت یہ ہے تو پھر تم دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کیوں کرتے ہو، اور یہ بھی بتاؤ شکمِ مادر میں نطفہ سے بچہ کون بناتا ہے، وہاں تو تمہارا ظاہری تصرف بھی نہیں چلتا پھر ہمارے سوا کون ہے جو پانی کے قطرہ پر ایسی خوبصورت تصویر کھینچتا ہے اسمیں جان ڈالتا ہے اور پھر موت کا وقت بھی ہم مقرر کر چکے ہیں جب پیدائش موت، عدم و وجود سب اللہ کے قبضہ میں ہے تو پھر اسکے لئے انسان کو دوبارہ زندہ کر دینا کیا مشکل، اے منکرین! ان دلائل کے باوجود بھی اگر تم دوبارہ زندہ ہونے اور قیامت کو نہیں مانو گے تو اللہ تعالیٰ یہ بھی کر سکتے ہیں تمہاری جگہ تم جیسے دوسرے آدمی پیدا کردیں اور تم کو ایسی صورت کا بنا دیں جسکو تم جانتے بھی نہیں، مثلاً جانور کی صورت کا بنا دیں جیسے پچھلی امتوں کی صورتیں بدل کر بندر، خنزیر بنا دئے جانیکا عذاب آچکا ہے۔

اسی طرح تم زمین میں جو بیج وغیرہ بوتے ہو اسے تم اگاتے ہو یا ہم، ظاہر ہے کہ انسان کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ زمین میں بیج وغیرہ بو کر ظاہر میں اسکی کچھ حفاظت و نگرانی کر لیتا ہے، باقی زمین کے اندر سے ننھا سا خوبصورت و نازک پودہ نکالنا، اسمیں جان ڈالنا، اس سے اناج، پھول پھل وغیرہ پیدا کرنا اور انکے اندر ہزاروں خواص و فوائد پیدا کرنا یہ صرف اللہ رب العزت کا کام ہے اور اگر اللہ نہ چاہے تو تمہاری لاکھ کوششوں کے بعد بھی ان پودوں سے کچھ پیدا نہ ہو، اور پھر تم آپس

میں تذکرے کرو کہ اس سال تو ہم بالکل ہی محروم رہ گئے۔

آگ و پانی بھی نعمتِ الٰہی ہیں

اور اسی طرح جو پانی تم پیتے ہو اسمیں غور کرو کس نے یہ پانی آسمان سے برسا کر تمہیں اور تمہاری کھیتیوں کو سیراب کیا جس سے تم سیکڑوں فائدے حاصل کرر ہے ہو، اور سوچو اگر اللہ تعالیٰ اس پانی کو کڑوا بنا دیتے تو تم کیا پیتے، اور ذرا اسپر بھی غور کرو کہ اس درخت کو جس سے آگ کے شعلے جھڑتے ہیں اور پھر ان شعلوں سے دوسری جگہ آگ جلائی جاتی ہے۔ اور اسی طرح ان چیزوں کو جنسے آگ جلائی جاتی ہے کس نے پیدا کیا۔ آگے اس آگ کے متعلق ارشاد ہیکہ ہمنے اس آگ کو یاد دہانی کی چیز بنایا کہ اس سے دوزخ کی آگ کی یاد دہانی ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ کی قدرت عجیبہ کی یاد دہانی ہوتی ہے کہ اسنے سبز درخت سے آگ پیدا فرمادی ہے چنانچہ عرب میں تو کئی اس طرح کے سبز درخت بھی ہیں جنکو آپس میں رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے ہمنے اس آگ کو مسافروں کے فائدے کی چیز بنایا کہ اس سے راستے کی راہنمائی ہوتی ہے، نیز کھانا پکانے، سردی دور کرنے وغیرہ بہت سے اہم فائدے، اس سے حاصل ہوتے ہیں، بس ان نعمتوں کے شکریہ میں اے لوگو تم اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کرتے رہو۔ ☆☆☆

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ

سو میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے

النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾

چھپنے کی - اور اگر تم غور کرو تو یہ ایک بڑی قسم ہے - کہ یہ ایک مکرم قرآن ہے -

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ

جو ایک محفوظ کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں درج ہے کہ اس کو بجز پاک فرشتوں کے کوئی ہاتھ نہیں لگانے پاتا۔ یہ رب العالمین کی طرف

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ

سے بھیجا ہوا ہے - سو کیا تم لوگ اس کلام کو سرسری بات سمجھتے ہو - اور تکذیب کو

رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ

اپنی غذا بنا رہے ہو - سو جس وقت روح حلق تک آ پہنچتی ہے - اور تم

حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

اس وقت تکا کرتے ہو - اور ہم (اس وقت) اس مرنے والے شخص کے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم سمجھتے نہیں

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ

تو (فی الواقع) اگر تمہارا حساب کتاب ہونے والا نہیں ہے - تو تم اس روح کو (بدن کی طرف) پھر کیوں نہیں لوٹا لاتے - ہو

صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ

اگر تم سچے ہو- پھر (جب قیامت واقع ہوگی) جو شخص مقربین میں سے ہوگا اسکے لئے تو راحت ہے - اور فراغت کی غذائیں ہیں

وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ

اور آرام کی جنت ہے - اور جو شخص داہنے والوں میں سے ہوگا - تو اس سے کہا جاوے گا

لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ

کہ تیرے لئے امن وامان ہے کہ تو داہنے والوں میں سے ہے - اور جو شخص جھٹلانے والوں (اور) گمراہوں میں سے

الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

ہوگا تو کھولتے ہوئے پانی سے اسکی دعوت ہوگی - اور دوزخ میں داخل ہونا ہوگا - بیشک یہ (جو کچھ مذکور ہوا)

حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

تحقیقی یقینی بات ہے - سو اپنے (اس) عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے

ع ۳ ۱۶

قرآن کی اہمیت سمجھئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ستاروں کے چھپنے کی قسم کھا کر فرمایا کہ قرآن عظیم بڑا ہی مکرم و معزز ہے اسکو بغیر غسل و وضو کے نہ چھوا جائے، یہ پروردگار عالم کے پاس سے آیا ہے افسوس اے کفار مکہ تمنے اس مقدس کتاب کی اہمیت و مقام کو نہ سمجھا اور اسکو سرسری سمجھ کر جھٹلا دیا، اسلئے تم قیامت اور دوبارہ زندہ ہونے کا بھی انکار کرتے ہو، اور سمجھ لیا ہم پر کسی کا کوئی غلبہ و اختیار ہی نہیں، ہماری موت و زندگی میں کسی کو کوئی دخل ہی نہیں، ان کے اس باطل خیال کی تردید کیلئے ان آیات میں ایک مثال دیکر سمجھایا گیا ہیکہ جب تمہارے کسی عزیز کی جان نکلنے لگتی ہے تو تم مجبور و بے بس بیٹھ کر تمنا کیا کرتے ہو کاش موت اسکو چھین کر ہمسے نہ لیجاتی، بس واضح ہوا کہ تم مجبور ہو اللہ غالب ہے اور اللہ اس وقت بھی اس مرنے والے سے اپنے علم و قدرت کے اعتبار سے تم سے زیادہ قریب ہوتا ہے، تم مرنے والے کے صرف ظاہر کو دیکھ رہے ہو، اللہ تعالیٰ اسکے ظاہر و باطن کو دیکھ رہا ہے اللہ جب چاہتا ہے روح نکال لیتا ہے تم سب ملکر بھی اس روح کو روک نہیں سکتے، اور جسم میں واپس نہیں لوٹا سکتے۔

بہر حال انسان مر کر زندہ ہوگا اور حساب و کتاب دیگا پھر اگر وہ مقربین میں سے ہوا تو اسکو جنت میں اعلیٰ درجہ کا مقام دیا جائیگا، اور اگر عام مومنین میں سے ہوا تو اسکو بھی جنت کی نعمتوں سے سرفراز کیا جائیگا اور اگر کفار میں سے ہوا تو اسکو دوزخ کی آگ میں پھینک دیا جائیگا اور کھولتا ہوا پانی پلایا جائیگا۔ یہ معاملہ مرنے کے بعد ہر انسان کے ساتھ یقیناً ہونا ہے

اسمیں ذرا بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، بس اپنے آپ کو ذکر حق میں مشغول رکھکر عذاب الٰہی سے نجات پایئے، اور اسکے احسان وکرم اور نعمتوں کے زیادہ سے زیادہ مستحق ہوجایئے۔ ☆ الحمد للہ سورۂ واقعہ کی تفسیر مکمل ہوئی

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ حدید مدینہ میں نازل ہوئی شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں اسمیں اُنتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱ لَهٗ مُلْكُ

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں - اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے - اُسی کی سلطنت ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲ هُوَ

آسمانوں کی اور زمین کی - وہی حیات دیتا ہے اور (وہی) موت دیتا ہے - اور وہی ہر چیز پر قادر ہے (سب مخلوق سے) وہی

الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳ هُوَ

پہلے ہے اور وہی پیچھے اور وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے - وہ ایسا

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کیا پھر تخت پر قائم ہوا

الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے (مثلاً بارش) اور جو چیز اسمیں سے نکلتی ہے (مثلاً نباتات) اور جو چیز آسمان

مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا

سے اترتی ہے اور جو چیز اسمیں چڑھتی ہے اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو - اور وہ تمہارے

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۴ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

سب اعمال کو بھی دیکھتا ہے اسی کی سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی - اور اللہ ہی کی طرف سب امور لوٹ

الْاُمُوْرُ ۝۵ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ

جاویں گے وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے (جس سے دن بڑا ہوجاتا ہے) اور وہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے (جس سے رات

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶

بڑی ہوجاتی ہے) اور وہ دل کی باتوں (تک) کو جانتا ہے۔

مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷

اُس نے قائم مقام کیا ہے اس میں سو (اسکی راہ میں) خرچ کرو۔ سو جو لوگ تم میں سے ایمان لے آئیں اور خرچ کریں۔ انکو بڑا ثواب

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَ

ہو گا۔ اور تمہارے لئے اس کا کون سبب ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تمکو اس بات کی طرف بلا رہے ہیں کہ تم اپنے رب پر

قَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى

ایمان لاؤ اور خود خدا نے تم سے عہد لیا تھا اگر تم کو ایمان لانا ہو ۔ وہ رحیم ایسا ہے کہ اپنے بندہ (خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر

عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ

صاف صاف آیتیں بھیجتا ہے تاکہ وہ تم کو (کفر و جہل کی) تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاوے اور بیشک اللہ تعالے

بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۹ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ

تمہارے حال پر بڑا شفیق بڑا مہربان ہے۔ اور تمہارے لئے اس کا کون سبب ہے، کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ۔ حالانکہ سب

مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ

آسمان اور زمین اخیر میں اللہ ہی کا رہ جائے گا۔ تم میں سے جو لوگ فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے

الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ

اور لڑ چکے برابر نہیں وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور

وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۰ ع ۱۷

لڑے ۔ اور (یوں) اللہ تعالے نے بھلائی (یعنی ثواب) کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالے کو تمہارے سب اعمال کی پوری

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ

خبر ہے ۔ کوئی شخص ہے جو اللہ تعالے کو اچھی طرح قرض کے طور پر دے پھر خدا تعالے اس (دیئے ہوئے کے ثواب) کو اس شخص کے لئے

اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝۱۱

بڑھاتا چلا جاوے اور اسکے لئے اجر پسندیدہ ہے

مال اللہ کی مرضی کے مطابق خرچ کیا جائے

ان آیات میں ارشاد ہیکہ اے لوگو ! اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ، اور جس مال کا اللہ نے تم کو دوسروں کا قائم مقام بنایا

ہے اسکو ہماری مرضی کے مطابق خرچ کرو یہ مال پہلے کسی دوسرے کے پاس تھا اب تمہارے پاس آ گیا ہے تمہارے بعد پھر کسی دوسرے کے پاس چلا جائے گا، بس ایسی چیز سے جو ہمیشہ اپنے پاس رہنے والی نہیں اس سے اس قدر دل لگانا اور اسکو ضرورت کی جگہ (خواہ وہ ضرورت دینی ہو یا دنیوی) میں بھی نہ خرچ کرنا بڑے خسارے کی بات ہے کیونکہ جو لوگ ایمان لا کر اللہ کے فرمان کے مطابق مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں انکے لئے بڑا اجر و ثواب ہے۔

اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا کہ تم ایمان نہیں لاتے حالانکہ دنیا میں آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تم سب سے اپنے رب ہونے کا عہد لیا تھا اور تم نے اسکا اقرار کیا تھا، اور اب دنیا میں اللہ کے رسول ﷺ تم کو طرح طرح سے سمجھا کر دین اسلام کی طرف بلا رہے ہیں اور تم کو کفر کی تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی کی طرف لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اور آخر تم کیوں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، حالانکہ ایک دن آسمان و زمین کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہو جائے گا پھر تم خوشی سے کیوں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، جبکہ تمہیں اسپر اجر و ثواب بھی ملیگا، اور یہ اجر و ثواب کسی کو کم اور کسی کو زیادہ ملیگا، ارشاد ہے کہ جن حضرات نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا یہ حضرات درجہ میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جہاد کیا، اور اللہ تعالیٰ نے بھلائی (اجر و ثواب) کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے، ان آیات مذکورہ میں اگرچہ صحابہ کرامؓ میں باہمی درجات کا فرق بیان کیا گیا ہے مگر جنّت و مغفرت کا وعدہ سبھی کیلئے ذکر کیا گیا ہے یہ وعدہ صحابہ کرامؓ کے ان دو طبقوں کیلئے ہے جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے یا بعد میں اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا، اور دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا، اس میں تقریباً صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت شامل ہو جاتی ہے کیونکہ ایسے افراد تو شاذ و نادر ہی ہو سکتے ہیں جنہوں نے مسلمان ہو جانے کے باوجود اللہ کیلئے کچھ خرچ بھی نہ کیا ہو اور مخالفین اسلام کے مقابلہ میں جنگ و جہاد میں بھی شریک نہ ہوئے ہوں، اسلئے قرآن کریم کا اعلانِ مغفرت و رحمت پوری جماعت صحابہؓ کیلئے عام ہے، اور سب کو شامل ہے۔

اس کے بعد ترغیب کیلئے ارشاد ہیکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو خلوص کے ساتھ قرض کے طور پر دے یعنی اسکی راہ میں خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے دیئے ہوئے کو بہت بڑھا دینگے اور اسکو پسندیدہ اجر دینگے یعنی جنّت کی اعلیٰ نعمتیں۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ

جس دن آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دیکھیں گے کہ اُن کا نور اُنکے آگے

اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور اُن کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا۔ آج تمکو بشارت ہے ایسے باغوں کی جن کے نیچے سے نہریں جاری

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ

ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔ (اور یہ وہ دن ہوگا) جس روز

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ

منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے (پل صراط پر) کہیں گے کہ (ذرا) ہمارا انتظار کرلو ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ

حاصل کرلیں ان کو جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر (وہاں سے) روشنی تلاش کرو۔ پھر ان (فریقین) کے درمیان میں ایک دیوار

بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ ﴿۱۳﴾

قائم کردی جائیگی جسمیں ایک دروازہ (بھی) ہوگا (جسکی کیفیت یہ ہے کہ) اسکے اندرونی جانب میں رحمت ہوگی اور بیرونی جانب کی طرف عذاب ہوگا۔ یہ

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ

(منافق) انکو پکارینگے کہ کیا (دنیا میں) ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ وہ (مسلمان) کہیں گے کہ ہاں رہتے تو سہی لیکن تم نے اپنے کو گمراہی میں پھنسا رکھا تھا

وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ

اور تم منتظر رہا کرتے تھے۔ اور (اسلام کے حق ہونے میں) تم شک رکھتے تھے اور تمکو تمہاری بیہودہ تمناؤں نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا یہانتک کہ تم پر خدا کا حکم

غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ

آپہنچا اور تمکو دھوکہ دینے والے (یعنی شیطان) نے اللہ کیساتھ دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔ غرض آج نہ تم سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾

کافروں سے تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہی تمہارا رفیق ہے اور وہ (واقعی) برا ٹھکانہ ہے۔

پل صراط پر مؤمنین کو نور عطاء کیا جائیگا

میدانِ محشر سے جس وقت پل صراط پر جائیں گے تو سخت اندھیرہ ہوگا اس وقت مؤمنیں و مؤمنات کو ایک نور ملیگا جو انکے آگے اور داہنے دوڑتا ہوگا، درمنثور کی ایک روایت میں ہیکہ انکے بائیں طرف بھی نور ہوگا، بس اس نور کی روشنی مین آرام سے چلیں گے حضرت ابنِ مسعودؓ سے مروی ہیکہ یہ نور مسلمانوں کو انکے اعمال کے مطابق ملیگا کسی کو کم کسی کو زیادہ اور حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہیکہ کافرین و منافقین اس نور سے محروم رہیں گے، اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہیکہ شروع میں یہ روشنی انکو بھی ملیگی مگر پھر چھین لی جائیگی۔

اس وقت مسلمانوں سے کہا جائے گا آج تمہارے لئے جنّت کے ایسے باغوں کی خوشخبری ہے جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی اور تم ہمیشہ انہیں میں رہوگے اور یہی بڑی اور اصل کامیابی ہے۔

بہر حال اس دن منافقین پلصراط پر مسلمانوں سے کہیں گے ذرا ٹھہرو تا کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کریں اور تمہارے ساتھ چلیں، یہ اس وقت کا قصہ ہے جب مسلمان اپنے نور کی روشنی میں کافی آگے چلے جائیں گے

اور منافقین جو پلصراط پر مسلمانوں کے ساتھ چڑھائے گئے تھے وہ پیچھے اندھیرے میں رہ جائیں گے، الغرض یہ مسلمانوں سے ٹھہر جانے کیلئے کہیں گے، فرشتے یا مسلمان انکو جواب دینگے تم پیچھے لوٹ جاؤ، وہاں سے روشنی حاصل کرو، اس کا ایک مطلب تو یہ ہیکہ پل صراط سے پہلے جہاں نور تقسیم ہو رہا ہے وہاں جا کر تم بھی نور لے آؤ اگر مل سکے، یا اسکا مطلب یہ ہیکہ تم واپس دنیا میں چلے جاؤ دنیا ہی نور ملنے کی جگہ ہے یعنی وہاں ایمان و اعمال حسنہ اختیار کرو اسکے بدلے تمکو یہاں نور ملیگا۔

اسکے بعد منافقین اور مسلمانوں کے درمیان دیوار حائل کردی جائیگی، درمنثور کی روایت کے مطابق اس دیوار سے مراد، دیوارِ اعراف ہے جسکی تفصیل سورۂ اعراف میں گذر چکی، اس دیوار کے جسطرف مسلمان ہونگے ادھر رحمت ہوگی اور جس طرف منافقین ہونگے اس طرف عذاب ہوگا، اور اسی دیوار میں ایک دروازہ ہوگا جس سے منافقین و مسلمان بات کرینگے، یا مسلمان اس دروازہ کو پار کر کے جنّت میں پہنچ جائینگے پھر اس دروازے کو بند کردیا جائیگا، اور منافقین و کفار جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے اور وہ گناہگار مسلمان جنکو ابھی اپنے گناہوں کی سزا پانی ہے وہ بھی پلصراط پار نہ کرسکیں گے وہ اس سے گر کر جہنم میں پہنچیں گے۔

منافقین مسلمانوں سے کہیں گے کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ رہتے تھے اور تمہارے ساتھ اعمال و اطاعت نہ کیا کرتے تھے، لہٰذا آج بھی تمہیں ہمارے ساتھ رہنا چاہئے، مسلمان کہیں گے یہ بات تو صحیح ہیکہ تم ہمارے ساتھ تھے مگر تمہاری یہ حالت ظاہر میں تھی حقیقت میں تم رسول اللہ ﷺ کے، مسلمانوں کے، اور دین اسلام کے مخالف تھے، اور اس امید و تمنا میں تھے کہ جلد کسی طرح مسلمانوں پر کوئی آفت و مصیبت آئے اور دین اسلام ختم ہوجائے، اور پھر ہمیں غالب رہیں، تم اسی دھوکہ میں پڑے رہے اور بالآخر تمہیں موت نے آدبوچا، اور آج تمہیں یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے، بس آج تم اور کافر اگر کچھ معاوضہ دیکر اس عذاب سے بچنا چاہو (جیسا کہ تمہاری عادتیں دنیا میں رشوتیں دیکر غلط کام کرنیکی تھیں) تو نہیں بچ سکتے۔ یعنی اوّل تو معاوضہ دینے کیلئے تمہارے پاس کچھ ہے ہی نہیں، اور اگر بالفرض ہوتا بھی تو اس سے تمہیں کوئی فائدہ حاصل نہ ہوتا، بس اب تو تم اور کافرین ہمیشہ کیلئے دوزخ کی آگ میں جلتے رہو۔☆☆☆

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ

کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق (منجانب اللہ) نازل

مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ

ہوا ہے اسکے سامنے جھک جاویں۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاویں جن کو انکے قبل کتاب آسمانی ملی تھی۔ (یعنی یہود و نصاریٰ) پھر اسی حالت میں

عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑯ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ

ان پر زمانہ دراز گذر گیا۔ (اور توبہ نہ کی) پھر انکے دل (خوب ہی) سخت ہو گئے۔ اور بہت سے آدمی ان میں کے (آج) کافر ہیں۔ یہ بات جان لو

اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اسکے خشک ہوئے پیچھے زندہ کردیتا ہے۔ ہم نے تم سے اسکے نظائر بیان کر دیئے ہیں تا کہ تم

تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا

سمجھو۔ بلاشبہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور یہ (صدقہ دینے والے) اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض

حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ

دے رہے ہیں وہ صدقہ (باعتبار ثواب کے) انکے لئے بڑھا دیا جائے گا اور انکے لئے اجر پسندیدہ ہے۔ اور جو لوگ اللہ پر اور اسکے رسولوں پر

رُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ

ایمان رکھتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں انکے لئے (جنت میں) انکا اجر (خاص) اور (پل صراط پر)

اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۹﴾ ع ۱۸

ان کا نور (خاص) ہوگا۔ اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں

واقعۂ شانِ نزول حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہیکہ اللہ تعالیٰ نے بعض مؤمنین کے قلوب میں عمل کے اعتبار سے کچھ سستی محسوس فرمائی تو اسپر یہ آیت: اَلَمْ يَاْنِ: نازل ہوئی، اور یہ آیت نزولِ قرآن کے تیرہ سال بعد نازل ہوئی، بہر حال اس آیت میں ارشاد ہیکہ کیا ابھی ایمان والوں کیلئے وقت نہیں آیا کہ انکے دل اللہ کی یاد، قرآن اور دینِ حق کی طرف جھک جائیں، تفسیر روح المعانی میں لکھا ہیکہ قرآن کیلئے خشوع یہ ہیکہ اسکے احکام اور اوامر ونواہی کی مکمل اطاعت کیلئے تیار ہو جائے، اور اسپر عمل کرنے میں کسی کمزوری اور سستی کو راہ نہ دے۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنکو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی یعنی یہود ونصاریٰ کہ جب انکا زمانہ پیغمبروں سے دور ہوتا گیا تو ان پر غفلت وسستی چھاتی گئی، دل سخت ہو گئے ان میں سے زیادہ تر لوگوں نے نافرمانی اور سرکشی شروع کردی۔

اور ارشاد ہیکہ عرب لوگ جاہل وگمراہ تھے جیسے مردہ زمین اب اللہ تعالیٰ نے انکو ایمان وعلم کی روح سے زندہ کیا، اور انمیں سب کمال پیدا کردئے، بس کسی کو مایوس نہ ہونا چاہیے، سچی توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے کافر وفاجر سبکو معاف فرمادیتا ہے، اور پھر سے نئی ایمانی زندگی عطا کردی جاتی ہے۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ الخ: یعنی جو مومن مرد اور عورتیں اللہ کی راہ میں صدق دل سے خرچ کرتے ہیں گویا وہ اللہ کو قرض دیتے ہیں بس ان کا یہ دیا ہوا ضائع نہ کیا جائے گا بلکہ کئی گنا کرکے اسوقت واپس کردیا جائیگا جب انکو سخت ضرورت ہوگی یعنی آخرت میں نیکیوں کی شکل میں۔

اور جو لوگ اللہ پر اور اسکے رسولوں پر مکمل ایمان لائے یعنی جن میں ایمان وتصدیق اور طاعت کی پابندی مکمل درجہ کی ہو، ایسے لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں، یہ درجات کامل ایمان کی بدولت ہی نصیب ہوتے ہیں (اسکی تفصیل سورۂ نساء کے رکوع ۹ر میں گذر چکی) اور انکے لئے جنت میں اجر ہے یعنی جنت الفردوس میں اعلیٰ درجہ کی نعمتیں، اور پل صراط پر انہیں خاص نور عطا فرمایا جائیگا اسکی تفصیل اسی پارہ کے صفحہ ۵۲ پر بیان ہوئی۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور کفر اختیار کیا وہ ہمیشہ کیلئے دوزخ کی آگ میں پھینک دئے جائیں گے۔ ☆☆☆

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّ
تم خوب جان لو کہ (آخرت کے مقابلہ میں) دُنیوی حیات محض لہو ولعب اور (ایک ظاہری) زینت اور

تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ
باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال اور اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ تلانا ہے۔ جیسے مینہ (برستا ہے کہ) اسکی

اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ
پیداوار (کھیتی) کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہے سو اس کو تو زرد دیکھتا ہے پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے

وَفِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَ
اور آخرت (کی کیفیت یہ ہے کہ اس) میں عذاب شدید ہے اور خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے اور

مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝۲۰ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ
دُنیوی زندگی محض دھوکے کا اسباب ہے۔ تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو

رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ
اور (نیز) ایسی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کے برابر ہے وہ ان

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
لوگوں کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں یہ اللہ کا فضل ہے وہ اپنا فضل جسکو چاہیں عنایت کریں

اقوال و تحقیق! صدیق وشہید پر مفسرین علیہ الرحمہ نے طویل کلام کیا ہے، جس کا دل چاہے وہ تفسیر مظہری، تفسیر ابنِ کثیر وغیرہ دیکھ لے، صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ اس آیت میں: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْ : سے مراد صرف وہ حضرات ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایمان لائے آپکی صحبت سے مشرف ہوئے گویا کہ تمام صحابہ کرامؓ صدیقین وشہداء کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ محمد یعقوب

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢١﴾

اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

دنیا کی حقیقت آخرت یعنی مرنے کے بعد کی زندگی سے غفلت کا اصل سبب دنیا کی فانی چیزوں اور لذت وراحت میں منہمک ہو جانا ہے اسلئے ان آیات میں دنیا کی حقیقت بتلائی گئی ہے کہ وہ ایک کھیل تماشہ اور زینت وتفاخر ہے اسمیں اپنے آپ کو نہ پھنساؤ، چنانچہ بچہ ابتدائی عمر میں کھیل کود میں مشغول رہتا ہے اور تماشہ کو پسند کرتا ہے کہ کچھ تفریح کی چیزیں دیکھے اور کرنے کو مل جائیں۔ اس کے بعد جوانی میں زیب وزینت اور فیشن میں لگ جاتا ہے اور اپنے ہم عمر اور ساتھیوں پر فخر کرنے، بڑائی جتلانے اور شیخی بھگارنے میں لگا رہتا ہے۔ اسکے بعد مال جمع کرنے کی دھن اور مال واولاد پر فخر کرنے لگتا ہے، آخر انہیں حالات میں بوڑھاپا آگر گھیر لیتا ہے اب یہ فکر دامن گیر ہوتی ہیکہ میرے بعد میرے بیوی بچے کس طرح زندگی بسر کرینگے، انکی راحت وآرام کی فکر میں الجھا رہتا ہے اور اسی حال میں اس دنیا دار کو موت آدبوچتی ہے اور پھر یہ افسوس کی حالت میں سر پر ہاتھ مار کر سوچتا رہ جاتا ہے کچھ کر نہیں پاتا اور اسطرح دنیا کا کھیل ختم ہو جاتا ہے۔

اس دنیوی زندگی کو انہیں آیات میں کھیتی کی مثال سے سمجھایا گیا ہے کہ جیسے کھیت اور پھول وپھلواری کی بہار چند روزہ ہوتی ہے اسکے بعد پیلی وزرد پڑ جاتی ہے اور سوکھ جاتی ہے پھر انسان اور جانور اسکو روند کر چورا چورا کر دیتے ہیں اور وہ بارونق کھیتی بے نام ونشان ہو جاتی ہے، یہی حال دنیاوی زندگانی اور یہاں کے ساز وسامان کا ہے انسان اسکی چمک دمک سے فریب کھا کر اپنی آخرت برباد کر لیتا ہے، بس سمجھداری اسی میں ہے کہ انسان اللہ کی طرف رجوع کرے، اپنی مغفرت چاہے، اور اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے میں لگا رہے، اور جنّت میں جانے کیلئے دعا اور اعمال حسنہ کرتا رہے، معلوم ہے وہ جنّت کتنی بڑی ہے، سنو اسکی وسعت وپھیلاؤ آسمان وزمین کی وپھیلاؤ کے برابر ہے، مفسر قرآن علامہ شبیر احمد عثمانی علیہ الرحمۃ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہیکہ جنّت کی صرف چوڑائی اتنی ہے جتنا آسمان وزمین کا پھیلاؤ غور کرو اسکی لمبائی کتنی ہوگی، یہ انہی لوگوں کو ملیگی جو اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے اور اپنے رسول کی تعلیمات کے مطابق زندگی گذاری۔

ان آیات کے آخر میں ہے کہ اللہ بڑا فضل والا ہے وہ اپنا فضل جسپر چاہتا ہے، فرما دیتا ہے، بس ہمیں ہر وقت اللہ کے فضل کا طالب رہنا چاہئے، اور ہر دعاء میں اللہ کا فضل ضرور مانگنا چاہئے۔ ☆☆☆

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي

کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے

الْاَرْضِ وَلَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ
اور خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک خاص کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہے قبل اسکے کہ ہم ان

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۚ﴿۲۲﴾ لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا
جانوں کو پیدا کریں۔ یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے (یہ بات تبلا اس واسطے دی ہے) تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے تم اس پر رنج (اتنا)

بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ﴿۲۳﴾ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ
نہ کرو۔ اور تاکہ جو چیز تم کو عطا فرمائی ہے اس پر اتراؤ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔ جو ایسے ہیں کہ (حب دنیا

وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۴﴾
کی وجہ سے) خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہیں۔ اور جو شخص اعراض کریگا (دین حق سے) تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں سزاوار حمد ہیں

تقدیر کا لکھا برحق ہے

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے ہی انکی تقدیریں لکھ دی تھیں بس اگر زمین کے کسی حصے یعنی پوری دنیا کے کسی انسان کو کوئی معاملہ نفع یا نقصان کا پیش آئے تو یقین رکھنا چاہئے کہ یہ پہلے سے ایک کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے، اسکو کوئی کمزور ایمان ویقین والا یہ نہ سمجھے کہ دنیا تو بہت بڑی ہے اسکا سب معاملہ پہلے سے کیسے محفوظ و معلوم ہوسکتا ہے؟ اسکا جواب اسی آیت میں دیدیا گیا ھیکہ یہ کام اللہ کیلئے بالکل آسان ہے وہ بڑی قدرت والا علیم اور بصیر ہے۔

اسکے بعد ارشاد ھیکہ یہ خبر ہم نے تم کو اسلئے دی تاکہ تم یقین رکھو کہ جو کچھ تمہیں پہونچتا ہے نفع یا نقصان وہ کسی صورت میں ٹلنے والا نہ تھا، بس اگر کسی پر کوئی مصیبت و پریشانی آجائے تو صبر کرے اور ثابت قدم رہ کر اللہ سے مدد چاہتا رہے انشاء اللہ اسکی طبیعت میں اطمینان وسکون رہے گا، اور اگر کسی کو کوئی راحت وکامیابی ملجائے، مال ودولت یا غلبہ ملجائے تو اسے اترانا نہیں چاہئے، گھمنڈ اور فخر وغرور نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اللہ کا شکر ادا کرے، اور یقین رکھے کہ یہ سب اللہ کے فضل و کرم سے ہوا ہے۔ مجھ میں تو نہ اتنی طاقت قوت اور نہ عقل وسمجھ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رنج وغم اور راحت وخوشی تو ہر شخص پر آتا ہے بس راحت وخوشی کو شکر میں اور رنج وغم کو صبر میں گذاردو۔

اور ارشاد ھیکہ فخر وغرور اور شیخی کرنے والے اللہ کو قطعاً پسند نہیں یہ لوگ خود بھی بخل اور خلاف شرع کام کرنے والے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کرنے اور برے راستے پر چلنے کیلئے آمادہ کرتے ہیں، بس جو شخص اللہ کے احکامات نہ مانے نافرمانی وہٹ دھرمی کرے وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے بے نیاز اور مستحق حمد وثنا ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ نے اپنے امتیوں کو مخاطب کرکے فرمایا اگر تم اور تمام روئے زمین کے انسان نافرو نافرمان ہوجائیں تو بھی اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے مستغنی و بے نیاز اور مستحق حمد وثنا ہے۔ ☆☆☆

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ

ہم نے اسی اصلاح آخرت کے لئے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دے کر بھیجا - اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب کو

وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ

اور انصاف کرنے (کے حکم) کو نازل فرمایا تاکہ لوگ (حقوق اللہ اور حقوق العباد میں) اعتدال پر قائم رہیں اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا جسمیں شدید

شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ

ہیبت ہے اور (اسکے علاوہ) لوگوں کے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں اور (اسلئے لوہا پیدا کیا) تاکہ اللہ جان لے کہ بے دیکھے اسکی اور اسکے

اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۵﴾ ع ۳ ۱۹

رسولوں کی (یعنی دینِ حق کی) کون مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ قوی اور زبردست ہے۔

لوہے کی پیدائش سے دو اہم مقصد

ان آیات میں ارشاد خداوندی ھیکہ ھمنے اپنے رسولوں کو معجزے دیکر اور ظاہری حجتیں اور دلائل دیکر دنیا میں بھیجا ہے اور اپنی کتاب بھی انکو دی ہے جو صاف و سچی تعلیم دیتی ہے، اور عدل وانصاف دیا، جسکو ہر عقلمند انسان سنکر قبول کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، یہ سب اسلئے عطا کیا گیا کہ دنیا میں امن وامان اور عدل وانصاف قائم ہو جائے۔

اسکے بعد لوہے کی پیدائش کا ذکر ہے اسکی پیدائش سے دو مقصد ہیں اوّل یہ کہ سرکش لوگوں کو سیدھا کیا جائے، دوم یہ کہ اس سے انسان کی مختلف ضرورتیں پوری کی جائیں چنانچہ ارشاد ھیکہ ھمنے لوہے کو پیدا کیا (اسمیں زبردست ہیبت ہے) تاکہ دنیا میں امن وانصاف باقی رہے، اور سرکش لوگوں کو سیدھا کیا جائے اور وہ لوگ جو اپنے خالق و مالک کی نافرمانی کرتے ہیں، اور دین حق کو نہیں مانتے اسمیں خامیاں نکالتے ہیں پہلے انہیں رسولوں اور اپنی کتاب سے سمجھایا گیا اور معجزات و دلائل انکے سامنے لائے گئے ان سب کے باوجود پھر بھی اگر یہ لوگ رب العالمیں کی نافرمانی وسرکشی پر اڑے رہیں دین خداوندی کی اشاعت میں آڑے آتے رہیں اور دنیا میں امن وانصاف قائم نہ ہونے دیں تو پھر انکے لئے لوہا ہے کہ اسلحہ سے انکی سرکوبی کیجئے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا کہ آپ مشرکین وکافرین کو برابر تیرہ سال تک بڑی شفقت ومحبت سے سمجھاتے رہے، اور وہ مسلسل آپ پر اور مسلمانوں پر ظلم وستم ہی کرتے رہے، اور اللہ کے دین میں رکاوٹ بنتے رہے، اور کسی طرح امن وانصاف قائم نہ ہونے دیا، بس جب کفار مکہ پر حجت پوری ہوگئی تو مسلمانوں کو مدینہ طیبہ کی ہجرت کا حکم ہوا اور پھر اسکے بعد دشمنانِ خدا سے باقاعدہ جنگ وجہاد کا حکم ہوا کہ ان ظالموں کی گردنیں اڑا دی جائیں۔

لوہے سے جیسے لڑائی کے ہتھیار بنتے ہیں مثلاً تلوار، نیزہ، چھورا، تیر، زرہیں، بندوق، توپ، جنگی جہاز وغیرہ، اسی طرح اور دوسری ضرورت و فائدے کی چیزیں بھی بنتی ہیں، مثلاً پھاوڑا، کدال، آرا، تسلے، توا، چمٹا، وغیرہ، اور ہزاروں قسم کے اوزار، اور سیکڑوں قسم کی مشینیں، اور انجن و گاڑی وغیرہ،

ان آیات میں ارشاد ھیکہ ہمنے لوہے کو اسلئے پیدا فرمایا تا کہ ہم یہ جان لیں کہ اللہ ورسول کی نصرت کرنے کا نیک نیتی سے کس کا ارادہ ہے، کون ان اسلحہ کو دینِ حق کو غالب کرنے کیلئے اٹھاتا ہے، بس یہ تو صرف ظاہر میں ہے، ورنہ حقیقت میں دین کو اللہ ہی غالب کرنے والے ہیں اور وہی اپنے رسول کی بلکہ تم سب کی مدد و نصرت کرنے والے ہیں، بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑی زبردست قوت و قدرت والے ہیں، یہ تو صرف بندوں کی آزمائش ہے، کون اسکے احکامات کی پابندی کر کے جنت کا مستحق ہوتا ہے اور کون نافرمانی و سرکشی کر کے جہنم کا مستحق ہوتا ہے۔ ☆☆☆

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ

اور ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے انکی اولاد

ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾

میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی سو ان لوگوں میں بعضے تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے ان میں نافرمان تھے۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ

پھر انکے بعد اور رسولوں کو (جو کہ صاحبِ شریعت مستقلہ نہ تھے) ایکے بعد دیگرے بھیجتے رہے اور انکے بعد عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور ہم نے

الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ

انکو انجیل دی اور جن لوگوں نے ان کا اتباع کیا تھا ہم نے ان کے دلوں میں شفقت اور ترحم پیدا کیا۔

وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ

اور انہوں نے رہبانیت کو خود ایجاد کر لیا - ہم نے اسکو ان پر واجب نہ کیا تھا لیکن انہوں نے حق تعالیٰ کی رضا کے واسطے

اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ

اس کو اختیار کیا تھا سو انہوں نے اس (رہبانیت) کی پوری رعایت نہ کی۔ سو ان میں سے جو لوگ ایمان لائے ہمنے انکو ان کا اجر

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

(موعود) دیا اور زیادہ ان میں نافرمان ہیں -

حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی ایک خاص فضیلت

ان آیات میں حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی ایک خاص فضیلت کو بیان فرمایا گیا ھیکہ حضرت نوحؑ سے لیکر حضرت ابراہیمؑ تک جتنے پیغمبر آئے وہ سب حضرت نوحؑ ہی کی نسل سے آئے، اور پھر حضرت ابراہیمؑ کے بعد جتنے رسول آئے وہ سب حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے آئے، یہاں تک کہ بنی اسرائیل کا آخری نبی عیسیٰؑ بن مریم آئے، انکو انجیل دی گئی، اور ہم نے عیسیٰؑ کے ماننے والوں کے دلوں میں شفقت ورحم دلی اور نرم مزاجی پیدا کی تھی۔

اسکے بعد ارشاد ھیکہ ان نصرانیوں نے از خود ایک ایسی چیز شروع کرلی تھی، جسکا حکم انہیں شریعت عیسیٰؑ میں نہیں دیا گیا تھا یعنی رہبانیت (ترکِ دنیا) اسکے ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ اس رہبانیت میں انکی نیت اچھی تھی یعنی رضاء الٰہی، کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد نصرانیوں نے اللہ کے احکامات کو چھوڑنا شروع کردیا تو کچھ اہلِ حق نے انکو اس سے منع کیا یہ بات ان پر گراں گذری تو ان نصرانیوں نے اپنے اپنے بادشاہوں سے جو انکے ہم مزاج تھے شکایتیں کرنا شروع کیں کہ آپ ان لوگوں پر دباؤ دیں کہ یہ ہمارے ہم خیال بنکر رہیں جب بادشاہوں کی طرف سے انہیں مجبور کیا گیا تو انہوں نے درخواست کی کہ ہمیں آزاد چھوڑ دیا جائے ہم کہیں جنگلوں، پہاڑوں میں جاکر گوشہ نشین ہوجائیں گے، انہیں اجازت مل گئی تو انہوں نے رہبانیت اختیار کرلی، مگر وہ اسکی پوری رعایت نہ کرسکے یعنی رہبانیت میں اسقدر مبالغہ کیا کہ جو احکامات ضروری تھے انمیں بھی کوتاہیاں کرنے لگے، کسی کام میں کمی، کسی میں زیادتی کرنے لگے جب کے مذہب میں افراط وتفریط نہیں بلکہ اعتدال ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیر الامور اوساطھا: یعنی بہترین عمل درمیانہ ہے اور فرمایا لَا رُھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ: یعنی مذہب اسلام میں رہبانیت نہیں مطلب یہ ہے کہ ایسا ترک دنیا نہیں جسمیں جائز چیزوں اور کاموں کو بھی افضل وثواب سمجھ کر چھوڑ دیا جائے، بس دنیا میں ایسے بھی نہ منہمک ہوکہ اسی کے ہوکررہ جاؤ اور ایسے بھی نہ دیندار بنو کہ بالکل ہی دنیا کو چھوڑ کر جنگلوں میں جابسو، بلکہ دنیوی زندگی کے ساتھ ساتھ احکام الٰہیہ کی پابندی کرتے رہو۔

اور ان عیسائیوں میں سے جو لوگ حضور اقدس ﷺ پر ایمان لائے تو ہمنے انکو بہترین بدلہ دیا یعنی دوگنا اجر، مگر انمیں سے زیادہ تر لوگ کافرونافرمان ہیں۔ ☆☆☆

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا

اے (عیسیٰؑ پر) ایمان رکھنے والو تم اللہ سے ڈرو اور اسکے رسول پر

بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ

ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت سے (ثواب کے) دو حصے دے گا۔ اور تم کو ایسا نور عنایت کریگا۔ کہ تم اسکو لئے ہوئے

بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ
چلتے پھرتے ہوگے اور تم کو بخش دے گا۔ اور اللہ غفور رحیم ہے (اور یہ دولتیں تم کو اسلئے عنایت کریگا) تاکہ اہل کتاب کو

اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ
یہ بات معلوم ہو جائے کہ ان لوگوں کو اللہ کے فضل کے کسی جزو پر (بھی) دسترس نہیں اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ

اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع ۲۰
میں ہے وہ جس کو چاہے دے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

دوگنا اجر کے مستحق ان آیات میں نصرانیوں کے متعلق بیان ہیکہ اے حضرت عیسیٰؑ پر ایمان رکھنے والو تم اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمارے رسول محمد عربی (ﷺ) پر ایمان لاؤ اس صورت میں ہم تمہیں دوگنا اجر دینگے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تین طرح کے لوگوں کو دوگنا اجر عطا فرمائیں گے انمیں سے ایک اہلِ کتاب بھی ہیں جو پہلے اپنے نبی پر ایمان لائے اور پھر مجھ پر ایمان لائے۔

اور اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا نور ایمانی عطا فرمائیگا جو ہر وقت تمہارے ساتھ رہیگا یہاں سے پلصراط تک، اور تمکو بخش دیگا کہ ایمان قبول کرنے سے پہلے زمانہ کفر کے تمہارے تمام گناہ معاف کر دیگا، اور جنت کی اعلیٰ نعمتیں عطا فرمائیگا، یہ سب نعمتیں تمکو اسلئے عطاء فرمائی جائیں گی تاکہ ان اہل کتاب کو جو ہمارے رسول محمد عربی (ﷺ) پر ایمان نہیں لائے معلوم ہو جائے کہ آپ پر ایمان لائے بغیر وہ اللہ کے کسی فضل کے مستحق نہیں، اللہ کے فضل کے اہلِ ایمان ہی مستحق ہوتے ہیں۔

تمت سورۃ الحدید

الحمد للہ پارہ قال فما خطبکم ۲۷/ کی تفسیر بحسن وخوبی مکمل ہوئی

ایک اہم گذارش

آسان تفسیر کی ممبری کیلئے اپنے احباب و متعلقین کے مکمل پتے ادارہ کے پتے پر روانہ فرما کر اشاعتِ دین میں تعاون فرمائیں۔ ان حضرات کو تفسیر بذریعہ وی پی، رجسٹری روانہ کردی جائیگی

ادارہ دعوت وتبلیغ گلی نمبر ۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور

IDARA DAWATO TABLIGH
Gali No.2 Aali ki Chungi, Mandi Samiti Road, Saharanpur, 247001(UP)

نومبر ۲۰۰۰ء

قسطوار شائع ہونیوالی ۲ دو اہم کتابیں

جن کو آپ صرف ایک خط لکھ کر بذریعہ وی، پی رجسٹری گھر بیٹھے حاصل کرسکتے ہیں

آسان تفسیر

قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کو سمجھ کر عمل کرنا ہے، اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے "آسان تفسیر" کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے یہ تفسیر اکابر امت کی قدیم وجدید، مستند ومعتبر تفاسیر کا خلاصہ ونچوڑ ہے جس کو نہایت آسان وعام فہم زبان اور مختصر وجامع انداز میں مولانا محمد یعقوب قاسمی نے قلمبند کیا ہے ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح کا ہے یہ مکمل تفسیر تیس ۳۰ قسطوں پر مشتمل ہے ستائیس ۲۷ قسطیں (پچیس ۲۵ پارے) تیار ہوچکی ہیں۔

تذکرۃ الانبیاء علیہم السلام اردو

اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک مشہور پیغمبروں کے واقعات وحالات اور ان کے ماننے والوں کی فلاح ونجات اور جھٹلانے والوں کا انجام تفصیل کے ساتھ نہایت مستند طور پر سلیس وعام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ مکمل کتاب دس ۱۰ قسطوں پر مشتمل ہے چار قسطیں تیار ہوچکی ہیں۔

خط وکتابت کیلئے پتہ

ادارہ دعوت وتبلیغ گلی ۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور

قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

تلخیص بخاری شریف

بخاری شریف جس کے متعلق فرمایا گیا ہے ”اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری“ کہ قرآن کریم کے بعد کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے۔ ”تلخیص بخاری شریف“ میں صحیح بخاری شریف کی منتخب احادیث پاک کا ترجمہ وتشریح آسان وعام فہم انداز میں بالخصوص عام اردوداں طبقہ کے لیے مستند ومعتبر شروحات بخاری شریف وغیرہ کتب سے اخذ کرکے مولانا محمد یعقوب قاسمی (سابق استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم سہارنپور) نے ترتیب دیا ہے۔

”تلخیص بخاری شریف“ کو اپنے وقت کے عظیم اکابرین نے اپنی قیمتی تقریظات سے مزین فرمایا ہے۔

رحمت کے خزانے

یہ مبارک کتاب اعمال حسنہ کی ترغیب سے متعلق حدیث پاک کا عظیم مجموعہ ہے جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے استاذ محترم، محدث جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ”المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح“ کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی امداداللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اردو ترجمہ ”رحمت کے خزانے“ کے نام سے کیا ہے۔ موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسب ضرورت احادیث پاک کی مختصر وعام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ الحمدللہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہے

یہ ایک ایسی پُر اثر کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے پُر امید کرکے گناہوں سے سچی توبہ کرنے پر مجبور کرتی ہے نیز بڑے بڑے گناہوں سے لت پت لوگ کس طرح توبہ کرکے ولی اللہ بن گئے، ایسے پُر اثر واقعات پر مشتمل اصلاحی وانقلابی کتاب ہے، اس کو قاری محمد اسحاق ملتانی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ الحمدللہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

ان کتابوں کو آپ فون کرکے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے وی، پی رجسٹری، پارسل کے ذریعہ حاصل کرسکتے ہیں۔
مکمل معلومات حاصل کرنے، اوران کتابوں کو طلب کرنے کے لیے ہمارے موبائل نمبر پر رابطہ قائم فرمائیں۔

گذارش: خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ۔

IDARA DAWAT-O-TABLEEGH

GALI NO-2 AALI KI CHUNGI
MANDI SAMITI ROAD, SAHARANPUR (U.P.)
Mob. 9837375773, 9837002261

اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر قرآن کریم

آسان تفسیر

پارہ ۲۸

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی

سابق استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم سہارنپور

ترجمہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ

گلی نمبر ۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور یوپی

MOBILE : 9837375773

50/-

باسمہ تعالیٰ

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر

اور ہمنے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کردیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے

قرآن شریف کی آسان تفسیر اردو

قدیم وجدید مستند ومعتبر کتب تفاسیر کے ماخذ کی روشنی میں

ترجمہ قرآن شریف

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ

پارہ قد سمع اللہ ۲۸

مرتب

محمد یعقوب قاسمی فاضل دار العلوم دیوبند

ادارہ دعوت وتبلیغ گلی ۲ آلی کی چنگی سہارنپور یوپی ۲۴۷۰۰۱

موبائل نمبر 9837375773

فہرست مضامین آسان تفسیر پارہ قَدْ سَمِعَ اللّٰہ ۲۸

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
واقعۂ شانِ نزول	۴	بنو قینقاع کی جلاوطنی	۲۲	منافقین کی فریب کاریاں	۴۶
ظہار کیا ہے؟	۵	اللہ کا خوف بڑی چیز ہے	۲۳	منافقین کے جھوٹے دعوے	۴۷
حضرت عمرؓ کا حضرت خولہؓ کی		قرآنی ہدایات پر عمل کیجئے	۲۴	واقعۂ شانِ نزول	۴۷
بات سننے کا عجیب واقعہ	۵	واقعۂ شانِ نزول	۲۶	آخرت سے غفلت کا نتیجہ	۴۹
اللہ کا علم محیط ہے	۶	حضرت عمرؓ کا جوشِ ایمانی	۲۶	مستحق بندگی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے	۵۰
واقعۂ شانِ نزول	۷	تفسیر آیات	۲۷	انبیاءؑ کو جھٹلانیکا انجام	۵۰
اسلامی تعلیم	۸	حضرت ابراہیمؑ کی اپنی قوم		ہر انسان کو دوبارہ زندہ ہونا پڑیگا	۵۱
مجلس کے بعض آداب	۹	سے بیزاری	۲۹	اقوال وتحقیق	۵۱
واقعۂ شانِ نزول	۹	قرآن کی پیشین گوئی	۳۰	ہر چیز اللہ کے حکم کے تابع ہے	۵۲
منافقین کی شرارت	۱۰	واقعۂ شانِ نزول	۳۰	واقعۂ شانِ نزول	۵۳
حضرت علیؓ کی ایک خصوصیت	۱۰	واقعۂ شانِ نزول	۳۲	طلاق کا طریقہ	۵۵
واقعۂ شانِ نزول	۱۲	آیت بیعت کی تفسیر	۳۴	بوڑھی عورتوں کی عدت	۵۷
جھوٹی قسم کھانا منافقین کی عادت ہے	۱۲	واقعۂ شانِ نزول	۳۵	شوہرونکو ہدایت	۵۸
صحابہؓ کی مثالی اطاعت	۱۳	یہود کی سرکشی	۳۷	اللہ کی نافرمانی کا انجام	۵۹
بنو نظیر کی عہد شکنی اور اسکی سزا	۱۵	نفع بخش تجارت	۳۸	واقعۂ شانِ نزول	۶۰
تفسیر آیات	۱۶	اقوال وتحقیق	۳۸	ازواجِ مطہرات کو خطاب	۶۲
یہود کے ایک اعتراض کا جواب	۱۶	حضرت عیسیٰؑ کا ایک واقعہ	۳۹	بیوی بچوں کو بھی جہنم سے بچاؤ	۶۳
اقوال وتحقیق	۱۶	عرب کی حالت زار	۴۰	جہنم سے بچنے کا طریقہ	۶۴
شانِ نزول	۱۸	توریت میں حضورؐ کی صفات کا ذکر	۴۲	کفار و منافقین سے جہاد کیجئے	۶۵
مہاجرین وانصار کی عظیم قربانیاں	۱۹	یہود کا دعویٰ	۴۲	فرعونکی بیوی کا ایمان قبول کرلینا	۶۶
منافقین کا فریب	۲۰	نماز جمعہ کی اہمیت	۴۳	☆☆☆☆☆☆	
منافقین پر مسلمانوں کا خوف	۲۲	واقعۂ شانِ نزول	۴۴	☆☆☆☆☆☆☆	

تفسیر ھذا ذیلی کتب تفاسیر سے مستفاد ھے { (۱) بیان القرآن (۲) معارف القرآن (۳) تفسیر مظہری (۴) ابنِ کثیر (۵) فوائد عثمانیہ (ترجمہ شیخ الہندؒ) وغیرہم

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سُورۂ مجادلہ مدینہ میں نازل ہوئی ۔ اس میں بائیس آیتیں اور تین رکوع ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں ۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ

بے شک اللہ تعالےٰ نے اس عورت کی بات سُن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی اور

اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ①

(اپنے رنج وغم کی) اللہ تعالےٰ سے شکایت کرتی تھی اور اللہ تعالےٰ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا تھا (اور) اللہ (تو) سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ

ہے ۔ تم میں جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں (مثلاً یوں کہہ دیتے ہیں اَنْتِ عَلَیَّ کَظَہْرِ اُمِّیْ) وہ ان کی مائیں نہیں ہیں ۔

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا

ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جنھوں نے اُن کو جنا ہے ، اور وہ لوگ بلاشبہ ایک نامعقول اور جھوٹ

مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ

بات کہتے ہیں (اسلئے گناہ ضرور ہوگا) اور یقیناً اللہ تعالےٰ معاف کرنیوالے بخش دینے والے ہیں ۔ اور جو لوگ اپنی بیبیوں سے

مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ

ظہار کرتے ہیں پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنی چاہتے ہیں تو ان کے ذمہ ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے

قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

قبل اس کے کہ دونوں (میاں بی بی) باہم اختلاط کریں اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری

خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ

خبر ہے ۔ پھر جس کو (غلام لونڈی) میسر نہ ہو تو اُسکے ذمہ پیاپے (یعنی لگاتار) دو مہینے کے روزے ہیں قبل اس کے کہ

قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ

دونوں باہم اختلاط کریں پھر جس سے یہ بھی نہ ہو سکیں تو اس کے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے ۔

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَ

یہ حکم اس لئے (بیان کیا گیا) ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی حدیں (باندھی ہوئی) ہیں اور

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ

کافروں کے لئے سخت دردناک عذاب ہوگا۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں

رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ

وہ (دنیا میں بھی) ایسے ذلیل ہوں گے جیسے ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے اور ہم نے کھلے کھلے احکام

اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ

نازل کئے ہیں ۔ اور کافروں کو ذلت کا عذاب ہوگا ۔ جس روز ان سب کو اللہ تعالےٰ

اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۚ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۚ

دوبارہ زندہ کرے گا ۔ پھر ان کا سب کیا ہوا ان کو بتلادے گا ۔ (کیونکہ) اللہ تعالےٰ نے وہ محفوظ کر رکھا ہے اور یہ لوگ

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۶﴾ ع ۱

اس کو بھول گئے اور اللہ ہر چیز پر مطلع ہے ۔

واقعۂ شان نزول

حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہہ دیا کہ تو میرے حق میں ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ، یعنی حرام ہے، زمانہ جاہلیت میں یعنی حضور ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے یہ جملہ بیوی کے ہمیشہ حرام ہو جانے کیلئے بولا جاتا تھا جو طلاق مغلظہ سے بھی زیادہ سخت تھا، بہر حال یہ واقعہ پیش آجانے پر حضرت خولہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کا شرعی حکم معلوم کرنے کیلئے حاضر ہوئیں، اس وقت تک اس خاص مسئلہ کے متعلق نبی کریم ﷺ پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی، اسلئے آپ نے مشہور قول کے مطابق فرمادیا کہ میری رائے میں تو تم اپنے شوہر کیلئے حرام ہوگئیں، وہ یہ سنکر واویلہ کرنے لگیں اور کہنے لگیں کہ میری پوری جوانی اس شوہر کی خدمت میں ختم ہوگئی اب بڑھاپے میں انہوں نے میرے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے، اب میرا اور میرے بچوں کا گذارہ کیسے ہوگا، ایک روایت میں ہیکہ حضرت خولہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا میرے شوہر نے تو طلاق کا نام بھی نہیں لیا تو پھر طلاق کیسے ہوگئی، اور ایک روایت میں ہیکہ حضرت خولہؓ نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی اے اللہ

میں تجھ ہی سے اپنا شکوہ وشکایت اور پریشانی عرض کرتی ہوں، اور ایک روایت میں یہ بھی ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خولہؓ سے فرمایا ابھی تک تمہارے مسئلہ کے متعلق مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا، اسپر اس غمزدہ کی زبان سے یہ نکلا یوں تو آپ پر ہر چیز کے حکم نازل ہوتے رہتے ہیں، میرے بارے میں وحی بھی آنا، رک گئی۔

بہر حال یہ سب گفتگو حضرت خولہؓ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہوئی اس سے متعلق اس آیت قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ الخ میں ارشاد ہیکہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑتی تھی، اور اپنے رنج وغم کی اللہ سے شکایت کرتی تھی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جسوقت خولہؓ اپنے شوہر کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کررہی تھیں میں آپ کے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی، لیکن میں بعض باتیں نہ سن سکی مگر اللہ تعالیٰ نے ان سب باتوں کو سنا اور جواب بھی مرحمت فرمایا۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی عاجزی ومجبوری کو دیکھکر اسکی تکلیف وپریشانی کو ختم کرنے کیلئے یہ آیات نازل فرمائیں، جن میں بیان کیا گیا ہیکہ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں مثلاً یوں کہتے ہیں، کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے، بس یوں کہنے سے وہ بیویاں ماں نہیں ہو جائیں گی، انکی ماں تو وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے، الغرض اس جملہ کے کہنے سے بیوی حرام نہیں ہوگی، ہاں اس بیہودہ ونامعقول اور جھوٹ بات کہنے سے شوہر گنہگار اور سزا کا مستحق ہو گیا، اور وہ سزا یہ ہیکہ کفارہ ادا کرے تب بیوی کے پاس جائے، ورنہ نہیں اور گناہ کی تلافی کیلئے توبہ استغفار کرے البتہ عورت اسی کی رہے گی طلاق نہیں ہوگی۔

ظِہار کیا ہے

ظہار شریعت میں اسکو کہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو ان عورتوں کے جنکا نکاح میں لانا اسکے لئے ہمیشہ کیلئے حرام ہے جیسے ماں، بہن، بیٹی وغیرہ کے کسی ایسے جسم کے حصّہ سے تشبیہ دینا جسکو دیکھنا اسکے لئے جائز نہیں ماں کی پیٹھ بھی اسکی ایک مثال ہے۔

ظہار کا کفارہ یہ ہیکہ ایک غلام یا باندی آزاد کرے اگر کسی کو اسپر قدرت نہ ہو تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے درمیان میں کوئی ناغہ نہ ہو، اگر کسی بیماری یا کمزوری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، دونوں وقت پیٹ بھر کر، اور کھانا کھلانے کے قائم مقام یہ بھی ہوسکتا ہیکہ ساٹھ مسکینوں کو فی کس یعنی ایک ایک مسکین کو ایک فطرہ کے برابر گیہوں یا اسکی قیمت دے، فطرہ کے مقدار ایک کلو چھ سو اکسٹھ گرام (۱'۶۶۱) ہے۔

اور یہ کفارہ اسلئے ہے تاکہ تمہیں تنبیہ ہو آئندہ ایسی حرکت نہ کرو، اور تمہیں دیکھکر دوسرے بھی یہ غلطی نہ کریں۔

ظہار وکفارے کے مفصل مسائل کتب فقہ میں موجود ہیں ضرورت پڑنے پر کسی مستند عالم یا مفتی سے دریافت کر لئے جائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت خولہؓ کی بات سننے کا عجیب واقعہ

بہر حال حضرت خولہؓ کی فریاد سن کر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ احکام مستقل نازل فرما دیئے، اسی لئے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم انکا بڑا احترام کرتے تھے، ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مجمع کیساتھ چلے

جا رہے تھے، کہ حضرت خولہؓ سامنے آکر کھڑی ہوگئیں، کچھ کہنا چاہتی تھیں حضرت عمر فاروقؓ نے راستے ہی میں ٹھہر کر انکی بات سنی بعض لوگوں نے کہا آپ نے اس بڑھیا کی خاطر اتنے بڑے مجمع کو روکے رکھا، تو آپ نے فرمایا معلوم ہے یہ کون ہیں؟ یہ وہ عورت ہے جسکی بات اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سنی میں کون تھا کہ انکی بات کو ٹال دیتا، خدا کی قسم اگر یہ خود ہی رخصت نہ ہوتیں تو میں رات تک انکے ساتھ یہیں کھڑا رہتا۔

ان آیات کے آخر میں بیان ہیکہ یہ احکام اسلیئے نازل کئے گئے ہیں تاکہ تم ان پر عمل کرو اور زمانۂ جاہلیت کے رسم و رواج کو چھوڑ دو، اور یہ کفارہ وغیرہ کے احکام اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان سے تجاوز کرنا حرام ہے، اور جو لوگ ان حدود شرعیہ کے منکر اور کافر ہیں ان کیلیئے انجام کار دنیا میں بھی ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں بھی دردناک عذاب ہے، جس روز اللہ تعالیٰ ان سبکو دوبارہ زندہ کریگا، اور پھر انکے وہ تمام فسق و فجور کے کام جو یہ دنیا میں کرکے گئے تھے، انکو یاد دلا دیگا، پورا دفتر کھول کر انکے سامنے رکھ دیا جائیگا، جسکو یہ کر کے بھول گئے تھے، مگر اللہ کو سب یاد ہے، بس انکے ایک ایک عمل کی باز پرس ہوگی، اور سزا دی جائیگی۔ ☆☆☆

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا
کیا آپ نے اس پر نظر نہیں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ
جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کوئی سرگوشی تین آدمیوں کی ایسی نہیں ہوتی جس

اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى
میں چوتھا وہ (یعنی اللہ) نہ ہو اور نہ پانچ کی (سرگوشی) ہوتی ہے جس میں چھٹا وہ نہ ہو اور نہ اس (عدد) سے

مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ
کم (میں) ہوتی ہے (جیسے دو چار آدمیوں میں) اور نہ اس سے زیادہ مگر وہ (ہر حالت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ لوگ کہیں بھی

يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝
ہوں پھر ان (سب) کو قیامت کے روز ان کے کئے ہوئے کام بتلادے گا بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر بات کی پوری خبر ہے

اللہ کا علم محیط ہے

اس آیت میں ارشاد ہیکہ اللہ کے علم میں آسمان و زمین کی ہر چھوٹی بڑی چیز ہے کوئی مجلس کوئی خفیہ مٹنگ، کوئی باہمی سرگوشی ایسی نہیں ہوتی، جہاں اللہ تعالیٰ اپنے علم محیط کے ساتھ موجود نہ ہو چھپکر مشورہ کرنے والے تین آدمی ہوں یا پانچ یا اس سے کم و بیش، وہ یہ نہ سمجھیں کہ انکی بات کوئی دوسرا نہیں سن رہا ہے، بلکہ یہ کہیں بھی ہوں کسی بھی حال میں ہوں اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر جگہ اپنے علم محیط کے اعتبار سے انکے ساتھ موجود ہوتا ہے،

اسکے مشوروں کو خوب سن رہا ہے بس قیامت کے دن انکو رسوا کرنے اور سزا کا مستحق ٹھہرانے کیلئے انکی تمام حرکتیں انہیں جتلادی جائیں گی۔ ☆

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ

کیا آپ نے ان لوگوں پر نظر نہیں فرمائی جن کو سرگوشی سے منع کردیا گیا تھا (مگر پھر بھی) وہ وہی کام کرتے

لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ یَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَتِ

ہیں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں

الرَّسُوْلِ٘ وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَیَّوْكَ بِمَا لَمْ یُحَیِّكَ بِهِ اللّٰهُ١ۙ وَ

کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جب آپ کے پاس آتے ہیں آپ کو ایسے لفظ سے سلام کہتے ہیں جس سے اللہ نے آپکو سلام نہیں فرمایا

یَقُوْلُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ١ؕ حَسْبُهُمْ

اور اپنے جی میں (یا اپنے آپس میں) کہتے ہیں کہ (اگر یہ پیغمبر ہیں تو) اللہ تعالیٰ ہمکو ہمارے اس کہنے پر سزا (فوراً) کیوں نہیں دیتا۔ انکے لئے

جَهَنَّمُ١ۚ یَصْلَوْنَهَا١ۚ فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ۝۸

جہنم کافی ہے اس میں یہ لوگ (ضرور) داخل ہوں گے سو وہ برا ٹھکانہ ہے

واقعۂ شانِ نزول

جس زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کا یہود سے معاہدۂ صلاح ہوگیا تھا اسوقت وہ کھل کر تو مسلمانوں کے خلاف کوئی کام نہ کرسکتے تھے، مگر مسلمانوں کو پریشان کرنے کیلئے یہ حرکت کرتے کہ صحابہ کرامؓ میں سے جب کسی صحابیؓ کو اپنے قریب آتا دیکھتے تو آپس میں سرگوشی کرتے اور ان صحابیؓ کی طرف اشارہ کرتے، جس سے یہ سمجھتے کہ میرے یا مسلمانوں کے خلاف کچھ سازش کررہے ہیں۔

جب صحابہ کرامؓ کی زبانی اسطرح کی بہت سی شکایتیں رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے یہود کو بلا کر اسطرح کی حرکتیں کرنے سے منع فرمایا مگر وہ باز نہ آئے اس پر یہ آیت: اَلَمْ تَرَ الخ: نازل ہوئی۔

حضرت ابنِ عمرؓ سے مروی ہیکہ یہودی رسول اللہ ﷺ کو: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ: کے بجائے: سَامٌ عَلَیْكَ: کہا کرتے تھے، جسکا مطلب ہیکہ (نعوذ باللہ) آپ پر ہلاکت ہو، اور منافقین بھی اسی طرح کیا کرتے تھے، گویا دعا کے بجائے بددعا کیا کرتے تھے، اور پھر اپنے دل میں یا آپس میں کہا کرتے تھے، اگر یہ رسول ہیں تو ہماری اس گستاخی پر اللہ کی طرف سے ہمپر فوراً عذاب کیوں نہیں آجاتا، تو اسپر یہ آیت: وَاِذَا جَآءُوْكَ الخ: نازل ہوئی اسمیں انکو کہا گیا ہیکہ تمہارے لئے دوزخ کا عذاب کافی ہے تم اسمیں ایک دن ضرور ڈالے جاؤ گے، اور سمجھ لو دوزخ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے ☆☆☆

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اے ایمان والو جب تم (کسی

اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

ضرورت سے) سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں مت

الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ

کرو اور نفع رسانی اور پرہیزگاری کی باتوں کی سرگوشیاں کرو۔ اور اللہ سے ڈرو جسکے پاس

تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ

تم سب جمع کیے جاؤ گے ایسی سرگوشی محض شیطان کی طرف سے (یعنی اس کے بہکانے سے) ہے تاکہ مسلمانوں کو رنج میں ڈالے

اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَـيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ

اور وہ (شیطان) بدون خدا کے ارادے کے ان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا اور مسلمانوں کو (ہر امر میں) اللہ ہی پر

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

توکل کرنا چاہیے۔

اسلامی تعلیم ان آیات میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی جا رہی ہیکہ جب تم آپس میں سرگوشی اور مشورہ کرو تو اسمیں کوئی گناہ کی، ظلم وزیادتی کی، رسول اللہ (ﷺ) کی نافرمانی کی بات مت کرو، بلکہ نیکی کی، اچھائی کی، اور پرہیزگاری کی باتیں کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقیناً ایک دن تم سبکو اسی کے دربار میں جمع ہونا ہے، جہاں تمکو ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہوگا۔

اور کانا پھوسی کرنا تو دراصل شیطان کا کام ہے، منافقین کانا پھوسی اس غرض سے کیا کرتے تھے، تاکہ مسلمان رنجیدہ وغمگین اور دلگیر ہوں، مگر مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ شیطان ومنافقین انکا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ نفع ونقصان اللہ کے قبضہ میں ہے، اسلیئے اے مسلمانوں تم اللہ پر بھروسہ اور یقین رکھو۔ ☆☆☆

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ

اے ایمان والو! جب تم سے کہا جاوے کہ مجلس میں

تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ

جگہ کھول دو تو تم جگہ کھول دیا کرو۔ اللہ تم کو (جنت میں) کھلی جگہ دے گا۔ اور جب (کسی ضرورت سے)

انشزوا فانشزوا یرفع اللہ الذین امنوا منکم لا والذین

یہ کہا جائے کہ (مجلس سے) اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہوا کرو۔ اللہ تعالیٰ (اس حکم کی اطاعت سے) تم میں ایمان والوں کے اور

اوتوا العلم درجت ط واللہ بما تعملون خبیر (۱۱)

(ایمان والوں میں) ان لوگوں کے جنکو علم (دین) عطا ہوا ہے (اُخروی) درجے بلند کرے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔

مجلس کے بعض آداب

اس آیت پاک میں ارشاد ہیکہ اے ایمان والو جب تم سے مجلس میں جگہ کشادہ کرنے کیلئے کہا جائے تو تم جگہ کشادہ کردیا کرو، اس عمل پر اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں کشادہ جگہ عطا فرمائیگا، اور جب تم سے یہ کہا جائے کہ مجلس سے اٹھ جاؤ، تو اٹھ جایا کرو، اس عمل سے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اخروی درجے بلند فرمائیگا، اور یہی عمل اگر وہ ایمان والے کریں جن کو دین کا علم بھی عطا فرمایا گیا ہے تو انکے درجات اور زیادہ بلند کردیئے جائیں گے، کیونکہ علم و عمل اور معرفت کی وجہ سے انمیں خشیت الٰہی اور خلوص زیادہ ہوگا، جسکی وجہ سے انکا ثواب بھی بڑھ جائیگا، اسلئے انکے درجات زیادہ بلند کردیئے جائیں گے۔

واقعہ شانِ نزول

یہ آیت: یآایھا الذین امنوا الخ: ایک خاص واقعہ پیش آنے پر نازل فرمائی گئی، رسول اللہ ﷺ صفہ (صفہ مسجد نبوی میں ایک چبوترہ ہے) پر تشریف فرما تھے، اور حاضرین سے جگہ پُر ہوچکی تھی بعد میں بعض اکابر صحابہؓ جو جنگ بدر میں شریک ہونیکی وجہ زیادہ قابل احترام تھے، وہ پہنچے، اور جگہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ کھڑے رہے، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے عام حکم یہ دیا کہ تھوڑا تھوڑا کھسک کر مجلس میں کشادگی کریں اور ان حضرات کو بیٹھنے کی جگہ دیدیں، اور بعض حضراتِ صحابہؓ کو اٹھ جانے کیلئے بھی فرمایا، جن کو مجلس سے اُٹھ جانے کو فرمایا ممکن ہے وہ ہر وقت کے حاضر باش ہوں انکے مجلس سے اٹھ جانے میں اسوقت انکا زیادہ نقصان نہ ہو۔

اس واقعہ سے مجلس کا ادب ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اہلِ مجلس کو چاہیئے کہ بعد میں آنے والوں کو جگہ دینے کی کوشش کریں دوسرے یہ کہ بعد میں آنے والے پہلے والوں کو اٹھا کر خود نہ بیٹھیں، البتہ صدر مجلس یا منتظمین مجلس کے لئے اس کی گنجائش ہیکہ وہ ضرورت پڑنے پر مجلس سے بعض لوگوں کو اٹھا دیں، البتہ صاحب مجلس یا منتظمین مجلس کیلئے یہ ضروری ہیکہ طریقہ ایسا اختیار کریں جس سے اٹھنے والے کو خفت و شرمندگی محسوس نہ ہو اور نہ ہی اسکو کسی طرح کی ایذا پہنچے۔ ☆☆☆☆

یآایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی

اے ایمان والو جب تم رسُول سے سرگوشی کرنے کا ارادہ) کیا کرو تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے (مساکین کو)

نجوکم صدقۃ ط ذلک خیر لکم واطھر ط فان لم

کچھ خیرات دے دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور (گناہوں سے) پاک ہونے کا اچھا ذریعہ ہے پھر اگر تم کو (صدقہ دینے کی)

تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

مقدور نہ ہو تو اللہ تعالٰی غفور رحیم ہے۔ کیا تم اپنی سرگوشی کے قبل خیرات دینے

نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

سے ڈر گئے سو (خیر) جب تم (اس کو) نہ کر سکے اور اللہ تعالٰی نے تمہارے حال پر عنایت فرمائی

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ

تو تم نماز کے پابند رہو اور زکوۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانا کرو۔

وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع

اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔

منافقین کی شرارت

رسول اللہ ﷺ کی عام مجلس سے سبھی لوگ فائدہ اٹھاتے تھے مگر کچھ لوگ آپ ﷺ سے تنہائی میں بات کرنے کی اجازت مانگتے، آپ ﷺ اخلاق و مروت کی وجہ سے کسی کو منع نہ فرماتے، اسمیں منافقین نے بھی اپنی شرارت کو شامل کر دیا اور لوگوں میں اپنا قرب و مرتبہ جتلانے کیلئے رسول اللہ ﷺ سے تنہائی میں لمبی لمبی باتیں کرتے تھے، اتنے وقت عام لوگ بھی استفادہ سے محروم رہتے اور حضور اقدس ﷺ کو بھی اس سے تکلیف پہنچتی، ان حالات کے پیشِ نظر اللہ تعالٰی نے یہ آیت: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ الخ: نازل فرمائی اسمیں ارشاد ہیکہ اے ایمان والوں جب تم ہمارے رسول (ﷺ) سے تنہائی میں کوئی بات کرنا چاہو تو پہلے کچھ صدقہ دیا کرو، ہاں اگر کسی میں صدقہ دینے کی بالکل گنجائش نہیں تو اس سے معاف ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک خصوصیت

یہاں صدقہ کی کوئی مقدار بیان نہیں کی گئی مگر جب یہ آیت نازل ہوئی تو سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دینار صدقہ کر کے آپ ﷺ سے تنہائی میں بات کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے قرآن میں ایک آیت ایسی ہے، جسپر میرے علاوہ کسی نے عمل نہیں کیا، نہ مجھ سے پہلے اور نہ ہی میرے بعد کوئی اسپر عمل کریگا، کیونکہ وہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

جب یہ صدقہ کا حکم نازل ہوا تو منافقین نے بخل کی وجہ سے تنہائی میں باتیں کرنے کی عادت چھوڑ دی، اور مسلمان بھی سمجھ گئے کہ علیحدگی میں اس طرح زیادہ باتیں کرنا اللہ کو پسند نہیں، آخر اگلی آیت: فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا الخ: سے اللہ نے اس حکم کو منسوخ فرما دیا ہے۔

یہ حکم اگرچہ منسوخ ہو گیا مگر جس مصلحت کیلئے جاری کیا گیا تھا، وہ اسطرح حاصل ہو گیا، کہ مسلمان تو رسول اللہ ﷺ سے اپنی دلی محبت کی وجہ سے اور منافقین نے بخل کی وجہ سے علیحدگی میں لمبی باتیں کرنا چھوڑ دیا غرضیکہ اب مسلمان احتیاط کرنے لگے اور بلا سخت ضرورت کے علیحدگی میں بات نہیں کرتے تھے۔

ان آیات کے اخیر میں ارشاد ہیکہ اللہ نے صدقہ کا یہ حکم منسوخ فرما کر تم پر احسان فرمادیا، اب تمکو چاہیئے کہ جو حکم تمہیں دیئے گئے ہیں ان پر خلوص کیساتھ پابندی سے عمل کرتے رہو جیسے نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، اللہ و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا

کیا آپ نے اُن لوگوں پر نظر نہیں فرمائی جو ایسے لوگوں سے

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ

دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ نے غضب کیا ہے یہ (منافق) لوگ نہ تو (پورے پورے) تم میں ہیں اور نہ اُن ہی میں ہیں اور جھوٹی بات پر

عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٤﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ

قسمیں کھا جاتے ہیں اور وہ (خود بھی) جانتے ہیں اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے لئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے (کیونکہ)

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٥﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

بے شک وہ بُرے بُرے کام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی قسموں کو (اپنے بچاؤ کے لئے) سپر بنا رکھا ہے

فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٦﴾ لَنْ

پھر خدا کی راہ سے روکتے رہتے ہیں سو (اس وجہ سے) ان کے لئے ذلت کا عذاب ہونیوالا ہے ان

تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ

کے اموال اور اولاد اللہ (کے عذاب) سے ان کو ذرا نہ بچا سکیں گے (اور) یہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٧﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا

دوزخی ہیں وہ لوگ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جس روز اللہ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا

فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى

سو یہ اس کے رُو برُو بھی (جھوٹی) قسمیں کھا جاویں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھا جاتے ہیں اور یوں خیال کرینگے کہ ہم کسی اچھی حالت

شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٨﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ

میں ہیں خوب سُن لو کہ یہ لوگ بڑے ہی جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان نے پُورا تسلط کر لیا ہے۔

فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ

سو اُس نے اُن کو خدا کی یاد بُھلا دی ہے یہ لوگ شیطان کا گروہ ہے خوب سُن لو کہ شیطان کا

الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ

گروہ ضرور برباد ہونے والا ہے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں

اُولٰٓىِٕكَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ

یہ لوگ سخت ذلیل لوگوں میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بات (اپنے حکم ازلی میں) لکھ دی ہے کہ میں اور میرے پیغمبر غالب

اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۱﴾

رہینگے۔ بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبہ والا ہے۔

واقعہ شانِ نزول ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کیساتھ تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا ابھی تمہارے پاس ایک شخص آنے والا ہے جو شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے، اسکے بعد عبداللہ بن بَنْتَلْ منافق داخل ہوا، یہ نیلی آنکھوں والا پستہ قد تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تم اور تمہارے ساتھی مجھے گالیاں کیوں دیتے ہو، اسنے کہا آپ مجھے ذرا دیر کی اجازت دیجئے میں جا کر ابھی آپ کے پاس آتا ہوں چنانچہ وہ چلا گیا، اور کچھ ہی دیر بعد اپنے ساتھیوں کو بلا لایا، اور سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسمیں کھا کر کہا کہ ہمنے آپ کو ایسا کچھ نہیں کہا، اسپر یہ آیات نازل ہوئیں انمیں منافقین کیلئے شدید عذاب کا ذکر ہے، یہ منافق اللہ کے دشمنوں یہودیوں سے دوستی رکھتے ہیں اور حقیقت یہ ہیکہ یہ منافق نہ پوری طرح یہود کیساتھ ہیں اور نہ ہی پوری طرح مسلمانوںکے ساتھ بلکہ انکا حال یہ ہیکہ ظاہر میں یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں کہ اپنے کو مسلمان بتلاتے ہیں اور باطن میں یہ یہود و کافرین کے ساتھ ہیں کہ خیالات وعقائد ان جیسے ہیں۔

جھوٹی قسم کھانا منافقین کی عادت ہے اور ان منافقین کا یہ حال ہیکہ جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں، اور قسمیں کھا کر مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ ہم تمہاری طرح سچے ایمان والے ہیں، حالانکہ ایمان سے ذرہ برابر بھی انکا تعلق نہیں بلکہ یہ تو دوسرے لوگوں کو بھی ایمان قبول کرنے سے روکتے ہیں بس اس طرح جھوٹ اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر کے انکا مقصد مسلمانوں کے ہاتھوں سے اپنے جان و مال کو بچانا ہے، اس جھوٹ اور دھوکہ کی وجہ سے وہ سخت ذلّت والے عذاب میں مبتلا ہو کر رہیں گے، اور جب سزا کا وقت آئے گا تو انہیں اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا، نہ ہی مال و اولاد کام آئیں گے جن کی حفاظت کیلئے یہ جھوٹی قسمیں کھا کر دھوکہ دیتے ہیں بس انجام کار یہ ہمیشہ دوزخ میں پڑے رہیں گے۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ ان منافقین کی جھوٹی قسمیں کھانے کی عادت ایسی پک چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب قیامت کے دن ان سبکو جمع کریں گے تو یہ اسوقت بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی صفائی کریں گے، اور سمجھیں گے کہ اسطرح ہماری رہائی ہو جائیگی، اور ہم اللہ کے عذاب سے بچ جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں یہ لوگ بڑے ہی جھوٹے

ہیں ہمارے سامنے بھی جھوٹ بولنے سے نہ شرمائے۔

دراصل ان پر شیطان نے پوری طرح قابو کر لیا ہے اور یہ اللہ کی یاد سے غافل ہو کر شیطان کے گروہ میں شامل ہو گئے ہیں، مگر یاد رکھیں شیطانی گروہ کا انجام یقیناً خراب ہے، اور انہیں اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا، بس جو لوگ اللہ اور رسول کی مخالفت اور نافرمانی و سرکشی کرتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک سخت ذلیل و رسوا ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی آخر کار غالب رہیں گے، شیطانی گروہ جو اللہ و رسول کا مقابلہ کرنے والا ہے وہ انجام کار ذلیل و ناکام ہی رہے گا۔ ☆☆☆

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

آپ جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں

الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ

ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور اسکے رسول کے برخلاف ہیں گو وہ اُن کے باپ

اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ

یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ

قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان (قلوب) کو اپنے فیض سے قوت دی ہے (فیض سے مراد نور ہے) اور انکو ایسے باغوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

داخل کریگا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا

وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ

اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے۔ یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح

ع
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

پانے والا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی مثالی اطاعت

پچھلی آیات میں منافقین و کافرین کا حال بیان کیا گیا تھا، اب ان آیات میں ایمان والوں کا حال بیان فرمایا جا رہا ہے کہ یہ مخلص مؤمنین حضرات ایسے لوگوں سے دوستی و قلبی تعلق نہیں رکھتے جو اللہ و رسول کے مخالف ہیں، اس سے مراد منافقین و کافرین ہیں خواہ وہ رشتہ میں انکے باپ، بیٹے، بھائی ہوں یا کنبہ دار۔

بس ایمان کی محبت اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں میں جمادی ہے، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی حال تھا، اس آیت کے ضمن میں مفسرینؒ نے بہت سے صحابہ کرامؓ کے ایسے واقعات لکھے ہیں، جن میں باپ، بیٹے، بھائی وغیرہ سے جب کوئی بات رسول اللہ علیہ یا اسلام کے خلاف سنی تو صحابہ کرامؓ نے اپنے رشتہ کو بھلا کر اسے سزادی۔

چنانچہ اس آیت کا نزول حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہوا جنہوں نے جنگ بدر میں اپنے کافر باپ کو مقابلہ میں قتل کر دیا تھا۔

اس آیت کے اخیر میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مخلص مؤمنین کو جنت کے ایسے باغوں میں داخل فرمائیگا جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی، یہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے، اور اللہ تعالیٰ انسے راضی ہوگا انکی اطاعت وفرمانبرداری کی وجہ سے، اور یہ اللہ سے راضی ہوں گے اسکی عطا کردہ نعمتوں پر، یہ مؤمنین اللہ کا گروہ ہے اور اللہ کا گروہ یقیناً کامیاب ہونے والا ہے۔ ☆☆☆

الحمد للہ سورۂ مجادلہ کی تفسیر مکمل ہوئی

سُورَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حشر مدینہ میں نازل ہوئی - اس میں چوبیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں (مخلوقات) ہیں (خواہ زبان حال سے یا قال سے) اور وہ زبردست (اور) حکمت

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ

والا ہے۔ وہی ہے جس نے (ان) کفار اہل کتاب (یعنی بنونضیر) کو ان کے گھروں سے پہلی ہی بار

دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

اکٹھا کرکے نکال دیا تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ وہ (کبھی اپنے گھروں سے) نکلیں گے اور (خود) انہوں نے یہ گمان

مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ

کر رکھا تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے۔ سو ان پر خدا کا عتاب (ایسی جگہ سے) پہنچا کہ ان کو

يَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ

خیال بھی نہ تھا۔ اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ اپنے گھروں کو خود اپنے

بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِى الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِى الْاَبْصَارِ ﴿۲﴾

ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی اجاڑ رہے تھے۔ سو اے دانش مندو اس حالت کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِى الدُّنْيَا

اور اگر اللہ تعالےٰ اُن کی قسمت میں جلا وطن ہونا نہ لکھ چکتا تو اُن کو دُنیا ہی میں (قتل کی) سزا دیتا

وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ

اور ان کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب (تیار) ہے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کی اور اُسکے

وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴﴾

رسولؐ کی مخالفت کی ہے اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو سخت سزا دینے والا ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا

جو کھجوروں کے درخت کے تنے تم نے کاٹ ڈالے یا اُن کو اُن کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا سو

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِىَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۵﴾

(دونوں باتیں) خدا ہی کے حکم (اور رضا) کے موافق ہیں اور تاکہ کافروں کو ذلیل کرے

بنو نظیر کی عہد شکنی اور اسکی سزا

پچھلی سورت میں یہود کی دوستی جو منافقین نے اختیار کر رکھی تھی اسکی مذمت و برائی کا بیان تھا، اس سورت میں یہود پر دنیا میں جلاوطنی کی سزا اور آخرت کا عذاب مذکور ہے

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو ان یہودیوں سے جو مدینہ طیبہ میں اور اسکے آس پاس آباد تھے، معاہدہ صلح کر لیا تھا، کہ نہ تم مسلمانوں سے جنگ کرو گے، اور نہ ہی مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے والوں کی مدد کرو گے یہود کا ایک قبیلہ بنو نظیر بھی تھا مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب دو میل کے فاصلے پر انکی بستی، قلعے اور باغات تھے، اس سے بھی یہ معاہدہ ہوا، مگر یہ قبیلہ مسلسل عہد شکنی اور غداری کرتا رہا، چنانچہ بنی نظیر کا ایک بڑا سردار کعب بن اشرف چالیس آدمیوں کے قافلے کیساتھ مکہ معظمہ پہنچا اور کفار قریش سے ملکر یہ طے کیا کہ ہم دونوں ملکر مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں گے، اسی طرح ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو مع چند صحابہ کے بلا کر قتل کرنا چاہا، مگر ناکام رہے، اور اسی طرح ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو کسی دیوار کے نیچے بیٹھا کر یہ پروگرام بنایا کہ چھت سے آپ کے اوپر بڑا بھاری پتھر گرا کر آپ کا کام تمام کر دیا جائیگا، مگر عین وقت پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر انکی شرارت سے مطلع فرما دیا۔

جب اسطرح کی مسلسل غداریاں انکی طرف سے ہوتی رہیں تو رسول اللہ ﷺ نے بنو نظیر سے کہلا بھیجا کہ تمنے عہد

شکنی کر کے صلح توڑ دی ہے، اسلئے اب تمہیں دس دن کی مہلت دی جاتی ہے کہ اپنی بستی چھوڑ کر چلے جاؤ، دس دن بعد اگر تم میں سے یہاں کوئی نظر آیا تو اسکو قتل کر دیا جائیگا، چنانچہ انہوں نے یہانسے چلے جانے کا ارادہ کر لیا مگر عبداللہ ابن اُبیٰ منافق نے انہیں روکا کہ کہیں نہ جاؤ میرے پاس دو ہزار آدمیوں کا جتھا موجود ہے جو اپنی جان دیدیں گے مگر تم پر آنچ نہ آنے دینگے، بنونظیر اسکے کہنے پر رک گئے اور رسول اللہ ﷺ سے کہلا بھیجا کہ ہم اپنی بستی چھوڑ کر نہیں جائینگے آپ سے جو ہو سکے کر لیں، اسکے بعد آپ صحابہ کرام کے ساتھ ان پر حملہ آور ہوئے، تو یہ لوگ قلعہ میں بند ہو گئے مگر آپ نے ان کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، منافقین نے انکا کچھ ساتھ نہ دیا آخر مجبور ہو کر انہوں نے جلاوطن ہونا منظور کر لیا، ایسے وقت میں بھی رحمت للعٰلمین ﷺ نے انہیں یہ رعایت دی کہ تم اپنے ساتھ جتنا سامان علاوہ ہتھیاروں کے لے جا سکتے ہو لیجاؤ چنانچہ یہ لوگ اپنے گھروں کی کڑیاں، کواڑ وغیرہ بھی اکھاڑ کر لے گئے؛ انمیں سے کچھ لوگ خیبر چلے گئے اور کچھ لوگ ملک شام۔

تفسیر آیات

ان آیات میں ارشاد ہیکہ اللہ کی ذات وہ غالب و برتر ہے جسنے یہود کے ایک قبیلہ بنونظیر کو انکے گھروں سے پہلی بار باہر نکال کھڑا کیا، مفسر قرآن علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہیکہ بنونظیر پہلے ہی ہلّے میں گھبرا کر اپنا قلعہ چھوڑنے اور ترک وطن پر تیار ہو گئے۔

آگے ارشاد ہیکہ اے مسلمانو! تمہیں وہم وگمان بھی نہ تھا کہ یہ کبھی اسطرح اپنے محفوظ قلعوں سے نکل جائیں گے، اور خود بنونظیر نے بھی سوچ رکھا تھا کہ ہمارے یہ قلعے ہمیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے، اللہ کی فوج ہم پر حملہ آور نہ ہو سکے گی، مگر یہ عذاب ان پر ایسی جگہ سے آیا جہاں سے انہیں وہم وگمان بھی نہ تھا یعنی بے سروسامان مسلمانوں کے ذریعہ، اور اللہ نے ان پر مسلمانوں کا ایسا رعب ڈالدیا تھا کہ یہ جلاوطنی پر آمادہ ہو گئے، اور خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو توڑ رہے تھے، اور مسلمان بھی، یعنی چھت کی کڑیاں اور کواڑ وغیرہ نکالنے کیلئے، یہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں سے توڑ رہے تھے، اور باقیماندہ دیواروں کو مسلمان اپنے ہاتھوں سے ڈھا رہے تھے۔

یہود کے ایک اعتراض کا جواب

جب بنونظیر قلعہ بند ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انکے درخت کاٹے اور جلائے جائیں تاکہ یہ لوگ پریشان ہو کر باہر آئیں اسپر یہود نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ تو تباہ کاری کی ممانعت کرتے ہیں، پھر ہمارے درخت کیوں کاٹے اور جلائے جارہے ہیں، کیا یہ تباہ کاری وفساد نہیں، اسپر یہ آیت: مَا قَطَعْتُمْ الخ: نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا ہیکہ اے مسلمانو! تمنے بنونظیر کے جو

اقوال وتحقیق: لِاَوَّلِ الْحَشْرِ: اسکی ایک تفسیر یہ کی گئی ہیکہ جلاوطنی کی سزا انکو پہلی بار ملی اس سے پہلے کبھی اسطرح کی سزا انہیں ملی، یہ بڑے سکون واطمینان سے اپنے قلعوں میں محفوظ رہتے تھے، مگر جب یہ اللہ ورسول کی مخالفت ونافرمانی پر اُتر آئے تو اللہ نے انہیں یہ سزا دی، اور دوسری تفسیر یہ کی گئی ہیکہ یہ جلاوطنی انکے ساتھ پہلی بار ہوئی ہے اسمیں اشارہ اسطرف بھی ہیکہ ایک بار اور جلاوطنی ہوگی، چنانچہ دوبارہ حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنے دورِ خلافت میں تمام یہودیوں کو پورے جزیرۂ عرب سے نکال باہر کیا تھا۔ محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ۔

درخت کاٹ ڈالے (اور اسی طرح جو جلا ڈالے) یا انکو اسی طرح باقی رہنے دیا یہ سب اللہ ہی کے حکم سے تھا، اور اللہ کے حکم کی تعمیل کو فساد نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ اہم مصلحتوں اور گہری حکمتوں پر مشتمل ہوتا ہے، چنانچہ اسمیں یہ مصلحت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافرین و یہود کو ذلیل کرے کیونکہ انکے باغات انہی کے سامنے کاٹے جارہے ہیں، اور یہ مجبور بنے دیکھ رہے ہیں اس سے انکا مغلوب ہونا اور تمہارا غالب ہونا ظاہر ہے، اور اسی طرح ان باغوں کو ویسے ہی چھوڑنے پر بھی انہیں سخت تکلیف ہورہی ہے، کہ ہمارے باغوں سے مسلمان فائدہ اٹھائیں گے، غرضیکہ دونوں طرح سے اللہ کو انہیں ذلیل و رسوا کرنا اور سزا دینا مقصود ہے۔ ☆☆☆

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسولؐ کو ان سے

مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ

دلوایا سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ (کی

اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶

عادت ہے کہ) اپنے رسولوں کو جس پر چاہے (خاص طور پر) مسلط فرمادیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ

جو کچھ اللہ نے (اس طور پر) اپنے رسولؐ کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوا دے (جیسے فدک اور ایک حصہ خیبر کا) سو وہ (بھی)

وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ

اللہ کا حق ہے اور رسولؐ کا اور (آپکے) قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ

تاکہ وہ (مالِ فئ) تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجائے اور رسولؐ تم کو

الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں (اور بعموم الفاظ یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم رک جایا کرو

اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷

اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے

شان نزول جب بنونظیر اپنے گھر اور زمین وغیرہ چھوڑ کر چلے گئے، تو خیبر کے مال غنیمت کی طرح مجاہدین اسلام نے اسمیں بھی تقسیم کی خواہش کی اسپر یہ آیت: وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ الخ: نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا ہیکہ بنونظر کی جو زمین وغیرہ اللہ نے اپنے رسول کو دلوائی ہے اسے حاصل کرنے کیلئے نہ تمہیں گھوڑے دوڑانے پڑے نہ اونٹ، بس اللہ نے اپنے رسول کا رعب انکے دلوںمیں ڈال کر ان پر غلبہ عطا فرمادیا ہے مطلب یہ ہیکہ اے مجاہدین اسلام اسمیں تمہیں جہاد اور قتل وقتال نہیں کرنا پڑا اسلئے اسمیں تمہارا کوئی حق نہیں اسمیں مکمل اختیار رسول اللہ ﷺ کو ہے آپ اپنی صواب دید پر جسکو چاہیں عنایت فرمائیں اور جہاں مصلحت وضرورت ہو وہاں خرچ فرمائیں۔

شریعت کی اصطلاح میں دو لفظ استعمال ہوتے ہیں، ایک مالِ غنیمت یہ وہ مال کہلاتا ہے، جو کافرین سے جہاد میں قتل وقتال کے بعد حاصل ہوتا ہے، اسمیں ایک حصہ اللہ ورسول کا ہوتا ہے جسکو خمس کہتے ہیں اور چار حصے مجاہدین اسلام کے ہوتے ہیں، آسان تفسیر پارہ ۱۰ ر کے بالکل شروع میں اسکی تفصیل درج ہے، دوسرا "مال فئ" یہ وہ مال ہے جو کافرین سے بغیر جہاد وقتال کے حاصل ہو، خواہ اس طور پر کہ وہ اپنا مال چھوڑ کر بھاگ جائیں، یا رضامندی سے جزیہ وخراج کی صورت میں یا تجارتی ڈیوٹی وغیرہ کی صورت میں دیں۔

الغرض "مال فئ" اور خمس کا مکمل اختیار رسول اللہ ﷺ کو ہے آپ چاہیں تو تمام مال بیت المال میں جمع فرمادیں اور پھر مسلمانوں کی عام ضرورت میں صرف فرمائیں، اور چاہے ان مصارف میں تقسیم فرمادیں جنکا ذکر اس آیت: فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ: میں ہے اس آیت میں چھ مصارف بیان فرمائے گئے ہیں، اللہ۔ رسول۔ آپکے رشتہ دار۔ یتیم۔ مسکین۔ مسافر۔

ظاہر ہیکہ اللہ تعالیٰ تو تمام ہی چیزوں کا مالک ہے، اسکا نام تو حصے میں تبرک کے طور پر بیان ہوا ہے تاکہ اشارہ ہو جائے کہ یہ مال پورے طور پر حلال و پاکیزہ ہے۔

بہر حال اگر تقسیم فرمائیں تو انہیں پانچ مصارف میں تقسیم فرمائیں انمیں سے کس کو دیں اور کتنا دیں اسکی تعیین رسول اللہ ﷺ پر چھوڑ دی گئی ہے آپ اپنی صوابدید سے ان مصارف میں سے جسکو چاہیں دیں اور جتنا چاہیں دیں۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس مال کا اختیار آپ کے خلفاء کو ہے وہ اپنی صوابدید سے جہاں ضرورت محسوس کریں وہاں خرچ فرمائیں۔

: کَیْ لَا یَکُوْنَ الخ: یعنی اس مال میں مصارف اسلئے متعین فرمائے گئے، تاکہ غریبوں مسکینوں کی حاجت روائی ہوتی رہے، اور عام اسلامی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں، ایسا نہ ہو کہ پورے مال کے مالک مالدار بن بیٹھیں جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں ہوا کرتا تھا۔

آخر میں ارشاد ہیکہ اے مسلمانو! جو کچھ تم کو رسول اللہ ﷺ دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تمکو روک دیں تم رک جایا کرو۔ یہی حکم تمام احکام اور اوامر ونواہی میں بھی ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور مخالفت ونافرمانی مت کرو اللہ اپنی مخالفت ونافرمانی کرنے والوں کو سخت سزا دیتا ہے، جیسا کہ بنونظیر وغیرہ کو دی گئی۔ ☆☆☆☆

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ

(اور) ان حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً و ظلماً) جدا کر دیئے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی جنت)

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اسکے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان کے) سچے

الصّٰدِقُوْنَ ۚ⑧ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ہیں۔ اور (نیز) ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دارالاسلام (یعنی مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنیکے) قبل سے قرار پکڑے

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ

ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اُس سے یہ

حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

(انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ

خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ⑨

ہی ہو اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جاوے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ

اور ان لوگوں کا (بھی اس مال فیٔ میں حق ہے) جو ان کے بعد آئے۔ جو (ان مذکورین کے حق میں) دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار

لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا

ہمکو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے

ع ۱۰ غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۚ⑩

کینہ نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق (اور) رحیم ہیں۔

مہاجرین وانصار کی عظیم قربانیاں

"مال فیٔ" اور مالِ خمس (جنکی تفصیل پیچھے گذری) میں تمام ہی فقراء و مساکین کا حق ہے، مگر انمیں مہاجرین و انصار مقدم ہیں کیونکہ مہاجرین

حضرات نے دین کی خاطر بڑی، بڑی قربانیں دیں اور بڑی بڑی پریشانیاں اور مصیبتیں جھیلیں، اور آخر اپنا وطن اور مال و دولت چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کی، اور اسی طرح حضرات انصار ہیں جنہوں نے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ بلا کر دنیا کو اپنا مخالف بنالیا، اور پھر ہر طرح کی قربانی پیش کی، اور ان حضرات کی ایسی میزبانی اور ہمدردی و نصرت کی جسکی دنیا میں مثال نہیں ملتی، اسی طرح ان حضرات کا بھی حق ہے جو مہاجرین و انصار کے بعد مشرف باسلام ہوئے اسمیں قیامت تک آنے والے تمام مسلمان شامل ہیں۔

مہاجریں و انصار کے بے شمار فضائل و مراتب احادیث پاک کے ذخیرہ میں موجود ہیں شائقین حضرات وہاں رجوع کریں ☆☆☆

اَلَمْ تَرَ اِلَى

کیا آپ نے ان منافقین (یعنی عبداللہ

الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

بن ابی وغیرہ) کی حالت نہیں دیکھی کہ اپنے (ہم مذہب) بھائیوں سے کہ کفار اہل کتاب ہیں (یعنی بنی نضیر سے) کہتے ہیں کہ

الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ

واللہ! اگر تم نکالے گئے تو ہم تمہارے ساتھ نکل جاویں گے ۔ اور تمہارے معاملہ میں ہم کسی کا

اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ

کبھی کہنا نہ مانیں گے اور اگر تم سے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کرینگے ۔ اور اللہ! گواہ ہے کہ وہ بالکل

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا

جھوٹے ہیں ۔ واللہ! اگر اہل کتاب نکالے گئے تو یہ (منافقین) ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے۔ اور اگر ان سے

لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾

لڑائی ہوئی تو یہ انکی مدد نہ کرینگے ۔ اور اگر (بفرض محال) ان کی مدد بھی کی تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر اُن کی کوئی مدد نہ ہو گی۔

منافقین کا فریب عبداللہ بن اُبی وغیرہ منافقین نے بنو نظیر کو خفیہ پیغام بھیجا تھا کہ گھبرانا نہیں اور اپنے کو اکیلا مت سمجھنا ہم ہر حال میں تمہارے ساتھ ہیں، اگر مسلمانوں نے تم کو زبردستی نکالا تو ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے، اور اگر لڑائی کی نوبت آئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے یہ ہمارا بالکل اٹل فیصلہ ہے کسی کے کہنے پر ہم اس فیصلے کو ہرگز بدلنے والے نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ منافقین اپنے قول وقرار میں بالکل جھوٹے ہیں یعنی محض مسلمانوں کے خلاف اکسانے

کیلئے ایسی باتیں بنا رہے ہیں اسپر عمل ہرگز نہیں کرینگے، اگر بنونظیر کو انکی بستی سے نکالا گیا، تو یہ منافق ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے، اور اگر انکے ساتھ لڑائی ہوئی تو یہ اسمیں بھی مدد نہیں کریں گے، اور اگر بالفرض محال انکی مدد بھی کی اور لڑائی میں شریک بھی ہوئے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب بنونظیر اپنی بستی سے نکالے گئے تو منافقین نہ انکے ساتھ نکلے اور نہ ہی کسی طرح کی مدد کی ☆☆☆

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

بیشک تم لوگوں کا خوف ان (منافقین) کے دلوں میں اللہ سے بھی زیادہ ہے (اور) یہ (ان کا تم سے ڈرنا خدا سے نہ ڈرنا) اس سبب سے

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝۱۳ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِىْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ

ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھتے نہیں۔ یہ لوگ (تو) سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر حفاظت والی بستیوں میں یا دیوار

اَوْ مِنْ وَّرَاۗءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ

(قلعہ و شہر پناہ) کی آڑ میں اُن کی لڑائی آپس (ہی) میں بڑی تیز ہے اے مخاطب تو اُن کو (ظاہر میں)

جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۴ۚ

متفق خیال کرتا ہے حالانکہ انکے قلوب غیر متفق ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (دین کی) عقل نہیں رکھتے۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَ

ان لوگوں کی سی مثال ہے جو ان سے کچھ ہی پہلے ہوئے ہیں جو (دنیا میں بھی) اپنے کردار کا مزہ چکھ چکے ہیں اور

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۵ۚ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ

(آخرت میں بھی) ان کے لئے دردناک عذاب (ہونیوالا) ہے۔ شیطان کی سی مثال ہے کہ (اوّل تو) انسان سے کہتا ہے کہ تو

اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ

کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو (اُس وقت صاف) کہہ دیتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں میں تو اللہ رب العالمین سے

الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِى النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ

ڈرتا ہوں سو آخری انجام دونوں کا یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں گئے جہاں ہمیشہ رہیں گے (ایک گمراہ کرنیکی وجہ

وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۷ۧ

سے دوسرا ہونیکی وجہ سے) اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

ع ۲ / ۵

منافقین پر مسلمانونکا خوف ارشاد ہیکہ منافقین کے دلونمیں مسلمانوں کا ڈر اور خوف اللہ سے زیادہ ہے جبکہ اللہ کی عظمت اور اسکا خوف زیادہ ہونا چاہئے تھا، یہی وجہ ہیکہ یہ منافقین میدانِ کارزار میں تو تمہارسامنے کیا جمیں گے، یہ تو تمہارے مقابلہ میں بھی نہیں آسکتے، اور یہ تنہا تو تمہارے مقابلہ میں کہاں آئیں گے، یہود کے تمام قبیلے بنونظیر وغیرہ اور تمام منافقین ملکر بھی تم سے نہ لڑسکیں گے، ہاں یہ الگ بات ہیکہ یہ کسی گنجان ومحفوظ بستی، مضبوط قلعے، آہنی ومستحکم دیوار وغیرہ کی آڑ میں چھپکر لڑیں، اگرچہ آپسی جنگ وجدال میں بہت تیز ہیں جیسے قبیلۂ اوس وخزرج کے واقعاتِ جنگ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اور اے مسلمانو! تم انکے ظاہری اتحاد واتفاق کو دیکھ کر دھوکہ مت کھانا کہ یہ کبھی بھی متحد ہوکر ہم پر حملہ آور ہوسکتے ہیں، کیونکہ حقیقت یہ ہیکہ یہ اندرونی طور پر متحد نہیں ہر ایک قبیلہ اپنی غرض وخواہش کا غلام ہے اور پھر انکے خیالات بھی ایک دوسرے سے جداگانہ ہیں، ایسی صورتِ حال میں انکا متحد ہوجانا ناممکن ومحال ہے، بس عقل ہو تو سمجھیں کہ صرف ظاہری طور پر متحد ہونے سے کیا حاصل۔

بنوقینقاع کی جلاوطنی كَمَثَلِ الَّذِيْنَ الخ: یعنی ان بنونظیر کی مثال ایسی ہے جیسا ان سے کچھ پہلے والے لوگوں کی۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا انسے مراد یہود کا ایک قبیلہ بنوقینقاع ہے، جنگِ بدر کے موقعہ پر سب سے پہلے یہی قبیلہ عہد شکنی کرکے باغی ہوا، اور اسی طرح انکے مشرکین مکہ کیساتھ ساز و باز اور مدد کے کچھ واقعات بھی رسول اللہ علیہ کے سامنے آئے تو آپ ان سے جہاد کے ارادے سے نکلے لشکر اسلام کو دیکھکر یہ لوگ قلعہ بند ہوگئے، اور پندرہ دن تک قلعہ بند ہی رہے اللہ نے اپنے رسول کا رعب انکے دلوں میں ڈالدیا آخر مجبور ہوکر قلعہ کا دروازہ کھولا اور آپ علیہ سے عرض کیا آپ ہمارے لیے جو فیصلہ کریں ہم اسپر راضی ہیں، رسول اللہ علیہ نے فرمایا تم جلاوطن ہوجاؤ تمہارا مال مسلمانوں کیلئے مالِ غنیمت ہوگا، چنانچہ یہ لوگ مدینہ منورہ چھوڑ کر ملک شام کے علاقہ اذرعات چلے گئے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ الخ: اس آیت میں ان منافقین کی مثال بیان کی گئی ہے، جنہوں نے بنونظیر کو جلاوطنی کا حکم نہ ماننے اور رسول اللہ علیہ کے مقابلہ جنگ کرنے پر ابھارا، اور انکی مدد کرنے کا وعدہ کیا مگر جب مسلمانوں نے انکا محاصرہ کیا تو کوئی انکی مدد کو نہ پہنچا، ارشاد ہیکہ ان منافقین کی مثال شیطان جیسی ہیکہ پہلے وہ انسان کو کفر ومعصیت پر ابھارتا ہے اور اسکو طرح طرح کے سبز باغ دکھاتا ہے، اور جب وہ کفر میں مبتلا ہوجاتا ہے تو سب باتوں سے مکر کر الگ ہوجاتا ہے، اور بطور مکاری کہتا ہے، مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے میں تیرے کفر سے بیزار ہوں انجام کار دونوں شیطان بھی اور وہ کفر کرنے والا بھی دوزخ کے مستحق ہوجاتے ہیں۔

بس اسی طرح یہ منافق اور بنونظیر سزا کے مستحق ہوئے کہ بنونظیر جلاوطن ہوئے اور منافق ذلیل وناکام ہوئے اور آخرت کی سزا اسکے علاوہ رہی۔ ☆☆☆

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ
اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اُسنے کیا ذخیرہ بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالے کو تمہارے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۱۸ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ
اعمال کی سب خبر ہے ۔ اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جیو جنہوں نے اللہ (کے احکام) سے بے پروائی کی سو اللہ تعالے

اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۱۹ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ
نے خود انکی جان سے اُن کو بے پروا بنا دیا یہی لوگ نافرمان ہیں اہل نار اور اہل جنت

وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۲۰
باہم برابر نہیں ۔ جو اہل جنت ہیں وہ کامیاب لوگ ہیں (اور اہل نار ناکام ہیں)۔

اللہ کا خوف بڑی چیز ہے

ان آیات میں ارشاد ہیکہ اے مومنو! اللہ سے ڈرو، اور تم میں سے ہر شخص کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ آخرت کیلئے کیا اعمال بھیجے ہیں مطلب یہ کہ تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ اللہ کی مکمل اطاعت وفرمانبرداری میں لگا رہے، اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرتا رہے، اور گناہوں کے کاموں سے بچتا رہے، اور یہ بھی یاد رکھو اللہ تعالیٰ کو تمہارے ہر ہر عمل کی پوری پوری خبر ہے اسی کے مطابق آخرت میں تم کو ثواب یا عذاب دیا جائے گا۔

اور اے مؤمنو! تم ان لوگونکی طرح مت ہو جانا جنہوں نے اللہ کے احکام سے بے پروائی کی یعنی ان پر عمل نہیں کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے خود انکی جان سے انہیں بے پرواہ بنا دیا بس انکی ایسی عقل ماری گئی کہ انہوں نے آخرت میں ہونے والے عذاب سے اپنی حفاظت نہیں کی کہ ایمان قبول کر کے آخرت کیلئے نیک اعمال جمع کرتے بس یہ لوگ نافرمان ہیں اور اپنی نافرمانی کی سزا بھگتیں گے، جہنم رسید ہوکر، اور جو مؤمنین ہیں اعمال صالحہ کرتے ہیں وہ جنتی ہیں۔ ☆☆☆

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ
اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو (اے مخاطب) تو اس کو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور

اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۲۱
پھٹ جاتا اور ان مضامین عجیبہ کو ہم لوگوں کے (نفع کے) لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ

وہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا کوئی اور معبود (بننے کے لائق) نہیں وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا وہی

الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ

بڑا مہربان رحم والا ہے۔ وہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ بادشاہ ہے

الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ

(سب عیبوں سے) پاک ہے سالم ہے۔ امن دینے والا ہے نگہبانی کرنے والا ہے زبردست ہر خرابی کا درست کر دینے والا ہر بڑی

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ

عظمت والا ہے اللہ تعالیٰ (جسکی شان یہ ہے) لوگوں کے شرک سے پاک ہے۔ وہ معبود (برحق) ہے پیدا کرنے والا ہے ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے (یعنی ہر چیز کو حکمت کے موافق بناتا

الْحُسْنٰى ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۴﴾ ع ۳ ۶

ہے) صورت بنانے والا ہے اسکے اچھے اچھے نام ہیں سب چیزیں اسکی تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے

قرآنی ہدایات پر عمل کیجئے اے مؤمنو! تم کو چاہئے کہ جنت کا مستحق بننے کیلئے قرآن کی ہدایات پر عمل کرو کیونکہ قرآن کریم کے اندر وہ تاثیر ہے کہ اگر اسکو پہاڑ پر اتارا جاتا اور پہاڑ میں عقل و سمجھ ہوتی تو وہ بھی قرآن کی تاثیر کو قبول کرتا اور اور متکلم قرآن اللہ جل شانہٗ کی عظمت کے سامنے جھک جاتا اور اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا، مگر افسوس کافرین پر کہ انکے دل پہاڑ سے بھی زیادہ سخت ہیں کہ یہ قرآن جیسا عظیم التاثیر کلام سنکر بھی ایمان نہیں لاتے۔

هُوَ اللّٰهُ الخ: اس آیت سے سورت کے ختم تک تین آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی چند صفاتِ کمال کا ذکر ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وہ عظیم و برتر ہے کہ اسکے علاوہ کوئی بندگی کے مستحق نہیں اور ہر چھپی و کھلی اور غائب و حاضر کا مکمل طور پر جاننے والا ہے، وہ ہر عیب سے پاک اور ہر ایسی چیز سے بری ہے، جو اسکے شایانِ شان نہیں، اور وہ اللہ و رسول پر ایمان لانے والوں کو ہر طرح کے عذاب سے امن و سلامتی دینے والا ہے، اور حفاظت و نگہبانی کرنے والا ہے، اور وہ زبردست عظمت و قدرت والا ہے، اسنے تمام مخلوق کو الگ الگ شکل و صورت عطا فرمائی ہے جسکی وجہ سے وہ بآسانی پہچان لی جاتی ہے مثلاً یہ گائے ہے یہ بھینس وغیرہ، اور پھر ایک ہی مخلوق میں الگ الگ صورتیں بنائیں انسان ہی کو لے لیجئے اربوں کھربوں سے بھی زیادہ انسان پیدا ہوئے ہیں ان سب کی شکل و صورت الگ الگ ہے، ایک دوسرے سے ممتاز ہوکر پہچانے جاتے ہیں۔

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى الخ: یعنی اللہ جل شانہٗ کے اچھے اچھے نام ہیں قرآن کریم میں انکی تعداد متعین نہیں فرمائی

گئی، البتہ صحیح احادیث میں ننانوے (۹۹) بتلائے گئے ہیں، آسان تفسیر پارہ ۹ صفحہ ۴۹ پر سب یکجا لکھے گئے ہیں مع انکے فضائل و برکات کے، وہاں ملاحظہ فرمالیا جائے۔

آسمان و زمین میں جتنی چیزیں ہیں وہ تمام اللہ جل شانہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتی ہیں، بس انسان جسکو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اسکو اللہ کی یاد سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے، اور اسکے احکامات پر پابندی سے عمل پیرا رہنا چاہئے، اسی میں اس کمزور انسان کے لئے دونوں جہاں کی فلاح و بہبودی ہے۔☆☆☆

الحمد للہ سورۂ حشر کی تفسیر مکمل ہوئی

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ ممتحنہ مکہ میں نازل ہوئی اس میں تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

اے ایمان والو تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ

تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ

کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آچکا ہے وہ اس کے منکر ہیں۔

يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ

رسول کو اور تم کو اس بنا پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے شہر بدر کر چکے ہیں اگر

كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ

تم میرے رستہ پر جہاد کرنے کی غرض سے اور میری رضامندی ڈھونڈنے کی غرض سے (اپنے گھروں سے) نکلے ہو

تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ڰ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ

تم ان سے چپکے چپکے دوستی کی باتیں کرتے ہو۔ حالانکہ مجھ کو سب چیزوں کا خوب علم ہے تم جو کچھ چھپا کر کرتے ہو اور جو

اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ①

ظاہر کرتے ہو۔ اور آگے اس پر وعید ہے کہ جو شخص تم میں سے ایسا کرے گا وہ راہ راست سے بھٹکے گا۔

إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ
اگر ان کو تم پر دسترس ہو جاوے تو (فوراً) اظہارِ عداوت کرنے لگیں۔ اور (وہ اظہار عداوت یہ کہ) تم پر برائی کے ساتھ
وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ﴿٢﴾ لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ
دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں (یہ دنیوی اضرار ہے) اور (دینی اضرار یہ کہ) وہ اس بات کے تمنی ہیں کہ تم کافر ہی ہو جاؤ۔ تمہارے رشتہ دار
وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا
اور اولاد قیامت کے دن تمہارے کام نہ آویں گے خدا تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ تمہارے
تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣﴾
سب اعمال کو خوب دیکھتا ہے۔

واقعہ شانِ نزول رسول اللہ ﷺ کا کفار مکہ سے ایک معاہدۂ صلح حدیبیہ کے نام سے ہوا تھا یہ صلاح کفار کی طرف سے توڑ دی گئی تھی، اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان پر حملہ کا ارادہ فرمایا اور خفیہ طور پر اسکی تیاری شروع کردی۔

ایک صحابی حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے کفار کو خط لکھا کہ محمد عربی ﷺ کا لشکر تم پر بہت جلد حملہ آور ہونے والا ہے اس خط کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ فرمادی، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ چند صحابہ کو حکم دیا کہ ایک عورت مکہ کے راستہ میں سفر کرتی ہوئی روضۂ خاخ (یہ ایک جگہ کا نام ہے) میں ملے گی اسکے پاس ایک خط ہے اس سے وہ خط لیکر آؤ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا حکم سنتے ہی ہم نے اپنے گھوڑے تیزی سے اس طرف دوڑادئے اور ٹھیک اسی جگہ پر جہاں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس عورت کو اونٹ پر سوا جاتے ہوئے پکڑلیا، ہم نے اس سے کہا جو خط تمہارے پاس ہے وہ ہمارے حوالہ کردو، اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں، ہم نے اسکا اونٹ بیٹھا کر تلاشی لی تو ہمیں خط نہیں ملا، ہم نے سوچا رسول اللہ ﷺ کی خبر غلط نہیں ہوسکتی لہذا ہمنے اس سے کہا یا تو خط تم خود ہمارے حوالہ کردو نہیں تو ہم تمہارے کپڑے اتروائیں گے، جب اس عورت کو یقین ہوگیا کہ اب بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں تو اسنے اپنی شلوار سے خط نکال کر ہمارے حوالے کردیا، اور ہم نے اس خط کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جوش ایمانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے واقعہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اللہ اسکے رسول اور تمام مسلمانوں سے غداری کی ہے مجھے اجازت دیجئے میں اسکو قتل کردوں۔

رسول اللہ ﷺ نے حاطب سے پوچھا تمہیں کس چیز نے اس حرکت پر آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ایمان میں اب بھی ذرا کمی نہیں آئی، سچی بات یہ ہیکہ میرے اہل وعیال مکہ معظمہ میں ہیں، میں نے چاہا کہ اہلِ مکہ پر میں کچھ احسان کردوں تاکہ وہ میرے اہلِ وعیال کو نہ ستائیں، اور انکا خیال رکھیں، میں نے سمجھا کہ اس سے میرا فائدہ ہو جائیگا، اور اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ فتح ونصرت کے جو وعدے اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمار کھے ہیں، وہ یقیناً پورے ہوکر رہیں گے، کسی کے روکنے سے رک نہیں سکتے، یہ مضمون اس خط میں بھی لکھا گیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے حاطب کا یہ بیان سن کر فرمایا حاطب نے سچ کہا ہے اسکے معاملہ میں خیر کے سوا کچھ نہ کہو اور فرمایا یہ جنگ بدر کے مجاہدین میں سے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے تمام شرکا کی مغفرت کا اور جنت کا اعلان فرمادیا ہے۔

تفسیر آیات یہ واقعہ پیش آنے پر اس سورۂ ممتحنہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں جن میں فرمایا گیا ہیکہ اے ایمان والوں کفار مکہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے بھی بس تم انہیں اپنا دوست نہ بناؤ یعنی انکی طرف دوستانہ پیغام بھیجنا ایمان والوں کو زیبا نہیں، اسمیں حاطب رضی اللہ عنہ کو تنبیہ ہیکہ تمہارا کفار مکہ کو خط بھیجنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

اور ذرا یاد کروان کافروں نے مکہ معظّمہ سے تمہیں کیسی کیسی تکلیفیں دیکر وطن عزیز چھوڑنے پر مجبور کیا صرف اس وجہ سے کہ تم اللہ کو اپنا رب مانتے ہو، اسکی بندگی کرتے ہو، بس معلوم ہوا جب تک تم مسلمان رہو گے، اسوقت تک وہ تمہارے دوست اور خیر خواہ نہیں ہو سکتے خواہ تم انکے ساتھ کتنی ہی ہمدردی کرو، جیسا کہ واقعہ میں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ میں کفار مکہ پر کچھ احسان کردوں تو وہ میرے اہل وعیال کا خیال رکھیں گے، قرآن نے بتلادیا کہ یہ خیال انکا غلط تھا، بس کیا جن کفار کو ناراض کر کے تم نے اللہ کو راضی کیا تھا، اب ان کفار کو راضی کر کے تم اللہ کو ناراض کرنا چاہتے ہو، بس یاد رکھو اگر اللہ ناراض ہے تو کوئی کام بھی نہیں بن پائیگا اور اگر اللہ راضی تو سب کام ٹھیک ہو جائیں گے۔

اے مسلمانو! اگر تمہارا اپنے وطن عزیز کو چھوڑ کر ہجرت کرنا اللہ کیلئے اور اسکی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کیلئے تھا تو پھر ان دشمنان خدا سے چپکے چپکے دوستی کی باتیں کرنے کا کیا مقصد؟ جبکہ تمہارے رب کو اس چیز کا بھی علم ہے جو چھپا کر کرتے ہو اور اسکا بھی علم ہے جو کھلم کھلا کرتے ہو، بس یہ سب چیزیں اس بات کی مقتضی ہیں کہ تم کفار ومشرکین سے دوستی نہ کرو اسکے باوجود بھی اگر کوئی دوستی کریگا تو سمجھ لو وہ صحیح راستہ سے بہک چکا ہے اور گمراہ ہو چکا ہے۔

اور یاد رکھو یہ کفار تمہارے ایسے سخت دشمن ہیں کہ اگر انہیں تمپر ذرا بھی غلبہ ملجائے تو یہ زبان سے اور ہاتھ سے تمپر حملہ کرنا شروع کر دیں، اور وہ اس بات کے متمنی ومتلاشی رہتے ہیں کہ کوئی موقع ملے تو تمہیں ایمان کی دولت سے محروم کر کے کافر بنالیں، اور یہ بھی یاد رکھو کہ قیامت میں تمہاری اولاد اور رشتے دار تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے، آخرت میں اپنے اعمال کام آئیں گے، بس رشتہ داروں کی وجہ سے کفار مکہ کی مدد کر کے اپنی آخرت خراب مت کرو، اسمیں بھی حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے عذر کی تردید فرمائی گئی ہے۔

آخر میں ارشاد ہیکہ اللہ کی ذات دیکھنے اور سننے والی ہے، اس سے کوئی کام چھپا نہیں رہتا، دیکھو حاطب رضی اللہ عنہ نے

اپنا خط خفیہ رکھنے کیلئے کسقدر کوشش کی مگر اللہ نے اپنے نبی (ﷺ) کو مطلع فرما دیا۔☆☆☆

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ

تمہارے لئے ابراہیمؑ میں اور ان لوگوں میں جو کہ (ایمان و اطاعت میں) ان کے

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا

شریک حال تھے ایک عمدہ نمونہ ہے جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کو تم

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ

اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو ان سے بیزار ہیں ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ

الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا

کے لئے عداوت اور بغض (زیادہ) ظاہر ہو گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ لیکن

قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ

ابراہیمؑ کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لئے استغفار ضرور کروں گا۔ اور تمہارے لئے

مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ

(استغفار سے زیادہ) مجھکو خدا کے آگے کسی بات کا اختیار نہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم آپ پر توکل کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں

الْمَصِيْرُ ④ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا

اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کا تختۂ مشق نہ بنا اور اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف

رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑤ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ

کر دیجئے بے شک آپ زبردست حکمت والے ہیں ۔ بیشک ان لوگوں میں تمہارے لئے یعنی

اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ

ایسے شخص کے لئے عمدہ نمونہ ہے جو اللہ (کے سامنے جانے) کا اور قیامت کے دن (کے آنے) کا اعتقاد رکھتا ہو اور جو شخص (اس حکم سے)

يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ⑥ ع ١ ٧

روگردانی کرے گا سو اسی کا ضرر ہوگا کیونکہ اللہ (تو) بالکل بے نیاز اور سزاوار حمد ہے

حضرت ابراہیمؑ کی اپنی قوم سے بیزاری

ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو کفار سے دوستی نہ کرنے کی ہدایت فرما کر انکے سامنے اپنے خلیل حضرت ابراہیم اور انکے اصحاب کا نمونہ پیش فرمارہے ہیں، کہ حضرت ابراہیمؑ اور انکے اصحاب نے اپنے رشتہ داروں اور قوم کے لوگوں سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہم تم سے اور جنہیں تم پوجتے ہو انسے بالکل بیزار ہیں، اور اسوقت تک بیزار ہی رہیں گے، جب تک تم ان سب معبودانِ باطل کی پرستش چھوڑ کر صرف ایک مالک حقیقی اللہ جل شانہٗ کی بندگی اختیار نہ کرلو۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد سے جو استغفار کرنے کا وعدہ کیا تھا، اسکے ساتھ یہ بھی فرمادیا تھا کہ میرے بس میں اس سے زیادہ کچھ نہیں، مغفرت کرنا یا نہ کرنا یہ اللہ کے اختیار میں ہے۔

تنبیہ: حضرت ابراہیمؑ کا اپنے والد کیلئے استغفار کا وعدہ کرنا کافر کیلئے استغفار کی ممانعت کرنے سے پہلے کا ہے۔ جب ممانعت ہوگئی تو آپؑ نے بیزاری کا اعلان فرمادیا، الغرض کسی بھی مؤمن کیلئے جائز نہیں کہ اپنے والدین یا کسی بھی کافر کیلئے دعاء مغفرت کرے۔

حضرت ابراہیم اور انکے اصحاب نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ ہم اپنے ہر کام میں آپ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں، اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں، بلاشبہ تمام مخلوق کو آپ کی طرف لوٹ کر آنا ہے، اور اے ہمارے پروردگار ہم آپ سے یہ بھی درخواست کرتے ہیں کہ کافروں کو ہم پر مسلط نہ کرنا کہ وہ ہمارے بیزاری کا اعلان کرنے کی وجہ سے ہم پر ظلم کرنے لگیں، اور اے ہمارے رب ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہمارے گناہ معاف فرمادیجئے۔

ان آیات کے اخیر میں بطور تاکید پھر وہی مضمون دہرایا گیا ہے، کہ حضرت ابراہیمؑ اور آپؑ کے اصحاب بہترین نمونہ ہیں ہر اس شخص کیلئے جو مرنے کے بعد اللہ کے سامنے حاضر ہونے اور قیامت کے آنے پر ایمان و یقین رکھتا ہے۔

اور جو شخص احکامات الٰہی سے روگردانی و اعراض کرتا ہے، اللہ اس سے بالکل بے پرواہ اور بے نیاز ہے، اور تمام حمد و ثنا اور تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں اور بلاشک وشبہ وہی معبود حقیقی ہے ☆☆☆

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ

اللہ تم سے اُمید ہے (یعنی اوھر سے وعدہ ہے)

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ

کہ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تمہاری عداوت ہے دوستی کردے اور اللہ کو بڑی قدرت ہے

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ

اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اللہ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے

يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ

منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے

تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸ اِنَّمَا

نہیں نکالا اللہ تعالیٰ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں صرف

يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ

ان لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے اللہ تعالیٰ تم کو منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں لڑے ہوں (خواہ بالفعل یا بالعزم)

مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ

اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہو اور (اگر نکالا بھی نہ ہو لیکن) تمہارے نکالنے میں (نکالنے والوں کی) مدد کی ہو۔ اور جو

يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹

شخص ایسوں سے دوستی کرے گا سو وہ گنہگار ہوں گے

قرآن کی پیشین گوئی

پچھلی آیات میں کفار سے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات نہ کرنیکی ہدایت فرمائی گئی تھی، اب ان آیات میں ارشاد ہیکہ امید ہیکہ اللہ تعالیٰ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تمہاری عداوت و دشمنی ہے، دوستی کرادے، اس طور پر کہ ان کافروں کو ایمان کی دولت سے سرفراز کردے، اور وہ مسلمان بنکر تمہارے بھائی ہوجائیں، جب تم بھائی بھائی ہوجاؤ گے تو دشمنی دوستی میں بدل جائیگی۔

چنانچہ فتح مکہ کے بعد ایسا ہی ہوا تقریباً سب مکہ والے مسلمان ہوگئے، اور کل جو لوگ ایک دوسرے کی جان کے دشمن تھے وہ آج ایک دوسرے پر جان نچھاور کرنے لگے۔

کفار سے دوستی کی ممانعت کے بعد بھی اگر اپنے کافر رشتے داروں، عزیزوں اور دوستوں سے دل میں کسی طرح کی الفت و مروت اور رغبت و محبت پوشیدہ رہی تو اللہ تعالیٰ اسکو معاف کردینے والے اور مہربان ہیں۔

واقعۂ شانِ نزول

بخاری شریف میں حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ سے روایت ہیکہ انکی والدہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کچھ تحفے لیکر اپنی بیٹی سے ملنے انکے گھر پہنچیں مگر بیٹی اسماءؓ نے نہ تحفے قبول کئے اور نہ اپنے گھر میں آنے کی اجازت دی، یہاں تک کہ اللہ کے رسول ﷺ سے معلوم کیا، کیا میں اپنی کافر والدہ سے مل سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی کہ اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔

حضرت اسماءؓ کی والدہ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زمانۂ جاہلیت میں طلاق دے دی تھی، حضرت عائشہ صدیقہؓ ابوبکر صدیقؓ کی دوسری بیوی ام رومانؓ کی بیٹی ہیں، یہ مسلمان ہوگئی تھیں حاصل یہ کہ حضرت

اسماءؓ اور حضرت عائشہؓ کی والدہ الگ الگ تھیں اور والد ایک تھے۔

بہر حال یہ واقعہ پیش آنے پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات: لَا یَنْهٰکُمُ اللّٰهُ الخ: نازل فرمائیں جن میں فرمایا گیا ہیکہ اللہ تعالیٰ تم کو ان کافروں سے حسنِ سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو خود تو مسلمان نہیں ہوئے، مگر دوسروں کو بھی مسلمان ہونے سے نہیں روکا، نہ مسلمانوں کو انکے گھروں سے نکالا اور نہ ہی مسلمانوں کے مقابلہ میں جنگ میں شریک ہوئے، مکہ معظمہ میں اسطرح کے بہت سے لوگ تھے، ایسے کافروں سے بھلائی اور خوش اخلاقی سے پیش آنے سے اللہ تم کو منع نہیں کرتا، بلکہ انکے ساتھ حسنِ سلوک اور احسان وانصاف کرنے کی تعلیم وترغیب دیتا ہے، اسی لئے فرمایا انکے ساتھ انصاف کرو، اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں، البتہ مسلمانوں کو ان کافروں سے دوستانہ تعلقات کرنے سے منع فرمایا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے مقابلہ میں جنگ میں شریک ہوتے تھے، اور مسلمانوں کو اجاڑنے، بے گھر کرنے اور انکے شہروں سے نکالنے میں مصروف وکوشاں رہتے تھے، بس جو اسطرح کے ظالم کافروں سے دوستی وتعلق رکھے گا، وہ سخت گناہ گار ہوگا۔ ☆☆☆

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا

اے ایمان والو جب

جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ

تمہارے پاس مسلمان عورتیں (دار الحرب سے) ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان کر لیا کرو ان کے ایمان کو اللہ ہی خوب جانتا ہے

فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ ؕ

پس اگر ان کو (اس امتحان کی روسے) مسلمان سمجھو تو ان کو کفار کی طرف واپس مت کرو (کیونکہ)

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ

نہ تو وہ عورتیں ان کافروں کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ اور ان کافروں نے جو کچھ خرچ کیا

وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنْکِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ

ہو وہ ان کو ادا کردو اور تم کو ان عورتوں سے نکاح کر لینے میں کچھ گناہ نہ ہوگا۔ جب کہ تم ان کے مہر ان کو دے دو۔

وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْیَسْـَٔلُوْا

اور (اے مسلمانو) تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو۔ اور (اس صورت میں) جو کچھ تم نے خرچ کیا ہو (ان کافروں سے)

مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِکُمْ حُکْمُ اللّٰهِ ؕ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ

مانگ لو اور جو کچھ ان کافروں نے خرچ کیا ہو وہ (تم سے) مانگ لیں یہ اللہ کا حکم ہے (اس کا اتباع کرو) وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ

حَكِيمٌ ﴿١٠﴾ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ

بڑا علم والا اور حکمت والا ہے اور اگر تمہاری بیبیوں میں سے کوئی بی بی کافروں میں رہ جانے سے (بالکل ہی) تمہارے ہاتھ نہ آئے پھر تمہاری

فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَا أَنْفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

نوبت آئے تو جن کی بیبیاں ہاتھ سے نکل گئیں جتنا (مہر) انہوں نے (ان بیبیوں پر) خرچ کیا تھا اسکے برابر تم ان کو دے دو اور اللہ سے

الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾

کہ جس پر تم ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو۔

واقعۂ شانِ نزول

صلح حدیبیہ (جسکا تفصیلی واقعہ سورۂ فتح میں گذر چکا ہے) کے موقعہ پر جو صلح نامہ لکھا گیا تھا اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص مسلمانوں میں سے کافروں کی طرف چلا جائے گا، وہ واپس نہ کیا جائیگا اور جو شخص کافروں میں سے مسلمانوں کی طرف چلا جائیگا وہ واپس کردیا جائیگا، چنانچہ بعض مسلمان مرد آئے اور واپس کردئے گئے، پھر بعض عورتیں مسلمان ہو کر آئیں انکے رشتہ داروں نے واپسی کی درخواست کی تو اسپر یہ آیت مقامِ حدیبیہ میں نازل ہوئی جسمیں ایسی عورتوں کے واپس کرنے کی ممانعت کردی گئی۔

ارشاد ہیکہ اے ایمان والوں جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں (دار الحرب سے) ہجرت کر کے آئیں تو تم انکے مسلمان ہونے کی جانچ کرلیا کرو اگرچہ دل کا حال تو اللہ ہی خوب جانتا ہے، بس تم ظاہری طور پر جانچ کرلیا کرو۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہجرت کرنے والی عورت کی جانچ اور امتحان اسطرح ہوتا تھا کہ عورت قسم کھا کر کہتی تھی کہ میں اپنے شوہر سے نفرت کرنے یا کسی مرد سے محبت کرنے کی وجہ سے نہیں آئی، اور نہ ایک جگہ سے محبت اور دوسری جگہ سے نفرت مجھے لائی اور نہ ہی میں کوئی جرم کر کے آئی ہوں، اور نہ ہی میں مال کے لالچ میں آئی ہوں، بلکہ مذہب اسلام سے الفت اور اللہ و رسول کی محبت کا جذبہ مجھے یہاں لایا ہے۔

جب ان سے اسطرح حلف لے لیا جاتا تو پھر انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کی طرف واپس نہ بھیجتے بلکہ انکے مہر انکے شوہروں کو واپس بھجوادیا کرتے تھے۔

ان عورتوں کو کافروں کے پاس واپس نہ بھیجنے کی قرآن کریم وجہ بیان فرمارہا ہے، کہ نہ تو مومن عورتیں کافر مردوں کیلئے حلال ہیں اور نہ ہی کافر مرد مومن عورتوں کیلئے حلال ہیں بس ان کافر مردوں نے جو ان مسلمان عورتوں پر خرچ کیا ہے یعنی مہر دیا ہے وہ انکو واپس لوٹا دیا جائے۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ اے مسلمانو! تمہیں ان عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ ان عورتوں کے مسلمان ہوجانے کے بعد ان کے کافر شوہروں سے انکا نکاح شرعاً ختم ہو چکا ہے، اگرچہ وہ زندہ بھی ہیں اور انہوں نے طلاق بھی نہیں دی بس مذہب بدلنے سے نکاح ٹوٹ گیا، اب اگر تم چاہو تو ان ہجرت کرنے والی مسلمان عورتوں سے نکاح کرلو،

اور انکا مہر ادا کردو، یہ مت سمجھو کہ اس عورت کا مہر میں نے اسکے سابق کافر شوہر کو ادا کردیا ہے، وہی مہر اس نکاح کیلئے کافی ہے، ایسا نہیں، بلکہ نکاح کرنے پر اس عورت کو بھی مہر دیا جائے گا۔

اور اے مسلمانو! تم کافر عورتوں سے تعلقات کو باقی مت رکھو یعنی تمہاری جو بیویاں دار الحرب میں کفر کی حالت میں رہ گئی ہیں انکا نکاح مذہب بدلنے کیوجہ سے انسے ختم ہو چکا ہے اب جو کافر تمہاری اس کافرہ بیوی سے نکاح کرے تو تم اس سے اپنا دیا ہوا مہر واپس مانگو، اور اسی طرح کافر تم سے اپنا دیا ہوا مہر واپس مانگ لیں یہ اللہ کا حکم ہے، اسکا اتباع کرو، بلا شبہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان ایسا ہی مناسب فیصلہ فرماتے ہیں، یقیناً اللہ کی ذات بڑی علم وحکمت والی ہے اسکا ہر حکم و فیصلہ حکمتوں سے بھرا ہوتا ہے،

بہر حال اس حکم پر عمل کیلئے مسلمان تیار ہو گئے، مگر کافر دینے کیلئے تیار نہ ہوئے تو یہ آیت: وَاِنْ فَاتَكُمْ الخ: نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا ہیکہ جس مسلمان کی بیوی کافر ہی رہ گئی اب جس کافر سے یہ نکاح کر رہی ہے وہ سابقہ مسلمان شوہر کو اسکا دیا ہوا مہر واپس نہیں لوٹا رہا ہے تو ایسی صورت میں یوں کرے کہ جس کافر کی بیوی مسلمان ہو جائے پھر کسی مسلمان سے نکاح کرے تو یہ مسلمان اس عورت کے سابق کافر شوہر کو مہر نہ لوٹائے بلکہ اس مسلمان کو دیدے جسکا حق اس کافر نے مارا ہے۔ ☆☆☆

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ
اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس (اس غرض سے)

يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ
آویں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی شئے کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کرینگی اور نہ بدکاری کریں گی۔

وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ
اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ بہتان کی اولاد لاویں گی جسکو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان

اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ
(نطفہ شوہر سے جنی ہوئی دعوٰی کرکے) بنالیویں۔ اور مشروع باتوں میں وہ آپکے خلاف نہ کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجئے

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کیا کیجئے۔ بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَىِٕسُوْا مِنَ
ان لوگوں سے (بھی) دوستی مت کرو جن پر اللہ تعالیٰ نے غضب فرمایا ہے۔ کہ وہ آخرت کے خیر وثواب) سے

الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿١٣﴾ ع ۲

ایسے نا اُمید ہو گئے ہیں جیسے کفار جو قبروں میں (مدفون) ہیں نا اُمید ہیں۔

آیت بیعت کی تفسیر

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ الخ: اس آیت کو آیت بیعت کہتے ہیں، پچھلی آیات میں ذکر تھا کہ جو عورتیں ہجرت کر کے آئیں انکی جانچ کر لیا کریں، اب یہاں بیان ہیکہ اس آیت بیعت میں جن احکام کا ذکر ہے وہ عورتیں جب انکو قبول کرلیں تو انہیں مومن جانو۔

وہ باتیں یہ ہیں جن پر نبی کریم ﷺ عام طور بیعت لیا کرتے تھے (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں (۲) چوری نہ کریں (بہت سی عورتیں اپنے شوہروں کے مال میں سے اسکی اجازت کے بغیر کچھ ہٹا لیتی ہیں یہ بھی چوری ہے) (۳) زنا نہ کریں (عورتیں اگر اس گناہِ عظیم سے بچنے کیلئے عزم مصمّم اور پختہ ارادہ کرلیں تو مردوں کو بھی اس جرم عظیم سے بچنا آسان ہو جائے) (۴) اپنی اولاد کو قتل نہ کریں (زمانہ جاہلیت میں عام طور پر شرم وعار کی وجہ سے کہ ہمارا کوئی داماد بنے گا لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے، اور بعض مرتبہ لڑکوں کو بھی فقر وفاقہ کے خوف سے قتل کر دیا کرتے تھے) (۵) کسی پر بہتان نہ باندھیں، یہاں قرآن کریم نے بہتان تراشی کو اس طرح بیان کیا ہیکہ ''اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بہتان نہ باندھیں'' اس سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہیکہ قیامت کے دن تمہارے یہی ہاتھ پاؤں تمہارے اعمال کی گواہی دینگے، اور اس طرف بھی اشارہ ہیکہ چاروں ہاتھ پاؤں کے درمیان پیٹ میں ماں جس بچے کو اٹھائے رہتی ہے اس میں بہتان تراشی نہ کریں، کہ بدکاری کے نتیجہ میں یہ نطفہ ہو کسی غیر مرد کا اور منسوب ہو شوہر کی طرف، یا کسی دوسری عورت کا بچہ لیکر اسے مکر وفریب سے اپنی طرف منسوب کرے، حدیث پاک میں ہے، جو کوئی ایک کی اولاد دوسرے کی طرف منسوب کرے اسپر جنت حرام ہے، مثلاً دوسرے مرد کی اولاد کو اپنے شوہر کیطرف منسوب کر دے (۶) اور کسی نیک کام میں آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں گی۔

سوال: رسول اللہ ﷺ تو ہمیشہ ہی نیک کام کا حکم دیتے تھے پھر یہاں نیک کام کا ذکر کرنے کی کیا ضرورت۔؟

جواب: اس سے اس پر تنبیہ کرنا مقصود ہیکہ مسلمان خوب اچھی طرح سمجھ لیں اللہ کی نافرمانی کا حکم کوئی بھی دے اسکی اطاعت وفرمانبرداری جائز نہیں، حتیٰ کہ رسول کی اطاعت کیلئے بھی یہی اصول ہے۔

بہر حال جب یہ عورتیں ان باتوں کا اقرار کرلیں تو آپ انہیں بیعت کر لیا کیجئے اور ان کیلئے دعائے مغفرت کیا کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس سورت کے آخر میں پھر وہی مضمون دہرایا جا رہا ہے، جو اس سورت کے شروع میں بیان کیا گیا تھا، کہ اے ایمان والوں ان لوگوں سے دوستی مت کرو جن پر اللہ نے غصّہ وغضب فرمایا ہے، اس سے مراد یہودی ہیں، جیسا کہ سورۂ مائدہ کی آیت: وَغَضِبَ عَلَيْهِ: میں ذکر ہے، دوستی کی ممانعت اگرچہ جملہ کافرین سے ہے مگر یہود کا خاص طور پر ذکر فرما کر اس میں شدّت پیدا کرنا مقصود ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہیکہ مدینہ طیّبہ میں یہودی زیادہ تھے اور شریر وفسادی بھی تھے۔

اور یہ یہودی آخرت کی خیر و بھلائی اور ثواب سے ایسے ناامید ہو گئے ہیں جیسے وہ کافر جو قبروں میں دفن ہیں اور آخرت کی خیر و بھلائی اور ثواب سے محروم ہو گئے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ جو کافر مرجاتا ہے وہ آخرت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس بات کا یقین کر لیتا ہیکہ اب میری بخشش بالکل نہیں ہوگی۔

شانِ نزول اس سورت کی آخری آیت: يَآيُّهَا الَّذِينَ امَنُوا الخ: کا شانِ نزول حضرت ابن عباس ؓ سے یہ مروی ہیکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت زید بن حارث ؓ کچھ یہودیوں سے دوستی رکھتے تھے اللہ نے یہ آیت نازل فرما کر انکو یہود کی دوستی سے منع فرما دیا۔ الحمدللہ سورۂ ممتحنہ کی تفسیر مکمل ہوئی

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ صف مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں چودہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

سب چیزیں اللہ ہی کی پاکی بیان کرتی ہیں (قالاً یا حالاً) جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت

الْحَكِيْمُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ②

والا ہے۔ اے ایمان والو ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

خدا کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو خاص

الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④

طور پر پسند کرتا ہے جو اس کے رستہ میں اس طرح مل کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ ایک عمارت ہے کہ جس میں سیسہ پلایا گیا ہے۔

واقعۂ شانِ نزول ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت ہیکہ صحابہ کرام ؓ کی ایک جماعت نے آپس میں مذاکرہ کیا کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و مقبول عمل کونسا ہے، ایک روایت میں یہ بھی ہیکہ ان حضرات میں سے بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر ہمیں محبوب عمل کا علم ہو جائے تو ہم اپنی جان و مال سب اسکے لئے قربان کر دینگے، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں ان میں بتلا دیا گیا کہ وہ محبوب عمل جہاد ہے، اور اللہ کو سب سے زیادہ وہ لوگ پسند ہیں جو اسکی راہ میں اسکے دشمنوں کے مقابلہ

میں آہنی دیوار کی طرح ڈٹ جائیں، اور میدانِ جنگ میں اسطرح صف بنا کر کھڑے ہوں کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔

جنگ احد میں کچھ مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے، اور اسی طرح جب جہاد کا حکم نازل ہوا تو کچھ مسلمانوں نے کہا تھا اے ہمارے رب ابھی سے ہم پر جہاد کا حکم کیوں نازل فرما دیا اسے تھوڑا مؤخر رہنے دیتے اس پر تنبیہ کرنیکے لئے یہ آیت نازل فرمائی گئی، یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ کَبُرَ مَقْتًا الخ: اے مسلمانو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ ☆☆☆

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ

اور (وہ وقت قابلِ ذکر ہے) جب کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ کو کیوں ایذا پہنچاتے ہو۔ حالانکہ تمکو معلوم ہے

اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ

کہ میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں پھر جب (اس فہمائش پر بھی) وہ لوگ ٹیڑھے ہی رہے تو اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں کو

لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝۵ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ

اور (زیادہ) ٹیڑھا کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ (کا معمول ہے کہ وہ) ایسے نافرمانوں کو ہدایت (کی توفیق) نہیں دیتا۔ اور (اسی طرح وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے)

یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ

جبکہ عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو تورات (آچکی) ہے

یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ

میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جنکا نام (مبارک) احمدؐ ہوگا میں انکی بشارت

اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۶

دینے والا ہوں پھر جب وہ اُن لوگوں کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو وہ لوگ (ان دلائل یعنی معجزات کی نسبت) کہنے لگے یہ صریح جادو ہے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰۤی

اور (واقعی) اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف

اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۷ یُرِیْدُوْنَ

بلایا جاتا ہو۔ اور اللہ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت (کی توفیق) نہیں دیا کرتا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں

لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ

کہ اللہ کے نور (یعنی دین اسلام) کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں۔ حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا گو کافر لوگ

الکٰفِرُوْنَ ⑧ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ

کیسے ہی ناخوش ہوں (چنانچہ) وہ اللہ ایسا ہے جس نے (اس اتمام نور کے لئے) اپنے رسول کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی

لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ⑨

اسلام) دیکر بھیجا ہے تاکہ اس (دین) کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کردے (کہ یہی اتمام ہے) گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔

یہود کی سرکشی

حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا تم سرکشی و نافرمانی اور مخالفت کر کے مجھے تکلیف کیوں پہنچاتے ہو، حالانکہ تم میری نبوّت کی صداقت پر روشن دلائل اور کھلے معجزے دیکھ چکے ہو، مگران پر کچھ اثر نہ ہوا اور یہ برابر مخالفت پر اڑے رہے، تو اللہ تعالیٰ نے انکا دل اور ٹیڑھا کر دیا، اور اللہ کا معمول ہیکہ وہ ایسے ضدی اور نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اور اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، مجھ سے پہلے حضرت موسیٰؑ کو جو آسمانی کتاب توریت عطا فرمائی گئی تھی، میں اسکی تصدیق کرنے والا ہوں، اور اسی طرح بشارت و خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں، جنکا مبارک نام احمد ہوگا۔

یوں تو دوسرے انبیاء سابقین بھی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے تشریف لانے کی خوشخبری دیتے رہے، مگر جس وضاحت کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ نے یہ خوشخبری دی وہ کسی اور سے منقول نہیں۔

بہر حال عیسیٰؑ نے اپنی نبوت کی صداقت پر واضح معجزات اور روشن دلائل پیش کیے، تو آپکی قوم کہنے لگی یہ کھلا جادو ہے اور اسطرح آپکی نبوت کا انکار کر دیا، بس اسی طرح جب محمد عربی ﷺ تشریف لائے تو کفار مکہ نے بھی ان دلائل و معجزات کو جھٹلایا، اور آپ ﷺ کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا۔

اور جب اہلِ کتاب اور کفار کو مسلمان ہونے کیلئے کہا جاتا ہے تو یہ اللہ کی طرف جھوٹ باندھتے ہیں کہ حق کو چھپا کر اور جھوٹی باتیں بنا کر نبی کریم ﷺ کی نبوّت کا انکار کر دیتے ہیں، اس سے بڑھکر اور ظلم کیا ہوگا، بس ایسے ظالموں کو ہدایت کہاں نصیب ہوتی ہے۔

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور یعنی دین اسلام کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں، بس یہ ایسی ہی حماقت دنا سمجھی ہے جیسے کوئی پھونک سے سورج کی روشنی کو بجھانا چاہے "منہ سے پھونک مارنے کا" ایک مطلب یہ بھی ہیکہ اپنے منہ اور زبان سے مذہب اسلام پر بے بنیاد شبہات اور اعتراض کر کے اسلام کو بجھا دینے یعنی ختم کر دینے کی کوشش میں ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور (دین اسلام) کو کمال تک پہنچا کر رہے گا، چاہے کافروں کو کیسا ہی برا اور ناگوار لگتا رہے، بس مشیت الٰہی کے مقابلہ میں ہر کوشش ناکام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) کو ہدایت کا سامان یعنی قرآن کریم اور سچا دین یعنی مذہب اسلام دیکر بھیجا ہے، تاکہ اس دین اسلام کو دوسرے تمام دینوں پر غالب کردے، چاہے مشرکین کو کیسا ہی برا اور ناگوار لگتا رہے۔ ☆☆☆

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ

اے ایمان والو کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے

اَلِيۡمٍ ﴿١٠﴾ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ

بچالے (وہ یہ ہے کہ) تم لوگ اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال

اللّٰهِ بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ‌ؕ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَۙ ﴿١١﴾

اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے۔ اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو۔

يَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ وَيُدۡخِلۡكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا

(جب ایسا کروگے تو) اللہ تعالےٰ تمہارے گناہ معاف کرے گا اور (مکو جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری

الۡاَنۡهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ‌ؕ ذٰ لِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُۙ ﴿١٢﴾

ہوں گی اور عمدہ مکانوں میں (داخل کرے گا) جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں (بنے) ہونگے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَاُخۡرٰى تُحِبُّوۡنَهَا‌ ؕ نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتۡحٌ قَرِيۡبٌ‌ ؕ وَبَشِّرِ

اور (اس ثمرۂ اخرویہ کے علاوہ) ایک اور (ثمرۂ دنیویہ) بھی ہے کہ تم اسکو (بھی خاص طور پر) پسند کرتے ہو (یعنی) اللہ کی طرف سے مدد اور جلدی فتحیابی۔ اور (اے

الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿١٣﴾

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مومنین کو بشارت دے دیجئے۔

نفع بخش تجارت

ان آیات میں ایک ایسی تجارت کا ذکر فرمایا گیا ہے جو بہت ہی نفع بخش ہے اور وہ یہ ہیکہ ایمان کیساتھ اللہ کی راہ میں جان و مال لگا کر اس کے منافع میں اللہ کی رضا و خوشنودی اور آخرت کی دائمی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں، اور آخرت کے دردناک عذاب سے نجات ملتی ہے، اسکا ذکر انہیں آیات میں ہیکہ اللہ تعالیٰ ایسے تاجروں کے گناہ معاف فرمادیگا، اور دردناک عذاب سے محفوظ رکھکر جنت میں ایسے پاکیزہ اور بہترین مکانات و محلات عطا فرمائے گا، جن میں ہر طرح کے عیش و آرام کے سامان ہونگے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت: وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِىۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ: (میں جن مکانات و محلات کا ذکر ہے) کے متعلق دریافت کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنت میں) موتی کا ایک محل ہے اس محل

اقوال و تحقیق: جنت: ایک روایت میں ہیکہ جنتیں سات ہیں جنکے نام یہ ہیں، (۱) دار الجلال (۲) دار السلام (۳) دار الخلد (۴) جنت عدن (۵) جنت الماوی (۶) جنت نعیم (۷) جنت الفردوس (تفسیر مظہری) محمد یعقوب غفرلہ والدیہ۔

کے اندر سرخ یاقوت کے مکان ہیں ہر مکان کے اندر سبز زمرد کے ستّر کمرے ہیں، ہر کمرے میں ایک تخت بچھا ہوا ہے، ہر تخت پر ستر قسم کے کھانے ہیں ہر کمرے کے اندر خادم اور خادمائیں ہیں مومن کو ہر صبح یہ کھانے ملیں گے۔

ان لوگوں کو جنت کی نعمتیں تو ملیں گی ہی ساتھ ہی ساتھ دنیا میں بھی عظیم نعمت سے نوازا جائیگا، وہ یہ کہ اللہ کی مدد سے دشمنوں پر جلد ہی فتح و کامیابی ملیگی، چنانچہ اس خوشخبری کے بعد انکو فتح خیبر اور فتح مکہ حاصل ہوئی۔ ☆☆☆

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ

اے ایمان والو تم اللہ کے (دین کے) مددگار ہو جاؤ جیسا کہ

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ

عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے (اُن) حواریین سے فرمایا کہ اللہ کے واسطے میرا کون مددگار ہوتا ہے وہ حواری

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ

بولے ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں سو (اس کوشش کے بعد) بنی اسرائیل میں سے کچھ

اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى

لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ منکر رہے سو ہم نے ایمان والوں کی ان کے

عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿١٤﴾ ۲ ع ۵ ۱۰

دشمنوں کے مقابلہ میں تائید کی سو وہ غالب ہو گئے۔

حضرت عیسیٰ کا ایک واقعہ

اس آیت میں حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ کا ایک واقعہ ذکر کر کے مسلمانوں کو دین اسلام کی نصرت و مدد کی ترغیب دی گئی ہے، ارشاد ہیکہ اے ایمان والو! تم اللہ کے دین کے مددگار ہو جاؤ، جیسا کہ عیسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ اللہ کے دین کی اشاعت میں کون میرا مددگار ہوتا ہے؟ اس پر بارہ آدمیوں نے مددگار ہونے کا عہد کیا (انکو حواریین کہا جاتا ہے) اور پھر انکی کوشش اور محنت سے قوم کے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ کافر ہی رہے ان کافروں نے ایمان والوں کو ستانا شروع کر دیا، بالآخر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو غلبہ و فتح عطا فرمایا۔

حضراتِ صحابہ کرام ؓ نے اس حکم کی ایسی تعمیل کی کہ پچھلی امتوں میں اسکی مثال نہیں ملتی، رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کے ایسے مددگار بنے کہ اسکے لئے اپنی جان و مال، بیوی بچوں، عزیز و اقارب اور ملک و وطن کی قربانی دی پوری دنیا انکی دشمن بن گئی، اور طرح طرح سے انہیں تکلیفیں پہنچائیں ان حضرات نے تمام تکالیف برداشت کیں مگر دین اسلام پر آنچ نہ آنے دی، انجام کار اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و کامیابی اور غلبہ عطا فرمایا، دلیل و حجت کے اعتبار سے بھی اور قوت و سلطنت کے لحاظ سے بھی۔ ☆☆☆

الحمد للہ سورۂ صف کی تفسیر مکمل ہوئی

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ جمعہ مدینہ میں نازل ہوئی اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ

سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں (قالاً یا حالاً) اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں جو کہ

الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

بادشاہ ہے (عیبوں سے) پاک ہے، زبردست ہے حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں ان ہی کی قوم میں سے (یعنی عرب میں سے)

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق وَ

ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور انکو (عقائد باطلہ و اخلاق ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں اور انکو کتاب اور دانشمندی

اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ② وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا

(کی باتیں) سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ کی بعثت کے) پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے۔ اور (علاوہ ان موجودین کے) دوسروں کیلئے

يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

بھی ان ہی سے جو ہنوز ان میں شامل نہیں ہوئے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ یہ رسول کے ذریعہ سے گمراہی سے نکل کر ہدایت کیطرف آنا) خدا کا فضل ہے

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④

وہ فضل جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

عرب کی حالتِ زار

ان آیات میں اہلِ عرب کو: اُمِّیِّین: فرمایا گیا ہے، یعنی ان پڑھ کیونکہ یہ لوگ بڑھے لکھے نہ تھے، صرف کچھ لوگ معمولی پڑھنا لکھنا جانتے تھے، جہالت و گمراہی نے انہیں ہر طرف سے گھیر رکھا تھا، شرک و بت پرستی قتل و غارت گری میں بری طرح بتلا تھے، اور غضب یہ کہ اس طرح کی تمام خرافات میں بتلا ہونے کے باوجود اپنے آپکو دین ابراہیمی کا پیروکار بتلاتے تھے۔

غرضیکہ پوری قوم کھلی گمراہی میں بتلا تھی (سوائے کچھ حضرات کے جو توحید پر قائم تھے) ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک عظیم رسول ان میں نازل فرمایا، جو انہیں میں سے تھا، اور وہ بھی امی تھا، بس یہ اللہ کی قدرت کاملہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی تھا کہ ایک امی رسول نے ایسی جاہل و گمراہ قوم کو علوم و معارف کی اعلیٰ بلندیوں تک پہنچا دیا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو قرآن کریم پڑھ، پڑھ کر سنایا اور انکو ہر طرح کی گندگی سے پاک وصاف فرمایا، اسمیں جسم ولباس وغیرہ کی ظاہری پاکی وصفائی بھی داخل ہے اور عقائد واعمال، اخلاق وعادات کی پاکیزگی بھی، اور حضور ﷺ نے انکو کتاب وحکمت کی تعلیم دی، کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور حکمت سے مراد تعلیمات وہدایات ہیں، جو آپ ﷺ نے اپنے قول وفعل سے امت کو سکھائیں، اسی لئے حضراتِ مفسرینؒ نے حکمت سے مراد سنت لیا ہے، حاصل یہ کہ آپ نے امت کو کتاب وسنت کی تعلیمات سے سرفراز فرمایا۔

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ: اور ان موجودہ لوگوں کے علاوہ آپ ﷺ ان لوگوں کیلئے بھی رسول ہیں جو قیامت تک اسلام میں داخل ہونے والے ہیں، وَّاٰخَرِيْنَ: کی ایک تفسیر عجمی لوگوں سے بھی کی گئی ہے، جیسا کہ حضرت مجاہد کا قول ہے چنانچہ بخاری ومسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی، جب حضور ﷺ نے: وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ الخ: تلاوت فرمائی تو ہم میں سے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: وَّاٰخَرِيْنَ: سے کون لوگ مراد ہیں، آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا، اس شخص نے دو یا تین مرتبہ یہی سوال کیا، تو حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر اپنا دست مبارک رکھکر فرمایا، اگر ایمان ثریا ستارہ کے بلندی، یعنی آسمان پر بھی ہوگا، تو سلمان فارسی کی قوم کے کچھ لوگ ایمان کو وہاں سے لے آئیں گے، اور ایک روایت میں یوں آیا ہیکہ اگر دین ثریا کے پاس بھی ہوگا، تب بھی اہلِ فارس میں سے کوئی شخص وہاں جا پہنچے گا اور دین کو حاصل کرلے گا۔

علامہ جلال الدین سیوطی شافعیؒ وغیرہ اکابرین نے تسلیم کیا ہیکہ اس پیشین گوئی کے بڑے مصداق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نور اللہ مرقدہٗ ہیں۔

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ: سے یہ بات بھی واضح ہیکہ محمد عربی ﷺ قیامت تک کے لوگوں کیلئے نبی ہیں، اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ آپ ﷺ جیسے عرب والوں کیلئے نبی ہیں اسی طرح عجم والوں کیلئے بھی نبی ہیں، الغرض پوری دنیا کیلئے آپ نبی ہیں اب محمد عربی ﷺ کے بعد پوری دنیا میں قیامت تک کوئی نبی نہیں آئیگا، آپ نبی آخر الزماں ہیں ☆☆☆

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا

جن لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کا

التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ

حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اُن کی حالت اس گدھے کی سی حالت ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہے۔ (دعرض)

مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵

اُن لوگوں کی بُری حالت ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا جیسے یہود ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو (توفیق) ہدایت (کی) نہیں دیا کرتا۔

توریت میں حضور علیہ ﷺ کی صفات کا ذکر

توریت کے اندر حضور اقدس علیہ ﷺ کی جو صفات آپکی نبوت کی صداقت سے متعلق ذکر کی گئی تھیں انکا تقاضہ یہ تھا کہ یہود رسول اللہ علیہ ﷺ کو دیکھتے ہی آپ پر ایمان لے آتے مگر دنیوی عزت ولالچ کی وجہ سے انہوں نے توریت پر عمل نہ کیا اور آپ پر ایمان نہیں لائے۔

اس آیت میں ان لوگوں کی مذمت و برائی بیان فرمائی گئی ہے، ارشاد ہیکہ ہم نے انکو توریت عطا فرمائی تھی انہوں نے نہ اسکی تعلیمات وہدایات کی کچھ پرواہ کی نہ اسکو محفوظ رکھا، نہ اسپر عمل کیا بس انکی حالت اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لادی گئی ہوں ظاہر ہیکہ گدھا ان کتابوں کے نفع سے محروم ہے بس جو علم پر عمل نہ کرے، وہ مثل گدھے کے کتابوں کا وزن اٹھائے ہوئے ہے، نفع وفائدہ اسے کچھ حاصل نہیں، علماء مفسرینؒ نے لکھا ہیکہ یہی مثال اس عالم دین کی ہے جو اپنے علم پر عمل پیرا نہیں۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ ان لوگوں کی بُری حالت ہے جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا جیسے یہ یہود، کیونکہ انہوں نے ان آیات الٰہی کو جھٹلایا، جو حضور انور علیہ ﷺ کی نبوت کی صداقت پر بیان کی گئی تھیں، بس اللہ ایسے ظالمون کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا جو جان بوجھکر ضد اور عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں کا انکار کریں۔ ☆☆☆

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِیَآءُ

(اور اگر یہ لوگ یہ کہیں کہ ہم باوجود اس حالت کے بھی اللہ کے مقبول ہیں تو) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ ای یہودیو اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم

لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ⑥

بلا شرکت غیرے اللہ کے مقبول (ومحبوب) ہو تو تم (اسکی تصدیق کیلئے) موت کی تمنا کر کے دکھلا) دو اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو

وَ لَا یَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ

اور وہ کبھی اس کی تمنا نہ کرینگے بوجہ (خوف سزا) ان اعمال (کفریہ) کے جو اپنے ہاتھوں سمیٹتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کو خوب اطلاع ہے۔

بِالظّٰلِمِیْنَ ⑦ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ

ان ظالموں (کے حال) کی۔ آپ (ان سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ (موت ایک روز) تم کو آ پکڑے گی۔

ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑧ ع ۸ ۱۱

پھر تم پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے (خدا) کے پاس لے جائے جاؤ گے۔ پھر وہ تم کو تمہارے سب کئے ہوئے کام بتلائیگا (اور سزا دیگا)

یہود کا دعویٰ

یہود کفر ومعاصی اختیار کرنے، اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے، توریت میں تحریف وتبدیل کرنے کے باوجود یہ دعویٰ کرتے تھے، کہ صرف ہم ہی اللہ کے محبوب ہیں ہمارے علاوہ کوئی دوسرا انسان اللہ کا محبوب ومقبول

نہیں اور یہ بھی دعویٰ کرتے تھے صرف ہم ہی جنت میں داخل ہوں گے، ہمارے علاوہ کوئی دوسرا جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

ان آیات میں ارشاد ہیکہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان یہود سے فرما دیجئے اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو، کیونکہ جنت اور اسکے عیش و آرام مرنے کے بعد ہی مل سکتے ہیں، اسی کے ساتھ قرآن کریم نے بطور پیشین گوئی یہ بھی فرمادیا کہ یہ یہود موت کی کبھی بھی تمنا نہیں کرینگے، کیونکہ یہ اپنے ہاتھوں سے اعمالِ بد، کفر و شرک کرکے آخرت میں بھیج چکے ہیں جنکی وجہ سے انکو پورا یقین ہیکہ آخرت میں ہمیں جہنم کے عذاب کے علاوہ کچھ ملنے والا نہیں ہے، بس دنیوی کچھ فائدوں کیلئے یہ اسطرح کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں، ایک حدیث پاک میں ہیکہ اگر اسوقت ان یہودیوں میں سے کوئی بھی موت کی تمنا کرتا تو اسی وقت مرجاتا۔

ان آیات میں ارشاد ہیکہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے یہ بھی فرمادیجئے کہ جس موت سے بچکر تم بھاگ رہے ہو وہ تمکو ایک روز ضرور آدبوچے گی، انجام کار تم اللہ جل شانہٗ کی عدالت میں حاضر کئے جاؤ گے، اور پھر تمہاری ایک ایک حرکت کی تمکو سزا دیجائیگی۔ ☆☆☆

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا نُودِىَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوْمِ

اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز (جمعہ) کے لئے اذان

ٱلْجُمُعَةِ فَٱسْعَوْا۟ إِلَىٰ ذِكْرِ ٱللَّهِ وَذَرُوا۟ ٱلْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد (یعنی نماز و خطبہ) کی طرف (فوراً) چل پڑا کرو اور خرید و فروخت (اور اسی طرح دوسرے مشاغل جو

إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾ فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُوا۟ فِى

چلنے سے مانع ہوں) چھوڑ دیا کرو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تمکو کچھ سمجھ ہو (کیونکہ اسکا نفع باقی ہے اور بیع وغیرہ کا فانی) پھر جب نماز (جمعہ) پوری

ٱلْأَرْضِ وَٱبْتَغُوا۟ مِن فَضْلِ ٱللَّهِ وَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ كَثِيرًا

ہوچکے تو (اسوقت تمکو اجازت ہے کہ) تم زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو اور (اسمیں بھی) اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٠﴾

تاکہ تم کو فلاح ہو

نمازِ جمعہ کی اہمیت

ان آیات میں ارشاد ہیکہ اے مومنو! جمعہ کے دن جب جمعہ کی اذان دی جائے، تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو یعنی نماز و خطبہ کیلئے مسجد کی طرف چلنے کا اہتمام کرو، دوڑنے سے مراد بھاگنا نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کیلئے بھاگتے ہوئے آنے سے منع فرمایا ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیکہ جب نماز کیلئے آؤ تو سکون اور وقار کیساتھ آؤ: وَذَرُوا الْبَيْعَ: اور خرید و فروخت بند کردو جمعہ کی اذان اول کے بعد خرید و فروخت کرنا حرام ہے، اس آیت میں صرف لفظ بیع کہنے پر اکتفا کیا گیا ہے اگرچہ لفظ بیع کا اطلاق خرید و فروخت دونوں پر ہوتا ہے، مگر

اس میں اسطرف اشارہ ہیکہ جب فروخت کرنا بند کردیا جائے گا، تو خریدنا خود بخود بند ہوجائیگا، اور اسکا انتظام بھی آسان ہیکہ دکانیں بند کردی جائیں تو خریداری خود بخود بند ہوجائیگی۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ اے مومنو! جب تم نماز جمعہ سے فارغ ہوجاؤ تو اب زمین میں چلو پھرو اور روزی تلاش کرو، مطلب یہ کہ نماز جمعہ سے پہلے جو ممانعت تھی، اب اسکی اجازت ہوگئی ہے، اس اجازت کے ساتھ یہ ہدایت بھی فرمائی گئی ہیکہ اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو، یعنی ایسا نہ ہو کہ تم دنیوی مشاغل میں ایسے منہمک ہوجاؤ کہ ضروری احکام وعبادات بھی بھول جاؤ۔ خرید وفروخت میں جائز وناجائز کو یاد رکھو، نماز کا وقت آئے تو اسکو فوراً ادا کرو، وغیرہ، اگر ان چیزوں کا خیال کرکے روزی تلاش کروگے تو تمہیں کامیابی ملے گی، بعض سلف صالحین نے فرمایا ہیکہ جو شخص نماز جمعہ کے بعد خرید و فروخت کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ستّر حصے برکت نازل فرماتے ہیں۔ ☆☆☆

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا

اور (بعضے لوگوں کا یہ حال ہے کہ) وہ لوگ جب کسی تجارت یا مشغولی کی چیز کو دیکھتے ہیں تو وہ

وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ

اسکی طرف دوڑنے کے لئے بکھر جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ جو چیز (از قسم قرب و ثواب) خدا کے پاس ہے وہ ایسے مشغلہ

التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١﴾

ع ۲ ۱۲

اور تجارت سے بدرجہا بہتر ہے اور اللہ سب سے اچھا روزی پہنچانے والا ہے۔

واقعۂ شانِ نزول

ایک مرتبہ جناب نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ملک شام سے دحیہ بن خلف کلبی کا تجارتی قافلہ آپہنچا یہ قافلہ ضروریات کی تقریباً تمام ہی چیزیں رکھتا تھا، چنانچہ اعلان کیلئے شہر میں نقارہ بجنے لگا نقارے کی آواز سنکر مسجد سے لوگ نکل پڑے صرف بارہ حضرات بیٹھے رہے، جن میں خلفاء راشدین بھی تھے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر یہ حضرات بھی چلے جاتے تو پورا مدینہ عذاب کی آگ سے بھڑک اٹھتا۔

اس وقت خطبہ نماز جمعہ کے بعد دیا جاتا تھا، جیسے اب عیدین کا خطبہ نماز عیدین کے بعد دیا جاتا ہے اس واقعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے دینے کا معمول بنالیا تھا جو آج تک جاری ہے، اور اب یہی طریقہ سنت ہے۔

بہر حال یہ واقعہ پیش آنے پر یہ آیت نازل ہوئی جسمیں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو جمعہ کا خطبہ چھوڑ کر تجارتی قافلہ کیطرف متوجہ ہوگئے تھے، انسے فرمایا جارہا ہیکہ جو چیز اللہ کے پاس ہے یعنی ثواب، جنت، اللہ کا قرب وغیرہ وہ بہتر ہے اس لہولعب یعنی نقارہ وڈھول وغیرہ کی آواز سے اور اس دنیوی مال سے جو تم خریدنے گئے تھے، اور یاد رکھو روزی اللہ کے قبضہ میں ہے وہی بہترین روزی دینے والا ہے ☆☆☆ الحمدللہ سورۂ جمعہ کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ منافقون مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس میں گیارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ

جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور

يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ ①

تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (اسمیں تو انکے قول کی تکذیب نہیں کی جاتی) اور (باوجود اسکے) اللہ تعالی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین

اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ

(اس کہنے میں) جھوٹے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو (اپنی جان و مال بچانے کے لئے) سپر بنا رکھا ہے۔ پھر یہ لوگ (دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ سے روکتے

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ② ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى

ہیں بیشک انکے یہ اعمال بہت ہی برے ہیں۔ (اور ہمارا یہ کہنا کہ انکے اعمال بہت برے ہیں) اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ (اول ظاہر میں) ایمان لے آئے

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ③ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ

پھر (کلمات کفریہ کہہ کر) کافر ہوگئے سو انکے دلوں پر مہر کردی گئی تو یہ (حق بات کو) نہیں سمجھتے۔ اور (جب آپ انکو دیکھیں تو (شان و شوکت ظاہری

وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ

کی وجہ سے) انکے قد و قامت آپکو خوشنما معلوم ہوں۔ اور اگر یہ باتیں کرنے لگیں تو آپ انکی باتیں سن لیں۔ گویا یہ لکڑیاں ہیں جو (دیوار کے) سہارے لگائی

يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ

ہوئی (کھڑی) ہیں ہر غل پکار کو (خواہ وہ کسی وجہ سے ہو) اپنے اوپر (پڑنے والی) خیال کرنے لگتے ہیں۔ یہی لوگ (تمہارے پورے) دشمن ہیں آپ

اللّٰهُ ۫ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ④

ان سے ہوشیار رہیئے خدا انکو غارت کرے (دین حق سے) کہاں پھرے چلے جاتے ہیں

منافقین کی فریب کاریاں

ان آیات میں ارشاد ہیکہ منافقین جب آپ کے پاس آتے تو کہتے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، مگر اللہ فرما رہا ہیکہ منافقین جھوٹے ہیں صرف زبان سے آپ کو رسول اللہ کہہ رہے ہیں دل سے اسکا یقین نہیں رکھتے، اور اس طرح سے جھوٹی قسم کھا کر حقیقت میں انکا مقصد مجاہدین اسلام کے ہاتھوں سے اپنی جان و مال کو محفوظ رکھنا ہے اور انکی حالت یہ ہیکہ مسلمانوں اور اسلام میں طرح طرح کے عیب نکال کر دوسرے لوگوں کو ایمان قبول کرنے سے روکتے ہیں، وہ لوگ انکو مسلمان سمجھ کر دھوکہ کھا جاتے ہیں اور ایمان قبول نہیں کرتے۔

اور ان منافقین کا یہ حال ہیکہ مسلمانوں کے سامنے زبان سے ایمان لائے اور پھر اپنے کافر ساتھیوں میں جا کر دل سے کفریہ کلمات کہہ کر کافر ہی رہے۔ اور اسطرح ظاہر میں مسلمان بنکر کافروں جیسے کام کیئے، اس دغابازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انکے دلوں پر مہر لگ گئی، جس کیوجہ سے اب ایمان وخیر انکے دلوں میں داخل ہونے کی قطعاً گنجائش نہیں رہی، ظاہر ہے ایسی حالت میں پہنچنے کے بعد ان سے دین سمجھنے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے، الغرض انکے دل بالکل سیاہ ہو چکے ہیں ہاں انکے جسم گورے اور خوشنما ہیں، اور گفتگو بھی فصیح و بلیغ اور لچھے دار کرتے ہیں چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا منافقوں کا سردار بڑا قد آور اور فصیح اللسان تھا، جب وہ بات کرتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی بات سنتے تھے۔

بہر حال یہ منافقین ظاہر میں بڑی ڈیل ڈول والے ہیں مگر اندر سے بالکل کھوکھلے ہیں، یعنی علم و معرفت اور ایمان سے بالکل خالی ہیں بس یہ مثل کھوکری لکڑی کے ہیں جو دیوار کے سہارے کھڑی ہے، اور یہ منافقین ایسے بزدل ہیں کہ انکو ہر وقت یہی ڈر لگا رہتا ہے کہیں انکا نفاق ظاہر نہ ہو جائے، جس کے پیچھے انکے بڑے سنگین جرم چھپے ہوئے ہیں اور پھر انکو ان سنگین جرم کی وجہ سے قتل کر دیا جائے، تعجب ہے ان منافقین پر کہ ایمان کی روشنی اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد بھی کفر کی تاریکی کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ ☆☆☆

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آؤ

اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ⑤

تمہارے لئے رسول اللہ استغفار کریں تو وہ اپنا سر پھیر لیتے ہیں اور آپ انکو دیکھیں گے کہ وہ انکار اور استغفار سے تکبر کرتے ہوئے بے رخی کرتے ہیں۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ

(جب انکے کفر کی یہ حالت ہے، تو) انکے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں خواہ ان کے لئے آپ استغفار کریں یا انکے لئے استغفار نہ کریں اللہ تعالٰی انکو ہرگز

اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑥

نہ بخشے گا۔ بےشک اللہ تعالٰی ایسے نافرمان لوگوں کو (توفیق) ہدایت (کی) نہیں دیتا۔

منافقین کے جھوٹے دعوے

ان منافقین کے دعووں اور قسموں کا جھوٹا ہونا اس سورۃ منافقون میں واضح کردیا گیا، انکا نفاق کھل کر مسلمانوں کے سامنے آگیا، تو ازراہِ شفقت کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انسے کہا ابھی بھی وقت ہے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے تمام جرموں کا اقرار کر کے اپنے لئے استغفار کی درخواست کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادینگے، اسپر یہ منافقین تکبر کیساتھ سر ہلانے لگے اور روگردانی واعراض کرنے لگے، بس ایسے سرکش لوگوں کو ہدایت کی توفیق نہیں ملتی، اور نہ ہی ایسے بدبخت فاسقوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا کچھ نفع دیگا۔ ☆☆☆

هُمُ الَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ لَا تُنۡفِقُوۡا عَلٰى مَنۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنۡفَضُّوۡا

یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس (جمع) ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جاوینگے

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰـكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ

اور (ان کا یہ کہنا جہل محض ہے کیونکہ) اللہ ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں کے اور زمین کے ولیکن منافقین

لَا يَفۡقَهُوۡنَ ۞۷ يَقُوۡلُوۡنَ لَئِنۡ رَّجَعۡنَاۤ اِلَى الۡمَدِيۡنَةِ لَيُخۡرِجَنَّ

سمجھتے نہیں ہیں (اور) یہ لوگ (کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے

الۡاَعَزُّ مِنۡهَا الۡاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ وَلِرَسُوۡلِهٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ

ذلت والے کو باہر نکال دے گا۔ اور (یہ کہنا جہل محض ہے بلکہ) اللہ ہی کی ہے عزت (بالذات) اور اسکے رسول کی (بواسطہ تعلق مع اللہ

ع ۱ ۸ ۱۴ لٰـكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۞۸

کے) اور مسلمانوں کی (بواسطہ تعلق مع اللہ والرسول کے) ولیکن منافقین جانتے نہیں۔

واقعہ شانِ نزول

غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی پر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو گیا، انمیں ایک انصاری تھے، دوسرے مہاجر اور دونوں نے اپنی اپنی مدد کیلئے انصار و مہاجرین کو پکارا، انصار نے انصار کو اور مہاجرین نے مہاجرین کو، جب یہ خبر منافقوں کے سردار ابنِ اُبی کو پہنچی تو اسنے انصار کو اسپر بھڑکانا چاہا، اور انسے کہا اگر ہم ان مہاجرین کو اپنے شہر میں پناہ نہ دیتے اور انکا خرچ نہ اٹھاتے تو یہ لوگ یہاں جم نہ پاتے بس اب مدینہ پہنچکر ہم عزت والے ان ذلیل و کمزور لوگوں یعنی مہاجرین اور نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے باہر نکال دیں۔

ایک صحابی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر بتلادیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ اُبی وغیرہ منافقوں کو بلا کر تحقیق کی تو انہوں نے قسمیں کھا کر انکار کردیا، اور کہا زید نے ہم سے دشمنی کی وجہ سے جھوٹ یہ باتیں کہیں ہیں۔ اسپر یہ آیات نازل ہوئیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زید اللہ نے تجھے سچا کہا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب دیا ہیکہ یہ بے وقوف منافق یوں سمجھ رہے ہیں کہ ان مہاجرین کے کھانے پینے وغیرہ کی ضروریات ہم پورا کررہے ہیں، حالانکہ آسمان وزمین کے تمام خزانے ہمارے قبضہ میں ہیں، کیا جولوگ اللہ کی خوشنودی کیلئے اسکے محبوب رسول کی خدمت میں رہتے ہیں ہم انکی ضروریات پوری نہیں کرینگے؟ یہ لوگ جوکچھ بھی خرچ کررہے ہیں وہ ہماری توفیق ہی سے کررہے ہیں۔

اور منافقین کا یہ کہنا کہ عزت والے ذلت والوں کو مدینہ سے نکالیں گے تو انہیں سمجھ لینا چاہئے اگر ایسا ہوا تو اے منافقوں تمہیں ہی شہر چھوڑنا پڑیگا، کیونکہ عزت والے تو اللہ کے رسول اور مسلمان ہیں، بس یہ حقیقت اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی ابنِ اُبی منافق کو دکھادی کون عزت والا ہے اور کون ذلت والا، چنانچہ اس منافق کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو ایمان کی دولت سے مشرف ہوچکے تھے، کو جب اس گھناؤنے واقعہ کا علم ہوا تو فوراً ہی تلوار نکال کر اپنے باپ سے کہنے لگے جب تک تو اقرار نہیں کریگا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں اور تو ذلت والا ہے، تب تک تجھ کو نہ زندہ چھوڑونگا اور نہ ہی مدینہ میں داخل ہونے دونگا، آخر ابن ابی منافق نے سب کے سامنے اقرار کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں اور میں ذلت والا ہوں۔ ☆☆☆

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ
اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور

اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ
اولاد (مراد اس سے مجموعۂ دنیا ہے) اللہ کی یاد (اور اطاعت) سے (مراد اس سے مجموعۂ دین ہے) غافل نہ کرنے پاویں۔ اور جو ایسا کرے گا

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ
ایسے لوگ ناکام رہنے والے ہیں۔ اور (منجملہ طاعات کے ایک طاعت مالیہ کا حکم کیا جاتا ہے کہ) ہمنے جو کچھ تمکو دیا ہے اسمیں سے

اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ
(حقوقِ واجبہ) اس سے پہلے پہلے خرچ کرلو کہ تم میں سے کسی کی موت آکھڑی ہو پھر وہ (بطور تمنا و حسرت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھکو اور تھوڑے

قَرِيْبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ
دنوں کیوں مہلت نہ دی گئی کہ میں خیر خیرات دے لیتا اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہوجاتا۔ اور اللہ تعالیٰ کسی شخص کو جبکہ اسکی

نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَاؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱ ع ۲ ۱۴
میعاد (عمر کی ختم ہونے پر) آجاتی ہے ہرگز مہلت نہیں دیتا۔ اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی پوری خبر ہے (ویسی ہی جزا کے مستحق ہوگے)

آخرت سے غفلت کا نتیجہ اس سورت کے شروع میں منافقین کی جھوٹی قسموں اور فریب کاریوں کا ذکر تھا اور یہ سب نتیجہ تھا دنیا کی محبت کو اپنے اوپر غالب کر لینے اور آخرت سے غافل ہو جانے کا، اب ان آیات میں مسلمانوں کو ہوشیار کیا جارہا ہیکہ تم مال و اولاد اور دنیا کی محبت میں پھنس کر اللہ کی اطاعت اور آخرت سے غافل مت ہو جانا، مال و اولاد اور دنیا میں اس درجہ مشغول رہنے کی تو اجازت ہے جس سے آدمی اللہ کے ذکر وطاعت سے غافل نہ ہو اور اگر انکی محبت میں اسقدر پھنس جائے کہ فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہی ہونے لگے یا حرام ومکروہات میں مبتلا ہو جائے تو اس سے متعلق ان آیات میں فرمایا گیا ہیکہ ایسا شخص بڑا ہی ٹوٹے اور خسارے میں ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہیکہ اے لوگوں اپنی موت سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرلو، موت کا وقت آجانے کے بعد کسی کو مہلت نہیں ملتی، اسوقت تمہارا یہ تمنا کرنا بیکار ہوگا، کہ اگر مجھے کچھ مہلت مل جاتی تو میں اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کر کے نیک لوگوں میں سے ہو جاتا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمنا کرنا مرنے کے بعد میدانِ حشر میں ہوگا، کہ اگر مجھے پھر سے دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو میں راہِ خدا میں خوب مال خرچ کرونگا، اور نیک وصالح بنکر آؤنگا۔ ☆☆☆

الحمد للہ سورۂ منافقون کی تفسیر مکمل ہوئی

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ تغابن مدینہ میں نازل ہوئی اسمیں اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَ

سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اللہ کی پاکی (قالاً یا حالاً) بیان کرتی ہیں۔ اسی کی سلطنت ہے اور

لَهُ الْحَمْدُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

وہی تعریف کے لائق ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا سو

فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ②

رہا جو واسکے بعد بھی تم میں بعضے کافر ہیں اور بعضے مومن ہیں۔ اور اللہ تعالٰے تمہارے اعمال (ایمانیہ وکفریہ) کو دیکھ رہا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ

اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا۔ اور اسی کے

وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝٣ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ

اور (سب کو) اسی کے پاس لوٹنا ہے۔ وہ سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سب چیزوں کو

مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝٤

جانتا ہے جو تم پوشیدہ کرتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ دلوں تک کی باتوں کا جاننے والا ہے

مستحقِ بندگی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کے بعد ارشاد ہیکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اور اے انسانوں اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے، اسکا تقاضہ یہ تھا کہ تم سب ایمان لے آتے، مگر تم میں سے کچھ کافر ہیں اور کچھ مومن، بس جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسکو بھی خوب جانتا ہے، اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسکو بھی خوب جانتا ہے، اور یاد رکھو کہ ایک دن مر کر تمہیں اللہ ہی کے دربار میں حاضر ہونا ہے، اسوقت ہر ہر بات کا تم سے حساب لیا جائیگا۔ ☆☆☆

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوا وَبَالَ

کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے (تم سے) پہلے کفر کیا۔ پھر انہوں نے اپنے (ان) اعمال کا وبال

أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝٥ ذٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَتْ تَّأْتِيهِمْ

(دُنیا میں بھی) چکھا اور (اسکے علاوہ آخرت میں بھی) ان کیلئے عذاب دردناک ہونیوالا ہے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ ان لوگوں کے پاس ان کے پیغمبر

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا ۫ فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوْا

دلائل واضحہ لے کر آئے تو ان لوگوں نے (ان رسولوں کی نسبت) کہا کہ کیا آدمی ہمکو ہدایت کرینگے۔ غرض انہوں نے کفر کیا اور اعراض کیا

وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝٦

اور خدا نے (بھی انکی کچھ) پرواہ نہ کی اور اللہ (سب سے) بے نیاز (اور) ستودہ صفات ہے۔

انبیاءؑ کو جھٹلانیکا انجام

ان آیات میں مکہ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے، کیا تمہیں ان لوگوں (یعنی قوم عاد و ثمود وغیرہ) کے متعلق معلوم نہیں جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا تھا، انکا کیا انجام ہوا انکو دنیا میں کیسی سزائیں دی گئیں اور آخرت میں انکے لئے کیسا دردناک عذاب ہے، اور یہ دردناک عذاب انہیں اس جرم میں دیا جائیگا، کہ اللہ نے اپنے رسول انکے پاس بھیجے، ان رسولوں نے اللہ کی وحدانیت اور اللہ کے مستحقِ بندگی ہونے کی دعوت دی اور اپنی نبوت کی صداقت پر واضح دلائل اور معجزات پیش کیے مگر ان بدبختوں نے سب باتوں کا انکار کر دیا اور یہ کہہ کر اللہ کے رسول کو جھٹلا دیا کیا ہماری ہدایت واصلاح ہمارے ہی جیسا ایک انسان کریگا، یعنی انسان رسول نہیں ہوسکتا بس انہوں نے اعراض کیا اور کفر ہی پر جمع رہے تو اللہ نے بھی انکی پرواہ نہیں کی اللہ تو ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ ☆☆☆

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ

یہ کافر (مضمون عذاب آخرت کو سن کر) یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ

لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ

وہ ہرگز دوبارہ زندہ نہ کئے جاوینگے۔ آپ کہہ دیجئے کیوں نہیں واللہ ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے پھر جو جو کچھ تم نے کیا ہے تمکو

وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۷ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ

سب جتلادیا جاوے گا (اور اس پر سزا دی جاویگی) اور یہ بعث (و جزا) اللہ تعالیٰ کو بالکل آسان ہے۔ سو تم (کو چاہیئے کہ) اللہ پر اور اسکے رسول پر اور

اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۸ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ

اس نور پر (یعنی قرآن پر) کہ ہمنے نازل کیا ہے ایمان لاؤ۔ اور اللہ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔ (اور اس دن کو یاد کرو) کہ جس دن

ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ

تم سبکو ایک جمع ہونے کے دن جمع کریگا یہی دن ہے سود و زیاں کا اور (بیان اس کا یہ ہے کہ) جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہوگا اور نیک کام کرتا ہوگا اللہ تعالیٰ

عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اسکے گناہ دور کر دے گا اور اسکو جنت کے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا

ع ۱۰ وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۰

۱۵ اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا یہ لوگ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے

ہر انسان کو دوبارہ زندہ ہونا پڑیگا

ان آیات میں ارشاد ہیکہ مکہ کے کافرین و مشرکین دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مرنے کے بعد ہرگز زندہ نہیں کئے جائیں گے بس اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے کہہ دیجئے میرے رب کی قسم تم ضرور زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے پھر تم سے دنیا میں کئے ہوئے کاموں کے متعلق

اقوال وتحقیق :يَوْمُ التَّغَابُنُ :یعنی خسارہ کا دن یوم التغابن قیامت کا نام ہے، اور اسکی وجہ یہ ہیکہ قیامت کے دن کفار و فجار کو تو نقصان و خسارہ کا احساس ہوگا ہی، کہ ہم کفر اور اعمالِ بد کر کے مستحق جہنم ہوئے، یہ احساس جنتیوں کو بھی ہوگا کہ ہمنے دنیا میں اپنا جو وقت جائع کیا اگر ہم اسمیں بھی اعمالِ صالحہ، ذکر و اذکار کرتے تو آج ہمیں جنت میں اور زیادہ بلند مقام نصیب ہوتا، اور زیادہ عیش و آرام کا سامان ملتا، یہ تفسیر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور بہت سے مفسرینؒ سے منقول ہے۔ محمد یعقوب

باز پرس کی جائیگی، اور سزا دی جائیگی، اور یاد رکھو دوبارہ زندہ کر کے تم سے باز پرس کرنا اللہ کیلئے کچھ مشکل نہیں بالکل آسان ہے۔

بس سمجھ داری یہ ہیکہ تم اسطرح کے دعوے چھوڑ کر اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اسکی کتاب قرآن کریم پر ایمان لے آؤ اور خوب سمجھ لو جو شخص ایمان قبول کر کے نیک اعمال کریگا اللہ تعالیٰ اسکے گناہ معاف فرما دیگا، جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہیکہ ایمان قبول کرنے سے زمانۂ کفر کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ایسے صالح مومن کو اللہ تعالیٰ جنت کے ایسے باغات میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی، اور یہ حضرات اسمیں ہمیشہ رہینگے، بلاشبہ اصل کامیابی یہی ہیکہ دنیا میں ایمان و اعمال صالحہ کی توفیق مل جائے، اور مرنے کے بعد اللہ کی رضا و جنت حاصل ہو جائے، اور جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا انکو دوزخ میں ڈال دیا جائیگا، جسمیں یہ ہمیشہ پڑے رہیں گے بلاشبہ دوزخ برا ٹھکانا ہے۔ ☆☆☆

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ

کوئی مصیبت　بدون حکم خدا کے　نہیں　آتی　اور جو شخص اللہ

يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑪ وَاَطِيْعُوا

پر (پورا) ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو (صبر و رضا کی) راہ دکھا دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔　اور

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ

(خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر امر میں جس میں مصائب بھی داخل ہیں) اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور اگر تم (اطاعت سے) اعراض کرو گے تو (یاد رکھو کہ)

الْمُبِيْنُ ⑫ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑬

ہمارے رسول کے ذمہ تو صاف صاف پہنچا دینا ہے۔　اللہ کے سوا کوئی معبود بننے کے قابل نہیں　اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر (مصائب وغیرہ میں) بھروسہ رکھنا چاہیئے

ہر چیز اللہ کے حکم کے تابع ہے

ان آیات میں ارشاد ہیکہ کوئی بھی مصیبت و پریشانی حکمِ خداوندی کے بغیر نہیں آتی مشیت الٰہی کے بغیر نہ کوئی کسی کو راحت پہنچا سکتا ہے نہ تکلیف، مشیت الٰہی کے بغیر کوئی ذرہ نہیں ہل سکتا، بس یہ یقین کر کے صبر کرنا چاہئے، اور اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہئے اور جو شخص اللہ پر پورا پورا ایمان و یقین رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکے دل کو صبر اور رضا کی راہ دکھا دیتے ہیں، یعنی اسکے لئے سخت سے سخت پریشانی کو برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے، اور دل مطمئن ہو جاتا ہے۔

اسکے بعد اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا حکم ہے کہ رسول جس بات کا تمکو حکم دیں اسپر عمل کرو اور جس کام سے روکیں اس سے رک جاؤ اگر تم ایسا نہیں کروگے، تو اسکا خمیازہ خود ہی بھگتو گے، ہمارے رسول کے ذمہ صرف دین کی تعلیمات پہنچانا تھیں جو وہ پہنچا چکے، اب اگر تم ان تعلیمات پر عمل نہیں کروگے تو خود ذمہ دار ہوگے، اور خود تمہیں اسکی سزا بھگتنا پڑیگی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

لے ایمان والو　تمہاری بعض بیبیاں　اور اولاد تمہارے (دین کی) دشمن ہیں سو تم ان سے ہوشیار

فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

رہو (اور انکے ایسے امر پر عمل مت کرو) اور اگر تم معاف کردو اور درگذر کرجاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ (تمہارے گناہوں کا) بخشنے والا اور

رَّحِيْمٌ ⑭ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ

تمہارے حال پر رحم کرنے والا ہے۔ تمہارے اموال اور اولاد بس تمہارے لئے ایک آزمائش کی چیز ہے اور (جو شخص ان میں پڑکر اللہ کو یاد رکھے گا تو)

عَظِيْمٌ ⑮ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا

اللہ کے پاس (اسکے لئے) بڑا اجر ہے۔　تو جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہو　اور (اسکے احکام کو) سنو اور مانو اور (بالخصوص مواقع

خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑯

حکم میں (خرچ (بھی) کیا کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا　اور جو شخص نفسانی حرص سے محفوظ رہا - ایسے ہی لوگ (آخرت میں) فلاح پانے والے ہیں

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

اگر تم اللہ کو اچھی طرح (یعنی خلوص کے ساتھ) قرض دوگے تو وہ اسکو تمہارے لئے بڑھاتا چلا جاوے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا - اور

ع ۲ ۸ ۱۶ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ⑰ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑱

اللہ بڑا قدر دان ہے (کہ عمل صالح کو قبول فرماتا ہے) اور بڑا بردبار ہے - پوشیدہ اور ظاہر (اعمال) کا جاننے والا ہے (اور) زبردست ہے، (اور) حکمت والا ہے۔

واقعۂ شانِ نزول

ترمذی شریف میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرمانے کے بعد مکہ معظمہ میں کچھ مرد ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کرنا چاہی، تو انکے بیوی بچے رکاوٹ بنے کہ آپ مسلمان ہوگئے ہمنے اسپر صبر کیا اب ہمیں چھوڑ کر مدینہ جارہے ہیں ہم اسکو کسی طرح بھی برداشت نہیں کرینگے، غرضیکہ بیوی بچوں کے فریاد کرنے پر ان حضرات نے ہجرت کا ارادہ چھوڑ دیا اور یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مکہ معظمہ سے ہجرت کرنا ہر مسلمان پر فرض تھا، اسپر یہ آیت: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ الخ: نازل ہوئی، جسمیں فرمایا گیا ہیکہ اے ایمان والوں تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہارے دین کی دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہو، کیونکہ یہ تمکو اپنے دنیوی فائدہ کیلئے ایسی بات پر آمادہ کرتے ہیں جس میں تمہاری آخرت کا نقصان ہے۔

بہر حال جب ان حضرات کو اپنی غلطی اور اخروی نقصان پر تنبیہ ہوئی تو انہوں نے ارادہ کیا آئندہ اسطرح کے دینی معاملہ میں بیوی بچوں کے ساتھ سختی سے نمٹیں گے، اسپر یہ آیت: وَاِنْ تَعْفُوْا الخ: نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا ہیکہ

اگر چہ ان بیوی بچوں نے تمہارے ساتھ دشمن کا سا معاملہ کیا ہے، کہ ہجرت جیسے اہم فرض میں رکاوٹ بنے، مگر تم انکے ساتھ سختی وسزا کا معاملہ مت کرنا بلکہ عفو ودرگذر اور معافی کا معاملہ کرنا، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اللہ تعالیٰ بخشنے والے اور مہربان ہیں، اور اسی کو پسند کرتے ہیں، بس تم بھی اپنے ان بیوی بچوں کے ساتھ بخشش ومہربانی کا معاملہ کرو، علما نے اسی آیت سے استدلال کیا ہیکہ اگر بیوی بچوں سے کوئی کام خلافِ شرع بھی ہو جائے تو انسے بیزار ہونا، بغض رکھنا اور بددعا کرنا مناسب نہیں۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ اللہ تعالیٰ مال واولاد کے ذریعہ آزمائش کرتا ہے کہ کون ہے جو انکی محبت وفکر میں پھنس کر ہمارے احکامات وفرائض سے غفلت اختیار کرتا ہے، اور کون ہے جو انکی محبت کو شرعی حدود میں رکھتے ہوئے احکام وفرائض ادا کرتا ہے بس جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور اسکے احکامات پر عمل کرتے رہو اور اپنا پاکیزہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اسکے بدلہ اللہ تعالیٰ تمکو کئی گنا زیادہ عطا فرمائے گا، اور تمہارے گناہ بھی بخش دیگا۔ ☆☆☆

الحمدللہ سورۂ تغابن کی تفسیر مکمل ہوئی

سُوْرَۃُ الطَّلَاقِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اِثْنَتَا عَشْرَۃَ اٰیَۃً وَّفِیْھَا رُکُوْعَانِ

سورۂ طلاق مدینہ میں نازل ہوئی ہیں۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ وَاَحْصُوا

اے پیغمبر (آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) جب تم لوگ (اپنی) عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انکو (زمانہ) عدت (یعنی حیض) سے پہلے (یعنی طہر میں)

الْعِدَّۃَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِھِنَّ وَلَا

طلاق دو اور تم عدت کو یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے، ان عورتوں کو انکے رہنے کے گھروں سے مت نکالو (کیونکہ سکنیٰ مطلقہ

یَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ؕ وَتِلْکَ حُدُوْدُ

کا مثل منکوحہ کے واجب ہے) اور نہ وہ عورتیں خود نکلیں۔ مگر ہاں کوئی کھلی بیحیائی کریں تو اور بات ہے۔ اور یہ سب خدا کے مقرر کیے ہوئے احکام

اللّٰہِ ؕ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ ؕ لَا تَدْرِیْ

ہیں۔ اور جو شخص احکامِ خداوندی سے تجاوز کرے گا (مثلاً اس عورت کو گھر سے نکال دیا) اس نے اپنے اوپر ظلم کیا تجھ کو خبر نہیں

لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا ۝۱ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَھُنَّ

شاید اللہ تعالیٰ بعد اس (طلاق دینے) کے کوئی نئی بات (تیرے دل میں) پیدا کردے (مثلاً طلاق پر ندامت ہو تو رجعی میں اس کا تدارک ہو سکتا)

فَاَمْسِکُوْھُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْھُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْھِدُوْا ذَوَیْ

پھر جب وہ (مطلقہ) عورتیں اپنی عدت گذرنے کے قریب پہنچ جائیں (تو تم کو دو اختیار ہیں یا تو) ان کو قاعدے کے موافق نکاح میں رہنے دو یا قاعدے

عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ وَ اَقِیۡمُوا الشَّہَادَۃَ لِلّٰہِ ؕ ذٰلِکُمۡ یُوۡعَظُ بِہٖ مَنۡ کَانَ

کے موافق ان کو رہائی دو۔ اور آپس میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ کر لو (کراہو اگر گواہی کی حاجت پڑے تو ٹھیک ٹھیک اللہ کے واسطے (بلا رعایت) گواہی دو۔

یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۬ؕ وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ

اس مضمون سے اس شخص کو نصیحت کیجاتی ہے جو اللہ پر اور یوم قیامت پر یقین رکھتا ہو۔　اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہی اللہ تعالیٰ اسکے لئے (مضرتوں سے)

مَخۡرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ وَ مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ

نجات کی شکل نکال دیتا ہے۔ اور اسکو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اسکا گمان بھی نہیں ہوتا۔　اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو

عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمۡرِہٖ ؕ قَدۡ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا ﴿۳﴾

اللہ تعالیٰ اس (کی اصلاح مہمات) کے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام (جسطرح چاہے) پورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا ایک اندازہ (اپنے علم میں) مقرر کر رکھا ہے

طلاق کا طریقہ

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ الخ : اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر پوری امت سے خطاب فرمایا گیا ہیکہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ سے طلاق دینے کا ارادہ کرلے تو زمانۂ عدت میں طلاق دے یعنی حیض (ماہواری) شروع ہونے سے پہلے طہر (پاکی) کی حالت میں کیونکہ طلاق دی ہوئی عورت کی عدت تین حیض ہے تاکہ اسمیں کچھ کمی نہ آئے اور جب طلاق دیدی جائے تو اب مرد و عورت دونوں کو چاہئے کہ عدت کو یاد رکھیں یعنی اسکے دنوں کا شمار صحیح صحیح کریں، اسمیں غفلت سے کام نہ لیں، اور مردوں کو چاہئے کہ عدت گذارنے کے زمانہ میں عورت جس گھر میں رہ رہی ہے اس سے نہ نکالیں، اور نہ ہی عورت خود اس گھر سے نکلے، کیونکہ یہ حق اسکو شریعت نے دیا ہے، ہاں اگر کھلی بے حیائی کرے مثلاً بدکاری کرے یا چوری کرے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر عورت حد سے زیادہ زبان درازی لعن تعن اور تکرار کرے تو ایسی صورت میں اسکو گھر سے نکال دینا جائز ہے۔ اسکے بعد ارشاد ہیکہ یہ سب شریعت کے مقرر کردہ قانون ہیں جو شخص انکی خلاف ورزی کریگا تو وہ اپنی جان پر ظلم کریگا اسمیں اسی کا نقصان ہے۔

لَا تَدۡرِیۡ الخ : اور اے طلاق دینے والے تجھے خبر نہیں شاید اللہ تعالیٰ طلاق دینے کے بعد تیرے دل میں کوئی نئی بات پیدا کردے مثلاً تجھے طلاق دینے پر ندامت و شرمندگی ہو اور بیوی کی راحتیں یاد آئیں، اور تو بیوی سے رجوع کرلے، اسی لئے فرمایا گیا ہیکہ اگر طلاق دینے کی ضرورت پیش آجائے تو ایسی طلاق دی جائے جسمیں رجوع کیا جائے جسکی مسنون صورت یہ ہیکہ صاف لفظوں میں صرف ایک طلاق دیدے۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ جو عورتیں طلاق رجعی کی عدت گذار رہی ہیں جب انکی عدت کا وقت ختم ہونے کو آئے تو ایک بار ٹھنڈے دل سے غور کرلو کہ نکاح باقی رکھنا ہے یا ختم ہی کرنا ہے، اگر باقی رکھنے کا ارادہ ہو تو زبان سے کہہ دو میں نے اپنی طلاق سے رجوع کرلیا ہے اور اسپر معتبر دو گواہ بھی بنالو گواہ بنانا مستحب ہے، اور گواہوں کو یہ ہدایت فرمائی گئی ہیکہ اگر

قاضی وغیرہ کے سامنے گواہی دینی پڑ جائے تو بالکل سچی گواہی دی جائے اسمیں کسی طرح کی ہیر پھیر نہ کی جائے، اور پھر بیوی پر کوئی احسان نہ جتلاؤ اور اسمیں جو عملی و اخلاقی کمزوری ہے، جو طلاق کا سبب بنی اسپر صبر کرو تا کہ آئندہ پھر حالات خراب نہ ہوں۔

اور اگر نکاح ختم کرنے کا ارادہ ہے تو پھر خوبصورتی کیساتھ حسن اخلاق سے آزاد کردو، اور ایک آدھ کپڑے کا جوڑا بھی دے دو، ان مذکورہ نصیحتوں سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، اگرچہ نصیحتیں سبھی کیلئے ہوتی ہیں۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ اللہ کا ڈر اور خوف اپنے دل میں رکھکر اسکے احکام کی پیروی کی جائے، طلاق ورجوع بھی سنت کے مطابق کیا جائے، جو شخص ایسا کریگا تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ہر مصیبت وپریشانی سے نجات وچھٹکارہ کا راستہ نکال دینگے، اور اسکو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائیں گے جہاں سے اسکو وہم وگمان بھی نہیں، اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کریگا، اللہ تعالیٰ اسکی تمام ضروریات کیلئے کافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے کام کو جسطرح چاہے پورا کرکے رہتا ہے اسنے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے اسی کے مطابق سب کام ہوتے ہیں۔

ترمذی شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اللہ پر بھروسہ کرتے جیسا کہ اسپر بھروسہ کرنے کا حق ہے، (یعنی کامل بھروسہ) تو اللہ تمہیں اسی طرح رزق دیتا جسطرح پرندوں (اور جانوروں) کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے ہوئے واپس ہوتے ہیں۔ ☆☆☆

وَالّٰٓـئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ

(اوپر عدت کا اجمالاً ذکر تھا) اور (تفصیل یہ کہ) تمہاری (مطلقہ) بیبیوں میں سے جو عورتیں (بوجہ زیادت سن کے) حیض آنے

ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـئِیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ

سے مایوس ہو چکی ہیں اگر تم کو (انکی عدت کی تعیین میں) شبہ ہو تو اُنکی عدت تین مہینے ہیں اور اسی طرح جن عورتوں کو (ابتک بوجہ کم عمری کے) حیض

الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ

نہیں آیا۔ اور حاملہ عورتوں کی عدت اس حمل کا پیدا ہو جانا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ

لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا ۝۴ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَیْكُمْ ؕ وَمَنْ یَّتَّقِ

اُس کے ہر ایک کام میں آسانی کردے گا۔ یہ (جو کچھ مذکور ہوا) اللہ کا حکم ہے جو اُس نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اور جو شخص (ان

اللّٰهَ یُكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَیُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝۵

معاملات میں اور دوسرے امور میں بھی) اللہ تعالیٰ سے ڈریگا اللہ تعالیٰ اسکے گناہ دور کردے گا (کہ مغفرت عظیم کا سبب ہے) اور اسکو بڑا اجر دیگا

بوڑھی عورتوں کی عدت

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ جب سورۂ بقرہ میں مطلقہ عورتوں کی عدت تین حیض بیان کردی گئی تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت سی عورتوں کی عدت ابھی بیان نہیں ہوئی (۱) کمسن لڑکیاں (۲) بوڑھی عورتیں (۳) حمل والی عورتیں، اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا ہیکہ جو عورتیں (زیادہ عمر کی وجہ سے) حیض آنے سے ناامید ہوچکی ہیں (ناامیدی کی عمر بعض علماء نے ۵۵/ سال اور بعض علماء نے ۶۰/ سال بیان فرمائی ہے) اور جن عورتوں کو (کم عمری کی وجہ سے) حیض نہیں آیا انکی عدت تین مہینہ ہے، اور اسی طرح وہ عورتیں جن کو حیض نہیں آتا، انکی عدت بھی تین ماہ ہے، اور حاملہ عورتوں کی عدت بچہ کا پیدا ہونا ہے یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہوجائیگی خواہ شوہر کے انتقال کے بعد کچھ ہی دیر بعد بچہ پیدا ہوجائے، اور بچہ کا مکمل ہونا بھی ضروری نہیں اگر بچہ ناقص (ادھورا) ہے، بشرطیکہ کوئی عضو بن گیا ہو مثلاً ایک انگلی ہی بنی ہو تو بھی اسکے پیدا ہوتے ہیں عدت ختم ہوجائیگی۔

عادت اللہ ہیکہ احکام بیان کرنے کے بعد اللہ کے ڈر اور خوف کی تلقین کی جاتی ہے، جیسا کہ اسی سورۂ طلاق میں پیچھے بھی ایسا ہی بیان ہوا اور وجہ اسکی یہ ہیکہ کسی بھی بات کو منوانے کیلئے اصل اللہ کا ڈر اور خوف ہی ہے، جو انسان کو رات کے اندھیرے اور جنگل کی تنہائی میں بھی عمل کرنے پر مجبور کردیتا ہے، چنانچہ یہاں بھی ذکر ہے کہ جو شخص اللہ سے ڈریگا، یعنی اللہ سے ڈر کر اسکے احکامات کی پابندی کریگا، تو اللہ اسکے دینی و دنیوی تمام کاموں میں آسانی پیدا فرمادیگا، اور اسکے گناہ بخش دیگا، اور اسکو اجر عظیم عطا فرمائیگا۔ ☆☆☆

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ

تم اُن (مطلقہ عورتوں) کو

حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا

اپنی وسعت کے موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو۔ اور ان کو تنگ کرنے کے لئے (رہائش کے بارے میں) تکلیف مت

عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى

پہنچاؤ اور اگر وہ (مطلقہ) عورتیں حمل والیاں ہوں تو حمل پیدا ہونے تک ان کو (کھانے پینے کا)

يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا

خرچ دو۔ پھر اگر وہ (مطلقہ) عورتیں (جبکہ پہلے ہی سے بچہ والیاں ہوں یا بچہ ہی پیدا ہونے سے انکی عدت ختم ہوئی ہو) تمہارے لئے (بچہ کو) اجرت پر

بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ﴿٦﴾

دودھ پلادیں تو تم ان کو (مقررہ) اجرت دو اور (اجرت کے بارے میں) باہم مناسب طور پر مشورہ کرلیا کرو۔ اور اگر تم باہم کشمکش کروگے تو کوئی دوسری

لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ

عورت دودھ پلادے گی۔ (آگے بچے کے نفقے کے بارے میں ارشاد ہے کہ) وسعت والے کو اپنی وسعت کے موافق (بچہ پر) خرچ کرنا چاہیئے۔ اور جس کی آمدنی

فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ

کم ہو اسکو چاہیئے کہ اللہ نے جتنا اس کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرے خدا تعالیٰ کسی شخص کو اس سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جتنا اس کو دیا ہے۔

سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ ع ۱۷

خدا تعالیٰ تنگی کے بعد جلدی فراغت بھی دیگا (گو بقدر ضرورت و حاجت روائی سہی)

شوہرونکو ہدایت

ان آیات میں ان شوہروں کو حکم ہے جنہوں نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے کہ عدت پوری ہونے تک اپنی طاقت و وسعت کے مطابق رہنے کیلئے انہیں گھر بھی دیں اور انکو اسطرح پریشان بھی نہ کریں کہ وہ گھر چھوڑنے پر مجبور ہوں اگر یہ عورتیں حمل سے ہیں تو ان پر اسوقت تک خرچ کرتے رہو جب تک بچہ پیدا ہو، بہرحال جس عورت کو طلاق دیدی گئی ہے شوہر کے ذمہ عدت پوری ہونے تک اسکو رہنے کیلئے گھر اور کھانے پینے وغیرہ کا خرچ دینا ضروری ہے۔

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہیکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہیکہ آپ نے فرمایا جس عورت کو تین طلاقیں دیدی گئیں ہیں اسکے لئے رہنا کا گھر کھانے پینے کا خرچ شوہر کے ذمہ واجب ہے۔

عدت پوری ہونے پر شوہر کے ذمہ خرچ وغیرہ تو واجب نہیں رہا البتہ جو بچہ پیدا ہوا ہے اگر یہ مطلقہ ماں اسکو دودھ پلائے تو اسکو دودھ پلانے کا معاوضہ لینا جائز ہے، قرآن کریم میں یہ ہدایت بھی فرمائی گئی ہیکہ معاوضہ کا معاملہ دونوں میاں بیوی عدل و انصاف سے طے کرلیں، نہ تو مطلقہ بیوی عام معاوضہ سے زیادہ کا مطالبہ کرے اور نہ ہی شوہر عام معاوضہ سے کم دے، اور اگر میاں بیوی کا معاملہ نہ بنے تو پھر کسی دوسری عورت سے دودھ پلوالیا جائے۔

لِيُنفِقْ الخ: اس آیت میں ارشاد ہیکہ عدت کے زمانہ میں خرچ شوہر کی حیثیت کے مطابق کیا جائے گا، یعنی اگر شوہر مالدار ہے، تو وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے اور اگر غریب ہے تو وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے، اللہ تعالیٰ کسی کو اسکی طاقت و وسعت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتا، بس آگے کی تنگی سے نہ ڈر کر اپنی ہمت کے مطابق ضرور خرچ کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد جلد ہی فراخی بھی عطا فرمادیگا، اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہیکہ جو شوہر اپنی بیوی پر اپنی گنجائش و ہمت کے مطابق خرچ کرتے ہیں اسمیں کمی کرکے اسکو تنگ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ جلد ہی ایسے لوگوں کے حالات میں کشادگی و فراخی فرمادینگے۔

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ عَتَتْ

اور بہت سی بستیاں تھیں جنہوں نے اپنے رب کے حکم

عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ عَذَّبْنٰهَا
(ماننے) سے اور اسکے رسولوں سے سرتابی کی سو ہم نے ان (کے اعمال) کا سخت حساب کیا ۔ اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سزا دی

عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَ كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا
(کہ وہ سزا ہلاک بالعذاب ہے) غرض انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھا اور ان کا انجام کار خسارہ ہی ہوا۔

خُسْرًا ۝۹ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي
(یہ تو دنیا میں ہوا اور آخرت میں) اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے ایک سخت عذاب تیار کر رکھا ہے (اور جب انجام نافرمانی کا یہ ہے) تو اے

الْاَلْبَابِ ۛۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝۱۰ رَّسُوْلًا
سمجھدارو جو کہ ایمان لائے ہو خدا سے ڈرو خدا نے تمہارے پاس ایک نصیحت نامہ بھیجا (اور وہ نصیحت نامہ دیکر) ایک ایسا رسول

يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا
(بھیجا) جو تم کو اللہ کے صاف صاف احکام پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو کہ جو ایمان لاویں اور اچھے عمل کریں

الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ
(کفر و جہل کی) تاریکیوں سے (ایمان و علم و عمل کے) نور کی طرف لے آویں۔ اور (آگے ایمان وغیرہ طاعت پر وعدہ ہے کہ) جو شخص اللہ پر ایمان

صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ
لاویگا اور اچھے عمل کرے گا خدا اسکو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے

اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝۱۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ
رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ نے ان کو (بہت) اچھی روزی دی ۔ (آگے اللہ کا واجب الاطاعت ہونا بیان کیا جاتا ہے یعنی) اللہ ایسا ہے

مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى
جس نے سات آسمان پیدا کئے اور انہی کی طرح زمین بھی (اور) ان سب میں (اللہ تعالےٰ کے) احکام نازل ہوتے رہتے ہیں (اور یہ اسلئے بتلایا گیا

ع ۲ ۵ ۱۸ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝۱۲
کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالےٰ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ ہر شے کو (اپنے) احاطۂ علمی میں لئے ہوئے ہے ۔

اللہ کی نافرمانی کا انجام

ان آیات میں ارشاد ہیکہ اے لوگو! تم سے پہلے بہت سی بستیوں والے ایسے تھے جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ نے ان کے اعمال کا سخت

حساب کیا یعنی انکے اعمال کفریہ میں سے کسی کو معاف نہیں کیا، ان کو بڑی سخت سزا دی یعنی انکی بستیوں کو پلٹ دیا گیا، اور انکو تباہ و برباد کر دیا گیا، یہ سزا تو انہیں دنیا میں دی گئی، آخرت کی سزا اسکے علاوہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے سخت عذاب نار کی شکل میں انکے لئے تیار کر رکھی ہے، بس اے عقل و شعور والوں تم اللہ سے ڈرو اور ان جیسے نہ بنو اور انکے انجام سے عبرت حاصل کرو۔

اے ایمان والو! اللہ نے تمہارے پاس ایک نصیحت نامہ (قرآن کریم) بھیجا ہے، اور ایک ایسا رسول (محمد عربی ﷺ) بھیجا ہے جو تمکو قرآن کی روشن آیتیں واضح طور پر پڑھ کر سناتا اور سمجھاتا ہے، تاکہ تمکو کفر و گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ایمان و اعمال صالحہ کی روشنی میں لے آئے، بس جو شخص اللہ پر ایمان لائیگا اور اعمال صالحہ کریگا تو اللہ تعالیٰ اسکو جنت کے ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی اور یہ ایمان والے اسمیں ہمیشہ رہینگے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ الخ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور عظیم الشان سلطنت کا ذکر فرمایا ہے، تاکہ مخلوق اللہ کی عظمت و قدرت کو پہچان کر اسکی اطاعت و بندگی اختیار کرے، ارشاد ہیکہ اللہ کی ذات وہ ہے جسنے سات آسمان پیدا کئے اور انہیں کی طرح زمین بھی، سات پیدا کیں جیسا کہ ترمذی شریف میں حدیث ہیکہ ایک زمین کے نیچے دوسری زمین دوسری کے نیچے تیسری زمین اسی طرح سات زمینیں ہیں، ان سب آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کے احکام نازل ہوتے ہیں، تاکہ اللہ کا نظام بدستور چلتا رہے۔ الحمد للہ سورۂ طلاق کی تفسیر مکمل ہوئی ☆☆☆

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝　اِثْنَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ تحریم مدینہ میں نازل ہوئی اسمیں　شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔　بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ

اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے آپ (قسم کھا کر) (اسکو اپنے اوپر) کیوں حرام فرماتے ہیں (پھر وہ بھی) اپنی بیویوں

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ

کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے　اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے تمہاری قسموں کا کھولنا یعنی قسم توڑنے کے بعد اسکے کفارہ کا طریقہ

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝٢

مقرر فرما دیا ہے۔ اور اللہ تمہارا کارساز ہے۔ اور وہ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

واقعۂ شانِ نزول

حضور اقدس ﷺ کی ازواجِ مطہرات (پاک بیویوں) کو جو تعلق و محبت آپ کے ساتھ تھا اسنے قدرتی طور پر آپس میں ایک طرح کی کشمکش پیدا کر دی تھی، ہر ایک بیوی کی تمنا و آرزو تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ حضور پاک ﷺ کی توجہات کا مرکز بن کر دونوں جہاں کے فیوض و برکات حاصل کریں۔

رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ عصر بعد تمام ازواج مطہرات کے یہاں تھوڑی تھوڑی دیر کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے، ایک روز حضرت زینبؓ کے یہاں کچھ دیر لگی، معلوم ہوا انہوں نے شہد پیش کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے

اسکو نوش فرمایا تھا، کئی روز تک اسی طرح شہد نوش فرمانے کا معمول رہا۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے ملکر تدبیر کی کہ آپ وہاں شہد پینا چھوڑ دیں چنانچہ آپ ﷺ نے چھوڑ دیا اور حفصہ سے فرمایا میں نے زینبؓ کے یہاں شہد پیا تھا، مگر اب قسم کھاتا ہوں کہ آئندہ نہیں پیونگا اور یہ سوچکر کہ زینبؓ کو اسکی اطلاع ہوگی تو اسکو دکھ ہوگا، حضور ﷺ نے حفصہؓ کو منع فرمادیا کہ اسکا ذکر کسی سے مت کرنا، اسطرح کے اور بھی بعض واقعے کتب احادیث میں موجود ہیں، الغرض ان واقعات کے سلسلہ میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ انمیں فرمایا گیا ہیکہ اے نبی (ﷺ) اپنی ازواج کی رضا و خوشی کیلئے آپ اپنے اوپر ایک حلال چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں۔

حلال کو اپنے اوپر حرام کرنے کا مطلب یہ ہیکہ اس چیز کو عقیدۃً حلال و مباح سمجھتے ہوئے عہد کرلیا تھا کہ آئندہ اسکو استعمال نہیں کرونگا ایسا کرنا اگر کسی صحیح مصلحت کی وجہ سے ہے تو یہ شرعاً جائز ہے، مگر رسول اللہ ﷺ کی شانِ عالی مرتبت کے مناسب نہ تھا، اسلیئے فرمایا گیا کہ ازواج مطہرات کے ساتھ خوش اخلاقی برتنی چاہئے مگر اس درجہ نہیں کہ حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرکے تکلیف اٹھائیں اور اللہ تعالیٰ گناہ بخشنے والے مہربان ہیں اور آپ سے تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوا، صرف ایک خلاف اولیٰ بات ہے۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ ایسی صورتوں میں جہاں قسم کا توڑنا واجب یا مستحسن و بہتر ہے، وہاں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے قسموں سے حلال ہونے یعنی قسم توڑ کر کفارہ ادا کردینے کا راستہ نکال دیا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قسم کو توڑا اور کفارہ میں ایک غلام آزاد فرمایا۔ ☆☆☆

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى

اور جبکہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی کسی بی بی

بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ

سے ایک بات چپکے سے فرمائی۔ پھر جب اس بی بی نے وہ بات (دوسری بی بی کو) بتلادی اور پیغمبر کو اللہ نے (بذریعہ وحی) اسکی خبر

عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ

کردی تو پیغمبر نے (اس ظاہر کردینے والی بی بی کو) تھوڑی سی بات تو جتلادی اور تھوڑی سی بات کو ٹال گئے۔ سو جب پیغمبر نے اس بی بی کو وہ بات

مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى

جتلائی۔ وہ کہنے لگی کہ آپ کو اس کی کس نے خبر کردی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو بڑے جاننے والے خبر رکھنے والے (یعنی خدا) نے خبر کردی۔ اے (پیغمبر کی) دونوں

اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ

بیبیو اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو تمہارے دل مائل ہو رہے ہیں۔ اور اگر اسی طرح (پیغمبر کے مقابلہ میں) تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں تو یاد رکھو

مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ

پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبرئیل ہے اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے (آپ کے) مددگار

ظَهِيْرٌ ﴿٤﴾ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا

ہیں اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دے دیں تو اُن کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے کو تم سے

مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ

اچھی بیبیاں دے دے گا جو اسلام والیاں ایمان والیاں فرمانبرداری کرنیوالیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنیوالیاں روزہ رکھنے والیاں

ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ﴿٥﴾

ہونگی کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں

ازواجِ مطہرات کو خطاب

ان آیات میں ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا جارہا ہے کہ وہ وقت یاد کرو جب ہمارے نبی (محمد عربی ﷺ) نے اپنی کسی بیوی سے چپکے سے ایک بات فرمائی (اور وہ بات حضرت زینبؓ کے یہاں شہد پینے والی تھی جسکا تفصیلی واقعہ پچھلی آیات کی تفسیر میں بیان ہوا،) اور اس بیوی یعنی حضرت حفصہؓ نے وہ بات کسی دوسری بیوی یعنی حضرت عائشہؓ کو بتلادی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اسکی اطلاع فرمادی تو آپ نے ان بیوی سے اسکا شکوہ کیا، کہ جب میں نے منع کیا تھا، کہ یہ بات کسی کو مت بتانا تو تم نے کیوں بتائی مگر حضور ﷺ نے پوری بات نہیں جتلائی یہ آپ کا حسنِ اخلاق تھا کہ پوری بات بتلاؤنگا تو انکو زیادہ شرمندگی ہوگی۔

بہر حال جب حضور ﷺ نے حضرت حفصہ سے بات بتلا دینے کا شکوہ کیا تو انہوں نے عرض کیا آپ کو کس نے بتایا؟ (شاید انکا خیال حضرت عائشہؓ کی طرف گیا ہوگا) حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بڑے جاننے والے اور بڑے خبر دینے والے یعنی اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔

اِنْ تَتُوْبَا الخ: اس آیت میں ان دونوں بیویوں حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ سے فرمایا جارہا ہے، اگر تم اللہ سے توبہ کرلو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے، توبہ کیلئے اسلئے فرمایا گیا کہ ان دونوں بیویوں کے دل اس طرف مائل ہو رہے تھے کہ آپ ﷺ کو دوسری بیویوں سے ہٹا کر اپنا بنالیں اگر چہ اسکا سبب رسول اللہ ﷺ کی محبت ہی ہے، مگر چونکہ اسمیں دوسری بیویوں کی حق تلفی ہے اسلئے توبہ کیلئے فرمایا گیا، اور متنبہ کیا گیا اگر تم دونوں رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں کاروائیاں کرتی رہیں (جیسے یہی شہد والی کاروائی کہ حضور ﷺ کے سامنے ایسا طرز اختیار کیا جس سے آپ نے شہد پینے سے قسم کھالی) تو یاد رکھو آپ کا رفیق و مددگار اللہ ہے، جبرئیلؑ ہے، مسلمان ہیں اور فرشتے ہیں، بس جسکے ایسے رفیق و مددگا ہوں اسکو تمہاری کارروائیوں سے کوئی نقصان پہنچنے والا نہیں، الٹا تمہارے ہی نقصان کا اندیشہ ہے۔ اور یہ مت سوچنا کہ مرد کو عورتوں کی ضرورت ہوتی ہے، اور ہم جیسی عورتیں شاید آپ کو نہ ملیں اسلئے ہماری ہر قسم کی باتوں کو مانا جائے گا، بس

یہ سوچنا تمہارا صحیح نہیں، کیونکہ اگر رسول اللہ علیہ صلی اللہ تمکو طلاق دے دیں تو انکا رب بہت جلد تم جیسی ہی نہیں بلکہ تم سے بہتر عورتیں عطا فرما دیگا، اسکا مطلب یہ نہیں کہ اسوقت ان سے بہتر عورتیں موجود تھیں، بلکہ ضرورت پڑنے پر اللہ تعالیٰ دوسری عورتوں کو ان سے بہتر بنا دیگا بلاشبہ حق تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری پوری قدرت حاصل ہے۔ ☆☆☆☆

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ

اے ایمان والو تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) اس (دنیا میں) آگ بچاتے رہو۔

نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ

آگ سے بچاؤ جسکا ایندھن (اور سوختہ) آدمی اور پتھر ہیں۔ جس پر تند خو (اور) مضبوط فرشتے (متعین) ہیں جو

لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾ يَا أَيُّهَا

خدا کی (ذرا) نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو (فوراً) بجالاتے ہیں۔ (اور کافروں کو

الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧﴾ ع ١٩

دوزخ میں داخل کرتے وقت ان سے کہا جائے گا کہ) اے کافرو تم آج عذر (و معذرت) مت کرو (کہ بے سود ہے) بس تمکو تو اسی کی سزا مل رہی ہے جو کچھ تم

بیوی بچوں کو بھی جہنم سے بچاؤ پچھلی آیات میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے اعمال و اخلاق کی اصلاح اور انکی تادیب و تربیت کا بیان تھا، ان آیات میں عام مسلمانوں کو حکم ہیکہ اے ایمان والوں اپنے آپکو اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ یعنی شریعت اسلام کے احکام پر خود بھی عمل کرو، اور گھر والوں سے بھی کراؤ جسطرح بھی مناسب ہو، پیار محبت سے یا ڈرا دھمکا کر، سنّت کی رغبت دلا کر اور نافرمانی سے ڈرا کر اسکے باوجود بھی اگر یہ دین کی راہ اختیار نہ کریں تو انکی بدبختی ہے، آپ اللہ کے حضور جواب دہی سے بری الذمہ ہوگئے۔

حضرات فقہا نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر فرض ہیکہ اپنے بیوی بچوں کو شریعت کے فرائض و واجبات اور حلال حرام کی تعلیم دے اور ان پر عمل کرانیکی پوری کوشش کرے، انہیں آیات میں ارشاد ہیکہ جہنم کی آگ کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور اس جہنم پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو بے پناہ طاقتور اور اللہ کے فرمانبردار ہیں، جسکے متعلق اللہ کا حکم جہنم میں ڈالنے کا ہوجائے گا، تو یہ فرشتے اسکو جہنم میں ڈالکر ہی چھوڑینگے، اور اسوقت کسی کا مکروفریب اور حیلہ کام نہیں آیگا، چنانچہ کافروں سے کہا جائے گا حیلے بہانے مت بناؤ آج کوئی حیلہ بہانہ کام نہیں آیگا، بلکہ جو کچھ تم دنیا میں کرکے آئے ہو آج اسکی پوری پوری سزا بھگتنی ہوگی، اور یاد رکھو ہماری طرف سے کسی پر کوئی ظلم و زیادتی نہیں۔ ☆

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ

اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو (توبہ کا ثمرہ فرماتے ہیں کہ) امید (یعنی وعدہ) ہے

اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

کہ تمہارا رب (اس توبہ کی بدولت) تمہارے گناہ معاف کردے گا اور تم کو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُۙ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗۚ نُوْرُهُمْ

جاری ہونگی (اور یہ اس روز ہوگا) جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی (صلعم) کو اور جو مسلمان (دین کی رو سے) ان کے ساتھ ہیں ان کو رسوا نہ کریگا

یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا

ان کا نور ان کے داہنے اور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا (اور یوں) دعا کرتے ہونگے کہ اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے اس نور کو

وَ اغْفِرْ لَنَاۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ⑧

اخیر تک رکھیئے (یعنی راہ میں گل نہ ہو جائے) اور ہماری مغفرت فرما دیجئے آپ ہر شئے پر قادر ہیں۔

جہنم سے بچنے کا طریقہ

پچھلی آیات میں بیان تھا کہ اپنے آپکو اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اب اس آیت میں جہنم سے بچنے کا طریقہ بیان فرمایا گیا ہے، اور وہ ہے سچی توبہ، جسکا حاصل یہ ہیکہ دل میں گناہ پر مکمل ندامت وشرمندگی ہو اور آئندہ اسکے نہ کرنیکا پختہ ارادہ ہو، اسمیں دین کے تمام احکامات فرائض وواجبات بھی داخل ہوگئے کہ انکا چھوڑنا گناہ ہے اور تمام حرام ومکروہات بھی کہ انکا کرنا گناہ ہے۔

بس اس سچی توبہ کی بدولت امید ہیکہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادیگا، جہنم سے بچا دیگا، اور تمکو جنت کے ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی اور جنت میں یہ داخلہ اس دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور مسلمانوں کو رسوا نہ کریگا، اور انکا نور انکے دائیں اور انکے سامنے دوڑتا ہوگا، (اسکا تفصیلی ذکر سورۂ حدید میں بیان ہو چکا) اور یہ حضرات یوں دعا کرتے ہونگے اے ہمارے رب ہمارے اس نور کو اخیر تک رکھنا اور ہماری مغفرت فرما دینا بلاشبہ آپ ہر چیز پر قادر ہیں، اس دعا کی وجہ یہ ہوگی کہ قیامت میں ہر مومن کو کچھ نہ کچھ نور عطا کیا جائیگا پلصراط کے پاس پہونچکر منافقین کا نور بجھ جائیگا، (اسکا ذکر بھی سورۂ حدید میں آچکا) اسوقت مومنین یہ دعا کرینگے کہ اے اللہ منافقین کی طرح ہمارا یہ نور نہ بجھے کہ ہم درمیان میں ہی بھٹکتے رہ جائیں، بس ہم پلصراط سے پار ہوکر بخیر وعافیت جنت میں پہنچ جائیں۔ ☆☆☆

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ

اے نبی (صلعم) کفار سے (بالسنان) اور منافقین

الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُؕ وَ بِئْسَ

سے (باللسان) جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے (دنیا میں تو یہ اسکے مستحق ہیں) اور (آخرت میں) انکا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری

الْمَصِيرُ ⑨ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَّ

جگہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے نوح (علیہ السلام) کی بی بی اور لوط (علیہ السلام)

امْرَأَتَ لُوطٍ ۖ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ

کی بی بی کا حال بیان فرماتا ہے وہ دونوں ہمارے خاص بندوں میں سے دو بندوں کے نکاح میں تھیں ۔

فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَّقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ

سو ان عورتوں نے ان دونوں بندوں کا حق ضائع کیا۔ تو وہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلہ میں اُنکے ذرا کام نہ آسکے اور ان دونوں عورتوں کو بوجہ کافرہ ہونیکے حکم

مَعَ الدَّاخِلِينَ ⑩

ہوگیا کہ اور جانیوالوں کے ساتھ تم دونوں بھی دوزخ میں جاؤ

کفار ومنافقین سے جہاد کیجئے

ارشاد ہیکہ اے ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کافروں سے تلوار کے ذریعہ جہاد کیجئے اور منافقوں سے دلائل کے ذریعہ، اور جب یہ دلائل کے بعد بھی کفر پر جمے رہیں تو پھر آپ ان سب کافروں سے سختی کیساتھ نمٹئے یہ سزا تو انکی دنیا میں ہوئی اور آخرت میں دوزخ انکا ٹھکانا ہوگا، جو سزا و عذاب کی بری جگہ ہے۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ آخرت میں ہر شخص کے اپنا ہی ایمان کام آئیگا، اسکے کسی قریبی عزیز کا بھی ایمان اسکو عذاب سے نہیں بچا سکیگا۔ اور پھر بطور مثال حضرت نوح کی بیوی اور حضرت لوطؑ کی بیوی کا حال بیان فرمایا گیا ہے، ارشاد ہیکہ یہ دونوں ہمارے دو خاص بندوں نوح اور لوطؑ کے نکاح میں تھیں ان دونوں نے ہمارے ان دونوں خاص بندوں کا حق ضائع کیا انکا حق یہ تھا کہ انکی نبوت کی تصدیق کرتیں اور دینی احکامات میں انکی پیروی کرتیں مگر انہوں نے نہیں کی اور کفر پر قائم رہیں انجام کار ہمارے یہ دونوں خاص بندے اور نبی انکے کچھ کام نہ آسکے، یعنی انکو ہمارے عذاب سے نہ بچا سکے، اور آخر کار دوسرے جہنمیوں کی طرح دونوں جہنم میں ڈالدی گئیں۔ ☆☆☆

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ

اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں (کی تسلی) کیلئے فرعون کی بی بی (حضرت آسیہؓ) کا حال بیان

فِرْعَوْنَ ۘ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي

فرماتا ہے ۔ جبکہ ان کی بی بی نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میرے واسطے جنت میں اپنے قرب میں مکان بنایئے اور مجھ کو فرعون

مِن فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ⑪ وَمَرْيَمَ

(کے شر) سے اور اسکے عمل (کفر کے ضرر اور اثر) سے محفوظ رکھیئے ۔ اور مجھ کو تمام ظالم (یعنی کافر) لوگوں سے محفوظ رکھیئے (اور نیز مسلمانوں کی تسلی

ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا

کیلئے عمران کی بیٹی حضرت مریم (علیہا السلام) کا حال بیان کرتا ہے جنہوں نے اپنے ناموس کو (حرام اور حلال دونوں سے) محفوظ رکھا سو ہم نے ان کے چاک گریبان

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ ﴿١٢﴾ ع ۵ ۲۰

میں اپنی روح پھونک دی اور انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کی (جو انکو ملائکہ کے ذریعہ پہنچے تھے) اور اسکی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت والوں میں سے تھیں۔

فرعون کی بیوی کا ایمان قبول کر لینا

پچھلی آیات میں ارشاد تھا کہ کسی عزیز کا ایمان کافر کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا اب ان آیات میں فرمایا جار ہا ہیکہ کسی عزیز کا کفر مومن کو نقصان نہیں پہنچا سکتا، بطور مثال خدائی کا دعویٰ کرنے والے بہت بڑے کافر فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کا ذکر فرمایا ہے، یہ حضرت موسیٰ پر ایمان لے آئی تھیں، اسکا مختصر واقعہ یہ ہیکہ جسوقت حضرت موسیٰؑ جادوگروں کے مقابلہ میں کامیاب ہو گئے اور جادوگر ایمان لے آئے اسوقت فرعون کی بیوی نے اپنے ایمان کا اظہار کر دیا تو فرعون نے انکو سخت سزا دینا طے کیا، بعض روایات میں ہیکہ انکے چاروں ہاتھ پاؤں میں میخیں گاڑ دی گئیں، تا کہ حرکت نہ کر سکیں اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا، اسی حالت میں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی جو اس آیت اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ الخ میں مذکور ہے، اے میرے رب میرے لئے جنت میں اپنے قرب میں مکان بنائیے، اور مجھکو فرعون کے شر اور اسکے کفریہ اعمال سے محفوظ رکھئے، مجھکو تمام ظالم و کافر لوگوں سے محفوظ رکھئے، انکی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے ایسی قبول فرمائی کہ انکو دنیا ہی میں جنت کا گھر دکھا دیا گیا، اور اسی وقت انکی روح قبض کر لی گئی، اسطرح وہ فرعون و کافرین کے شر سے محفوظ ہو گئیں۔

اسکے بعد حضرت مریم کے متعلق ارشاد ہیکہ انہوں نے اپنی عزّت کو محفوظ رکھا حلال سے بھی اور حرام سے بھی، اللہ تعالیٰ نے انکے چاک گریباں میں حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ اپنی روح پھونک دی جس سے حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے، حضرت مریم اللہ تعالیٰ کے پیغاموں کی (جو انکو فرشتے کے ذریعہ پہنچے) اور آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والی تھیں، اور بہت ہی اطاعت شعار اور عبادت گذار تھیں اسکی تفصیل سورۂ آل عمران میں موجود ہے۔

بخاری و مسلم شریف میں حدیث ہیکہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، کامل مرد تو بہت ہیں، کامل عورتیں صرف چار ہیں (١) آسیہ فرعون کی بیوی (٢) مریم بنتِ عمران (٣) خدیجہؓ بنتِ خویلد (٤) فاطمہؓ بنتِ محمد (ﷺ) اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے کھانوں پر ثرید کی برتری۔

ثرید ایک قسم کا کھانا ہے جو شوربے دار سالن میں روٹی چور کر بھگو کر بنتا ہے، یہ کھانا حضور اقدس ﷺ کو بہت پسند تھا اسکا کھانا سنت ہے۔

الحمدللہ پارہ قد سمع اللہ (٢٨) کی تفسیر بحسن و خوبی مکمل ہوئی

طالب دعاء: محمد یعقوب قاسمی غفرلہٗ ولوالدیہ واساتذتہ ومشائخہ

١٠-٨-١٤٢٦ھ

آسان تفسیر کے متعلق اکابرین کے ارشادات

حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

''اس وقت میرے پیش نظر مولانا محمد یعقوب صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند کی ''آسان تفسیر'' ہے جو اسم بامسمّٰی ہے، میں اپنی مصروفیات کے سبب اس کا مطالعہ نہیں کرسکا ہوں۔ مگر اس کے جو عنوانات اور سطور نظر سے گذری ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف نے حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے ترجمہ کے ساتھ مختلف تفسیروں سے اخذ کرکے جو تفسیر تحریر کی ہے اور اقوال و تحقیق کے ساتھ جو اقتباسات لکھے ہیں وہ نہایت سہل اور آسان زبان میں ہیں جو عوام و خواص دونوں کے لئے مفید اور نافع ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو شرف قبول بخشے۔ آمین''

حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

''آسان تفسیر میں مؤلف نے قرآن پاک کی آیات کی تفسیر و تشریح نہایت سہل انداز میں لکھی ہے، بغلی سرخیوں کا بھی اہتمام کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اخذ مضامین میں کتنی سہولت ہو جاتی ہے کلام پاک میں جہاں جہاں انبیاء سابقین اور امم سابقہ کے واقعات کا ذکر آیا ہے ان واقعات کی حسب ضرورت تفصیل بھی لکھی گئی ہے، آیات کا شان نزول، باہمی ربط، اس کے علاوہ بھی بعض علمی نکات طلبہ اور اہل علم کی رعایت میں اس تفسیر میں شامل کردیئے گئے ہیں اور یہ تمام چیزیں تفسیر کی مستند و معتبر کتب سے لی گئی ہیں''۔

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

''مولانا محمد یعقوب فاضل دیوبند نے آسان تفسیر کے نام سے کم پڑھے لکھے لوگوں کے لئے تفسیری سلسلہ شروع کر رکھا ہے چونکہ مولانا موصوف کا مزاج علمی ہے اس لئے یہ تفسیر بھی علمی نکات سے مالامال ہے، زبان عام فہم اور ہلکی پھلکی ہے ہر شخص آسانی کے ساتھ اس سے استفادہ کرسکتا ہے''۔

آسان تفسیر بتیس ۳۲ قسطوں پر مشتمل ہے وی، پی رجسٹری کے ذریعہ روانہ کی جاتی ہیں۔ ایک خط لکھ کر گھر بیٹھے پوسٹ مین سے حاصل کیجئے۔

(نوٹ) خواہشمند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت قرآن میں معاون بنیں فجزاکم اللہ

خط و کتابت کیلئے پتہ

ادارہ دعوت و تبلیغ گلی ۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور ۲۴۷۰۰۱ (یوپی)

IDARA DAWAT O TABLIGH GALI No 2 AALI KI CHUNGI MANDI SAMITI ROAD SAHARANPUR 247001(U.P)

قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

آسان تفسیر

قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کو سمجھ کر عمل کرنا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے آسان تفسیر کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر اکابر امت کی قدیم وجدید مستند ومعتبر تفاسیر کا خلاصہ ونچوڑ ہے۔ جس کو نہایت آسان وعام فہم زبان اور مختصر وجامع انداز میں مولانا محمد یعقوب قاسمی نے قلمبند کیا ہے، ترجمہ کلام پاک حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کا ہے۔ الحمدللہ یہ تفسیر بتیس (۳۲) قسطوں میں تیار ہو چکی ہے۔

تذکرۃ الانبیاء

اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک مشہور پیغمبروں کے واقعات و حالات اور ان کے ماننے والوں کی فلاح ونجات اور جھٹلانے والوں کا انجام تفصیل کے ساتھ مستند طور پر سلیس وعام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ الحمدللہ یہ کتاب سولہ (۱۶) قسطوں میں تیار ہو چکی ہے۔

تلخیص بخاری شریف

بخاری شریف جس کے متعلق فرمایا گیا ہے "اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری" کہ قرآن کریم کے بعد کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے۔ "تلخیص بخاری شریف" میں صحیح بخاری شریف کی منتخب احادیث پاک کا ترجمہ وتشریح آسان وعام فہم انداز میں بالخصوص عام اردو داں طبقہ کے لیے مستند ومعتبر شروحات بخاری شریف وغیرہ کتب سے اخذ کر کے مولانا محمد یعقوب قاسمی (سابق استاذ حدیث وتفسیر دار العلوم سہارنپور) نے ترتیب دیا ہے۔

"تلخیص بخاری شریف" کو اپنے وقت کے عظیم اکابرین نے اپنی قیمتی تقریظات سے مزین فرمایا ہے۔

ان کتابوں کو آپ فون کر کے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے وی، پی رجسٹری، پارسل کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔
مکمل معلومات حاصل کرنے، اور ان کتابوں کو طلب کرنے کے لیے ہمارے موبائل نمبر پر رابطہ قائم فرمائیں۔

گذارش: خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ۔

ادارہ دعوت وتبلیغ

گلی نمبر ۲، آلی کی چنگی ہنڈی سمیتی روڈ، سہارنپور، موبائل نمبر: 09837375773 09837002261

قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

رحمت کے خزانے

یہ کتاب اعمالِ حسنہ کی ترغیب سے متعلق حدیثِ پاک کا عظیم مجموعہ ہے۔ جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے اُستادِ محترم محدثِ جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ''المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح'' کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اُردو ترجمہ ''رحمت کے خزانے'' کے نام سے کیا ہے۔ موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسبِ ضرورت احادیثِ پاک کی مختصر و عام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔

الحمدللہ یہ مکمل کتاب   قسطوں میں چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

آسان تفسیر

قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کو سمجھ کر عمل کرنا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے آسان تفسیر کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر اکابرِ اُمت کی قدیم و جدید مستند و معتبر تفاسیر کا خلاصہ و نچوڑ ہے۔ جس کو نہایت آسان و عام فہم زبان اور مختصر و جامع انداز میں مولانا محمد یعقوب قاسمی نے قلمبند کیا ہے۔ ترجمہ کلام پاک حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ الحمدللہ یہ تفسیر ۳۲ قسطوں میں مکمل ہو چکی ہے۔

تذکرۃ الانبیاء

اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک مشہور پیغمبروں کے واقعات و حالات اور ان کے ماننے والوں کی فلاح و نجات اور جھٹلانے والوں کا انجام تفصیل کے ساتھ مستند طور پر سلیس و عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ الحمدللہ یہ کتاب سولہ قسطوں میں تیار ہو چکی ہے۔

کتابوں کو آپ فون کر کے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے وی، پی، رجسٹری، پارسل کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔
مکمل معلومات حاصل کرنے اور ان کتابوں کو طلب کرنے کے لیے ہمارے موبائل نمبر پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ:- خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعتِ دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ

IDARA DAWAT-O-TABLEEGH

Gali No. 2, Aali ki Chungi, Mandi Samiti Road, Saharanpur-247001 (U.P.) Mob.: 9837375773

سورہ حدید کی بعض اہم خصوصیات

پانچ سورتوں کو حدیث پاک میں مُسَبِّحَات سے تعبیر کیا گیا ہے جنکے شروع میں سَبَّحَ یا یُسَبِّحُ آیا ہے انمیں سے پہلی یہی سورۂ حدید اور دوسری سورۂ حشر، اور تیسری سورۂ صف، اور چوتھی جمعہ پانچویں سورۂ تغابن۔

ترمذی شریف میں ہیکہ رسول اللہ ﷺ یہ پانچوں سورتیں رات کو سونے سے پہلے تلاوت فرمایا کرتے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا، ان سورتوں میں ایک آیت ایسی ہے جو ایک ہزار آیتوں سے افضل ہے، علامہ ابنِ کثیر علیہ الرحمۃ نے یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہیکہ وہ آیت سورۂ حدید کی یہ ہے: هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ :

حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا اگر کبھی تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ اور دین حق کے متعلق شیطان کوئی وسوسہ ڈالے تو یہ آیت: هُوَ الْاَوَّلُ الخ: پڑھ لیا کرو۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت کو بیان کیا گیا ہے ارشاد ہیکہ آسمان وزمین کی تمام مخلوق اپنے اپنے طریقہ سے اللہ کی تسبیح و پاکی بیان کرتی ہیں، اور آسمان وزمین میں ہر جگہ اللہ ہی کا راج ہے اور اسی کا حکم چلتا ہے اسی کے قبضہ و قدرت میں زندہ کرنا اور مارنا ہے، وہی اوّل وآخر ہے، وہی ظاہر و باطن ہے، وہ ظاہری بھی، باطنی بھی، کھلے ہوئے بھی اور چھپے ہوئے بھی ہر قسم کے احوال کا جاننے والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ عظیم قدرت والی ہے جس نے آسمان وزمین کو چھ روز کی مقدار میں پیدا کیا پھر تخت پر قائم ہوا اسکی مکمل تفصیل آسان تفسیر پارہ ۸ر کے صفحہ ۶۵ ر پر گذر چکی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ وہ علیم وخبیر ہے جو ہر چیز کو جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتی ہے مثلاً بارش کا پانی، بیج، مردے، وغیرہ، اور جو زمین سے نکلتی ہیں جیسے درخت کھیتی، دھاتیں وغیرہ، اور جو آسمان سے اترتی ہیں جیسے بارش، فرشتے، اللہ کے احکام وغیرہ، اور جو چیزیں آسمان میں چڑھتی ہیں جیسے فرشتے، بندوں کے اعمال، انسانوں کی روحیں وغیرہ، اللہ تعالیٰ جیسے ان مذکورہ چیزوں کو جانتا ہے ویسے ہی تمہارے اعمال واحوال کو بھی جانتا ہے، بس وہ اپنی شان کے مطابق اپنے علم وقدرت کے اعتبار سے ہر وقت تمہارے ساتھ رہتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ وہ قادر مطلق ہے کہ رات کے حصہ کو دن میں داخل کرتا ہے جس سے دن بڑا ہو جاتا ہے، اور دن کے حصہ کو رات میں داخل کرتا ہے جس سے رات بڑی ہو جاتی ہے، جیسے اللہ کی قدرت وسیع ہے اسی طرح اسکا علم بھی وسیع ہے، وہ ان باتوں کو بھی جانتا ہے جو دل میں آتی اور جاتی ہیں، اے لوگوں تمہارے اعمال اسکے سامنے، ارادے اسکے سامنے، کچھ بھی اس سے پوشیدہ نہیں بس وہ تمہارے ہر ہر عمل کا قیامت کے دن پورا پورا بدلہ دے گا۔ ☆☆☆

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ

تم لوگ اللہ پر اور اسکے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور (ایمان لاکر) جس مال میں تمکو

اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مُستند تفسیر

آسان تفسیر

پارہ ۲۹

ترجمہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مُرتّب

مولانا محمد یعقوب قاسمی

فاضل دار العلوم دیوبند

50/-

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ

گلی ۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور یوپی

موبائل: 9837375773

اس دور کی سب سے آسان و عام فہم اور مستند تفسیر کلام پاک
جسکا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے

آسان تفسیر اردو

ترجمہ قرآن شریف

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی فاضل دار العلوم دیوبند

پارہ تبارک الذی ۲۹

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ زکریا آباد، گلی ۲ آلی جینگی سہارنپور یو۔پی ۲۴۷۰۰۱

ھدیہ:-

فہرست مضامین آسان تفسیر پارہ تَبَارَكَ الَّذِیْ ع۲۹

مضمون	صفحہ
سورۂ ملک کے فضائل	۳
آسمانی چھت قدرت خداوندی کا ایک نمونہ	۴
توحید کا انکار کرنے والوں کی سزا	۵
اقوال و تحقیق	۵
مومنین کے لئے بشارت	۶
اللہ کی نعمتیں	۷
اللہ کی قدرت کا مشاہدہ کیجئے	۷
کافرین کے عقیدہ کی تردید	۹
کافر و مومن کی مثال	۹
کفار کی ایک بیجا تمنا	۱۰
قلمِ تقدیر	۱۱
کفار مکہ کا حضور کو غلط مشورہ	۱۲
مال و اولاد پر مغرور نہ ہونا چاہئے	۱۴
باغ والوں کا قصہ	۱۴
متقین کے باغ	۱۶
ساق کی تجلی	۱۷
عذاب میں جلدی کا مطالبہ	۱۷
اقوال و تحقیق	۱۷
اقوال و تحقیق	۱۸
قصہ حضرت یونس سے نصیحت حاصل کیجئے	۱۹
منکرین قیامت کا انجام	۲۰

مضمون	صفحہ
قیامت کے ہولناک مناظر	۲۲
نامہ اعمال کا بائیں ہاتھ میں ملنا	۲۳
قرآن اللہ کا کلام برحق ہے	۲۵
اقوال و تحقیق	۲۵
عذاب کا مطالبہ	۲۶
ایک سوال کا حل	۲۶
اقوال و تحقیق	۲۶
ایک دن آسمان پھٹ جائیں گے	۲۷
انسان بڑا ہی بے صبر ہے	۲۹
ایک سوال کا جواب	۲۹
کافروں کی عجیب حرکت	۳۱
قوم نوح کی سرکشی اور اسکا انجام	۳۳
حضرت نوح کا اپنی قوم کو سمجھانا	۳۴
حضرت نوح کی اپنے رب سے شکایت	۳۶
جنوں کی ایک جماعت کی اپنی قوم سے گفتگو	۳۷
جنات کی خبریں چرانے پر پابندی	۳۸
جنات نیک بھی ہوتے ہیں اور بد بھی	۳۹
شان نزول	۴۰
اقوال و تحقیق	۴۰
نفع و نقصان پہنچانا اللہ کے قبضہ میں ہے	۴۲
واقعہ شان نزول	۴۳
حضور کو صبر کی تلقین	۴۵
اقوال و تحقیق	۴۵

مضمون	صفحہ
ابتداء اسلام میں تہجد فرض تھا	۴۶
اقوال و تحقیق	۴۶
نزول وحی کے وقت آپ کی کیفیت	۴۷
واقعہ شان نزول	۴۹
کفار کی حماقت	۵۱
جہنم کا عذاب بڑا سخت ہے	۵۲
کفار کے ایک بیہودہ مطالبہ کا رد	۵۳
اللہ کیلئے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا آسان ہے	۵۴
واقعہ شان نزول	۵۵
قیامت میں مومنین و کفار کا حال	۵۶
موت کے وقت کی کیفیت	۵۷
اقوال و تحقیق	۵۷
انسان کی حقیقت	۵۸
ابرار کی صفات و جزا	۶۰
جنت کے بے مثال برتن	۶۱
دعوت و تبلیغ سے متعلق حضور کو ہدایت	۶۳
علامات قیامت	۶۴
پچھلی قوموں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کیجئے	۶۵
نار جہنم کی تیزی	۶۶
مومن و کافر کا انجام	۶۷

تفسیر ھذا ذیلی کتب تفاسیر سے مستفاد ھے { (۱) بیان القرآن (۲) معارف القرآن (۳) تفسیر مظہری (۴) ابن کثیر (۵) فوائد عثمانیہ (ترجمہ شیخ الہندؒ) وغیرہم

سُوۡرَةُ الۡمُلۡكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوۡنَ اٰيَةً وَّفِيۡهَا رُكُوۡعَانِ

سورۂ ملک مکہ میں نازل ہوئی اس میں تیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ بِيَدِهِ الۡمُلۡكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرُ ۙ ﴿١﴾

وہ (خدا) بڑا عالی شان ہے جس کے قبضہ میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

الَّذِىۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَيٰوةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ

جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون شخص عمل میں زیادہ اچھا ہے

وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۙ ﴿٢﴾

اور وہ زبردست (اور) بخشنے والا ہے۔

سورۂ ملک کے فضائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن کریم میں ایک سورت ایسی ہے جس میں تیس ٣٠ آیتیں ہیں، یہ اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرتی رہے گی یہاں تک کہ اسے بخش دیا جائے گا، وہ سورت تبارک الذی ہے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اس سورت کو حدیث پاک میں واقیہ بھی فرمایا گیا ہے یعنی عذاب کو روکنے والی اور منجیہ بھی فرمایا گیا ہے یعنی عذاب سے نجات دینے والی۔ چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سورت (اپنے پڑھنے والے کی) حفاظت کرنے والی ہے اور اللہ کے عذاب سے نجات دینے والی ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے سورۂ الٓم تنزیل اور سورۂ ملک ضرور پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ سورۂ ملک میرے ہر امتی کے دل میں ہو۔

اس پوری سورت میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کے علم وقدرت پر کائنات عالم کے مشاہدہ سے دلائل پیش کئے گئے ہیں چنانچہ اس سورت کی پہلی آیت میں یہی بات بیان فرمائی گئی ہے کہ اللہ کی ذات بڑی برکت والی ہے، سب سے بالا و برتر ہے اور ملک یعنی آسمان وزمین اور ان کی ہر ہر چیز پر اللہ ہی کی حکومت وسلطنت ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ کی ذات وہ ہے جس نے موت وزندگی کو پیدا فرمایا ہے تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں اچھے کام کون کرتا ہے، کیونکہ زندگی ہی میں اعمال کئے جاتے ہیں موت کے بعد ان اعمال کا بدلہ ملتا ہے۔

بس جس شخص کو اپنی موت کا خیال رہے گا وہ ڈرتا رہے گا کہ مرکر احکم الحاکمین کے دربار میں حاضر ہونا ہے اور وہاں اپنے ہر ہر عمل کا حساب دینا ہے، لہٰذا وہ برے اعمال سے بچے گا اور نیک اعمال زیادہ سے زیادہ کرنے کی فکر میں لگا رہے گا۔☆☆

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ

جس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے۔

مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ھَلْ

تو خدا کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا سو تو (اب کی بار) پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے کہیں تجھکو

تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ③ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ

کوئی خلل نظر آتا ہے (یعنی بلا تامل تو نے بہت بار دیکھا ہوگا۔ اب کی بار تامل سے نگاہ کر) پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ (آخر کار) نگاہ

الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّھُوَ حَسِیْرٌ ④ وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ

ذلیل اور درماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آوے گی اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں (یعنی ستاروں) سے آراستہ کر رکھا ہے

وَجَعَلْنٰھَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ⑤

اور ہم نے ان (ستاروں) کو شیطانوں کو مارنے کا ذریعہ بھی بنادیا ہے اور ہم نے ان (شیاطین) کیلئے (بوجہ انکے کفر کے) دوزخ کا عذاب (بھی) تیار

آسمانی چھت قدرت خداوندی کا ایک نمونہ

ان آیات میں بھی اللہ کی قدرت کا بیان ہے کہ اسنے سات آسمان اوپر نیچے پیدا کیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان اور دوسرے کے اوپر تیسرا اسطرح سات آسمان اوپر نیچے ہیں اور ایک آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

غور کیجئے اللہ تعالیٰ نے اتنی لمبی چوڑی اور بلند و بالا چھت کیسی عظیم و مستحکم بنائی ہے اور کاری گری کا کمال یہ کہ بلا کسی ستون کے مدتوں سے کھڑی ہے اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے کھڑی رہے گی، اور ذرا غور سے دیکھ اسمیں آج تک کوئی دراڑ تک بھی نہیں آئی، اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے تاکید کے لئے فرمایا اے انسان تو آسمان کو بار بار خوب غور سے دیکھ پھر بھی تجھے اسمیں کوئی کمی نظر نہیں آئے گی بلکہ تو اسمیں جتنا غور کرے گا اتنی ہی تجھے اس میں خوبیاں نظر آتی چلی جائیں گی۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ ہم نے آسمانِ دنیا کو ستاروں سے رونق بخشی ہے جو قدرتی چراغ ہیں ان میں سے کچھ چلنے پھرنے والے ہیں اور کچھ اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان ستاروں سے شیطانوں کو مارنے کا کام بھی لیا جاتا ہے یعنی جو شیطان آسمانی خبریں چرانے کے لئے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو ان ستاروں سے کوئی آتشی مادہ شعلہ کی شکل میں ان پر گرتا ہے

ستارے اپنی جگہ پر رہتے ہیں مگر چونکہ یہ شعلہ ستارہ کی طرح حرکت کرتا ہوا نظر آتا ہے اسلئے لوگ اسی کو ستارہ ٹوٹنا کہہ دیتے ہیں بہرحال اس شعلہ سے شیطانوں کو زمین کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے، الغرض یہ ذلت و سزا تو انہیں دنیا میں دیجاتی ہے اور آخرت میں ان کے لئے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے جو ان کو ان کے کفر کی وجہ سے دیا جائے گا۔ ☆☆☆

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞ ٦

اور جو لوگ اپنے رب (کی توحید) کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۞ ٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ

جب یہ لوگ اسمیں ڈالے جاوینگے تو اس کی بڑے زور کی آواز سنیں گے اور وہ اسطرح جوش مارتی ہوگی۔ جیسے معلوم ہوتا ہے کہ (ابھی)

مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ

غصہ کے مارے پھٹ پڑے گی۔ (اور) جب اسمیں کوئی گروہ (کافروں کا) ڈالا جاوے گا تو اسکے محافظ ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی

نَذِيْرٌ ۞ ٨ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ

ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں آیا تھا وہ کافر (بطور اعتراف کے) کہیں گے کہ واقعی ہمارے پاس ڈرانیوالا (پیغمبر) آیا تھا۔ سو (یہ ہماری شامت تھی کہ) ہمنے

اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۞ ٩ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا

(اسکو) جھٹلادیا اور کہدیا کہ اللہ نے (از قبیل احکام و کتب) کچھ نازل نہیں کیا۔ (اور) تم بڑی غلطی میں پڑے ہو اور (کافر فرشتوں سے یہ بھی)

نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۞ ١٠ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ

کہیں گے کہ ہم اگر سنتے یا سمجھتے تو ہم اہلِ دوزخ میں (شامل) نہ ہوتے۔ غرض اپنے جرم کا اقرار کرینگے

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۞ ١١

سو اہلِ دوزخ پر لعنت ہے۔

توحید کا انکار کرنے والوں کی سزا ان آیات میں ارشاد ہے کہ جو لوگ توحید خداوندی کا انکار کر کے کفر کرتے ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت بری جگہ ہے، جب جہنم میں کافرین ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑی سخت آواز سنیں گے، اور جہنم اس طرح جوش مارتی ہوگی گویا کہ وہ غیظ و غضب اور غصہ کی وجہ سے پھٹ

اقوال و تحقیق:۔ شهيقاً: بمعنی گدھے کی آواز۔ یہ آواز کس کی ہوگی اس میں تین قول ہیں (۱) گدھے جیسی آواز جہنم کی آگ سے نکلتی ہوئی سنیں گے (۲) پہلے سے جو لوگ جہنم میں پڑے ہوئے ہوں گے یہ آواز ان کی ہوگی (۳) یہ آواز اس جماعت کی ہوگی جس کو جہنم میں ڈالا جا رہا ہے۔ (حاصل مظہری) محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ ☆☆☆

جائیں گی، اور جب کافرین کی کوئی جماعت جہنم میں ڈالی جائے گی تو ان کو ذلیل کرنے کے لئے داروغہ جہنم ان سے پوچھے گا کیا دنیا میں تمہارے پاس اس عذابِ جہنم سے ڈرانے والا کوئی پیغمبر نہیں پہنچا تھا؟ یہ کہیں گے ہاں اللہ کا رسول ہمارے پاس پہنچا تھا اور اس نے ہمیں اللہ کے احکامات بھی بتلائے تھے اور اس کے عذاب سے بھی باخبر کیا تھا مگر ہماری بدقسمتی کہ ہم نے رسول کی بات نہ مانی اس کو جھٹلایا جس کے نتیجہ میں آج ہمیں جہنم کے دہکتے ہوئے عذاب میں جلنا پڑ رہا ہے واقعی اگر ہم اللہ کے رسول کی بات سنتے، سمجھتے اور مانتے تو آج ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا، ہم جہنم کے عذاب سے محفوظ رہتے۔ بس اسطرح یہ اپنے جرم کا اقرار کریں گے مگر اس وقت جرم کا اقرار کرنا کچھ فائدہ نہ دے گا انجام کار جہنم کا عذاب بھگتنا ہی پڑے گا۔ ☆☆☆

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ

بیشک جو لوگ اپنے پروردگار سے بے دیکھے ڈرتے ہیں

لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١٢﴾ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ

اُن کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم (مقرر) ہے اور تم لوگ خواہ چھپا کر بات کہو یا پکار کر کہو اسکو سب خبر ہے کیونکہ) وہ

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٣﴾ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٤﴾ ع ١

دلوں تک کی باتوں سے خوب واقف ہے (اور بھلا) کیا وہ نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بیں (اور) پورا باخبر ہے

مومنین کے لئے بشارت

ان آیات میں ان لوگوں کیلئے خوش خبری ہے جو اللہ کو دیکھے بغیر اس کی ذات وصفات پر پورا یقین رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں ارشاد ہے کہ ایسے مومنوں سے مغفرت وثواب کا وعدہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بھی معاف فرما دیگا اور خوب ثواب اور بہترین اجر بھی عطا فرمائیگا۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اے لوگو! اگرچہ تم اللہ کو نہیں دیکھتے مگر وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور وہ تمہاری کھلی چھپی تمام باتیں حتی کہ تمہارے سینوں میں جو خیالات گذرتے ہیں ان کو بھی خوب جانتا ہے، بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خالق اپنی مخلوق کے احوال سے بے خبر ہو جبکہ اللہ تعالیٰ بڑا باریک بیں اور باخبر۔ ☆☆☆

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا

وہ ایسا (منعم) ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مسخر کر دیا سو تم اسکے رستوں میں چلو (پھرو) اور خدا کی روزی (جو زمین میں پیدا کی ہے) کھاؤ (پیو) اور (کھا پی کر اسکو بھی یاد رکھنا کہ) اسی کے پاس دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔ کیا تم لوگ اس سے بےخوف ہو گئے ہو جو

وَكُلُوا مِن رِّزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ﴿١٥﴾ أَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن

يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ﴿١٦﴾ أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ

آسمان میں (بھی اپنا حکم و تصرف) رکھتا ہے کہ وہ تمکو زمین میں دھنسا دے پھر وہ زمین تھرتھرا کر اُلٹ پلٹ ہونے لگے، کیا تم لوگ اس سے بےخوف ہوگئے ہو جو

أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ﴿١٧﴾ وَلَقَدْ

آسمان میں (بھی اپنا حکم و تصرف رکھتا ہے کہ وہ) تم پر (مثل عاد کے) ایک ہوائے تند بھیج دے (جس سے تم ہلاک ہو جاؤ) سو عنقریب (مرتے ہی) تمکو معلوم ہو جاویگا

كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿١٨﴾

کہ میرا ڈرانا (عذاب سے) کیسا (صحیح) تھا۔ اور ان سے پہلے جو لوگ ہو گذرے ہیں انہوں نے (دین حق کو) جھٹلایا تھا سو دیکھ لو (پھر) میرا عذاب کیسا (واقع) ہوا۔

اللہ کی نعمتیں

ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی نعمتیں یاد دلا رہا ہے، ارشاد ہے کہ دیکھو ہم نے تمہارے لئے زمین کو کیسا مسخر کر دیا ہے، کہ وہ اپنی جگہ ٹھہری ہوئی ہے ہلتی جلتی نہیں، پہاڑوں کی میخیں اس میں گاڑ دی ہیں، پانی کے چشمے اس میں جاری کر دیئے، اناج و پھل وغیرہ اس سے پیدا ہو رہے ہیں، راستے اس میں بنا دئے گئے ہیں بس تم اس میں چلو پھرو اور اپنی روزی تلاش کرو، اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہو اور شکر کی حقیقت یہ ہے کہ ایمان لا کر اعمال صالحہ کرتے رہو اور یہ بھی یاد رکھو کہ ایک دن تم سب کو مر کر اللہ ہی کے دربار میں حاضر ہونا ہے وہاں تم سے ہر ہر عمل کا پورا پورا حساب و کتاب لیا جائے گا بس اس کے عذاب و سزا سے بھی ڈرتے رہو، اور سیدھے اس راستہ پر چلتے رہو جو خالق کائنات نے تمہارے لئے مقرر فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے وہ راستہ تمہیں دکھا دیا اور سمجھا دیا ہے وہ ہے دین اسلام۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اگر تم اللہ کے بتلائے ہوئے راستہ پر نہیں چلو گے، اسکی نافرمانی و سرکشی کرو گے کفر و شرک اختیار کرو گے تو وہ اپنا عذاب تم پر دنیا میں بھی بھیج سکتا ہے کہ زمین میں دھنسا دے اور زمین تمہیں نگل جائے اور اگر اللہ چاہے تو آسمان سے پتھر برسا کر تمہیں ہلاک کر ڈالے۔ عبرت حاصل کرنے کے لئے پچھلی قوموں کے حالات دیکھ لو کہ جب ان کی نافرمانیاں حد سے بڑھ گئیں تو اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں ان پر کیسا سخت عذاب نازل فرما کر ہلاک کر ڈالا، جیسے قوم عاد و ثمود وغیرہ۔ ☆☆☆

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ

کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کی طرف نظر نہیں کی۔ کہ پر پھیلائے ہوئے (اڑتے پھرتے) ہیں

فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ﴿١٩﴾

ور (کبھی اسی حالت میں) پر سمیٹ لیتے ہیں۔ بجز (خدائے) رحمٰن کے انکو کوئی تھامے ہوئے نہیں ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (اور جسطرح چاہے اسمیں تصرف کر رہا ہے)

اللہ کی قدرت کا مشاہدہ کیجئے

اس سے پہلی آیات میں اللہ کی قدرت کے دلائل آسمان و زمین سے پیش کئے گئے، اب ان آیات میں آسمان و زمین کی درمیانی فضا سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ ارشاد ہے کہ کیا تم اللہ کی قدرت کا مشاہدہ نہیں کرتے، دیکھو پرندے تمہارے اوپر کھلی فضا میں کیسے اڑ رہے ہیں باوجود بھاری جسم ہونے کے فضا میں معلق ہیں جبکہ بھاری چیز کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ زمین کی طرف گرتی ہے مگر یہ پرندے اپنے بھاری جسم کو لئے ہوئے فضا میں پرواز کر رہے ہیں اور ایسے معلوم ہو رہے ہیں جیسے پانی میں تیر رہے ہوں۔ بس پرندوں کو یہ ہنر و قوت اللہ تعالیٰ

نے عطا فرما رکھا ہے جو اللہ کی قدرت کا واضح ثبوت ہے۔ ☆☆☆☆

أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن دُونِ

ہاں رحمٰن کے سوا وہ کون ہو کہ وہ تمہارا لشکر بنکر

الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ﴿٢٠﴾ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ

(آفات سے) تمہاری حفاظت کر سکے (اور) کافر (جو اپنے معبودوں کی نسبت ایسا خیال رکھتے ہیں) تو (وہ) نرے دھوکے میں ہیں (اور) ہاں (یہ بھی تبلاؤ کہ) وہ کون

إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ﴿٢١﴾ أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا

ہے جو تمکو روزی پہنچا دے اگر اللہ تعالےٰ اپنی روزی بند کرلے (مگر یہ لوگ اس سے بھی متاثر نہیں ہوتے) بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت (عن الحق) پر جم رہے ہیں۔ سو جو شخص

عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾

کافر کا حال اور بنا ہے اسکو سنکر سوچو کہ) کیا جو شخص منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہو وہ منزل مقصود پر زیادہ پہنچنے والا ہوگا یا وہ شخص جو سیدھا ایک ہموار سڑک پر چلا جا رہا ہو

قُلْ هُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ

آپ (ان سے) کہیئے کہ وہی (ایسا قادر و منعم) ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے۔

قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَ

(مگر) تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو (اور) آپ (یہ بھی) کہئے کہ وہی ہے جس نے تم کو روئے زمین پر پھیلایا اور تم اسی

إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾

کے پاس (قیامت کے روز) اکٹھے کیے جاؤگے۔ اور یہ لوگ (جب قیامت کا ذکر سنتے ہیں تو) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو (تو بتلاؤ)

قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ

آپ (جواب میں) کہہ دیجئے کہ یہ (تعین کا علم) تو خدا ہی کو ہے اور میں تو محض (علی الاجمال مگر) صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ پھر جب اس

زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم

(عذاب موعود) کو پاس آتا ہوا دیکھیں گے وا تو اس وقت مارے غم کے) کافروں کے منہ بگڑ جاوینگے اور (ان سے) کہا جاویگا یہی ہے وہ جسکو تم مانگا کرتے

بِهِ تَدَّعُونَ ﴿٢٧﴾

تھے (کہ عذاب لاؤ عذاب لاؤ)

کافرین کے عقیدہ کی تردید

ان آیات میں کافرین ومشرکین کے اس عقیدہ کی تردید کی گئی ہے جو وہ اپنے معبودان باطل کے متعلق رکھتے تھے کہ یہ ہماری مصیبت وآفات سے حفاظت کرتے ہیں، اور ہمیں روزی پہنچاتے ہیں۔ ان آیات میں فرمادیا کہ یہ صرف تمہارا دھوکہ ہے یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی تمہارا امدادگار ہوسکتا ہے اور نہ تم کو روزی پہنچا سکتا ہے الغرض تمہارے معبودان باطل نہ تم کو کچھ فائدہ پہونچا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی مصیبت وآفات سے بچاسکتے ہیں یہ قدرت صرف خدائے وحدہ لاشریک لہٗ کو حاصل ہے۔

کافرومومن کی مثال

اس کے بعد کافرومومن کو ایک مثال سے سمجھایا گیا ہے کہ ایک شخص ٹیڑھے میڑھے، اونچے نیچے راستے پر اوندھا ہوکر سر کے بل چلتا ہے اس کے منزل مقصود پر پہنچنے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے، یہ مثال کافر کی ہے، دوسرا شخص صاف ستھرے راستے سے سیدھا ہوکر چلتا ہے اس کے منزل مقصود پر پہونچنے کی پوری توقع ہے، یہ مثال مومن کی ہے۔ یہی حال ان کا قیامت کے دن ہوگا کہ کافر اوندھے منہ جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے اور مسلمان عزت کے ساتھ جنت میں پہنچائے جائیں گے، چنانچہ بخاری ومسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کافرین چہرے کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ نے فرمایا جس ذات نے انہیں پیروں پر چلایا ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان کو چہروں اور سروں کے بل چلادے۔

قُلْ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ. الخ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اللہ کی ذات وہ عظیم قدرت والی ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے تمہیں کان، آنکھ اور دل دیئے ہیں یعنی تمہیں عقل وسمجھ عطا فرمائی مگر تم میں بہت کم شکر گزار ہیں، اور شکر کی حقیقت یہ ہے کہ ان قوتوں کو اللہ کی فرماں برداری میں استعمال کیا جائے، نافرمانی سے بچایا جائے۔

اور اللہ کی ذات وہ عظیم قدرت والی ہے جس نے تمہیں پیدا کرکے زمین کے مختلف حصوں پر پھیلادیا اور پھر وہ ایک دن تم سب کو ایک جگہ جمع فرمادے گا۔ کافرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں آخر یہ دن آئے گا کب؟ اگر آپ سچے ہیں تو اس دن کی متعین تاریخ وسن بتلائے۔ بس وہ اللہ کے اس وعدہ میں شک کرتے ہیں بالفاظ دیگریوں کہتے ہیں ایسا دن کبھی نہیں آئے گا اور بطور مذاق کہتے تھے اگر آئے گا تو جلد لے آئیے۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کافرین سے کہہ دیجئے اس کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کو ہے میں تو واضح طور پر عذاب الٰہی سے ڈرا دینے والا ہوں، اور اے کافرین جب تم اس دن (قیامت کے عذاب) کو قریب آتا ہوا دیکھوگے تو مارے دہشت کے تمہارے چہرے بگڑ جائیں گے، اس وقت ان منکرین قیامت کو ذلیل کرتے ہوئے کہا جائے گا یہی ہے وہ دن جس کے جلد آنے کا تم مطالبہ کرتے تھے۔ ☆☆☆

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ

آپ (انسے) کہئے کہ تم یہ بتلاؤ کہ اگر خدا تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھ والوں کو (موافق تمہاری تمنا کے) ہلاک کردے یا

رَحِمَنَا ۚ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ

(موافق ہماری امید اور اپنے وعدے کے ہم پر رحمت فرمادے تو کافروں کو عذاب دردناک سے کون بچالے گا۔ (اور) آپ (ان سے یہ بھی)

الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ

کہئے کہ وہ بڑا مہربان ہے ہم اس پر ایمان لائے اور ہم اس پر توکل کرتے ہیں سو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ صریح گمراہی میں کون ہے

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ

(یعنی تم جیسا کہ ہم کہتے ہیں یا ہم جیسا کہ تم کہتے ہو) آپ (یہ بھی) کہئے کہ اچھا یہ تبلاؤ کہ اگر تمہارا پانی (جو کنوؤں میں ہے) نیچے کو اتر کر غائب ہو جاوے

يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿٣٠﴾ ع ١٦ / ٢

سو وہ کون ہے جو تمہارے پاس سوت کا پانی لے آئے (یعنی کنوئیں کی سوت کو جاری کر دے)

کفار کی ایک بیجا تمنا

کفار (نعوذ باللہ) رسول اللہ ﷺ کی ہلاکت کی تمنا کیا کرتے تھے۔ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اے محمد (ﷺ) آپ ان کافرین سے کہئے اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ساتھیوں کو (تمہاری تمنا کے مطابق) ہلاک کر دے یا اپنے وعدے اور ہماری امید کے مطابق ہمیں اپنی رحمتوں سے نواز دے تو تمہیں اس سے کیا حاصل ، بس سمجھداری یہ ہے کہ تم اپنی نجات کی فکر کرو اور سوچو کفر و سرکشی کی وجہ سے آخرت میں جس دردناک عذاب کا آنا ضروری و یقینی ہے اس سے تمہیں کون بچائے گا۔ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔بس ایمان کی برکت سے وہ ہمیں عذاب آخرت سے بچالے گا اور توکل و بھروسہ کی برکت سے دنیوی آفات سے محفوظ رکھے گا۔اور عنقریب یہ حقیقت کھل کر تمہارے سامنے آجائے گی جب قیامت میں فیصلہ ہو کر مومنین کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا اور کافرین کو جہنم میں جانے کا حکم ہوگا۔اے کافرو! ذرا غور کرو جس پانی پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے اس پانی کو اگر زمین چوس لے یعنی زمین سے پانی نکلے ہی نہیں تو پھر کس میں طاقت ہے جو تمہیں پانی دے سکے بس یہ قدرت تو اللہ ہی کو ہے وہی اپنے فضل و کرم سے زمین سے صاف ستھرا پانی جاری فرما کر سب کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔بس انسان کو چاہئے اسی ذاتِ برحق کے سامنے جھکے اسی کی اطاعت و بندگی کرے اور اسی کو اپنا کارساز و مددگار سمجھے، یقین جانو اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔الحمد للہ سورۂ ملک کی تفسیر مکمل ہوئی۔☆☆☆

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ قلم مکہ میں نازل ہوئی اس میں باون آیتیں اور دو رکوع ہیں　شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿١﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿٢﴾

نٓ قسم ہے قلم کی اور (قسم ہے) ان (فرشتوں) کے لکھنے کی (جو کہ کاتب الاعمال ہیں) کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں (جیسا کہ منکرین نبوت کہتے ہیں)

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿٣﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿٤﴾

اور بیشک آپ کے لئے (اس تبلیغ احکام پر) ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونیوالا نہیں۔ اور بیشک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿٥﴾ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿٦﴾

سو (ان کے مہلات کا غم نہ کیجئے کیونکہ) عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کس کو جنون تھا۔

قلم تقدیر نٓ حروف مقطعات میں سے ہے اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں۔
اس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کی قسم کھائی ہے (١) قلم کی، جس سے مخلوق کی تقدیریں لوح محفوظ پر لکھی گئی ہیں چنانچہ مسلم شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی تقدیر کو آسمان وزمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دیا تھا۔ (٢) اور قسم ہے ان فرشتوں کے لکھنے کی۔

ان دو قسموں کے بعد فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہیں جیسا کہ مشرکین مکہ، منکرین نبوت آپ کو دیوانہ و مجنوں کہتے ہیں، افسوس تم علم وعقل اور کمالات کی جامع شخصیت کو دیوانہ کہتے ہو جبکہ آپ نبی برحق ہیں اور جس عمل یعنی تبلیغ دین کی وجہ سے یہ آپ کو دیوانہ کہہ رہے ہیں وہ عمل اللہ کو اسقدر محبوب و پسند ہے کہ اس پر آپ کو ایسا عظیم اجرو ثواب عطا فرمائے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اور بلاشبہ آپ اخلاق حسنہ کے اعلیٰ مقام کو پہنچے ہوئے ہیں۔

غور کرو جس کے اعمال پر اجر عظیم ملتا ہو اور جس کے اخلاق اتنے عمدہ ہوں وہ مجنوں کیسے ہوسکتا ہے، بس اے منکرین نبوت تم عنقریب دیکھ لو گے تم میں مجنون و دیوانہ کون ہے، چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد ان دیوانہ کہنے والوں میں سے بہت سے حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے بن گئے اور ایمان قبول کر کے آپ کے متبع اور گرویدہ ہوگئے ☆☆☆

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

آپکا پروردگار اسکو بھی خوب

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٧﴾ فَلَا تُطِعِ

جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ راہ (راست) پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ تو آپ ان تکذیب کرنیوالوں

الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٨﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ

کا کبھی) کہنا نہ مانئے (جیسا اب تک بھی نہیں مانا) یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ (اپنے منصبی کام) یعنی تبلیغ میں) ڈھیلے ہوجائیں تو یہ لوگ بھی ڈھیلے ہوجائیں

حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ

اور آپ (بالخصوص) کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانیوالا ہو (مراد جھوٹی قسم کھانیوالا ہے) بے وقعت ہو طعنے دینے والا ہو چغلیاں لگاتا

اَثِیۡمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعۡدَ ذٰلِکَ زَنِیۡمٍ ﴿۱۳﴾ اَنۡ کَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِیۡنَ ﴿۱۴﴾

پھرتا ہو نیک کام سے روکنے والا ہو۔ حد اعتدال سے گزرنیوالا ہو گناہوں کا کرنیوالا ہو اور سخت مزاج ہو اور ان سب کے علاوہ حرامزادہ (بھی) ہو۔

اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَی

اس سبب سے کہ وہ مال و اولاد والا ہو۔ جب ہماری آیتیں اسکے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آئی ہیں

الۡخُرۡطُوۡمِ ﴿۱۶﴾

ہم عنقریب اسکی ناک پر داغ لگا دینگے۔

کفار مکہ کا حضور کو غلط مشورہ

کفار مکہ رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے تھے آپ ہمارے معبودوں (بتوں) کے متعلق سخت رویہ چھوڑ دیں، ان کی تردید کرنا ترک کر دیں، تو ہم بھی آپکے خدا کی تعظیم کریں گے اور آپ کے طریقہ پر اعتراض نہ کرینگے۔

ممکن تھا رحمۃ للعالمین ﷺ کے دل میں یہ بات آجاتی کہ تھوڑی سی ڈھیل اور نرمی اختیار کرنے سے اگر یہ لوگ ایمان لے آئیں تو اچھا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمادیا کہ آپ ان جھوٹوں کا کہنا نہ مانئے، ان کا مقصد صرف آپ کو تبلیغی کام میں کمزور اور نرم کرنا ہے، حقیقت وصداقت کو قبول کر کے ایمان لانا ان کا مقصد ہرگز نہیں، بس آپ ہر طرف سے قطع نظر کر کے اپنا فرضِ منصبی (دین کی دعوت) ادا کرتے رہئے کسی کو دینِ حق پر لے آنا آپکے ذمہ نہیں۔

وَلَا تُطِعۡ الخ پچھلی آیت میں رسول اللہ ﷺ کو تمام ہی جھوٹے مکار کفار کی بات ماننے سے منع فرمایا گیا تھا اب اس آیت میں خاص اس شریر کافر کی بات ماننے سے منع فرمایا جارہا ہے، جو بہت جھوٹی قسمیں کھانے والا ہو، طعنے دینے والا ہو، ذلیل و بے وقعت ہو، لوگوں پر عیب لگانے والا ہو، غیبت کرنے والا ہو، چغل خوری کرنیوالا ہو، ظلم وستم میں حد سے بڑھنے والا ہو، بہت گناہ کرنے والا ہو، بداخلاق ہو، اور ان سب عیبوں کے باوجود ولد الزنا بھی ہو۔

یہ تمام گندی خصلتیں ولید بن مغیرہ میں تھیں چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ شخص اپنی قوم کا سردار تھا اور خوب مال واولاد والا تھا اور کوئی شخص محض کثرتِ مال واولاد کی وجہ اس لائق نہیں ہو جاتا کہ اس کی بات مانی جائے، اصل چیز عادات واخلاق اور شرافت وانسانیت ہے، یہ شخص مال واولاد کے گھمنڈ میں قرآن کریم کی آیتوں کو جھٹلاتا تھا، کہتا تھا یہ تو بے سند باتیں ہیں جو پرانے لوگوں سے چلی آرہی ہیں۔ بس اس کے ان سنگین گناہوں کی وجہ سے قرآن کریم اعلان کر رہا ہے کہ،، اس کے ناک کو داغ دیا جائے گا،، حضرت مجاہدؒ نے فرمایا قیامت کے دن اس کا پورا چہرہ سیاہ کر دیا جائے گا جس کی وجہ سے الگ پہچان ہو کر یہ لوگوں میں رسوا وذلیل ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سزا اس کے لئے دنیا میں ہے کہ اس کے ناک میں تلوار کی نکیل ڈالی جائے گی، چنانچہ جنگ بدر کے دن ایسا ہی ہوا۔ ☆☆☆

إِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ إِذْ أَقْسَمُوا

ہمنے انکی آزمائش کر رکھی ہے جیسا ہمنے باغ والوں کی آزمائش کی تھی جبکہ ان لوگوں نے (یعنی اکثر) ا

لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ

بعض نے) قسم کھائی کہ اس (باغ) کا پھل ضرور صبح چل کر توڑ لیں گے۔ اور (ایسا وثوق ہوا کہ) انہوں نے انشاء اللہ بھی نہیں کہا سو اس باغ پر

مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُونَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا

آپکے رب کی طرف سے ایک پھرنے والا (عذاب) پھر گیا۔ اور وہ سو رہے تھے۔ پھر صبح کو وہ باغ ایسا رہ گیا جیسے کٹا ہوا کھیت (کہ خالی زمین رہ جاتی ہے)

مُصْبِحِينَ ﴿٢١﴾ أَنِ اغْدُوا عَلٰى حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صٰرِمِينَ ﴿٢٢﴾

سو صبح کیوقت (سو کر جو اٹھے تو) ایک دوسرے کو پکارنے لگے کہ اپنے کھیت پر سویرے چلو اگر تم کو پھل توڑنا ہے۔

فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخٰفَتُونَ ﴿٢٣﴾ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم

پھر وہ لوگ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے چلے کہ آج تم تک کوئی محتاج نہ آنے پائے۔

مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾ وَغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوٓا إِنَّا

اور (بزعم خود) اپنے کو اس کے نہ دینے پر قادر سمجھ کر چلے۔ پھر جب (وہاں پہنچے اور) اس باغ کو

لَضَآلُّونَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٢٧﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل

(اس حالت میں) دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم بیشک راستہ بھول گئے۔ بلکہ (جگہ تو وہی ہے لیکن) ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی (کہ باغ کا یہ حال ہوگیا)

لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿٢٨﴾ قَالُوا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ إِنَّا كُنَّا ظٰلِمِينَ ﴿٢٩﴾

ان میں جو کسی قدر اچھا آدمی تھا وہ کہنے لگا کہ کیوں میں نے تمکو کہا نہ تھا اب (توبہ اور) تسبیح کیوں نہیں کرتے سب (توبہ کے طور پر) کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَلٰوَمُونَ ﴿٣٠﴾ قَالُوا يٰوَيْلَنَآ إِنَّا

پاک ہے بیشک ہم قصوروار ہیں پھر ایک دوسرے کو مخاطب بنا کر باہم الزام دینے لگے (پھر سب متفق ہو کر) کہنے لگے بیشک ہم حد سے نکلنے والے

كُنَّا طٰغِينَ ﴿٣١﴾ عَسٰى رَبُّنَآ أَن يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ إِنَّآ إِلٰى رَبِّنَا

تھے (سب مل کر توبہ کرلو) شاید توبہ کی برکت سے) ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ اسکے بدلے میں دیدے (اب) ہم اپنے رب کی طرف

رٰغِبُونَ ﴿٣٢﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ أَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾ ع ۱

رجوع ہوتے ہیں اس طرح عذاب ہوا کرتا ہے اور آخرت کا عذاب اس (عذاب دنیوی) سے بھی بڑھ کر ہے۔ کیا خوب ہوتا کہ یہ لوگ (اس بات کو)

مال واولاد پر مغرور نہ ہونا چاہئے

مال واولاد کی کثرت مقبولیت کی علامت نہیں، نہ اللہ کے یہاں اس کی کچھ قدر و قیمت ہے، لہٰذا اے کفار مکہ تم کو اس پر مغرور نہ ہونا چاہئے یہ تو اللہ کی طرف سے تمہاری آزمائش ہے کہ دیکھیں اللہ نے تم کو جو عیش وآرام عطا فرما رکھا ہے اور جو روحانی عظیم نعمت جناب رسول اللہ ﷺ کی صورت میں تم کو عطا فرما رکھی ہے تم ان نعمتوں کے شکر میں ایمان قبول کرتے ہو یا ناشکری و ناقدری کر کے کفر ہی میں پھنسے رہتے ہو۔ اس کے بعد پچھلے زمانہ کے ایک باغ والے شخص کا قصہ بیان فرمایا ہے تاکہ اس سے کفار مکہ (اور دیگر تمام ہی لوگ) عبرت ونصیحت حاصل کریں۔

باغ والوں کا قصہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ باغ ملک حبشہ میں تھا اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ملک یمن میں تھا یہ قصہ حضرت عیسیٰؑ کے دنیا سے اٹھائے جانے سے کچھ عرصہ پہلے کا ہے، اہل مکہ میں یہ قصہ مشہور تھا۔

یہ باغ ایک نیک وصالح شخص کا تھا اور قرآنی اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کاشت بھی کرتا تھا جیسا کہ مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ ممکن ہے باغ ہی کے اندر کھیتی کرتا ہو یا اس کے لئے باغ کے قریب علیحدہ زمین ہو، بہر حال یہ صالح شخص باغبانی کے ساتھ کاشتکاری بھی کرتا تھا مگر مشہور باغ والے سے تھا۔ اس شخص کا معمول تھا کہ پھل واناج وغیرہ کا ایک معقول حصہ فقراء ومساکین کو دیا کرتا تھا۔ جب اس شخص کا انتقال ہو گیا تو اس کے تین بیٹے باغ وزمین کے وارث ہوئے انہوں نے آپس میں قسمیں کھا کر یہ طے کیا کہ باغ وکاشت کی پیداوار میں سے اب ہم کسی فقیر ومسکین کو کچھ نہیں دینگے، ہمارے والد صاحب کو تو خیرات کرنے کا خبط وجنون تھا نیز اب ہمارے اولاد بھی زیادہ ہوگئی ہے خرچ بڑھ گیا ہے اور باغ وکاشت اتنی ہی ہے۔ بس اس سے بچاؤ کا طریقہ یہ ہے کہ ہم صبح سویرے جا کر فقرا کے پہنچنے سے پہلے تمام پھل وغیرہ توڑ لائیں نہ وہاں فقرا ہوں گے نہ انہیں کچھ دینا پڑے گا، اور یہ پروگرام انہوں نے اتنے وثوق ویقین کے ساتھ بنایا کہ انشاء اللہ بھی کہنا بھول گئے، جبکہ سنت ہے کہ جو کام کل کرنا ہو اس کے ساتھ انشاء اللہ لگا کر یوں کہئے انشاء اللہ میں یہ کام کل کروں گا۔

غرضیکہ جب باغ تیار ہو گیا تو یہ صبح اندھیرے ہی اس کو توڑنے کے لئے چل دئے اور آپس میں چپکے چپکے کہہ رہے تھے دیکھو آج کوئی فقیر ومسکین باغ کے اندر نہ آنے پائے اس کا پورا دھیان رکھنا، مگر قادر مطلق اللہ جل جلالہ نے ان کی نیت بد کی وجہ سے رات کے وقت جب یہ سو رہے تھے اس باغ پر اپنا عذاب آگ کی شکل میں بھیجا جس سے وہ باغ ختم ہو کر ایسا ہو گیا جیسے کٹا ہوا کھیت، بہت سی مرتبہ کھیت کاٹنے کے بعد اس کو جلا دیا جاتا ہے جس سے پورے کھیت میں ہر طرف راکھ ہی راکھ نظر آتی ہے۔ بہر حال جب یہ اپنے باغ پر پہونچے تو کہنے لگے یقیناً ہم راستہ بھول کر کہیں اور آ گئے ہیں یہاں تو نہ باغ ہے نہ کھیت، مگر جب غور سے آس پاس دیکھا تو سمجھے یہ جگہ تو وہی ہے البتہ باغ ختم ہو چکا ہے بس ہماری قسمت پھوٹ گئی اور ہم اس نعمت سے محروم کر دیئے گئے، اس وقت ان تینوں میں سے ایک بھائی جو کسی قدر اچھا تھا باپ کی طرف اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کو پسند کرتا تھا کہنے لگا میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ دیکھو نیت خراب مت کرو، فقرا ومساکین کے دینے سے برکت ہوتی ہے کمی نہیں آتی۔

تنبیہ! اس شخص نے اس فعل کو اگر چہ برا سمجھا مگر عملی طور پر ان کے ساتھ رہا جس کی وجہ سے یہ بھی گرفت میں آیا اور خسارہ ونقصان میں مبتلا ہوا، بہر حال جیسا کہ عام طور پر عادت ہے کہ کسی کام کے بگڑ جانے پر ایک دوسرے کو قصور وار ٹھہرایا کرتے ہیں بس یہ بھی ایک دوسرے کو الزام دینے لگے تو اس شخص نے اپنے بھائیوں سے کہا جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب سواء صبر کے کوئی چارہ نہیں اور اب ہمیں اپنے رب سے توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔ الغرض سب بھائیوں کو اپنے کیئے پر ندامت وشرمندگی ہوئی اسی حالتِ ندامت میں سب نے توبہ واستغفار کیا، بولے بیشک ہمارا رب پاک ہے قصور وار ہم ہی ہیں واقعی ہم حد سے آگے بڑھنے والے تھے، ہم اللہ کی ذات سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں توبہ کی برکت سے اس سے اچھا باغ عطا فرمائے گا۔

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ بدلہ ملنا عام ہے خواہ دنیا میں ملے یا آخرت میں اور اس کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ دنیا میں ان کو کوئی باغ ملا یا نہیں یہ بات سند کے ساتھ کہیں نظر سے نہیں گزری البتہ بلا سند تفسیر روح المعانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول لکھا ہے کہ اس سے اچھا باغ ان کو عطا کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

اس کے بعد اللہ تعالیٰ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ نافرمانوں کو اسی طرح سزا ملا کرتی ہے۔ اے کفار مکہ تم تو بہت ہی بڑی نافرمانی وسرکشی یعنی کفر وشرک میں مبتلا ہو تم پر تو اس سے کہیں بڑھکر عذاب وسزا آسکتی ہے۔ اور یاد رکھو آخرت کا عذاب بہت ہی سخت ہے، کاش تم اس بات کو سمجھ کر اپنے کفر سے توبہ کرتے اور ایمان لے آتے۔ ☆☆☆

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّٰتِ النَّعِيمِ ﴿٣٤﴾

بیشک پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے نزدیک آسائش کی جنتیں ہیں

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٦﴾

کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کے برابر کر دیں گے ؟ تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔

أَمْ لَكُمْ كِتَٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ﴿٣٨﴾ أَمْ

کیا تمہارے پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے، جس میں پڑھتے ہو۔ کہ اس میں تمہارے لئے وہ چیز (لکھی) ہو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ کیا ہمارے

لَكُمْ أَيْمَٰنٌ عَلَيْنَا بَٰلِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَٰمَةِ ۙ إِنَّ لَكُمْ لَمَا

ذمہ کچھ قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہاری خاطر سے کھائی گئی ہوں اور قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں (جن کا مضمون یہ ہو) کہ تم کو وہ چیزیں

تَحْكُمُونَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ

ملیں گی جو تم فیصلہ کر رہے ہو (یعنی ثواب وجنت) ان سے پوچھیئے کہ ان میں اس کا کون ذمہ دار ہے۔ کیا ان کے ٹھہرائے ہوئے کچھ شریک

فَلْيَأْتُوا۟ بِشُرَكَآئِهِمْ إِن كَانُوا۟ صَٰدِقِينَ ﴿٤١﴾

(خدائی) ہیں۔ سو ان کو چاہیئے کہ یہ اپنے ان شریکوں کو پیش کریں اگر یہ سچے ہیں۔

متقین کے باغ

پچھلی آیات میں کافرین کو عذاب کی وعید سنائی گئی تھی اب اس آیت میں ایمان والوں، پرہیز گاروں، متقین کے لئے جنت کا وعدہ ہے ارشاد ہے کہ متقیوں کے لئے آخرت میں ایسے باغ ہیں جن میں ہر قسم کی نعمتیں ہیں۔ جن لوگوں کا باغ تباہ ہوگیا تھا گویا ان کو بالخصوص اور تمام ہی انسانوں کو بالعموم یہ بتایا جارہا ہے کہ دنیا کے باغ و بہار کچھ نہیں اصل تو آخرت کے باغ ہیں جن میں ہر طرح کی نعمتیں موجود ہوں گی اور وہ ملیں گے ایمانداروں، پرہیز گاروں کو بس تم کو چاہئے کہ ایمان و پرہیز گاری کی زندگی بسر کرو۔

کفار مکہ نے غرور و تکبر سے اپنے دل میں یہ بات جما رکھی تھی کہ اگر بالفرض قیامت کے دن مسلمانوں پر اللہ کے انعامات ہوں گے تو ہم پر ان سے زیادہ اور بہتر ہوں گے اور جس طرح دنیا میں ہمیں عیش و آرام کی زندگی عطا فرما رکھی ہے وہاں بھی ہمارے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوگا۔

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ الخ ان آیات میں ان کے باطل خیالات کی تردید فرمادی گئی ہے، ارشاد ہے کہ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نافرمانوں اور مجرموں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو ایمان داروفرماں برداروں کے ساتھ ہوگا۔ یہ بات عقل وفطرت کے خلاف ہے۔اے کفار مکہ کیا تمہارے پاس اس کی کوئی نقلی دلیل ہے، یا تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے جس میں لکھا ہو کہ جو تم اپنے لئے پسند کرو گے تمہیں وہی ملے گا، اللہ نے قیامت تک کے لئے کوئی قسم کھائی ہے کہ تم جو کچھ چاہو گے تمہیں وہی دیا جائے گا تمہاری من مانی خواہشات پوری کی جائیں گی۔ بس اگر تمہارے پاس اس پر کوئی مضبوط دلیل ہے تو لاؤ، ظاہر ہے کہ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی محض اپنے جھوٹے معبودوں کے بل بوتے پر ایسے لچر و بے بنیاد دعوے کرتے ہیں، اور یہ کفار و مشرکین اپنے ان معبودان باطل کو خدائی میں اللہ کا شریک سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو ان کو ہمارے مقابلہ میں لے آؤ، ارے بیوقوفو! تمہارے معبود تو تمہارے سے بھی زیادہ عاجز و کمزور ہیں وہ تمہاری تو کیا مدد کرینگے اپنی بھی نہیں کر سکتے۔ ☆☆☆

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ

(وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے) جس دن کہ ساق کی تجلی

سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٤٢﴾ خَاشِعَةً

فرمائی جائے گی۔ اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بلایا جاویگا سو یہ کافر لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ (اور) انکی آنکھیں

اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۗ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ

(مارے شرمندگی کے) جھکی ہوئی ہوں گی (اور) نیز ان پر ذلت چھائی ہوگی اور (وجہ اسکی یہ ہے کہ) یہ لوگ (دنیا میں) سجدے کی طرف بلائے جایا

وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿٤٣﴾

کرتے تھے اور وہ صحیح سالم تھے (یعنی اس پر قادر تھے)

ساق کی تجلی ان آیات میں کافرین ومشرکین وغیرہ کی قیامت کے دن ذلت ورسوائی کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے جس دن ساق کی تجلی فرمائی جائے گی۔ اسکا قصہ بخاری ومسلم شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ حق تعالیٰ جل شانہ قیامت کے میدان میں اپنی ساق (پنڈلی) ظاہر فرمائیں گے اس تجلی کو دیکھ کر تمام مومن مرد وعورت سجدہ میں گر پڑیں گے مگر جو شخص دنیا میں دکھاوے کے لئے سجدہ کرتا تھا اس کی کمر تختہ جیسی سخت ہو جائے گی وہ سجدہ نہ کر سکے گا، اسی طرح کافرین ومشرکین باوجود پوری کوشش کے سجدہ نہیں کر سکیں گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ کافرلوگ سجدہ نہ کر پائیں گے اور ان کی آنکھیں شرم کی وجہ سے جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت ورسوائی چھائی ہوئی ہوگی۔ دنیا میں ان لوگوں کو سجدہ کی طرف بلایا گیا تھا کہ ایمان قبول کر کے اللہ کی بندگی اختیار کریں مگر باوجود قدرت ہونے کے انہوں نے سجدہ نہیں کیا، بس آج ان کے سجدہ کرنے کی قوت کو اللہ تعالیٰ نے چھین لیا اور اب یہ چاہ کر بھی سجدہ نہیں کر پارہے ہیں۔ بہر حال جب سجدہ کر سکتے تھے تو نہیں کیا اور اب کرنا چاہتے ہیں تو نہیں کر سکتے۔ اور اولین وآخرین (تمام مخلوق) کے سامنے رسوا وذلیل ہو رہے ہیں۔ ☆☆☆

فَذَرۡنِیۡ وَمَنۡ یُّکَذِّبُ بِهٰذَا الۡحَدِیۡثِ ؕ

اور جو اس کلام کو جھٹلاتے ہیں ان کو (اس حال موجودہ پر) رہنے دیجئے۔

سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ مِّنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۴﴾ۙ وَاُمۡلِیۡ لَهُمۡ ؕ اِنَّ

ہم ان کو بتدریج (جہنم کی طرف) لئے جارہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں۔ اور (دنیا میں عذاب نازل کر ڈالنے سے) انکو مہلت

کَیۡدِیۡ مَتِیۡنٌ ﴿۴۵﴾ اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ اَجۡرًا فَهُمۡ مِّنۡ مَّغۡرَمٍ مُّثۡقَلُوۡنَ ﴿۴۶﴾ۚ

دیتا ہوں بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔ کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں کہ وہ اس تاوان سے دبے جاتے ہیں۔

اَمۡ عِنۡدَهُمُ الۡغَیۡبُ فَهُمۡ یَکۡتُبُوۡنَ ﴿۴۷﴾

(اس لئے آپ کی طاعت سے نفرت ہے) یا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے کہ یہ (اسکو) لکھ لیا کرتے ہیں

عذاب میں جلدی کا مطالبہ کافرین کی طرف سے یہ مطالبہ بھی بار بار کیا جاتا تھا کہ اگر واقعی ہم مجرم ہیں اور اللہ ہم کو عذاب دینے پر قادر ہے تو پھر ہمیں عذاب ابھی کیوں نہیں دے دیا جاتا۔ اس طرح کے غم وتکلیف دینے والے مطالبوں کی وجہ سے کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک میں بھی یہ خیال پیدا ہوتا ہوگا

اقوال وتحقیق: ساق یعنی پنڈلی یہ تشابہات میں سے ہے جیسے یَدٌ (ہاتھ) وَجْہٌ (چہرہ) وغیرہ ان کی حقیقت اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ پنڈلی وہاتھ وغیرہ کس طرح کا اور کس کیفیت وخصوصیات کا حامل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ساق سے مراد ایک روایت میں بہت بڑا نور لیا گیا ہے۔ (حاصل بیان القرآن، فوائد عثمانیہ، ابن کثیر) محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

اور ممکن ہے کسی وقت دعا بھی کی ہو کہ ان لوگوں پر اسی وقت عذاب آجائے تو باقی ماندہ لوگوں کی اصلاح کی توقع ہے۔

اس کے متعلق ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (ﷺ) آپ مجھے اور ان قیامت کے جھٹلانے والوں کو اسی حال میں رہنے دیجئے ہم اپنی حکمت کو خوب جانتے ہیں ایک حد تک ان کو مہلت دیتے ہیں فوراً عذاب نہیں بھیجتے اس سے ان کی آزمائش بھی ہوتی ہے اور ایمان لانے کی مہلت بھی۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ کافرین کے ایمان نہ لانے پر تعجب ہے کہ آپ انہیں مسلسل ایمان کی دعوت دے رہے ہیں اور اس پر ان سے کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کر رہے ہیں مگر یہ پھر بھی آپ کی اطاعت سے منہ موڑ رہے ہیں، کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے کیا ان کے پاس وحی آتی ہے جس سے انہیں اللہ کے احکامات کا علم ہو جاتا ہے اور یہ محمد عربی ﷺ کے لائے ہوئے دین سے مستغنی ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہے ایسی کوئی بات نہیں بس ان کا ایمان نہ لانا ضد و عناد کی وجہ سے ہے جس کی عنقریب انہیں سخت سزا بھگتنی پڑے گی۔ ☆☆☆

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ

تو آپ اپنے رب کی (اس) تجویز پر

لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَآ اَنْ

صبر سے بیٹھے رہیئے اور (تنگدلی میں) مچھلی (کے پیٹ میں جانے) والے پیغمبر (یونس ؑ) کی طرح نہ ہوجیے جبکہ یونس ؑ نے دعا کی اور وہ غم سے گھٹ رہے تھے۔ اگر

تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾

خداوندی احسان اُن کی دستگیری نہ کرتا تو وہ (جس) میدان (میں مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ڈالے گئے تھے اسی) میں بدحالی کے ساتھ ڈالے جاتے

فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ

(دستگیری سے مراد قبول توبہ ہے) پھر اُنکے رب نے اُن کو اور برگزیدہ کر لیا اور اُن کو صالحین میں سے کر دیا۔ اور یہ کافر جب قرآن سنتے ہیں تو (شدتِ عداوت

كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ

سے) ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ کو اپنی نگاہوں سے پھسلا کر گرا دینگے۔ (یہ ایک محاورہ ہے) اور (اسی عداوت سے آپ کی نسبت) کہتے

اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾ ع ۱۹ ۲

ہیں کہ یہ مجنون ہے۔ حالانکہ یہ قرآن (جسکے ساتھ آپ تکلم فرماتے ہیں) تمام جہان کے واسطے نصیحت ہے۔

اقوال وتحقیق:- ”بھذا الحدیث“ اس کی دو تفسیریں کی گئی ہیں۔ (۱) ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی ہے۔ (۲) صاحب معارف القرآن نے قیامت کی ہے۔ محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

قصۂ یونسؑ سے نصیحت حاصل کیجئے

ان آیات میں رسول اللہ ﷺ کو حضرت یونسؑ کے قصہ سے یہ نصیحت فرمائی گئی ہے کہ آپ کفار مکہ کے جلد عذاب کے مطالبہ سے فکرمند نہ ہوں اور جلد عذاب آنے کے خواہش مند نہ ہوں، بس صبر کے ساتھ اپنے رب کے فیصلہ کا انتظار کرتے رہئے اللہ تعالیٰ اپنی حکمتوں اور عالم کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے۔ بس آپ اپنے رب پر مکمل توکل و بھروسہ رکھئے قصۂ یونس پہلے کئی جگہ تھوڑا تھوڑا بیان ہو چکا ہے۔

وَاِنْ یَّكَادُ الَّذِیْنَ الخ کفار مکہ جب رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم پڑھتے ہوئے سنتے تھے تو غصہ میں بھر جاتے تھے اور تیز نظروں سے آپ کو گھورتے تھے اور اسی کے ساتھ آوازیں بھی کستے تھے کہ یہ شخص (نعوذ باللہ) مجنون و دیوانہ ہے اس کی بات نہ سنی جائے۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ گھبرا کر صبر واستقلال کو چھوڑ دیں گے۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ قرآن کریم کو تمام عالم کے لئے قیمتی نصیحتوں کا مجموعہ ہے بھلا ایسے کلام والا کہیں مجنون و دیوانہ ہو سکتا ہے؟ بس جو لوگ اس کلام (قرآن) کے دیوانے نہیں حقیقت میں وہی دیوانے ہیں۔

بعض مفسرینؒ نے ان آیات کا ایک خاص واقعہ نقل کیا ہے کہ مکہ معظّمہ میں ایک شخص نظر لگانے میں بڑا مشہور تھا یہ اگر اونٹ جیسے عظیم جانور کو بھی نظر لگا دیتا تو وہ بھی ہلاک ہو جاتا۔ کفار مکہ جو ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی ہلاکت کے درپے رہتے تھے انہوں نے پروگرام بنایا کہ محمد عربی (ﷺ) کو اس شخص سے نظر لگوا کر ہلاک کرا دیا جائے، چنانچہ اس شخص نے اپنی پوری قوت کے ساتھ آپ کو نظر لگائی اس وقت آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے آپ نے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا اور وہ شخص ناکام و نامراد واپس چلا گیا، اس کی نظر کا آپ پر کوئی اثر نہ ہوا۔

نظر کا لگنا برحق ہے چنانچہ بخاری و مسلم شریف میں (١) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نظر حق ہے (٢) اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نظر آدمی کو قبر میں پہونچا دیتی ہے اور اونٹ کو ہانڈی میں (٣) ابن ماجہ میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے اور جب معوذتین یعنی سورۂ ناس و فلق نازل ہوئیں تو پھر ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر پناہ حاصل کیا کرتے تھے۔ الحمد للہ سورۂ قلم کی تفسیر مکمل ہوئی۔ ☆☆☆

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ حاقہ مکہ میں نازل ہوئی ہیں　شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں　باون آیتیں اور دو رکوع ہیں

اَلْحَآقَّةُ ۝١ مَا الْحَآقَّةُ ۝٢ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝٣ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ

وہ ہونیوالی چیز کیسی کچھ ہے وہ ہونیوالی چیز۔ اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ کیسی کچھ ہے وہ ہونیوالی چیز (یہ استفہامات تہویل کیلئے ہیں) ثمود اور عاد نے

وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝٤ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝٥ وَاَمَّا عَادٌ

اس کھڑ کھڑانے والی چیز یعنی قیامت کی تکذیب کی۔ سو ثمود تو ایک زور کی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔　اور عاد جو تھے

فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿٦﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ

سو وہ ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کئے گئے ۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور

وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ

آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا ۔ سو (اے مخاطب اگر تو (اس وقت وہاں موجود ہوتا) تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا

أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿٧﴾ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ ﴿٨﴾ وَجَاءَ

کہ گویا وہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے (پڑے) ہیں ۔ سو کیا تجھ کو ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے (یعنی بالکل استیصال ہو گیا) اور (اسی طرح)

فِرْعَوْنُ وَمَن قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ ﴿٩﴾ فَعَصَوْا رَسُولَ

فرعون نے اور اس سے پہلے لوگوں نے اور (قوم لوط کی) الٹی ہوئی بستیوں نے بڑے بڑے قصور کئے (یعنی کفر و شرک) سو (انکے پاس رسول بھیجے

رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿١٠﴾ إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ

گئے) سو انہوں نے اپنے رب کے رسول کا کہنا نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے انکو بہت سخت پکڑا (یعنی) ہم نے جبکہ (نوح علیہ السلام کے وقت میں) پانی کو

فِي الْجَارِيَةِ ﴿١١﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ﴿١٢﴾

طغیانی ہوئی تم کو کشتی میں سوار کیا (اور باقیوں کو غرق کر دیا) تاکہ ہم اس معاملہ کو تمہارے لئے یادگار (اور عبرت) بنائیں اور یاد رکھنے والے کان اسکو یاد

منکرین قیامت کا انجام

ارشاد ہے کہ وہ چیز جس کا ہونا یقینی ہے جس میں غضب کی ہولناکیاں ہوں گی یعنی قیامت، اس یقینی چیز کا انکار کرنے والوں کا انجام ان آیات میں بیان فرمایا گیا ہے کہ دیکھو قوم عاد و ثمود نے قیامت کا انکار کیا تو ان پر اللہ کا کیسا عذاب آیا، ایک طرف جبرئیلؑ فرشتہ کی سخت چیخ جس سے ان کے دل پارہ پارہ ہو گئے اور دوسری طرف زمین میں بھونچال جس سے قوم ثمود تباہ و برباد ہو گئی۔ اور قوم عاد کو تیز و تند آندھیوں سے ہلاک کر دیا گیا، آندھی کا یہ طوفان ان پر سات دن آٹھ رات تک مسلسل مسلط رہا۔ اے مخاطب اگر تو اس وقت وہاں موجود ہوتا تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا گویا وہ کھجور کے تنے گرے پڑے ہیں کیونکہ یہ قوم بہت لمبے قد کی تھی۔ اور اے مخاطب تو دیکھ رہا ہے کہ آج ان میں سے کوئی بھی موجود نہیں یعنی پوری قوم تباہ ہو چکی ہے۔ ان دونوں قوموں کی تباہی کا ذکر پہلے کئی جگہ تفصیل سے گذر چکا ہے۔

قوم عاد و ثمود کے بعد فرعون کفر شرک میں اس درجہ آگے بڑھا کہ اس نے اپنے آپ کو خدا کہلوایا، اور اس سے پہلے بہت سی قوموں نے سرکشی کی جیسے قوم نوحؑ، قوم شعیبؑ، قوم لوطؑ وغیرہ ان سب ہی نے اپنے رب کی سخت نافرمانی کی کفر و شرک اختیار کیا، قیامت کو جھٹلایا، اللہ نے ان کی اصلاح کے لئے جو رسول ان کے پاس بھیجے انہوں نے ان کی نہ مانی، ان کو جھٹلایا آخر

کفروشرک پر ہی جمے رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سخت سزائیں دی جنکا ذکر پہلے کئی جگہ آچکا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنا انعام یاد دلا رہے ہیں کہ وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے ایمان والوں کو پانی کے طوفان سے بچالیا تھا۔ جب قوم نوحؑ نے اپنے رسول کی نافرمانی کی اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی اور کفروشرک پر اڑے رہے اللہ تعالیٰ نے پانی کا عظیم طوفان بھیجا جس میں پوری قوم غرق ہوگئی بس اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ایمان والوں کو کشتی نوحؑ میں سوار کرا کر بچالیا۔ غور کیجئے اتنے بڑے طوفان سے اس کشتی کے بچ جانے کی کوئی امید نہ تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت وقدرت کا کرشمہ دکھا کر اس کشتی کو بچائے رکھا تاکہ قیامت تک آنے والے لوگ اس واقعہ کو یاد کر کے عبرت ونصیحت حاصل کرتے رہیں۔ ☆☆☆

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۱۳ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ

پھر جب صور میں یکبارگی پھونک ماری جائیگی (مراد نفخۂ اولیٰ ہے) اور (اس وقت) زمین اور پہاڑ (اپنی جگہ سے

الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۱۴ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۱۵

اٹھالئے جاوینگے۔ پھر دونوں ایک ہی دفعہ میں ریزہ ریزہ کردیئے جاوینگے۔ تو اس روز ہونیوالی چیز ہو پڑے گی۔

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۱۶ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى

اور آسمان پھٹ جاوے گا اور وہ (آسمان) اس روز بالکل بودا ہو گا۔ اور فرشتے (جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں)

اَرْجَآئِهَا ۭ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۱۷

اسکے کنارے پر آجاوینگے۔ اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۱۸ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ

جس روز (خدا کے روبرو حساب کے واسطے) تم پیش کئے جاؤگے (اور) تمہاری کوئی بات (اللہ تعالیٰ سے) پوشیدہ نہ ہوگی (پھر نامۂ اعمال ہاتھ میں دیئے

بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۱۹ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ

جاوینگے تو) جس شخص کا نامۂ اعمال اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جاویگا وہ تو (خوشی کے مارے آس پاس والوں سے) کہے گا کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھ لو۔ میرا تو پہلے

مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۲۰ فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۲۱ فِىْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۲۲

ہی سے اعتقاد تھا کہ مجھ کو میرا حساب پیش آنے والا ہے۔ غرض وہ شخص پسندیدہ عیش یعنی بہشت بریں میں ہو گا۔

قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۲۳ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى

جس کے میوے (اس قدر جھکے ہونگے کہ جس حالت میں چاہیں گے لے سکیں گے اور حکم ہوگا کہ) کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ ان اعمال کے صلہ میں

اَلْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ﴿۲۴﴾

جو تم نے گذشتہ ایام (یعنی زمانۂ قیام دنیا) میں کئے ہیں۔

قیامت کے ہولناک مناظر ان آیات میں قیامت کے ہولناک مناظر کو بیان فرمایا گیا ہے کہ جب پہلی بار صور میں پھونک ماری جائے گی تو اس کی آواز سے تمام مخلوق بے ہوش ہو جائے گی اور اسی بے ہوشی میں مر جائے گی۔ زمین و پہاڑ اپنی جگہ سے اکھاڑ دئے جائیں گے اور توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دئے جائیں گے جس سے پوری زمین ہموار ہو جائے گی، بس اس وقت دنیا ختم ہو جائے گی اور قیامت آ جائے گی اور پھر آسمان پھٹ جائے گا جو اس وقت بالکل بودا اور کمزور ہوگا۔ دیکھئے جو آسمان اتنا مضبوط و مستحکم ہے اور ایک مدت سے اسی طرح بغیر ستون کے قائم ہے اس میں آج تک کہیں دراڑ تک نہیں آئی، قیامت کے دن یہ بھی اللہ کے حکم سے اس قدر کمزور ہو جائے گا کہ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اور فرشتے جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں وہ آسمان کے کناروں پر آ جائیں گے، اس سے معلوم ہوا کہ آسمان بیچ میں سے پھٹنا شروع ہوگا، بہر حال آسمان کے پھٹنے کے وقت فرشتوں پر بھی موت طاری کر دی جائے گی۔ یہ سب کچھ پہلی مرتبہ صور پھونکنے سے ہوگا اس کے بعد صور میں دوسری مرتبہ پھونک ماری جائے گی جس سے تمام مخلوق زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو جائے گی اس وقت احکم الحاکمین اللہ رب العزت کے عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے، حدیث پاک میں ہے کہ اس وقت عرش الٰہی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں اور قیامت میں آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے یہ آٹھ فرشتے عرش الٰہی کو اٹھا کر میدان قیامت میں لائیں گے اور پھر حساب و کتاب شروع ہوگا، اس روز تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگی اس کے تمام اعمال اللہ کے سامنے ہوں گے کوئی بھی عمل چھپ نہ پائے گا۔ بہر حال حساب و کتاب کے بعد نامۂ اعمال اٹھا کر ہاتھ میں دے جائیں گے جس کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ خوشی کی وجہ سے اپنے آس پاس والوں سے کہے گا لو میرا نامۂ اعمال دیکھو میرے پروردگار نے مجھے بخش دیا ہے اور میں تو پہلے ہی سے یقین رکھتا تھا کہ میرا حساب و کتاب ہوگا یعنی میں قیامت کے آنے کا اعتقاد رکھتا تھا اور ایمان کی دولت سے بھی مالا مال تھا بس اس کی برکت سے اللہ نے آج مجھے نواز دیا ہے، بس اس کو جنت میں داخلہ مل جائے گا جہاں یہ عیش و عشرت کی زندگی گزارے گا اور جس چیز کو دل چاہے گا کرے گا، کھائے گا، پئے گا اور مزے کرے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ سب نعمتیں تمہیں ان اعمال صالحہ کی وجہ سے ملی ہیں جو تم دنیا میں کر کے آئے ہو۔ ☆☆☆

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ

اور جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا سو وہ (نہایت حسرت سے)

يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿٢٥﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿٢٦﴾ يٰلَيْتَهَا

کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ مجھ کو میرا نامۂ عمل ہی نہ ملتا ۔ اور مجھ کو یہ خبر ہی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے ۔ کیا اچھا ہوتا کہ

كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿٢٧﴾ مَا اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ عَنِّيْ

موت (اولی) ہی خاتمہ کر چکتی (افسوس) میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا ۔ میرا جاہ (بھی) مجھ سے

سُلْطٰنِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿٣١﴾ ثُمَّ فِيْ

گیا گزرا (ایسے شخص کے لئے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) اس شخص کو پکڑ لو اور اسکے طوق پہنا دو پھر دوزخ میں اسکو داخل کر دو ۔ پھر

سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿٣٢﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ

ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے ۔ اس کو جکڑ دو یہ شخص خدائے بزرگ پر

بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿٣٤﴾ فَلَيْسَ

ایمان نہ رکھتا تھا ۔ اور وہ خود تو کسی کو کیا دیتا اوروں کو (بھی) غریب آدمی کے کھلانے کی ترغیب نہ دیتا تھا اسلئے مستحق عذاب

لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾

ہوا) سو آج اس شخص کا نہ کوئی دوست دار ہے اور نہ اسکو کوئی کھانے کی چیز نصیب ہے بجز زخموں کے دھوون کے

ع ۱ ۲۷ ۵ لَّا يَأْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ﴿٣٧﴾

جسکو بجز بڑے گنہگاروں کے کوئی نہ کھاوے گا ۔

نامۂ اعمال کا بائیں ہاتھ میں ملنا

ان آیات میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جس شخص کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا بس وہ سمجھ لے گا میری تباہی آ گئی اور وہ حسرت وافسوس سے تمنا کرے گا کاش میرے ہاتھ میں نامۂ اعمال ہی نہ آتا اور مجھکو کچھ خبر نہ ہوتی کہ میرے نامۂ اعمال میں کیا ہے اور کاش موت مجھ پر ہمیشہ کے لئے مسلط رہتی، میں دوبارہ زندہ نہ کیا جاتا جس موت سے یہ دنیا میں گھبراتا تھا آج اس کی تمنا کرے گا اور کہے گا افسوس آج میرا مال وجاہ بھی کچھ کام نہ آیا یہ بھی مجھ سے عذاب کو نہ روک سکا آج کوئی بھی میرا یار مددگار نہیں۔

بس یہ اسی حسرت وافسوس کی حالت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرمائیں گے کہ اسے پکڑلو اور اس کے گلے میں طوق ڈال دو اور اسے جہنم میں پھینک دو اور اس کو ستر گز کی زنجیر میں باندھ دو تا کہ جہنم میں جلتے وقت اِدھر اُدھر حرکت بھی نہ کر سکے۔ یہ گز کتنا لمبا ہوگا اس کی مقدار اللہ ہی کو معلوم ہے کیونکہ یہ گز وہاں کا ہوگا۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ یہ سزا اس شخص کو اس لئے دی جائے گی کہ یہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور نہ غریب آدمی کو کھلانے کی ترغیب دیتا تھا خود تو کیا کھلاتا، مطلب یہ کہ نہ اس نے اللہ کے حقوق ادا کئے نہ انسانوں کے۔ اس لئے آج قیامت میں نہ اس کا کوئی یار مددگار ہے اور نہ ہی اس کو کوئی کھانے کی چیز نصیب ہے سواء زخموں کے دھوؤن کے یعنی پیپ کچ لہو اور پس وغیرہ جسے ان گنہگاروں کے علاوہ کوئی نہیں کھا سکتا، اور یہ بھی بھوک پیاس کی بیتابی میں یہ سمجھ کر کھائیں گے کہ اس سے کچھ کام چلے گا مگر بعد میں ظاہر ہوگا کہ اس کا کھانا بھوک کے عذاب سے بھی بڑا عذاب ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا. ☆☆☆

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ (۳۸) وَمَا

پھر میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی بھی جنکو تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں

لَا تُبْصِرُوْنَ (۳۹) اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (۴۰) وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ

کی بھی، جن کو تم نہیں دیکھتے ۔ کہ یہ قرآن (اللہ کا) کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا (پس جس پر آیا وہ ضرور رسول ہے) اور یہ کسی شاعر کا

قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ (۴۱) وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (۴۲)

کلام نہیں ہے جیسا کفار (آپ کو شاعر کہتے تھے مگر) تم بہت کم ایمان لاتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے (جیسا بعض کفار آپ کو کہتے تھے) تم بہت کم

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۴۳) وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ

سمجھتے ہو۔ رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا (کلام) ہے اور اگر یہ (پیغمبر) ہمارے ذمہ کچھ (جھوٹی)

الْاَقَاوِيْلِ (۴۴) لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ (۴۵) ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ (۴۶)

باتیں لگا دیتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ہم اُن کی رگِ دل کاٹ ڈالتے۔

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ (۴۷) وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ

پھر تم میں کوئی اُن کا اس سزا سے بچانے والا بھی نہ ہوتا اور بلاشبہ یہ قرآن متقیوں کے لئے

لِّلْمُتَّقِيْنَ (۴۸) وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ (۴۹) وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ

نصیحت ہے۔ اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے تکذیب کرنیوالے بھی ہیں (پس ہم ان کو اسکی سزا دینگے) اور (اس اعتبار سے) یہ

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (۵۰) وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ (۵۱) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (۵۲) ع ۱۵/۲

قرآن کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے۔ اور یہ قرآن تحقیقی یقینی بات ہے سو جس کا یہ کلام ہے اپنے (اس) عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے

قرآن اللہ کا کلامِ برحق ہے

اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں میں قسم کھاتا ہوں اپنی مخلوقات کی اور اپنی قدرت کی نشانیوں میں سے ان کی جن کو اے لوگو تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی بھی قسم کھاتا ہوں جن کو تم نہیں دیکھ پاتے، اس بات پر کہ قرآن کریم ہمارا کلام اور ہماری وحی ہے ہم نے اس کو اپنے فرشتے جبرئیلؑ کے ذریعہ اپنے بندے اور رسول محمد عربی (ﷺ) پر اتارا ہے، خبردار ہو جاؤ یہ قرآن کوئی شاعرانہ کلام نہیں اور نہ ہی کاہنوں کی طرح اس میں اٹکل پچو باتیں ہیں اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ عین حقیقت اور سچ ہے، مگر افسوس قرآن کی تعلیمات پر بہت کم لوگ ایمان لاتے ہیں اور بہت کم لوگ اس میں غور وفکر کر کے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

قرآن کریم قادر مطلق رب العالمین کا کلام ہے اس کی عقلی دلیل یہاں ایک انوکھے انداز میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں اگر محمد عربی (ﷺ) اس کلام کو جو ہمارا نہ ہو اس کو جھوٹ ہماری طرف منسوب کرتے کہ یہ اللہ کا کلام ہے تو کیا ہم یونہی دیکھتے رہتے اور ڈھیل دیتے رہتے، نہیں بلکہ اسی وقت ان کو سخت سزا دیتے کہ ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے اور دل کی رگ کاٹ دیتے جس سے اسی وقت ان کا خاتمہ ہو جاتا، مگر ہم نے ایسا نہیں کیا اس سے واضح ہے کہ قرآن کریم خالص ہمارا کلام ہے اس میں محمد عربی (ﷺ) کی طرف سے کوئی آمیزش نہیں، بس قرآن اللہ کا کلام ہے اور یہ تقویٰ اختیار کرنیوالوں کے لئے نصیحت ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ بطور وعید کے فرمار ہے ہیں کہ ہم واقف ہیں کہ قرآن ایک واضح اور حق کتاب ہے مگر پھر بھی بہت سے لوگ (یعنی کفار) اس کی تکذیب کرتے ہیں جس کا نتیجہ ان کے لئے آخرت میں حسرت وافسوس اور دائمی عذاب ہوگا۔ اخیر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب محمد عربی (ﷺ) کو تسلی دیکر ہدایت فرمائی ہے کہ آپ ان کفار کی بیہودہ باتوں سے غمگین وپریشان نہ ہوں، بس اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہئے اس کی برکت سے سب غموں سے نجات حاصل ہو کر سکون قلبی نصیب ہو جائے گا۔ ☆☆☆

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ معارج مکہ میں نازل ہوئی اس میں چوالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اقوال وتحقیق:- فَلَآ اُقْسِمُ (۱) اس میں لا زائد ہے اس صورت میں وہ تفسیر ہوگی جو اوپر بیان کی گئی (۲) لا نافیہ ہے اس صورت میں یہ تفسیر ہوگی کہ میں قسم نہیں کھاتا کیونکہ جو بات آگے بیان کی جارہی ہے وہ بالکل واضح اور حقیقت پر مبنی ہے قسم کھا کر اس کو پختہ کرنیکی ضرورت نہیں۔

بِمَا تُبْصِرُوْنَ الخ یعنی وہ چیزیں جن کو تم دیکھتے ہو اور جن کو تم نہیں دیکھتے (۱) دیکھنے والی سے مراد اجسام، نہ دیکھنے والی سے مراد ارواح (۲) دیکھنے والی سے مراد انسان۔ نہ دیکھنے والی سے مراد جن، ملائکہ ہیں۔ (حاصل مظہری) محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾

ایک درخواست کرنیوالا (براہ انکار) اس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونیوالا ہے (اور) جسکا کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ

اور جو کہ اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو کہ سیڑھیوں کا (یعنی آسمانوں کا) مالک ہے، (جن سیڑھیوں سے) فرشتے اور (اہل ایمان کی) روحیں اسکے پاس

يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا

چڑھ کر جاتی ہیں ۔ (اور وہ عذاب) ایسے دن میں ہوگا جسکی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار سال کی (برابر) ہے۔ سو آپ (انکی مخالفت پر) صبر کیجیے

جَمِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ؕ﴿۷﴾

اور صبر بھی ایسا جسمیں شکایت کا نام نہ ہو۔ یہ لوگ اسدن کو (بوجہ اعتقاد نفی کے وقوع سے) بعید دیکھ رہے ہیں اور ہم اسکو (وقوع سے) قریب دیکھ رہے ہیں

عذاب کا مطالبہ ان آیات میں ارشاد ہے کہ ایک مانگنے والے نے عذاب مانگا، نسائی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ عذاب مانگنے والا نضر بن حارث تھا اس نے قرآن اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جھٹلانے میں بڑی شدت سے کام لیا کہنے لگا اے اللہ اگر یہ قرآن ہی حق ہے اور آپ کی طرف سے ہے تو پھر ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا کوئی دوسرا دردناک عذاب بھیج دے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں عذاب دیا، بہر حال جو عذاب اس نے مانگا تھا (جس میں اس کے ساتھ کافرین کا پورا گروہ شامل تھا) وہ ان کافروں پر ضرور واقع ہو کر رہے گا (خواہ دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں میں) اس عذاب کو ٹالنا کسی کے بس کی بات نہیں، اور یہ عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو درجات عالیہ والا ہے، آسمانوں کا مالک ہے اور یہ عذاب کافروں پر اس دن ہوگا جس دن ایک دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، یہ ایک دن پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے وقت سے جنتیوں کے جنت میں جانے تک اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے کے وقت تک ہوگا۔

ایک سوال کا حل قیامت کے روز کی مقدار اس سورۂ معارج میں پچاس ہزار سال بتلائی گئی ہے اور سورۂ سجدہ آیت "مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ" میں ایک ہزار سال بتلائی گئی ہے ان دونوں سورتوں میں بظاہر تعارض ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مدتیں کفر وسرکشی کے مراتب کے لحاظ سے ہیں کہ سخت قسم کے کفار کیلئے پچاس ہزار سال، اس سے کم درجہ کے کفار کیلئے ایک ہزار سال اور مومن صالح کیلئے ایک فرض نماز ادا کرنے کے وقت سے بھی کم۔ چنانچہ حضرت ابو سعید

اقوال وتحقیق:- تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ: یہاں روح کی دو تفسیریں کی گئی ہیں (۱) روح سے مراد حضرت جبرئیل ہیں اگر چہ یہ ملائکہ میں شامل ہیں مگر ان کے خصوصی اعزاز کی وجہ سے ان کو علیحدہ طور پر ذکر فرمایا گیا ہے (۲) روح سے مراد انسانی روحیں ہیں، اس صورت میں تفسیر یہ ہوگی کہ فرشتے اور انسانوں کی روحیں چڑھتی ہیں۔ (خلاصہ تفسیر مظہر) محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ ☆☆☆

خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس دن کے متعلق سوال کیا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی کہ یارسول اللہ یہ دن کتنا لمبا اور کتنا بڑا ہوگا، (یہ سنکر جواب میں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ دن مومن پر اتنا ہلکا ہوگا کہ ایک فرض نماز ادا کرنے کے وقت سے بھی کم ہوگا۔

اور پھر وقت کا مختصر ودراز ہونا شدت و بے چینی اور عیش وآرام کے لحاظ سے بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ مشہور ہے۔

ے دن عیش کے لمحوں میں گزر جاتے ہیں لیکن - ایام مصیبت کے کاٹے نہیں کٹتے

اسکے بعد ارشاد ہے کہ اے محمد (ﷺ) جب اس دن کا آنا یقینی ہے تو پھر کفار کے جھٹلانے اور ان کے عذاب کے مطالبہ پر آپ صبر واستقلال سے کام لیں دلگیر نہ ہوں۔ اور یہ کفار تو قیامت کے وقوع بلکہ اس کے امکان کو بھی بعید سمجھ رہے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کا وقوع یقینی ہے یعنی مومن قیامت کا آنا حق جانتے ہیں اور جس چیز کا آنا یقینی ہوتا ہے تو اس کا آنا قریب ہی سمجھا جاتا ہے۔ ☆☆☆

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿۹﴾ وَلَا يَسْئَلُ

(وہ عذاب اس دن واقع ہوگا) جس دن (کہ آسمان رنگ میں) تیل تلچھٹ کی طرح ہوجاویگا۔ اور (اس روز) پہاڑ رنگین اون کی طرح (جوکہ دھنی ہوئی ہو)

حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿۱۰﴾ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ

ہوجاوینگے (یعنی اُڑتے پھرینگے) اور (اس روز) کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا باوجودیکہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جاوینگے (اور اس

عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ

روز) مجرم (یعنی کافر) اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو

الَّتِيْ تُئْوِيْهِ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴿۱۴﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهَا

جن میں وہ رہتا تھا - اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دے دے پھر یہ (فدیہ میں دے دینا) اس کو (عذاب سے) بچالے یہ ہرگز نہ

لَظٰى ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾

ہوگا (بلکہ) وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے جو کھال (تک) اتار دے گی (اور) وہ اس شخص کو (خود) بلاوے گی جس نے (دنیا میں حق سے) پیٹھ پھیری ہوگی اور (اطاعت سے) منہ موڑا ہوگا اور (مال) جمع کیا ہوگا (اور) اس کو اٹھا اٹھا کر رکھا ہوگا

ایک دن آسمان پھٹ جائینگے

ان آیات میں فرمایا جارہا ہے کہ کفار پر یہ عذاب اس دن آئے گا جس دن آسمان رنگت میں تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا (یعنی قیامت کے دن) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس دن آسمان کمزور ہوکر پھٹ جائے گا، اور پہاڑ رنگی ہوئی اون جو کہ دھنی ہوئی ہو، کی طرح ہو جائیں گے کیونکہ پہاڑ مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں، بہر حال جب یہ ریزہ ریزہ ہوکر اڑیں گے تو ایسے معلوم ہوں گے جیسے دھنی ہوئی رنگین اون ہوامیں اڑ رہی ہے۔

اس دن ہر شخص اپنی پریشانی میں ایسا مبتلا ہوگا کہ اپنے گہرے دوست کا حال بھی نہ پوچھ سکے گا حالانکہ آمنا سامنا ہوگا۔ اس دن مجرم کفار عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے اپنی ہر محبوب و پسندیدہ چیز بطور معاوضہ دینے کے لئے تیار ہوں گے یہاں تک کہ اپنے بیٹوں تک کو دینے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے گرچہ دینا ان کے قبضہ میں نہ ہوگا، غرضیکہ اس دن کا عذاب اتنا سخت ہو گا کہ اس سے بچنے کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں گے مگر یہ کسی بھی قیمت پر عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکیں گے، جس آگ سے انہیں عذاب دیا جائے گا وہ ایسی تیز شعلہ والی ہوگی جو کھال تک اتار دے گی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ آگ پٹھوں کو کھینچ لینے والی ہوگی، حضرت کلبیؒ نے فرمایا وہ آگ پورے دماغ کو کھا جائے گی اور دماغ پھر ویسے ہی ہو جائے گا (تا کہ پھر اس کو دوبارہ عذاب دیا جائے، یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا) یہ آگ نافرمانوں، سرکشوں اور ان لوگوں کو جنہوں نے ناحق لوگوں کا مال مارا اور ناجائز طریقوں سے کما کر جمع کیا ہوگا ان سب کو پکارے گی اے منافق ادھر آ، اے مشرک میرے پاس آ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آگ کافروں اور منافقوں کو ان کے نام لے کر پکارے گی اور ان سب کو اس طرح اچک لے گی جس طرح پرندہ دانہ کو اچک لیتا ہے۔☆☆☆

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے　جب اسکو تکلیف پہنچتی ہے تو

جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ

(حدِ اباحت سے زیادہ) جزع فزع کرنے لگتا ہے۔ اور جب اسکو فارغ البالی ہوتی ہے تو (حقوق ضروریہ سے) بخل کرنے لگتا ہے۔ مگر وہ نمازی (یعنی

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ

مؤمن) جو اپنی نماز پر　برابر　توجہ رکھتے　ہیں　اور　جن　کے　مالوں　میں

مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ

سوالی　اور بے سوالی　سب کا حق ہے　اور جو قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتے　ہیں۔

الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں (اور) واقعی اُن کے رب کا

اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ

عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں (یہ جملہ معترضہ کے طور پر ہے)　اور جو اپنی شرمگاہوں کو (حرام سے) محفوظ رکھنے

حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ

والے ہیں - لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنی (شرعی) لونڈیوں سے (حفاظت نہیں کرتے) کیونکہ اُن پر

غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

(اس میں) کوئی الزام نہیں - ہاں جو اس کے علاوہ (اور جگہ شہوت رانی کا) طلبگار ہو ایسے لوگ حدِ (شرعی) سے

الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾

نکلنے والے ہیں - اور جو اپنی (سپردگی میں لی ہوئی) امانتوں اور اپنے عہد کا خیال رکھنے والے ہیں -

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ

اور جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں - اور جو اپنی (فرض) نمازوں کی پابندی

ع ۲۵ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾

کرتے ہیں - (بس) ایسے لوگ بہشتوں میں عزت سے داخل ہونگے

انسان بڑا ہی بے صبر ہے

ان آیات میں انسان کی فطری کمزوری کو بیان کیا گیا ہے کہ انسان بڑا ہی بے صبر اور بے ہمت ہے، ذرا سی کوئی مصیبت و پریشانی آئی تو گھبرا کر مایوس ہو جاتا ہے اور جب خوشحالی و فراخی آتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے فرائض و واجبات (جانی و مالی) میں بھی کوتاہی کرنے لگتا ہے۔

ایک سوال کا جواب

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان کو پیدا ہی اس فطرت پر کیا گیا ہے تو پھر اس کا کیا قصور اسکو مجرم کیوں قرار دیا گیا! اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں خیر کا مادہ بھی رکھا ہے اور شر کا بھی، اور اسی کے ساتھ اس کو عقل و شعور بھی عطا فرمایا ہے اور اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ ہر ایک کا انجام بھی بتلا دیا ہے اور ساتھ ساتھ اس کو عمل کا اختیار بھی دیدیا ہے اب یہ اپنے عقل و شعور اور اختیار سے اگر شر والا کام کرے گا تو مجرم ٹھہر کر سزا کا مستحق ہوگا اور خیر کا کام کرے گا تو اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ ہاں جو لوگ مومنین صالحین ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں اور وہ، وہ لوگ ہیں جو اپنی نماز میں ہمہ تن متوجہ رہتے ہیں نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں، اور جو مال اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے اس کے مستحقین کا حق ادا کرتے ہیں، اور یہ قیامت کے دن پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور برابر اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں، واقعی اللہ کا عذاب ایسی چیز نہیں جس سے بے خوف ہوا جائے کیونکہ جب اللہ کا خوف دل میں ہوتا ہے تو ہر برائی سے بچنا آسان ہو جاتا ہے، اس کے بعد فرمایا یہ لوگ اپنی شرم گاہوں کو حرام سے محفوظ رکھتے ہیں یعنی اپنی بیوی اور شرعی باندی کے علاوہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، ان دونوں سے شرعی ضابطہ کے مطابق اپنی شہوانی ونفسانی ضرورت پوری کرتے

ہیں، یہ لوگ امانتوں کو ادا کرنیوالے اور عہد و پیمان، قول و قرار کو پورا کرنے والے ہیں، اس میں تمام امانتیں اور عہد آگئے اللہ کے بھی اور بندوں کے بھی، اور اگر گواہی دینے کی ضرورت پڑ جائے تو یہ لوگ سچ سچ گواہی دیتے ہیں اس میں کسی طرح کی کمی بیشی اور جھوٹ کو شامل نہیں کرتے یہاں بھی شھٰدات کو جمع لاکر اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اس میں تمام شہادتیں اور گواہیاں شامل ہیں اللہ کے ایک ہونے کی بھی شہادت رسول ﷺ کے نبی ہونے کی بھی شہادت، اسی طرح دنیوی تمام معاملات کی شہادتوں کو شامل ہے۔ اور نماز کی پابندی کرتے ہیں ان آیات میں دو مرتبہ نماز کا ذکر فرما کر اس کی اہمیت اور تاکید کو واضح فرمایا گیا ہے مفہوم گرچہ دونوں کا الگ الگ ہے پہلی جگہ ذکر تھا کہ اپنی نماز خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں یہاں ذکر ہے کہ پابندیٔ وقت و آداب وغیرہ کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

بہر حال جن مومنین کے اندر یہ مذکورہ صفات ہیں اللہ تعالیٰ ان کو (جنت کے) باغات میں عزت کے ساتھ داخل فرمائے گا جہاں یہ ہر قسم کی نعمت سے محظوظ و مسرور ہوں گے۔ ربنا اعطنا

مومنین صالحین کی یہاں جو صفات بیان کی گئی ہیں یہ تقریباً وہی ہیں جو آسان تفسیر پارہ (۱۸) کے شروع آیت قد افلح الخ کی تفسیر میں بیان کی گئی ہیں لہٰذا ان کی مکمل تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائی جائے۔ ☆☆☆

فَمَالِ الَّذِينَ

تو کافروں کو کیا ہوا کہ (ان

كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿٣٧﴾

مضامین کی تکذیب کرنے کے لئے) آپ کی طرف کو داہنے اور بائیں سے جماعتیں بن کر دوڑے آرہے ہیں۔

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا

کیا ان میں ہر شخص اس کی ہوس رکھتا ہے کہ وہ آسائش کی جنت میں داخل ہوگا۔ یہ ہرگز نہ ہوگا۔

إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ

ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جسکی انکو بھی خبر ہے۔ پھر (دوسرے طور پر وقوع قیامت کے لئے) میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں

إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿٤٠﴾ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ

اور مغربوں کے مالک کی کہ ہم اس پر قادر ہیں۔ کہ (دنیا ہی میں) ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آئیں (یعنی پیدا کردیں) اور ہم (اس سے)

بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ

عاجز نہیں ہیں۔ تو آپ ان کو اسی شغل اور تفریح میں رہنے دیجئے۔ یہاں تک کہ ان کو اپنا سابقہ اس

الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿۴۲﴾ یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا
سابقہ واقع ہو جسکا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے جس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے جیسے کسی پرستش گاہ

کَاَنَّهُمْ اِلٰی نُصُبٍ یُّوْفِضُوْنَ ﴿۴۳﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ
کی طرف دوڑے جاتے ہیں۔ (اور) ان کی آنکھیں (مارے شرمندگی کے) نیچے کو جھکی ہوں گی (اور) اُن پر ذلت

ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْیَوْمُ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾
چھائی ہوگی۔ (بس) یہ ہے اُن کا وہ دن جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ (جو کہ اب واقع ہوا)

کافروں کی عجیب حرکت

کافروں کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جمع ہو کر آپ کا مبارک کلام سنا کرتی تھی اور بعد میں اس کی تکذیب کیا کرتی تھی اور مذاق اڑایا کرتی تھی ان کو تنبیہ کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ ان کفار کو کیا ہو گیا کہ یہ دائیں بائیں سے ٹولیاں بنا بنا کر آپ کی طرف چلے آرہے ہیں اور آ کر ہنسی مذاق اڑا رہے ہیں، کیا یہ ایسی حرکتیں کرنے کے بعد بھی یہ امید رکھتے ہیں کہ جنت کے باغوں میں داخل کر دئے جائینگے جیسا کہ ان کا خیال تھا کہ اگر بالفرض ہم دوبارہ زندہ کئے بھی گئے تو آخرت کی زندگی میں بھی ہم تم سے بہتر رہیں گے باغ و بہار کے مزے لوٹیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کو یہ بھی جانتے ہیں یعنی ناپاک منی کے قطرہ سے پھر جمع ہوئے خون سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے۔ بھلا کہاں یہ حقیر اور کہاں وہ جنت نعیم اور اسکے باغ و بہار، ہاں اگر یہ دولت ایمان سے پاک وصاف اور اعمال صالحہ سے معظم ومکرم ہوں تو پھر جنت کے باغات بلاشبہ ان کے لئے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی بیشک ہم اس پر قادر ہیں کہ دنیا ہی میں ان منکرین قیامت کی جگہ ان سے بہتر لوگ پیدا کر دیں یہ ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں، بس جب ان سے بہتر نئے لوگ پیدا کرنا اللہ کے لئے آسان ہے تو ان منکرین قیامت کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل، کچھ نہیں، اور دوسری تفسیر اس کی یہ کی گئی ہے کہ ان کفار مکہ کو آپ ہنسی مذاق اڑانے دیجئے ہم اسلام کی خدمت کے لئے ان سے بہتر لوگ پیدا کر دینگے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قریش مکہ کی جگہ ان سے بہت بہتر انصار مدینہ کو کھڑا کر دیا اور قریش مکہ پھر بھی رسول اللہ ﷺ کے قبضہ سے نکل کر کہیں نہ جاسکے آخر اپنی حرکتوں کی سزا بھگتنی پڑی۔

یہاں مشارق ومغارب کی قسم شاید اس لئے کھائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر روز مشرق ومغرب کو بدلتا رہتا ہے یعنی آفتاب روز ایک نئے نقطہ (جگہ) سے طلوع ہوتا ہے اور نئے نقطہ پر غروب ہوتا ہے۔ بس اللہ کو تمہارا بدل دینا کیا مشکل ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ جب یہ کفار قریش تمام تر دلائل واضحہ کو بھی نہیں مانتے اور کفر وانکار پر جمع ہوئے ہیں تو آپ اے محمد (ﷺ) ان کو اسی حالت پر رہنے دیجئے یہاں تک کہ قیامت کا دن آجائے، اس دن یہ قبروں سے نکل کر ایسے دوڑیں

گے جیسے بتوں کی طرف تیزی سے لپکتے ہیں کہ دیکھیں مورتی کو پہلے کون چومے۔ الغرض اس دن ان کی آنکھیں شرم کی وجہ سے
نیچے کو جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ الحمدللہ سورۂ معارج کی تفسیر مکمل ہوئی۔ ☆☆☆

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ نوح مکہ میں نازل ہوئی ہیں ۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں ۔ اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ

ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے پاس (پیغمبر بنا کر) بھیجا تھا کہ تم اپنی قوم کو (وبال کفر سے) ڈراؤ قبل اس کے کہ

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝١ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٢

ان پر دردناک عذاب آئے ۔ انہوں نے (اپنی قوم سے) کہا کہ اے میری قوم میں تمہارے لئے صاف صاف ڈرانے والا ہوں

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝٣ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ

(اور کہتا ہوں) کہ تم اللہ کی عبادت (یعنی توحید اختیار) کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ تو وہ تمہارے گناہ معاف کردے گا

وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ

اور تم کو وقت مقرر (یعنی وقت موت) تک (بلا عقوبت) مہلت دیگا۔ اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت (ہے) جب (وہ) آجائیگا تو ٹلے گا نہیں

لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٤ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝٥

کیا خوب ہوتا اگر تم (ان باتوں کو) سمجھتے۔ (جب مدتہائے دراز تک ان نصائح کا کچھ اثر قوم پر نہ ہوا تو) نوح ؑ نے (حق تعالیٰ سے) دعا کی کہ اے میرے

فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاۗءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝٦ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ

پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی (دین حق کی طرف) بلایا لیکن میرے بلانے پر (دین سے) اور زیادہ بھاگتے رہے اور (وہ) بھاگنا یہ ہوا کہ میں نے جب کبھی ان کو

جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا

(دین حق کی طرف) بلایا تاکہ (ایمان کے سبب) آپ انکو بخش دیں تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں تاکہ حق بات کو سنیں بھی نہیں اور (بعض زیادہ) کراہت

وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝٧ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝٨ ثُمَّ اِنِّيْٓ

سے اپنے کپڑے (اپنے اوپر) لپیٹ لئے اور اصرار کیا اور (میری اطاعت سے) غایت درجہ کا تکبر کیا۔ پھر (بھی) میں نے انکو بآواز بلند بلایا۔ پھر میں نے انکو (خطاب خاص

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝٩ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

کے طور پر) علانیہ بھی سمجھایا۔ اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا۔ اور (اس سمجھانے میں) میں نے (ان سے یہ) کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ

إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ﴿١١﴾ وَيُمْدِدْكُمْ
بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا۔ اور تمہارے مال اور

بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ﴿١٢﴾
اولاد میں ترقی دے گا۔ اور تمہارے لئے باغ لگا دے گا۔ اور تمہارے لئے نہریں بہائے گا۔

قوم نوح کی سرکشی اور اسکا انجام

انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لئے انبیاءؑ کو مبعوث فرمانیکا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء دنیا ہی سے جاری فرما رکھا ہے چنانچہ حضرت نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف نبوت کی دولت عظمٰی دیکر بھیجا کہ تم ان کو کفروشرک کے وبال سے ڈراؤ کہ اگر ایمان نہیں لاؤ گے تو دردناک عذاب میں مبتلا کردیئے جاؤ گے، لہٰذا میری بات مانو اللہ سے ڈرو اور اس کی بندگی اختیار کرو اللہ تمہیں بخش دے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ ایمان لانے سے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، یعنی حقوق اللہ سے متعلق جتنے گناہ ہیں وہ تمام بخش دیۓ جاتے ہیں البتہ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے جب تک ان کو ادا نہ کیا جائے یا معاف نہ کرایا جائے۔

بس ابھی موقع ہے اسے غنیمت جانو نہیں تو جب اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت (یعنی موت) آجائے گا تو پھر ٹلے گا نہیں یا سزا کا تمہارے لئے جو وقت دنیا میں مقرر کر رکھا ہے جب وہ آجائے گا تو کسی کے ٹلانے سے ٹلے گا نہیں کیونکہ موت کا ایک وقت مقرر ہے اگر موت کفر پر ہوئی تو پھر بخشش کا کوئی سوال نہیں پھر تو ہمیشہ کے لئے جہنم کا عذاب ہی بھگتنا پڑے گا۔

ایک عرصہ دراز تک حضرت نوحؑ اپنی قوم کو رات دن سمجھاتے رہے مگر وہ ایمان سے دور ہی بھاگتے رہے اور انتہا یہ کہ انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی تاکہ میری تبلیغ کی آواز ان کے کان میں نہ جائے، اور اس سے بڑھ کر انہوں نے یہاں تک دین حق سے نفرت کا اظہار اس طرح کیا کہ کپڑے میں لپٹ گئے تاکہ وہ مجھے اور میں انہیں نہ دیکھ سکوں اور دین کی بات ان سے نہ کہی جائے غرضیکہ میں نے ان کو باآواز بلند بھی سمجھایا یعنی وعظ وتقریر کے ذریعہ اور خفیہ طریقہ پر بھی سمجھایا کہ شاید دین کی بات سننے اور ایمان قبول کرنے میں کسی کی شرم ولحاظ آتی ہو۔

میں نے دنیوی نفع بھی ان کے سامنے رکھا کہ اپنے پچھلے تمام گناہوں کفروشرک وغیرہ کی ایمان قبول کرکے بخشش کرالو، تمہارا رب بڑا بخشنے والا ہے، اور وہ ایمان واستغفار کی برکت سے تمہیں دنیوی نعمتوں سے بھی نوازے گا تم پر بارش بھیجے گا جس سے قحط دور ہوگا اور تمہیں خوشحالی حاصل ہوگی، اور وہ تمہارے لئے باغ اور نہریں پیدا فرمادے گا، اور وہ تمہارے مال واولاد میں ترقی فرمادے گا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ قوم دنیا کے مال ومتاع کی بڑی حریص تھی اس لئے ان کو یہ لالچ دیا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نوحؑ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا فرمائی گئی اور کل عمر آپ کی ساڑھے نو سو سال ہوئی اس درمیانی وقت نوسودس (۹۱۰) سال تک آپ اپنی قوم کو دین کی دعوت رات دن، اجماعی وانفرادی

طور پر، اعلانیہ اور خفیہ طور پر، کبھی اللہ کے عذاب سے ڈرا کر، کبھی جنت کی نعمتوں کی ترغیب دیکر، کبھی دنیوی خوشحالی کی خوشخبری سنا کر غرضیکہ دین پر لانے کے جتنے طریقے ہو سکتے ہیں آپ نے وہ سب اختیار کئے مگر یہ ضدی قوم کفر پر ہی جمی رہی اور برابر اپنے محسن اعظم حضرت نوحؑ کو طرح طرح کی سخت سے سخت تر تکالیف پہنچاتی رہی، مگر آپ اس امید پر کہ یہ لوگ ایمان قبول نہیں کر رہے ہیں تو ان کی اگلی نسل قبول کرے گی اس نے بھی قبول نہیں کیا تو اس سے اگلی نسل سے یہی امید کر کے برابر دین کی دعوت دیتے رہے مگر ان کی شرارتیں پہلے والوں سے بھی زیادہ بڑھتی گئیں۔

حضرت نوحؑ کو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اتنی لمبی عمر عطا فرمائی تھی، انکی قوم کی عمریں اتنی لمبی نہیں ہوا کرتی تھیں۔

الغرض جب نو سو دس (۹۱۰) سال کی محنت کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا، اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مطلع فرما دیا کہ پوری قوم میں جس کو ایمان لانا تھا وہ لے آیا اب ان میں سے کوئی ایمان قبول نہیں کرے گا، تب حضرت نوحؑ نے اپنے پروردگار سے اس نافرمان وسرکش قوم کی ہلاکت کے لئے بددعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے طوفانی عذاب بھیج کر پوری قوم کو غرق فرما دیا صرف ایمان والے بچے جو حضرت نوحؑ کے ہمراہ کشتی میں سوار ہو گئے تھے۔ یہ قصہ بھی قرآن کریم میں بہت سی جگہ آچکا ہے۔ ☆☆☆

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿١٤﴾ اَلَمْ

تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ کی عظمت کے معتقد نہیں ہو (ورنہ شرک کرتے) حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح سے بنایا۔ کیا تم کو

تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿١٥﴾ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ

معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کس طرح سات آسمان اوپر تلے پیدا کئے اور ان میں چاند کو نور

فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ

(کی چیز) بنایا اور سورج کو (مثل) چراغ (روشن کے) بنایا اور اللہ نے تم کو زمین سے

الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿١٧﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿١٨﴾ وَاللّٰهُ

ایک خاص طور پر پیدا کیا پھر تم کو (بعد مرگ) زمین ہی میں لے جائے گا اور (قیامت میں پھر اسی زمین سے تمکو باہر لے آئیگا۔

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿١٩﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ ع ۲۰ / ۹

اور اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے زمین کو (مثل) فرش (کے) بنایا تاکہ تم اس کے کھلے رستوں میں چلو۔

حضرت نوحؑ کا اپنی قوم کو سمجھانا حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے فرمایا تم اپنے پروردگار کی عظمت وقدرت کے قائل آخر کیوں نہیں ہوتے؟

غور کرو اللہ نے تمہیں کس طرح بنایا، کس طرح پیدا کیا تم شکمِ مادر میں کبھی نطفہ کی شکل میں، کبھی جمے ہوئے خون کی شکل

میں، کبھی گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں منتقل ہو کر تیار ہوئے آخر اللہ نے تمہیں ایسا خوب صورت وتوانا بنا دیا۔
اور غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان اوپر نیچے کیسی کاری گری سے بنا کر کھڑے کر دئے اور ان آسمانوں میں چاند وسورج کو بھی پیدا فرما دیا جو جاذب نظر ہونے کے ساتھ ساتھ عمدہ قسم کی اعلیٰ روشنی اور چمک دمک والے ہیں۔
اور غور کرو اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین سے ایک خاص انداز پر پیدا کیا تمہارے باپ آدمؑ کو مٹی سے بنایا اور تم کو نطفہ سے بنایا اور نطفہ غذا سے بنا اور غذا کا زیادہ حصہ زمین کی مٹی سے پیدا ہوتا ہے، اور پھر مرنے کے بعد تم کو اسی مٹی میں ملا دیا جائے گا اور پھر قیامت کے دن تم کو اسی مٹی سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور غور کرو اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو تمہارے لئے مثل فرش کے بنا دیا تاکہ تم اس کے کھلے اور کشادہ راستوں میں چلو پھرو، رہتے سہتے رہو اور اسی پر اپنی کھیتی وباغبانی وغیرہ کرتے رہو۔
بس اللہ تعالیٰ کی ان تمام عظمت وقدرت کو پہچانو اور اس کی اطاعت وبندگی اختیار کرو۔ ☆☆☆

قَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ اِنَّهُمۡ عَصَوۡنِىۡ وَاتَّبَعُوۡا مَنۡ لَّمۡ يَزِدۡهُ مَالُهٗ وَ
(اور یہ سب حکایت عرض کر کے) نوح (علیہ السلام) نے (یہ) کہا کہ اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں مانا اور ایسے شخصوں کی پیروی کی کہ
وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوۡا مَكۡرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَقَالُوۡا لَا تَذَرُنَّ
جنکے مال اور اولاد نے انکو نقصان ہی زیادہ پہنچایا۔ اور (انہوں نے جنکا اتباع کیا ہے وہ ایسے ہیں کہ جنہوں نے (حق مٹانے میں) بڑی بڑی تدبیریں کیں اور
اٰلِهَتَكُمۡ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوۡثَ وَيَعُوۡقَ وَ
جنہوں نے (اپنے تابعین سے) کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور (بالخصوص) ودّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق کو اور
نَسۡرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدۡ اَضَلُّوۡا كَثِيۡرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾
نسر کو چھوڑنا۔ اور ان (رئیس) لوگوں نے بہتوں کو بہکا بہکا کر گمراہ کر دیا۔ اور (اب آپ) ان ظالموں کی گمراہی اور بڑھا دیجئے۔
مِمَّا خَطِيۡٓـئٰتِهِمۡ اُغۡرِقُوۡا فَاُدۡخِلُوۡا نَارًا ۙ فَلَمۡ يَجِدُوۡا لَهُمۡ
(ان لوگوں کا انجام یہ ہوا کہ) اپنے ان ہی گناہوں کے سبب وہ غرق کئے گئے پھر (بعد غرق) دوزخ میں داخل کئے گئے۔ اور خدا کے سوا ان کو
مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَى الۡاَرۡضِ
کوئی حمایتی میسّر نہ ہوئے۔ اور نوح (علیہ السلام) نے (یہ بھی) کہا کہ اے میرے پروردگار کافروں میں
مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنۡ تَذَرۡهُمۡ يُضِلُّوۡا عِبَادَكَ وَ
سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ۔ (کیونکہ) اگر آپ ان کو روئے زمین پر رہنے دیں گے تو آپ کے بندوں کو گمراہ ہی کریں گے

لَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ

اور آگے بھی اُن کے محض فاجر اور کافر ہی اولاد پیدا ہوگی۔ اے میرے رب مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی

لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا

حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں انکو یعنی اہل و عیال باستثناء زوجہ و کنعان اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دیجئے اور ان

تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ ع

ع ۲ ۸ ۱۰ النصف

ظالموں کی ہلاکت اور بڑھا دیجئے۔

حضرت نوحؑ کی اپنے رب سے شکایت

حضرت نوحؑ نے اپنے رب سے عرض کیا اے الہ العالمین قوم نے میری بات نہ مانی بلکہ اپنی قوم کے ان مالداروں کی مانی جنہوں نے حق کو مٹانے میں بڑے بڑے مکروفریب کئے کہ خود تو دین حق کو جھٹلاتے ہی تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے ہی تھے ساتھ میں قوم کے غنڈوں، بدمعاشوں کو بھی شامل کرلیا اور اپنے ماننے والوں کو تاکید کی کہ تم نوحؑ کے بہکائے میں آکر اپنے بتوں کی پوجا ہرگز مت چھوڑنا اپنے بڑوں کے طریقہ پر جمے رہنا غرض کہ انہوں نے بیشمار لوگوں کو بہلا پھسلا کر گمراہ کیا دین حق پر نہیں آنے دیا، الحاصل یہ نافرمانی وسرکشی میں آگے ہی بڑھتے گئے آخر کار حضرت نوحؑ نے اپنے رب سے دعا کی الہ العالمین آپ اس قوم میں سے کسی کو بھی روئے زمیں پر نہ چھوڑیے نہیں تو یہ دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے اور آگے ان کی اولاد بھی فاجر وکافر ہی پیدا ہوگی جیسا کہ آپ نے مجھے مطلع فرمایا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پوری قوم کو طوفان میں غرق کردیا اور پھر ان کو قیامت کے دن زندہ کرکے اٹھایا جائے گا اور ہمیشہ کے لئے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا، اور اس عذاب سے بچانے والا انہیں کوئی حمایتی اور یارو مددگار نہیں ملا اور نہ ہی وہ بت جنکی پوجا میں انہوں نے اپنی زندگی برباد کی تھی ان کے کچھ کام آئے۔

اس کے بعد حضرت نوحؑ نے دعا کی یارب ذوالجلال مجھکو، میرے والدین کو، میرے مومن گھر والوں کو بخش دیجئے، بعض مفسرینؒ نے فرمایا یہاں گھر والوں سے وہ تمام مومنین مراد ہیں جو آپکے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے۔☆☆☆

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ جن مکہ میں نازل ہوئی — شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں — جس میں اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا

آپ ان لوگوں سے کہئے کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر اپنی قوم میں واپس جاکر

قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ لا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ

انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست بتلاتا ہے سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو

أَحَدًا ﴿٢﴾ وَّأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿٣﴾

شریک بنائیں گے۔ اور انھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ) ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد

وَّأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ﴿٤﴾ وَّأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن

اور ہم میں جو احمق ہوئے ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتے تھے۔ اور ہمارا پہلے یہ خیال تھا کہ انسان

تَقُولَ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿٥﴾ وَّأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ

اور جنات کبھی خدا کی شان میں جھوٹ بات نہ کہیں گے۔ اور بہت سے لوگ آدمیوں میں ایسے تھے

الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾ وَّأَنَّهُمْ

کہ وہ جنات میں سے بعضے لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے۔ سو ان آدمیوں نے ان جنات کی بد دماغی اور بڑھا دی۔

ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ﴿٧﴾

اور جیسا تم نے خیال کر رکھا تھا ویسا ہی آدمیوں نے بھی خیال کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو دوبارہ زندہ نہ کریگا۔

جنوں کی ایک جماعت کی اپنی قوم سے گفتگو

ارشاد خداوندی ہے کہ اے محمد (ﷺ) تم اپنی قوم سے کہو کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن کریم سنا اور اپنی قوم میں جا کر اس کی اطلاع دی کہ آج ہم نے ایک عجیب وغریب کتاب (قرآن کریم) سنی ہے جو سچائی اور نجات کا راستہ بتلاتی ہے ہم اسے سچا مان چکے ہیں اب ناممکن ہے کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کریں، اور ہمارا پروردگار بڑی عالی اور نرالی شان والا ہے وہ بیوی بچوں سے مستغنی و بے نیاز ہے۔

اور ان جنات نے یہ بھی کہا کہ ہماری قوم میں جو بیوقوف ہیں وہ اللہ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتے ہیں کہ اللہ کے لئے بیوی و اولاد ثابت کرتے ہیں اور طرح طرح سے کفر و شرک کی باتیں کہتے ہیں، اور کہنے لگے ہمارا پہلے یہ خیال تھا کہ جن اور انسان اللہ کی شان میں جھوٹ نہیں بولیں گے کیونکہ جنوں اور انسانوں کی اتنی بڑی تعداد شرک کرتی ہے تو یہ غلط نہیں ہو سکتا مگر اب قرآن کریم سن کر ہمیں پتہ چلا کہ تمام جن و انس اللہ کی شان میں جھوٹ بول کر شرک کرتے ہیں اور ہم خود بھی شرک میں مبتلا ہیں، اور کہنے لگے جنات کے زیادہ بہکنے کا سبب یہ بھی ہوا کہ وہ دیکھتے تھے کہ جب بھی انسان کسی جنگل یا ویرانے میں جاتے ہیں تو جنات کی پناہ طلب کرتے ہیں، چنانچہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کی عادت تھی کہ دوران سفر جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو کہتے ہم اس جنگل کے بڑے جن کی پناہ میں آتے ہیں، جنوں نے جب یہ دیکھا کہ انسان بھی ہماری پناہ لیتے ہیں تو ان کی سرکشی اور بڑھ گئی۔

یہ مسلمان جن اپنی قوم سے کہنے لگے جیسا تمہارا خیال ہے بہت سے انسانوں کا بھی یہی خیال ہے کہ مرنے کے بعد ہم

دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے یا آئندہ کوئی رسول نہیں آئے گا، اب قرآن سے معلوم ہوا کہ اس نے ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے جو لوگوں کو بتاتا ہے تم سب انس وجن مر کر دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور تم سے تمہارے ہر ہر عمل کے متعلق باز پرس ہوگی اور پھر اسی کے مطابق جنت یا دوزخ تمہارا ٹھکانا ہوگا۔

یہ جنوں کی ایک جماعت کی اپنی قوم سے گفتگو تھی جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ اپنے محبوب محمد عربی (ﷺ) کو بتائی اس کے بعد پھر جن بہت مرتبہ آپکی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ایمان لائے اور قرآن سیکھا۔ جنوں کے قرآن سننے کا یہ واقعہ سورۂ احقاف آیت نمبر ۳۲ تا ۳۳ آسان تفسیر پارہ نمبر ۲۶ صفحہ ۱۴ پر بھی بیان ہوا ہے اس کی کچھ تفصیلات وہاں لکھی گئی ہیں ان کو ملاحظہ فرما لیا جائے۔ ☆☆☆

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ

اور ہم نے آسمان (کی خبروں) کی تلاش کی

فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝۸ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ

سو ہم نے اسکو سخت پہروں (یعنی محافظ فرشتوں) اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا　اور (اسکے قبل) ہم آسمان (موافق عادت سابقہ کے) لینا چاہا

مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝۹

(کی خبریں سننے کے موقعوں میں (خبر) سننے کے لئے جا بیٹھا کرتے تھے۔ سو جو کوئی اب سننا چاہتا ہے تو اپنے لئے ایک تیار شعلہ پاتا ہے۔

وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ

اور ہم نہیں جانتے کہ (ان جدید پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث فرمانے سے) زمین والوں کو کوئی تکلیف پہنچانا مقصود ہے یا اُنکے ربنے اُن کو

رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝۱۰

ہدایت کرنے کا قصد فرمایا ہے۔

جنات کی خبریں چرانے پر پابندی

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے جنات آسمانوں کی طرف جا کر وہاں کسی جگہ بیٹھ کر فرشتوں کی باتیں سنتے۔ فرشتے ان باتوں کا آپس میں تذکرہ کرتے جو ان کے رب نے دنیا کے بارے میں احکامات دئے ہیں جب ان احکامات اور خبروں میں سے بعض کو سن لیتے اور پھر اس میں بہت سی باتیں اپنی طرف سے غلط سلط ملا کر بڑھا چڑھا کر کاہنوں کو بتا دیتے، جب آپ ﷺ کو نبی بنایا گیا اور آپ پر قرآن نازل ہونا شروع ہوا تو آسمانوں پر سخت پہرے لگا دئے گئے، فرشتوں کو شعلے دیکر بٹھا دیا گیا انہیں جیسے ہی کوئی جن قریب میں نظر آتا تو یہ اس کے شعلہ پھینک کر مارتے جو اپنا کام کرتا خطا نہ ہوتا، یہ کام اس لئے کیا گیا تا کہ قرآن کریم اور کاہنوں کی خبروں میں خلط ملط نہ ہو جائے۔ اور جو دینِ حق کے متلاشی ہیں وہ مغالطہ میں نہ جا پڑیں۔

جنات کہنے لگے ہم نہیں بتلا سکتے ہم پر اسطرح پابندی لگا کر زمین والوں کا کوئی نقصان چاہا گیا ہے یا ان کے ساتھ ان کے رب کو بھلائی پہونچانا مقصود ہے، بہر حال اس پابندی کی انہیں فکر ہوئی اس کی تحقیق کے لئے کہ ایسا کیوں ہوا ہے جنات کے وفد پوری دنیا میں پھیل گئے تو ایک وفد نے طائف کے قریب مقام ''بطن نخلہ،، میں رسول اللہ ﷺ کو نماز میں قرآن کریم پڑھتے ہوئے سنا سمجھ گئے اس کلام کی وجہ سے ہم پر پابندی لگائی گئی ہے اس کلام کو سن کر یہ جن بہت متاثر ہوئے اور ایمان لے آئے جس کی تفصیل پچھلی آیات میں گزری۔ ☆☆☆

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا

اور ہم میں (پہلے سے بھی) بعضے نیک ہوتے آئے ہیں اور بعضے اور طرح کے رہتے آئے ہیں ہم مختلف

طَرَآئِقَ قِدَدًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَ لَنْ

طریقوں پر تھے۔ اور (رہا طریقہ تو یہ ہے کہ) ہم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم زمین (کے کسی حصہ) میں (جاکر) اللہ تعالیٰ کو ہرا نہیں

نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ

سکتے اور نہ (اور کہیں) بھاگ کر اس کو ہرا سکتے ہیں۔ اور ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی تو ہم نے اسکا یقین کرلیا۔ سو (ہماری طرح) جو شخص اپنے

بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا

رب پر ایمان لے آوے گا تو اسکو نہ کسی کمی کا اندیشہ ہوگا اور نہ زیادتی کا۔ اور ہم میں بعضے تو مسلمان (ہوگئے) ہیں اور بعضے

الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ

ہم میں (بدستور سابق) بے راہ ہیں۔ سو جو شخص مسلمان ہوگیا انہوں نے تو بھلائی کا رستہ ڈھونڈ لیا۔ اور جو بے راہ ہیں دوزخ

فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۙ﴿۱۵﴾

کے ایندھن ہیں۔

جنات نیک بھی ہوتے ہیں اور بد بھی

یہ مسلمان جن کہنے لگے قرآن کے نزول سے پہلے بھی ہم میں کچھ نیک اور اچھے تھے اور زیادہ بدکار اور نافرمان تھے اب جبکہ قرآن آگیا ہے جو اختلاف وگمراہی کو ختم کرنا چاہتا ہے تو بھی ہم ایسے کہاں کہ سب کے سب حق قبول کرلیں، اور ہم یہ یقین کرچکے ہیں کہ اگر ہم نے قرآن کو نہ مانا تو اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ نہ زمین میں کسی جگہ چھپ کر نہ ہوا میں اڑ کر۔ اور تمام جنوں میں ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ سب سے پہلے ہم نے قرآن سنا اور فوراً ہی اس پر ایمان لے آئے، بلاشبہ جو اللہ پر ایمان لائے گا اس کو اللہ کے پاس یعنی آخرت میں کسی طرح کا کوئی خوف نہیں، اللہ تعالیٰ اس کو ہر عذاب سے بچائے رکھے گا۔

اور کہنے لگے نزول قرآن کے بعد ہم جن دو طرح کے ہو گئے ایک وہ جنہوں نے اللہ کا کلام سنکر اسے قبول کیا اور وہ ہدایت یافتہ ہو گئے۔ اور دوسرے وہ جو گمراہی پر جمے ہوئے ہیں جنہیں ہم جہنم کا ایندھن سمجھتے ہیں۔ یہاں تک مسلمان جنوں کا کلام تھا جو انہوں نے اپنے قوم کو سمجھانے کے لئے کیا۔ ☆☆☆

وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ

اور (مجھ کو ان مضامین کی بھی وحی ہوئی کہ) اگر یہ (مکہ والے) لوگ (سیدھے) رستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم انکو فراغت

مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ

کے پانی سے سیراب کر دیتے۔ تاکہ اس میں اُن کا امتحان کریں۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد (یعنی ایمان و طاعت) سے روگردانی کریگا۔ اللہ تعالیٰ

عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾

اسکو سخت عذاب میں مبتلا کریگا۔ اور (ان وحی شدہ مضامین سے ایک یہ کہ) جتنے سجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہیں سو اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کی عبادت مت کرو۔

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ ع ۱۹ ۱۱

اور جب خدا کا خاص بندہ (مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ (کافر) لوگ اس بندہ پر بھیڑ لگانے کو ہو جاتے ہیں

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾

آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

شانِ نزول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت کفار مکہ کے متعلق نازل ہوئی ہے جب یہ تقریباً سات سال تک قحط میں مبتلا کر دیئے گئے تھے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کفار مکہ سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کے پسندیدہ راستہ دین اسلام پر قائم ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ تم کو خوب پانی سے سیراب کرتا یعنی تم پر رزق کی فراوانی فرما دیتا اور پھر تمہاری آزمائش کرتا کہ کون ہمارا شکر ادا کرتا ہے اور کون ناشکری و نافرمانی کرتا ہے۔ بس شخص اپنے رب کی نافرمانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں مبتلا فرما دیں گے، اس میں اہل مکہ ہی کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ دنیا کے تمام انسانوں کے ساتھ یہی معاملہ کیا جائے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ مسجدیں جو اللہ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں وہاں جا کر اللہ کے سوا کسی اور کو مدد کے لئے پکارنا، بندگی کرنا شرک کی بدترین صورت ہے یہود و نصاریٰ اپنی عبادت گاہوں میں اس جرم عظیم کا ارتکاب کیا کرتے تھے،

اقوال وتحقیق:- مساجد کی ایک تفسیر سجدہ سے بھی کی گئی ہے اس صورت میں مساجد مَسْجَدْ (بفتح الجیم) کی جمع ہوگی جس کے معنی سجدہ کے آتے ہیں اس صورت میں تفسیر یہ ہوگی تمام سجدے اللہ کے لئے ہیں یعنی اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنا قطعاً جائز نہیں (حاصل معارف، محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ)

مسلمانوں کو تاکیداً اس جرم عظیم کے ارتکاب سے منع فرمایا گیا ہے۔ اور جب اللہ کے کامل بندے محمد عربی ﷺ عبادت کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں قرآن پڑھتے ہیں تو کفار اس بندۂ خاص پر بھیڑ لگا لیتے ہیں اور تعجب وعداوت سے دیکھتے ہیں گویا اب حملہ کرینگے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں اے ہمارے بندے آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور یہ کوئی تعجب وعداوت کی بات نہیں۔ ☆☆☆

قُلْ اِنِّیْۤ لَاۤ اَمْلِكُ
آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ میں تمہارے

لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ
نہ کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔ آپ کہہ دیجئے کہ (اگر خدانخواستہ میں ایسا کروں تو) مجھ کو خدا (کے غضب) سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ
اور نہیں اسکے سوا کوئی پناہ کی جگہ پا سکتا ہوں۔ لیکن خدا کی طرف سے پہنچانا اور اسکے پیغاموں کا ادا کرنا یہ میرا کام ہے۔

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ
اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہیں مانتے تو یقیناً ان لوگوں کے لئے آتش دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ
(لیکن یہ کفار اس جہالت سے باز نہ آئیں گے) یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھ لینگے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ اس وقت جان لیں گے کہ کس

نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ
کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی جماعت کم ہے۔ آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ آیا وہ نزدیک

یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ
(آنیوالی) ہے یا میرے پروردگار نے اسکے لئے کوئی مدت دراز مقرر کر رکھی ہے۔ (اور) غیب کا جاننے والا وہی ہے سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع

اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْ بَیْنِ
نہیں کرتا۔ ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو تو اس طرح اطلاع دیتا ہے کہ اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے محافظ

یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ
فرشتے بھیج دیتا ہے (اور یہ انتظام اس لئے کیا جاتا ہے) تاکہ (ظاہری طور پر) اللہ کو معلوم ہو جاوے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کے

۲ ع ۹ ۱۲

وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۲۸

پیغام (رسول تک بحفاظت) پہنچادیں اور اللہ تعالیٰ ان (پہرہ داروں) کے تمام احوال کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اسکو ہر چیز کی گنتی معلوم ہے۔

نفع ونقصان پہنچانا اللہ کے قبضہ میں ہے

ان آیات میں ارشاد ہے کہ اے محمد ﷺ آپ ان کفار ومشرکین سے فرمادیجئے تمہیں نفع یا نقصان پہونچانا میرے قبضہ میں نہیں جوتم مجھ سے اسطرح کے مطالبے کررہے ہو کہ ہم پر عذاب نازل کردیں، اور تمہارا یہ مطالبہ بھی میں پورا نہیں کرسکتا کہ میں قرآن کے مضامین میں تغیر وتبدل کردوں تو تم مجھے رسول مان لوگے، خدانخواستہ اگر میں ایسا کروں تو پھر مجھے اللہ کے غضب وعذاب سے کوئی نہیں بچاسکتا اور نہ میں اللہ کے سوا کہیں پناہ پاسکتا ہوں۔ بس میرا کام تو اللہ کے پیغامات واحکامات تم تک پہنچانا ہے اگر نہیں مانوگے تو اللہ تم کو دردناک سزا دے گا اور ہمیشہ کیلئے دوزخ کی آگ میں ڈال دیگا۔ یہ کفار ومشرکین آج ان باتوں پر یقین نہیں کررہے ہیں بس انہیں یقین اس دن آیگا جب یہ عذاب الٰہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے یعنی قیامت کے دن اور اس دن انہیں یہ بھی پتہ چل جائیگا کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کم ہیں یعنی تم جو جتھے باندھ کر ہم پر ہجوم کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ محمد (ﷺ) اور اسکے ساتھی کمزور بھی ہیں اور کم بھی، بس کفار ومشرکین ہی ایسے ہونگے کہ اس دن انکا کوئی یارومددگار اور حمایتی نہ ہوگا۔

کفار ومشرکین رسول اللہ ﷺ سے بطور انکار کہا کرتے تھے کہ جس قیامت سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں آخر وہ آئے گی کب؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا اس کا علم مجھے نہیں دیا گیا اس کا علم صرف اللہ کو ہے کہ وہ جلد آنے والی ہے یا ایک مدت دراز کے بعد، بس اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ایک دن مقرر فرماکر کسی کو نہیں بتایا اللہ اپنے راز کی کسی کو خبر نہیں دیتا بس وحی کے ذریعہ رسولوں کو صرف اتنی خبر دی جاتی ہے جتنا ان کی شان اور منصب کے لائق ہے، اور اس وحی کی فرشتوں کے ذریعہ پوری حفاظت کی جاتی ہے تاکہ شیاطین اس کو سنکر اس میں کمی وزیادتی کرکے کاہنوں وغیرہ کو نہ پہونچا دیں اور یہ انتظامات صرف اس لئے کئے جاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ظاہری طور پر دیکھ لے کہ فرشتوں نے میرا کلام رسول کو صحیح صحیح پہونچادیا ہے، نہیں تو اللہ کو ہر طرح کی پوری قدرت حاصل ہے کسی میں ہمت نہیں کہ اس کی وحی میں ذرہ برابر بھی کمی وزیادتی کرسکے۔ الحمد للہ سورۂ جن کی تفسیر مکمل ہوئی۔ ☆☆☆

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ۱ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ عِشْرُوْنَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ مزمل مکہ میں نازل ہوئی — شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں — اسمیں بیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۱ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۲ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ

اے کپڑوں میں لپٹنے والے — رات کو (نماز میں) کھڑے رہا کرو۔ مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات کہ اسمیں قیام نہ کرو بلکہ آرام کرو، یا اس

مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ

نصف سے کسی قدر کم کردو یا نصف سے کچھ بڑھادو اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو کہ ایک ایک حرف الگ الگ ہو ہم تم پر ایک

عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ

بھاری کلام ڈالنے کو ہیں (مراد قرآن مجید ہے) بے شک رات کے اٹھنے میں دل اور زبان کا خوب میل ہوتا ہے اور (دعا یا قرأت پر) بات خوب

قِيْلًا ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ

ٹھیک نکلتی ہے بے شک تم کو دن میں بہت کام رہتا ہے۔ (دنیوی بھی اور دینی بھی) اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور

تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

سب سے قطع کرکے اسی کی طرف متوجہ رہو وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے۔ اسکے سوا کوئی قابل عبادت نہیں

فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾

تو اسی کو اپنے کام سپرد کردینے کے لئے قرار دیئے رہو۔

واقعہ شان نزول

ایک مرتبہ کفار قریش نے اپنے مشورہ گھر ''دارالندوہ،، میں جمع ہوکر مشورہ کیا کہ محمد عربی (ﷺ) کے متعلق کوئی لقب تجویز کیا جائے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ آپ کو کاہن کہا جائے تو کسی نے کہا کہ ساحر کہا جائے، کسی نے کہا مجنوں کہا جائے، انجام کار کسی ایک نام پر اتفاق نہ ہوسکا تو آخر میں مجبوراً ساحر کی طرف رجحان ہوا تھا اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپ غمگین ورنجیدہ ہوئے اور منہ لپیٹ کر کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے جیسا کہ رنج وغم اور پریشانی کی حالت میں عام طور پر آدمی اس طرح کرلیتا ہے۔ بس اسی حالت میں جبرئیل امین وحی لیکر حاضر ہوئے اور آپ کو خوش کرنے اور لطف کا اظہار کرنے کے لئے عرض کیا ''یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ،، یعنی اے کپڑے میں لپٹنے والے (اس رنج وغم کو چھوڑیے اور نماز سے اللہ کی مدد حاصل کیجئے) رات کو نماز میں کھڑے رہا کیجئے مگر تھوڑی رات اس میں آرام کیا کیجئے، تھوڑی رات کی آگے تشریح کردی گئی، آدھی رات یا آدھی رات سے کچھ کم یا کچھ زیادہ حاصل یہ ہے کہ رات کا قیام تو بہر حال فرض ہے البتہ وقت کا ان تین صورتوں میں اختیار ہے (۱) آدھی رات (۲) دو تہائی رات (۳) ایک تہائی رات، جیسا کہ یہ تفصیل اسی سورت کی اس آیت ثُلُثَيِ الَّيْلِ الخ میں آرہی ہے۔

سورۂ مزمل اور مدثر دونوں نزول قرآن کے بالکل شروع زمانہ میں نازل ہوئیں، اس وقت تہجد کی نماز پوری امت پر فرض تھی جب شب معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں تو تہجد کی فرضیت ختم فرمادی گئی مگر رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی تہجد کی نماز پابندی کے ساتھ ادا فرمائی ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ تہجد میں قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے کہ ایک ایک حرف خوب سمجھ میں آئے اس طرح پڑھنے سے قرآن کو سمجھنے اور فہم وتدبر میں مدد ملتی ہے اور دل پر اثر زیادہ ہوتا ہے اور ذوق وشوق بڑھتا ہے۔

آسان تفسیر

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ الخ یعنی ہم تم پر ایک بھاری کلام ڈالنے والے ہیں اس سے مراد قرآن کریم ہے جو نزول کے وقت بھی آپ کی حالت متغیر کر دیتا تھا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ شدید جاڑوں میں بھی آپ پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے۔ نیز اس کے احکامات کی دائمی پابندی بھی طبعی طور پر بھاری ہے سواء اس کے جس کے لئے اللہ تعالیٰ آسان بنادے، اسی طرح قرآن کی دعوت وتبلیغ اور اس کے حقوق کا پوری طرح ادا کرنا اور اس راہ میں تمام سختیوں کو کشادہ دلی سے برداشت کرنا بھی ایک مشکل اور بھاری کام ہے۔

اس کے بعد تہجد کے لئے اٹھنے کی حکمتیں بیان فرمائی گئی ہیں (۱) نفس کشی ہوتی ہے کیونکہ راحت چھوڑ کر ریاضت کے لئے اٹھنا پڑتا ہے (۲) اس وقت دعا ذکر وغیرہ سیدھا دل سے ادا ہوتا ہے اور جو بات زبان سے نکلتی ہے وہ دل پر اثر انداز ہوتی ہے (۳) شور وغل سے مکمل یکسوئی ہوتی ہے (۴) اس وقت اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں جس سے قلب کو عجیب قسم کا سکون نصیب ہوتا ہے اور پھر دن میں آپ کو بہت سے کام رہتے ہیں جیسے اہل خانہ و متعلقین کی دیکھ بھال اور دعوت وتبلیغ وغیرہ لہٰذا تہجد کے لئے رات ہی کا وقت مناسب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو ایک ہدایت یہ بھی فرمائی گئی کہ آپ رات کے علاوہ دن کے اوقات میں بھی اپنے رب کا ذکر کرتے رہئے جو مشرق ومغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی عبادت وبندگی کے مستحق نہیں، اپنے تمام کام اسی کے سپرد کیجئے بلا شبہ وہی وکیل وکارساز ہے۔ ☆☆☆

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا

اور یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں ان پر صبر کرو۔ اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے

جَمِیْلًا ﴿۱۰﴾ وَذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا ﴿۱۱﴾

الگ رہو — اور مجھ کو اور ان جھٹلانے والوں کو جو ناز ونعمت میں رہنے والے ہیں (ان کی حالتِ موجودہ پر) چھوڑ دو (یعنی رہنے دو) اور ان لوگوں کو تھوڑے

اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِیْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۳﴾

دنوں اور مہلت دے دو۔ ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے۔

یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِیْبًا مَّهِیْلًا ﴿۱۴﴾

جس روز کہ زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے۔ اور پہاڑ (ریزہ ریزہ ہو کر) ریگِ رواں ہو جاویں گے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی

بے شک ہم نے تمہارے پاس ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر (قیامت کے روز) گواہی دینگے جیسا ہم نے فرعون کے پاس

فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا

ایک رسول بھیجا ہے پھر فرعون نے اس رسول کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو سخت پکڑنا

وَّبِيلًا ⑯ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ

پکڑا۔ سو اگر تم (بھی بعد بھیجنے رسول کے نافرمانی اور) کفر کرو گے تو اس دن سے کیسے بچو گے جو (غایت درجہ) (اشتداد و امتداد سے)

شِيبًا ⑰ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ⑱ إِنَّ هَذِهِ

بچوں کو بھی بوڑھا کر دے گا۔ جس میں آسمان پھٹ جاوے گا بے شک اس کا وعدہ ضرور ہو کر رہیگا۔ یہ (تمام مضمون) (ایک بلیغ)

تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ⑲

ع ۱۹ / ۱۴

نصیحت ہے سو جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی طرف رستہ اختیار کر لے

حضور ﷺ کو صبر کی تلقین ان آیات میں ارشاد ہے کہ کفار مکہ جو آپ کو ساحر، کاہن، مجنوں وغیرہ کہتے ہیں اس پر آپ صبر کیجئے اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جایئے ان کی بدسلوکی کی شکایت کسی سے مت کیجئے اور نہ ہی انتقام کی سوچئے، نیز حسبِ موقع دعوت و تبلیغ کی پوری کوشش رکھئے۔

اس کے بعد فرمایا ان حق و صداقت، قرآن و قیامت کو جھٹلانے والوں کو جو دنیوی عیش و آرام میں مست ہیں میرے حوالہ کیجئے میں خود ان سے نمٹ لوں گا، بس کچھ عرصہ کی ان کو ڈھیل ہے اس کے بعد انہیں سخت سزا دی جائے گی کہ بیڑیوں میں باندھ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا اور کھانے کے لئے زقوم دیا جائے گا جو نہ نگلا جائے گا نہ اگلا جائے گا۔ بلکہ اپنے خاردار ہونے کی وجہ سے گلے میں پھنس جائے گا۔ یہ سزا انہیں اس دن دی جائے گی جس دن زمین و پہاڑ ہلنے لگیں گے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے یعنی قیامت کے دن جس کو یہ جھٹلاتے تھے۔

ان آیات میں کفار سے یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ جس طرح فرعون اپنے رسول حضرت موسیٰؑ کی نافرمانی کر کے عذاب الٰہی میں مبتلا ہوا تم بھی اگر اپنے رسول محمد عربی (ﷺ) کی نافرمانی کرتے رہو گے تو دنیا میں بھی کسی طرح کے عذاب میں مبتلا کر دئے جاؤ گے اور اگر دنیا میں نہ بھی آیا تو قیامت کے اس دن کے عذاب سے تمہیں کون بچا سکے گا جس کی دہشت و ہول اور لمبائی کی وجہ سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔

اور آسمان پھٹ جائے گا، اللہ کا یہ وعدہ یقیناً پورا ہو کر رہے گا خواہ تم کتنا ہی انکار کرتے رہو، بس تم کو یہ عمدہ قسم کی نصیحت کر دی گئی ہے اب جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف چل پڑے یعنی دینِ اسلام اختیار کر لے۔ ☆☆☆

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ

آپ کے رب کو معلوم ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے بعضے آدمی (کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی)

اقوال و تحقیق:۔ بعض مفسرینؒ نے فرمایا یہ حقیقت ہے کہ قیامت کا دن اتنا لمبا ہوگا کہ ایک بچہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیگا اور بعض مفسرینؒ نے فرمایا کہ یہ بطور مثال ہے اس دن کی ہیبت و خوف کی وجہ سے۔ (روح المعانی، بحوالہ معارف) محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ

تہائی رات (نماز میں) کھڑے رہتے ہیں ۔ اور رات اور دن کا پورا اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے ۔ اس کو معلوم ہے کہ تم اس (تقدیرِ وقت)

تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ

کو ضبط نہیں کر سکتے تو اس وجہ سے اس نے تمہارے حال پر عنایت کی سو اب تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو اس کو

اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ

(یہ بھی) معلوم ہے کہ بعضے آدمی تم میں بیمار ہونگے اور بعضے تلاش معاش کے لئے

يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ

ملک میں سفر کریں گے ۔ اور بعضے اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے (اسلئے بھی اس حکم کو منسوخ کر دیا)

اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

سو (اسلئے بھی تم کو اجازت ہے کہ اب) تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جاسکے پڑھ لیا کرو اور نماز (فرض) کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو

وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ

اور اللہ کو اچھی طرح (یعنی اخلاص سے) قرض دو۔ اور جو نیک عمل اپنے لئے آگے (ذخیرۂ آخرت بنا کر) بھیج دوگے

خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا

اس کو اللہ کے پاس پہنچ کر اس سے اچھا اور ثواب میں بڑا پاؤگے اور اللہ سے گناہ معاف

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع ۲ ع ۱۴

کراتے رہو۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے ۔

ابتداءِ اسلام میں تہجد فرض تھا

اس سورت کے بالکل شروع میں رات کا قیام رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمانوں پر فرض کر دیا گیا تھا البتہ وقت میں اختیار دیا گیا تھا کہ آدھی رات، ایک تہائی رات دو تہائی رات، اس زمانے میں گھڑی کا انتظام نہ تھا جس کی وجہ سے وقت کی تعیین بہت مشکل تھی یہی وجہ ہے کہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم پوری پوری رات نہ سوتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں نیند میں ایک تہائی رات بھی نصیب نہ ہو۔

اقوال وتحقیق:- قیام لیل کی فرضیت تقریباً ایک سال رہی، اللہ تعالیٰ کو اس کا پہلے سے علم تھا کہ یہ سخت ریاضت ومحنت اتنے وقت لے کر ان سے منسوخ کر دی جائے گی، اس سخت ریاضت ومحنت کا عادی انہیں اس لئے بنایا گیا کہ آئندہ ان کو امت کا ہادی ورہبر بنانا تھا۔ (حاصل معارف) محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ ☆☆☆

بہر حال رات میں اتنا لمبا قیام کہ رسول اللہ ﷺ اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاؤں ورم کر جاتے تھے، اور پھر دن میں اپنی اور اہل وعیال وغیرہ کی ضروریات، دین کی تبلیغ وغیرہ کی وجہ سے یہ قیام اور زیادہ دشوار تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم جانتے تھے کہ تم میں بہت سے بیمار ہوں گے، بہت سے تلاشِ معاش میں شہر در شہر سفر کر رہے ہوں گے، بہت سے ہماری راہ میں جہاد کر رہے ہوں گے۔ بس ان حالات میں شب بیداری کرنا بہت مشکل ہوگا اس لئے ہم نے اپنی رحمت سے اس حکم کو منسوخ کر دیا، اب جسے اٹھنے کی توفیق ہو وہ اٹھ کر نماز تہجد میں جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکے پڑھ لے، اب امت کے لئے نہ رات کا قیام فرض نہ تہجد وتلاوت کی مقدار کی کوئی قید، ہاں فرض نمازیں پابندی کے ساتھ پڑھتے رہو، زکوٰۃ ادا کرتے رہو، اللہ کی راہ میں اخلاص سے خرچ کرتے رہو، اور تم جو نیک اعمال اپنے لئے آخرت میں بھیج دو گے تو ان کو اللہ کے پاس جا کر بہت بہتر پاؤ گے اور ان پر تمہیں اجر عظیم ملے گا۔

اس سورت کے اخیر میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ سے توبہ واستغفار کرتے رہو کیونکہ اللہ کے احکامات ادا کرنے میں کچھ نہ کچھ کوتاہی ہو ہی جاتی ہے، یقیناً اللہ کی ذات بخشنے والی اور مہربان ہے۔ الحمد للہ سورۂ مزمل کی تفسیر مکمل ہوئی ☆☆☆

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ مدثر مکہ میں نازل ہوئی — شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں — اسمیں چھپن آیتیں اور دو رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝۳ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴

اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھو (یعنی اپنی جگہ سے اٹھو یا یہ کہ مستعد ہو) پھر (کافروں کو) ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائیاں بیان کرو۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷

اور بتوں سے الگ رہو (جس طرح کہ اب تک الگ ہو) اور کسی کو اس غرض سے مت دو کہ (دوسرے وقت) زیادہ معاوضہ چاہو۔ اور پھر (انذار میں

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝۸ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝۹ عَلَى

جو ایذا پیش آئے اس پر) اپنے رب (کی خوشنودی) کے واسطے صبر کیجئے۔ پھر جس وقت صور پھونکا جاویگا۔ سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن

الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝۱۰

ہوگا جسمیں ذرا آسانی نہ ہوگی۔

نزولِ وحی کے وقت آپ کی کیفیت

یہ سورۂ مدثر قرآن کریم کی ان سورتوں میں سے ہے جو نزول قرآن کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہیں اسی لئے بعض مفسرینؒ نے اس سورت کو سب سے پہلے نازل ہونے والی فرمایا ہے، البتہ سورۂ اقراء کی شروع کی چند آیات ضرور اس سورت سے پہلے نازل ہوئی ہیں۔

اس کے بعد کچھ مدت تک نزول قرآن کا سلسلہ بند رہا جس کو زمانہ فترت وحی کہا جاتا ہے اسی زمانۂ فترت وحی کے اخیر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں کسی جگہ تشریف لے جارہے تھے اوپر سے کچھ آواز سنی تو آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو دیکھا وہی فرشتہ جو غار حرا میں سورۂ اقراء کی آیات لے کر آیا تھا آسمان کے نیچے فضا میں ایک معلق کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، اس کو اس حال میں دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کو وہی طبعی رعب وہیبت کی کیفیت طاری ہوگئی جو غار حرا میں نزول اقراء کے وقت ہوئی تھی بس آپ سخت سردی وکپکپی کی وجہ سے گھر میں واپس تشریف لے گئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا زَمِّلُوْنِیْ، زَمِّلُوْنِیْ یعنی مجھے کپڑا اڑھادو، بہرحال آپ کپڑوں میں لپٹ کر لیٹ گئے اس پر سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ اے کپڑے میں لپٹنے والے کھڑے ہوجایئے کھڑے ہونے کا ایک مطلب یہ ہے کہ جو کپڑے اوڑھکر آپ لیٹ گئے ہیں انہیں اتار کر کھڑے ہوجایئے، اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ مستعد وتیار ہوجایئے اور لوگوں کی اصلاح کی خدمت سنبھالئے انہیں پروردگار عالم کے عذاب سے ڈرایئے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے کپڑے اور جسم وغیرہ، ظاہر وباطن کو پاک رکھئے اور اپنے کو بت اور معصیت سے دور رکھئے جیسا کہ ابتک دور رہے ہیں یہ حکم امت کو ہے مگر تاکید کیلئے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب فرمایا گیا ہے تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ جب معصوم رسول کو بھی اس سے رکنے کا حکم ہے تو ہمیں اس کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے اور کسی پر احسان اس نیت سے نہ کیجئے کہ وہ اس سے زیادہ واپس کریگا، اور مصیبتوں پر صبر کیجئے۔

بس آپ کے ڈرانے کے بعد بھی جو ایمان نہ لائے اسے آپ وعید سنادیجئے اس دن کی جس دن صور پھونکا جائے گا بس وہ دن کافروں پر بہت سخت ہوگا اس میں آسانی نام کو بھی نہ ہوگی۔ ☆☆☆

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ

مجھ کو اور اس شخص کو (اپنے اپنے حال پر) رہنے دو۔ جسکو میں نے اکیلا

لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ﴿۱۴﴾

پیدا کیا اور اس کو کثرت سے مال دیا - اور پاس رہنے والے بیٹے (دیئے) اور سب طرح کا سامان اس کے لئے مہیا کر دیا۔

ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ

پھر بھی اس بات کی ہوس رکھتا ہے کہ (اسکو) اور زیادہ دوں۔ ہرگز (وہ زیادہ دینے کے قابل) نہیں (کیونکہ) وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے۔

صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ

اسکو عنقریب (یعنی مرنے کے بعد) دوزخ کے پہاڑ پر چڑھاؤں گا۔ اس شخص نے سوچا پھر ایک بات تجویز کی - سو اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات

كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾

تجویز کی۔ (اور) پھر (کر) اس پر خدا کی مار ہو کیسی بات تجویز کی پھر (حاضرین کے چہروں کو) دیکھا۔ پھر منہ بنایا (تاکہ دیکھنے والے سمجھیں کہ اسکو قرآن بہت

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ

زیادہ کراہت سے) اور زیادہ مُنہ بنایا اور پھر منہ پھیرا اور تکبر کیا - پھر بولا کہ بس یہ جادو ہے (جو اوروں سے) منقول (ہے) (بس یہ تو آدمی کا کلام ہے میں

سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾

اسکو جلدی دوزخ میں داخل کروں گا اور تمکو کچھ خبر بھی ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے (مقصود اس سے تہویل ہے) وہ ایسی ہے کہ) نہ تو باقی رہنے دیگی اور نہ چھوڑ یگی (اور) وہ (جلا کر) انسان کی صورت بگاڑ دیگی

واقعہ شان نزول

ایک مرتبہ ولید بن مغیرہ نے رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو اس کے دل پر اثر ہوا اور یہ ایمان کی طرف مائل ہونے لگا چنانچہ اس نے آکر اپنی قوم سے کہا ابھی میں محمد (ﷺ) سے ایسا کلام سنکر آرہا ہوں جو نہ انسان کا کلام ہے نہ جن کا، اس میں عجیب مٹھاس ہے وہ غالب آئے گا مغلوب نہ ہوگا، یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلا گیا، اسکی قوم کہنے لگی ولید بے دین ہو گیا اس کو دیکھ کر اب تمام قریش بے دین ہو جائیں گے یعنی دین اسلام قبول کرلیں گے۔

یہ سب کچھ سنکر ابو جہل بولا گھبراؤ نہیں اس مسئلہ کو میں حل کروں گا، چنانچہ یہ بد بخت غمگین صورت بنا کر ولید کے گھر پہنچا اور جھوٹ کہنے لگا چچا آپ کی قوم آپ کے لئے مال جمع کرنا چاہتی ہے، ولید نے پوچھا کیوں؟ ابو جہل نے کہا اس لئے کہ آپ کا محمد (ﷺ) کے پاس جانا چھڑائیں کیونکہ آپ وہاں مال کے لالچ ہی میں جاتے ہیں، یہ سن کر ولید کے غصہ کی انتہا نہ رہی کہنے لگا کیا میری قوم کو معلوم نہیں کہ میں ان میں سب سے زیادہ مالدار ہوں ابو جہل نے کہا حقیقت تو یہی ہے لیکن اس وقت قوم کے دلوں میں یہ بات جم چکی ہے کہ آپ مال حاصل کرنے کہ وجہ سے محمد (ﷺ) کے ہوگئے ہیں، بس اگر آپ چاہتے ہیں کہ قوم کے دل سے یہ بات ختم ہو تو آپ کو محمد (ﷺ) کے متعلق کچھ سخت بات کہنی ہوگی تاکہ قوم کو یقین ہو جائے کہ آپ محمد (ﷺ) کے مخالف ہیں اور آپ کو اس سے کوئی لالچ نہیں، ولید نے کہا مجھے کچھ مہلت دو تاکہ میں سوچ کر اس کے متعلق اس طرح کی کوئی بات کہوں۔

چنانچہ اس کے بعد اس نے قوم کے سامنے منہ چڑھا کر تیوری بدل کر تکبر و گھمنڈ کے انداز میں بولا محمد جادوگر ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ میاں بیوی، والدین و اولاد، بہن بھائی وغیرہ میں جدائی کرا دیتا ہے، اور یہ قرآن کچھ بھی نہیں صرف جادو ہے جو بابل والوں سے نقل ہوتا چلا آیا ہے۔ حالانکہ ولید بد بخت اس سے پہلے قرآن کی حقانیت کا اقرار کر چکا تھا مگر اپنی قوم کو خوش کرنے کے لئے اس نے یہ بات بنائی۔

اس پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دو جسکو میں نے اکیلا پیدا کیا یعنی اس وقت نہ اس کے پاس مال تھا نہ اولاد بعد میں سب کچھ ہم نے ہی دیا جس پر یہ تکبر و گھمنڈ کرتا پھرتا ہے بس میں خود اس سے نمٹ لونگا، اس سے مراد ولید بن مغیرہ ہے جو اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا اور مال و دولت کے لحاظ سے بھی اپنی قوم میں یکتا تھا قوم نے اس کو اپنا سردار بنا رکھا تھا۔ اللہ نے اس کو خوب مال و دولت عطا فرما رکھا تھا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی

زمین جائداد اور کھیتی باڑی و باغات مکہ سے طائف تک پھیلے ہوئے تھے، امام ثوریؒ نے فرمایا اس کی سالانہ آمدنی ایک کروڑ دینار تھی، مال و دولت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اولاد سے بھی اس کو خوب نواز رکھا تھا دسوں بیٹے ہر وقت اس کی مجلس میں موجود رہتے تھے جس سے ولید کو تسکین و عزت نصیب ہوتی تھی۔

ہر طرح کی راحت و نعمت حاصل ہونے کے باوجود ولید نے کبھی اللہ کا شکر ادا نہیں کیا بلکہ کفر و شرک ہی میں مبتلا رہا اور مال کی حرص و طمع میں لگا رہا کہ یہ کسی طرح اور بڑھ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اب ہم اس کا مال و دولت نہیں بڑھائیں گے یہ اس قابل نہیں کیونکہ یہ ہماری آیتوں کی مخالفت کرتا ہے، اس کے بعد نہ اس کی اولاد میں اضافہ ہوا نہ مال میں ترقی ہوئی بلکہ مال و اسباب مسلسل گھٹنا شروع ہوگیا آخر فقیر ہو کر ذلت کی موت مرا۔ مخالفت و نافرمانی کی یہ سزا تو اسے دنیا میں ملی اور مرنے کے بعد دوزخ میں اللہ تعالیٰ اس کو آگ کے پہاڑ پر چڑھائے گا ستر برس میں اس کی چوٹی پر چڑھے گا پھر وہاں سے گر پڑے گا بس یہ چڑھنے اور گرنے کا سلسلہ برابر جاری رہے گا، بدبخت ولید کو یہ سزا اس لئے دی جائے گی کہ اس نے منہ چڑھا کر قرآن مقدس کو جادو کہا جیسا کہ اس کی تفصیل ان آیات کے شان نزول میں مذکور ہوئی، بہرحال اس بدبخت کافر کو دوزخ میں ڈالدیا جائے گا دوزخ کی آگ ایسی ہوگی جو اس کے ہر ہر حصہ کو جلا ڈالے گی اور پھر یہ اصلی حالت پر لوٹ آئے گا بس جلنے اور اصل حالت پر لوٹ آنے کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ ☆☆☆

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝٣٠ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً

(اور) اس پر انیس فرشتے (جو اسکے خازن ہیں جن میں ایک مالک ہے مقرر) ہونگے۔ اور ہم نے دوزخ کے کارکن (آدمی

وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ

نہیں بلکہ) صرف فرشتے بنائے ہیں۔ اور ہم نے جو انکی تعداد (ذکر و حکایت میں) صرف ایسی رکھی ہے جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہو تو اسلئے تاکہ اہل کتاب

اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ

(سننے کے ساتھ) یقین کرلیں اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جائے اور اہل کتاب اور

اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

مومنین شک نہ کریں - اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں (شک کا) مرض ہے وہ

وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ

اور کافر لوگ کہنے لگیں کہ اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصود ہے (جس طرح اس خاص باب میں خدا تعالیٰ نے کافروں کو گمراہ کیا)

مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ

اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کردیتا ہے اور (انیس فرشتوں کا مقرر ہونا کسی حکمت سے ہے ورنہ تمہارے

وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾

رب کے لشکروں (یعنی فرشتوں کی تعداد) کو بجز رب کے کوئی نہیں جانتا اور دوزخ (کا حال بیان کرنا) صرف آدمیوں کی نصیحت کے لئے ہے۔

کفار کی حماقت

دوزخ کے انتظام پر جو فرشتے مامور ہیں ان کے افسر انیس فرشتے ہوں گے جن میں سب سے بڑے کا نام مالک ہے، یہ سنکر کافرین نے مذاق اڑایا کہ بس فرشتے انیس ہوں گے ہم تو ہزاروں کی تعداد میں ہیں وہ ہمارا کیا کرلیں گے، اس پر یہ آیت وَمَا جَعَلْنَا الخ نازل ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوزخ پر ہم نے جو داروغہ مقرر کئے ہیں وہ فرشتے ہیں انسان نہیں اور فرشتہ کو بہت بڑی طاقت دی گئی ہے ایک فرشتہ وہ کام کرسکتا ہے جو لاکھوں انسان نہیں کرسکتے ایک ایک فرشتہ میں تمام جن وانس کے برابر طاقت ہے، دیکھو ایک فرشتہ نے قوم لوط کی پوری بستی کو اپنے ایک بازو پر اٹھا کر پٹک دیا تھا۔

انیس کے عدد کی اس گنتی کو بیان کرنے میں منکروں کی آزمائش ہے کہ اس سے ایک طرف کافروں کا کفر کھل گیا اور دوسری طرف اہل کتاب کا یقین کامل ہوگیا کہ قرآن کریم محمد عربی (ﷺ) کی رسالت حق ہے کیونکہ خود ان کی کتاب میں بھی یہی انیس کا عدد مذکور ہے جیسا کہ ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے، تیسری طرف اہل ایمان کے ایمان میں پختگی واضافہ ہوگیا۔ بہر حال اہل کتاب اور مسلمانوں کو کوئی شک وشبہ نہ رہا، البتہ بیمار دل منافق وکافر چیخ اٹھے کہ اس عدد کو یہاں ذکر کرنے میں آخر کیا حکمت یعنی بے فائدہ ہے، اس سے ان کا کفر ونفاق اور بڑھا۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ کے لشکروں کی گنتی اور ان کی صحیح تعداد اور ان کی کثرت کا علم کسی کو نہیں اللہ ہی خوب جانتا ہے بس یہ نہ سمجھو کہ انیس ہی ہیں۔ اور فرمایا کہ جہنم کا ذکر صرف عبرت ونصیحت کے لئے ہے تاکہ اس کے حالات سن کر لوگ اللہ کے عذاب سے ڈریں اور نافرمانی سے باز آئیں۔ ☆☆☆

كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿٣٢﴾ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿٣٣﴾

بالتحقیق قسم ہے چاند کی　اور رات کی جب جانے لگے۔

وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٥﴾ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾ لِمَن

اور صبح کی جب روشن ہوجائے کہ وہ دوزخ بڑی بھاری چیز ہے جو انسان کے لئے بڑا ڈراوا ہے۔ (یعنی تم میں جو

شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿٣٧﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿٣٨﴾

آگے کی طرف (کو) بڑھے اس کے لئے بھی یا جو (خیر سے) پیچھے کو ہٹے اس کے لئے بھی　ہر شخص اپنے اعمال (کفریہ) کے بدلے میں (دوزخ میں) محبوس ہوگا

إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿٣٩﴾ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٤٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾

مگر وہ داہنے والے کہ وہ بہشتوں میں ہونگے۔ (اور) مجرموں (یعنی کفار کا حال (خود ان کفار ہی سے) پوچھتے ہوں گے۔ (یعنی

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ

مومنین کفار سے پوچھیں گے) کہ تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا۔ وہ کہیں گے ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور نہ غریب کو (جس کا حق

نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

واجب تھا) کھانا کھلایا کرتے تھے۔ اور مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی (اس) مشغلہ میں رہا کرتے تھے اور قیامت کے دن کو

بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ

جھٹلایا کرتے تھے یہاں تک کہ (اسی حالت میں) ہم کو موت آگئی۔ سو (اس حالت مذکورہ میں) ان کو سفارش کرنیوالوں کی

الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾

سفارش نفع نہ دے گی۔

جہنم کا عذاب بڑا سخت ہے

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں (۱) چاند کی (۲) رات کے جانیکی (۳) صبح کے روشن ہونے کی، قسم کھا کر فرمایا دوزخ بڑی بھاری چیز ہے یعنی اس کا عذاب بڑا سخت ہے بس جس کا جی چاہے اس عذاب سے ڈر کر راہ حق اختیار کرلے اور جو چاہے اسکو جھٹلا کر دین حق سے دور بھاگتا رہے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کفریہ کے بدلہ جہنم میں قید ہوگا مگر جن کو نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دئے جائیں گے (مومنین صالح) وہ جہنم کی قید میں نہیں جائینگے بلکہ جنت کے باغوں میں آزادی سے گھوم پھر رہے ہوں گے، اور یہ مومنین کافرین سے پوچھیں گے تم جہنم میں کس وجہ سے داخل کئے گئے وہ کہیں گے ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو جس کا حق واجب تھا کھانا کھلایا کرتے تھے یعنی نہ اللہ کا حق ادا کیا نہ بندوں کا، بس دین حق کے خلاف بحثیں کرتے رہے، اور انصاف کے دن (قیامت) کو جھٹلاتے رہے اسی حال میں ہماری موت آگئی اور ہمیں جہنم میں پہونچا دیا گیا، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ کافروں کے حق میں کسی کی سفارش قبول نہ ہوگی۔ ☆☆☆

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ

(اور جب کفر و اعراض کی بدولت انکی یہ گت بننے والی ہے) تو انکو کیا ہوا کہ اس نصیحت (قرآنی) سے روگردانی کرتے ہیں

حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ

کہ گویا وہ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگے جا رہے ہیں۔ بلکہ ان میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے

مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾

(آسمانی) نوشتے دیئے جائیں۔ (آگے اس بیہودہ درخواست کا رد ہے کہ یہ) ہرگز نہیں (ہوسکتا) بلکہ یہ لوگ آخرت (کے عذاب) سے نہیں ڈرتے۔

کَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ

(پس یہ) ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ قرآن (ہی) نصیحت (کے لئے کافی) ہے سوجس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے اور بدون خدا کے چاہے

ع ۲۵ ۱۶ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾

یہ لوگ نصیحت قبول نہیں کرینگے۔ وہی ہے جس (کے عذاب) سے ڈرنا چاہیئے اور (وہی ہے) جو (بندوں کے گناہ) معاف کرتا ہے۔

کفار کے ایک بیہودہ مطالبہ کا رد

ان آیات میں ارشاد ہے کہ ان کافرین کو کیا ہوگیا کہ قرآنی نصیحتوں سے منہ موڑتے ہیں گویا وہ جنگلی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگے جارہے ہیں یعنی شیرِ خدا (رسولِ خدا) سے حق کی آواز (قرآن) سنکر مثل جنگلی گدھے (گورخر جو احمق و ڈرپوک ہوتا ہے) کے بھاگے جارہے ہیں، ان کا قرآن سے اس طرح بھاگے جانے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان کفار و مشرکین میں کا ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ خود اس پر آسمانی صحیفے اتریں، یا یہ کہ ان میں سے ہر ایک کے پاس براہ راست ایک پرچہ آئے جس میں لکھا ہو کہ تم ہمارے رسول محمد عربی (ﷺ) کا اتباع کرو ان کے رد میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ نہ اس کی ضرورت ہے اور ایسا ہونے کے بعد نہ ہی یہ اتباع کرینگے اور ان کے اتباع نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دل میں آخرت کے عذاب کا خوف نہیں، آگے مزید فرمایا اگر یہ اتباع کرنا چاہیں تو ان کے لئے قرآن ہی بہترین نصیحت ہے الگ سے صحیفوں اور پرچوں کی ضرورت نہیں، بس جس کا دل چاہے قرآن سے نصیحت حاصل کرکے مستحقین جنت ہوجائے اور جو نہ مانے وہ جائے جہنم میں۔اور بلاشبہ اللہ کی ذات ہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے وہی ہے جو اپنے بندوں کو بخشتا ہے۔الحمدللہ سورۂ مدثر کی تفسیر مکمل ہوئی۔☆☆☆

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ قیامت مکہ میں نازل ہوئی۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ اسمیں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿۱﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾ اَيَحْسَبُ

میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی - اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے (آگے منکرین بعث پر

الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ ؕ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ

رد ہے یعنی) کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں ہرگز جمع نہ کرینگے۔ ہم ضرور جمع کرینگے (اور یہ جمع کرنا ہم کو کچھ دشوار نہیں) کیونکہ ہم اس پر

بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ

قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پوریوں تک درست کردیں بلکہ بعضا آدمی (قیامت کا منکر ہوکر) یوں چاہتا ہے کہ اپنی آئندہ زندگی میں بھی بے خوف و خطر

الْقِيٰمَةِ ۟ؕ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۟ۙ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۟ۙ وَجُمِعَ الشَّمْسُ

ہوکر) فسق وفجور کرتا رہے (اسلئے بطور انکار کے) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا۔ سو جس وقت (مارے حیرت کے) آنکھیں خیرہ ہوجاوینگی اور

وَالْقَمَرُ ۟ۙ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۟ۚ كَلَّا لَا وَزَرَ ۟ؕ

چاند بے نور ہوجائیگا اور (چاند کی کیا تخصیص ہے بلکہ) سورج اور چاند (دونوں) ایک حالت کے ہوجاوینگے (یعنی دونوں بے نور ہوجاوینگے) اس روز انسان کہے گا کہ اب کدھر

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨ الْمُسْتَقَرُّ ۟ؕ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ

بھاگوں (ارشاد ہوتا ہے) ہرگز (بھاگنا ممکن) نہیں (کیونکہ) کہیں پناہ کی جگہ نہیں۔ اس دن صرف آپ ہی کے رب کے پاس ٹھکانا (جانے کا) ہے اس روز انسان کو اسکا سب اگلا پچھلا کیا

وَاَخَّرَ ۟ؕ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۟ۙ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۟ؕ

ہوا جتلا دیا جائیگا۔ (اور انسان کا اپنے اعمال سے آگاہ ہونا کچھ اس جتلانے پر موقوف نہ ہوگا) بلکہ انسان خود اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا۔ گو (بااقتضائے طبیعت اسوقت بھی) اپنے حیلے (حوالے) پیش لاوے

اللہ کیلئے مرنے کے بعد زندہ کرنا آسان ہے

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے اوپر ملامت کرے یعنی نیکی کر کے یہ کہے کہ میرے عمل میں اخلاص نہ تھا یا فلاں کمی رہ گئی ہے، اور اگر گناہ ہوجائے تو بہت نادم و شرمندہ ہو۔

بہرحال یہ دو قسمیں کھا کر فرمایا کہ کافر انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم مرنے کے بعد اس کو زندہ نہ کرینگے، وہ سمجھتا ہے جب میری ہڈیوں کا چورہ ہوگیا اور وہ ریزہ ریزہ ہوکر مٹی وغیرہ میں مل گئیں تو اب ان کو اکٹھا کرنا ناممکن و محال ہے، مگر ایسا ہرگز نہیں بلکہ ہم اس کی تمام ہڈیوں کو جمع کر کے ضرور زندہ کرینگے ہمیں اس پر پوری قدرت حاصل ہے۔

جو لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں اور دوبارہ زندہ ہونے کو محال سمجھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی باقی عمر بالکل بیباک ہوکر فسق و فجور میں گزارنا چاہتے ہیں، انہوں نے اگر قیامت کا اقرار کرلیا اور حساب و کتاب کا خوف دل میں بیٹھ گیا تو پھر فسق و فجور اور معاصی بیباکی کے ساتھ نہ ہوسکے گی اسلئے یہ خوف ہی دل میں نہیں آنے دیتے جوان کی لذت و مستی میں خلل ڈالے، بس یہ بغرض انکار پوچھتے ہیں قیامت کب آئے گی؟ یعنی اگر واقعی آنے والی ہے تو بتاؤ کب آئے گی۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا قیامت اس وقت آئے گی جب قہر الٰہی کی تجلی سے آنکھیں چندھیانے لگیں گی اور جب حیرت کی وجہ سے آنکھیں چکا چوندھ ہوجائیں گی، کیونکہ جن باتوں کا یہ انکار کرتے تھے اچانک وہ تمام باتیں ان کی آنکھوں کے سامنے آجائیں گی۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ جب چاند اور سورج بے نور ہوجائیں گے یعنی قیامت کے دن تو ہول کی وجہ سے یہ کافر انسان کہے گا آج میں بھاگ کر کہاں جاؤں اور کہاں پناہ لوں، ارشاد ہوگا آج نہ بھاگنے کا موقع ہے اور نہ ہی آج کوئی طاقت پناہ دے سکتی ہے، آج تو سبکو اپنے پروردگار کی عدالت میں حاضر ہونا ہے اور اس کی پیشی میں ٹھہرنا ہے، اب اللہ جس کو چاہے جنت میں بھیجے اور جس کو چاہے جہنم میں بھیجے، آج ہر شخص کو اس کے اگلے پچھلے اعمال سے مطلع کیا جائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگلے اعمال سے مراد وہ اچھے یا برے اعمال ہیں جو مرنے سے پہلے انسان کر کے آگے بھیج دیتا ہے، اور پچھلے اعمال سے مراد وہ اچھے یا برے طریقے ہیں جنکی بنیاد ڈال کر دنیا میں چھوڑ جاتا ہے (اسکا ثواب یا عذاب اس کو پہونچتا رہتا ہے) اور انسان اپنے اعمال کا خود آئینہ ہے گرچہ انکار کرے اور حیلے بہانے کرے، اس کے کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضا ہی اس پر شہادت دینے کو کافی ہیں، اور یہ کافر انسان قیامت کے دن بھی اللہ کے سامنے قسمیں کھا کھا کر سچا ہونا چاہیں گے جیسے دنیا میں ان کی حالت تمہارے سامنے ہے، مگر اللہ پر تو ان کا جھوٹ ظاہر ہے چاہے وہ اپنے آپ کو کچھ بھی ظاہر کرتے رہیں۔ ☆☆☆

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ

(اور اے پیغمبر آپ (قبل وحی کے ختم ہو چکنے کے) قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تاکہ آپ اسکو جلدی جلدی لیں (کیونکہ) ہمارے ذمہ ہے (آپکے قلب میں)

وَقُرْاٰنَهُ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهُ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴿۱۹﴾

اس کا جمع کر دینا (اور آپ کی زبان سے) اس کا پڑھوا دینا۔ (جب ہمارے ذمہ ہے) تو جب ہم اسکو پڑھنے لگا کریں (یعنی ہمارا فرشتہ پڑھنے لگا کرے) تو آپ اسکے تابع

واقعہ شان نزول

شروع میں جس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے قرآنی آیات لے کر حاضر ہوتے اور انہیں پڑھکر رسول اللہ ﷺ کو سناتے تو آپ بھی ساتھ ساتھ پڑھتے اور جلدی جلدی زبان مبارک کو حرکت دیتے اس فکر سے کہیں اس کے مطابق پڑھنے میں کوئی فرق نہ آجائے یا آیت کا کوئی حصہ ذہن سے نکل نہ جائے اس میں آپ کو سخت مشقت ہوتی، آپ کی فکر اور مشقت کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ چار آیتیں نازل فرمائیں جن میں رسول اللہ ﷺ کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ جس وقت جبرئیل امینؑ ہماری طرف سے پڑھیں تو آپ اسے توجہ کے ساتھ سنیں زبان کو حرکت نہ دیں، یاد نہ رہنے کی فکر چھوڑ دیجئے اس کو صحیح صحیح پڑھوانا، ایک ایک حرف ذہن نشین کرا دینا پھر اس کو دوسروں تک پہنچوا دینا یہ سب ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کے بعد آپ نے جبرئیلؑ کے ساتھ ساتھ پڑھنا ترک فرما دیا۔

ان آیات کے اخیر میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ آیات کا صحیح مفہوم اور مراد کیا ہے اس کا بتلا دینا اور سمجھا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے ہم قرآن کے ہر ہر لفظ اور اس کی مراد کو آپ پر واضح کر دینگے۔

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ

(اے منکرو قیامت کی بات جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو) ہرگز ایسا نہیں بلکہ (صرف بات یہ ہے) کہ تم دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ بہت سے چہرے

نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ

اس روز بارونق ہونگے۔ اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہونگے (یہ تو مومنین کا حال ہوا) اور بہت سے چہرے اس روز بدرونق ہونگے -

أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾

(اور وہ لوگ) خیال کر رہے ہونگے کہ انکے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جائے گا۔

قیامت میں مومنین و کفار کا حال

ان آیات میں بھی قیامت سے متعلق حالات کا ذکر ہے کفار و مشرکین جو قیامت کا انکار کرتے تھے ان سے کہا جارہا ہے کہ قیامت کے انکار کی تمہارے پاس کوئی معقول دلیل نہیں بس اس انکار کا سبب تمہارا دنیا میں مشغول و منہمک ہونا اور آخرت سے غافل ہونا ہے۔ بہرحال قیامت ضرور آکر رہے گی اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا، چنانچہ اس دن بہت سے لوگوں (مومنین وصالحین) کے چہرے تروتازہ اور ہشاس بشاس ہوں گے اور وہ اپنے رب کا دیدار کررہے ہوں گے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی ہر جمعہ کو اپنے رب کا دیدار کیا کریں گے اور بہت سے لوگوں (کفار و فجار) کے چہرے اداس و بدرونق ہوں گے اور وہ خیال کررہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جائے گا یعنی سخت عذاب دیا جائے گا۔

كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾ وَقِيلَ مَنْ

ہرگز ایسا نہیں جب جان ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے اور

رَاقٍ ﴿٢٧﴾ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ إِلَىٰ

(نہایت حسرت سے اسوقت) کہا جاتا ہے کہ کوئی جھاڑ نیوالا ہے اور (اسوقت) وہ (مردہ) یقین کرلیتا ہے کہ یہ مفارقت (دنیا) کا وقت ہے اور (شدت سکرات موت سے) ایک

رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ ﴿٣١﴾ وَلَٰكِنْ ع ۱۷

پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے اس روز تیرے رب کی طرف جانا ہوتا ہے تو اُس نے نہ تو (خدا اور رسول کی) تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی۔ بلکہ (خدا اور

كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٣٢﴾ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ﴿٣٣﴾ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿٣٤﴾

رسول کی) تکذیب کی تھی اور (احکام سے) منہ موڑا تھا۔ پھر ناز کرتا ہوا اپنے گھر چل دیتا ہے۔ تیری کم بختی پر کم بختی آنے والی ہے۔

ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ ﴿٣٥﴾ أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾

پھر (کرر سن لے کہ) تیری کم بختی پر کم بختی آنیوالی ہے کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔

أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِنْ مَنِيٍّ يُمْنَىٰ ﴿٣٧﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ

کیا یہ شخص (ابتداء ہی میں محض) ایک قطرہ منی نہ تھا جو (عورت کے رحم میں) ٹپکایا گیا تھا پھر وہ خون کا لوتھڑا ہوگیا پھر اللہ تعالیٰ نے (اسکو انسان)

فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ

بنایا پھر اعضا درست کئے۔ پھر اس کی دو قسمیں کردیں مرد اور عورت (تو) کیا وہ (خدا جس نے ابتدا میں اپنی قدرت

ع۲ ۱۰/۱۸ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

سے یہ سب کچھ کیا) اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ (قیامت میں) مردوں کو زندہ کرے۔

موت کے وقت کی کیفیت

پچھلی آیات میں قیامت کے بعض حالات کا ذکر تھا اب ان آیات میں انسان کو توجہ دلائی گئی ہے کہ اپنی موت کو نہ بھولے موت سے پہلے پہلے ایمان اور عمل صالح کی طرف آجائے تا کہ آخرت میں نجات ملے، یہاں موت کے وقت کی کیفیت کو اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ جس وقت انسان کی روح سمٹ کر گلے کی ہنسلی تک پہونچ جائے اور سانس رکنے لگے اور تیمار دار دواؤ علاج سے عاجز ہو کر جھاڑ پھونک کرنے والوں کو تلاش کرنے لگیں اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر لپٹنے لگے۔ اس کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں (۱) موت کے وقت انسان بے چینی کی وجہ سے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر مارتا ہے (۲) موت کے وقت اگر ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر رکھی ہے اور مرنے والا اس کو الگ کرنا چاہے تو نہیں کر پاتا کیونکہ روح پاؤں کی طرف سے نکل کر سینہ کی طرف چلی گئی اور نیچے کا حصہ بے جان ہو گیا۔ اس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے نہ کوئی عمل، اس لئے عقلمندی یہی ہے کہ اس وقت سے پہلے پہلے اپنی آخرت کی مکمل تیاری کرلے۔

بہر حال مرکر انسان اللہ کے یہاں پہنچے گا اگر یہ کافر ہے تو اس کا برا حال ہوگا کیونکہ نہ اس نے اللہ ورسول کی تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی بلکہ اللہ ورسول کو جھٹلایا تھا اور ان سے منہ موڑا تھا اور اس پر فخر وغرور بھی کیا تھا بس اب اس شخص سے کہا جائے گا تیرے لئے ہلاکت وبربادی ہے۔

ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا ہے کہ کیا انسان یوں سمجھتا ہے کہ اس کو ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا یعنی مرنے کے بعد اس سے حساب وکتاب نہ لیا جائے گا، کیا یہ انسان ابتداء میں ایک قطرۂ منی نہ تھا جس کو رحم مادر میں پہنچا کر خون کا لوتھڑا بنایا اور پھر اس کے تمام اعضاء درست کر کے اس کی دو قسمیں کردیں (۱) مرد (۲) عورت بس جس ذات قادر مطلق نے اپنی حکمت وقدرت سے یہ سب کچھ کیا ہے کیا وہ اس انسان کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتی کیوں نہیں ضرور کر سکتی بلکہ کرے گی۔

الحمد للہ سورۂ قیمہ کی تفسیر مکمل ہوئی۔ ☆☆☆

اقوال وتحقیق:- اولیٰ لك الخ اس آیت میں کافر کے لئے چار مرتبہ ہلاکت وبربادی کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اسے چار مرتبہ ہلاکت وبربادی سے واسطہ پڑے گا (۱) مرنے کے وقت (۲) قبر میں (۳) میدان محشر میں (۴) جہنم میں داخلے کے وقت۔ (حاصل معارف) محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ ☆☆☆

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ دہر مکہ میں نازل ہوئی - شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں — اسمیں اکیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾

بے شک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابل تذکرہ نہ تھا۔ (یعنی انسان نہ تھا بلکہ نطفہ

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا

تھا) ہم نے اس کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا اس طور پر کہ ہم اس کو مکلف بنائیں تو (اسی واسطے) ہم نے اسکو

بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّآ اَعْتَدْنَا

سنتا دیکھتا (سمجھتا) بنایا۔ ف ہم نے اس کو (بھلائی برائی پر مطلع کرکے) رستہ بتلایا (یعنی احکام کا مخاطب بنایا پھر) یا تو وہ شکر گزار (اور مومن) ہوگیا یا ناشکر (اور

لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ

کافر) ہو گیا۔ ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے۔ (اور) جو نیک (لوگ) ہیں وہ ایسے جام شراب (شراب) سے (شراب) پیویں گے

كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾

جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یعنی ایسے چشمہ سے (پیویں گے) جس سے خدا کے خاص بندے پئیں گے (اور) جس کو وہ بہا کر لے جائیں گے۔

انسان کی حقیقت

ان آیات میں ارشاد ہے کہ انسان پر ایک وقت ایسا بھی گزر چکا ہے جب اس کا نام ونشان بھی نہ تھا یعنی جب یہ نطفہ کی شکل میں تھا، انسان کو اللہ تعالیٰ نے ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا یعنی مرد وعورت دونوں کے نطفہ سے، اور پھر یہ نطفہ بھی مرکب ہے چار چیزوں کا خون، بلغم، سودا، صفرا، اور یہ چاروں چیزیں بھی ان مختلف غذاؤں سے بنتی ہیں جو انسان کھاتا ہے اور پھر یہ غذائیں بھی مختلف خطوں اور ملکوں کی مٹی، آب وہوا وغیرہ سے تیار ہوتی ہیں، بس غور کیا جائے تو اندازہو کہ یہ انسان ایسے ذرات اور اجزا کا مجموعہ ہے جو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اس سے منکرین قیامت کے لئے یہ سمجھنا بھی آسان ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے منتشر اجزا سے انسان کو پیدا فرمایا ہے، بس مرنے کے بعد دوبارہ انہیں اجزا کو جمع فرما کر انسان کو زندہ کر دینا اللہ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

بہر حال اس نطفہ کو اللہ تعالیٰ رحم مادر میں مختلف شکلوں میں بدلتے رہے انجام کار اسے سننے، دیکھنے اور سمجھنے والا انسان بنا دیا تا کہ دین حق کے دلائل سنکر اور قدرت خداوندی کی نشانیاں دیکھ سکے، اور رسولوں کے ذریعہ اس کو راستہ دکھا دیا کہ یہ جنت کی طرف جاتا ہے یہ دوزخ کی طرف، اب دیکھتے ہیں یہ شکر گزار مومن بنکر مستحق جنت ہوتا ہے یا ناشکرہ کافر بن کر مستحق جہنم۔

اس کے بعد ان دونوں طرح کے لوگوں کی جزا کا بیان ہے کہ کافرین کے لئے زنجیریں، طوق اور جہنم کی آگ تیار کر رکھی

ہے اور مومنین کے لئے جنت میں بیشمار نعمتیں ہوں گی ان میں سے یہاں پینے کی ایک چیز کا ذکر فرمایا ہے، ارشاد ہے کہ ان نیک لوگوں کو ایسا شراب کا جام دیا جائے گا جس میں کافور کی آمیزش ہوگی یہ کافور دنیا جیسا نہیں بلکہ جنت کا کافور ہوگا جس میں جنت کی نعمتوں جیسی ہی خصوصیات ہونگی۔ بعض مفسرینؒ نے فرمایا کافور جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے، اس شراب میں لذت اور کیف وسرور بڑھانے کے لئے اس چشمہ کا پانی ملایا جائے گا اور وہ شراب کا جام ایسے چشمہ سے بھرا جائے گا جس سے مقرب بندے پئیں گے ظاہر ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔

ان آیات میں ان جنتیوں کی ایک کرامت کا ذکر ہے کہ اس چشمہ کو یہ جہاں چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے، چنانچہ درمنثور کی روایت میں ہے کہ جنتیوں کے ہاتھ میں سونے کی چھڑیاں ہوں گی وہ ان چھڑیوں سے جس طرف اشارہ کریں گے نہریں اسی طرف چلنے لگیں گی۔

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ⑦

وہ لوگ واجبات کو پورا کرتے ہیں اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جسکی سختی عام ہوگی۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ⑧ إِنَّمَا

اور وہ لوگ (محض) خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں ہم تم کو

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ⑨ إِنَّا نَخَافُ

محض خدا کی رضامندی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے (اس کا فعلی) بدلہ چاہیں اور نہ اس کا قولی (شکریہ چاہیں) ہم اپنے رب کی طرف

مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ⑩ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ

سے ایک سخت اور تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں - سو اللہ تعالےٰ انکو (اس اطاعت و اخلاص کی برکت سے) اس دن کی سختی سے

وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ⑪ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ⑫

محفوظ رکھے گا اور انکو تازگی اور خوشی عطا فرماوے گا (یعنی چہروں پر تازگی اور قلوب میں خوشی دیگا) اور ان کی پختگی (یعنی استقامت فی الدین) کے بدلے

مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ⑬

میں انکو جنت اور ریشمی لباس دیگا اس حالت میں کہ وہ وہاں (جنت میں) مسہریوں پر (آرام اور عزت سے) تکیہ لگائے ہونگے نہ وہاں تپش (اور گرمی) پاوینگے

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ⑭

اور نہ جاڑا (بلکہ فرحت بخش اعتدال ہوگا) اور یہ حالت ہوگی کہ (وہاں کے یعنی جنت کے) درختوں کے سائے ان پر جھکے ہونگے اور انکے میوے انکے اختیار میں ہونگے

ابرار کی صفات و جزا

ان آیات میں ابرار و شکر گذار مؤمنین کی صفات بیان کی گئی ہیں (۱) جس بات کی اللہ کے لئے منت مانتے ہیں اس کو پورا کرتے ہیں۔ ظاہر ہے جب خود اپنی لازم کی ہوئی بات کو پورا کرتے ہیں تو اللہ کی لازم کی ہوئی باتوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں، حاصل یہ کہ فرائض و واجبات کو ادا کرتے ہیں (۲) اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی یعنی کم و بیش سب ہی اس سے متاثر ہوں گے مگر جس کو اللہ محفوظ رکھے۔ اس سے مراد قیامت کا دن ہے (۳) اللہ کی محبت میں اپنا کھانا (خود بھوکے رہ کر بھی) مسکینوں، یتیموں اور فقیروں کو کھلا دیتے ہیں اور دل ہی دل میں اور اگر مصلحت ہو تو زبان سے بھی یوں کہتے ہیں یہ کھانا ہم نے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے کھلایا ہے ہم تم سے نہ اس کا کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گذاری، بس ہم تو اپنے رب سے اس امید پر کھانا کھلاتے ہیں کہ وہ ہمیں سخت دن یعنی قیامت کے دن کی سختی و تلخی سے محفوظ رکھے، بس اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اطاعت و اخلاص کی برکت سے اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا اور ان کے چہروں کو تازگی اور دلوں کو خوشی عطا فرمائے گا۔

یہ حضرات دنیا کی تنگی و سختی پر صبر کر کے گناہوں سے رکے رہے اور اطاعت و فرماں برداری پر جمے رہے اس لئے ان کو عیش کرنے کے لئے جنت میں باغ اور عمدہ قسم کے لباس عطا فرمائے جائیں گے اور یہ جنت میں مسہریوں پر آرام و عزت سے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے یہ جنت میں نہ گرمی کی تپش محسوس کریں گے نہ جاڑے کی ٹھر بلکہ فرحت بخش اور معتدل موسم ہوگا، اور جنت کے درختوں کی شاخیں مع اپنے پھول وپھل وغیرہ کے ان پر جھکی ہوں گی اور پھلوں کے خوشے اس طرح لٹکے ہوئے ہوں گے کہ جنتی جس طرح چاہے لیٹے، بیٹھے، کھڑے ان کو کھا سکے۔ اور درختوں کے سائے ان پر جھکے ہوں گے جنت میں گو کہ سورج کی دھوپ نہ ہوگی مگر کسی دوسری قسم کا نور تو ضرور ہوگا اس کے سائے میں جنتی تفریح کی غرض سے کبھی بیٹھنا چاہیں گے۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝١٥ قَوَارِيرَا

طرح بلا مشقت لے سکیں گے۔ اور انکے پاس چاندی کے برتن لائے جاوینگے اور آبخورے جو شیشے کے ہوں گے۔ (اور) وہ شیشے چاندی کے

مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝١٦ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا

ہوں گے۔ جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا۔ اور وہاں ان کو (علاوہ جام شراب مذکور کے) ایسا جام شراب پلایا جاویگا جسمیں

زَنجَبِيلًا ۝١٧ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ۝١٨ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ

سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ یعنی ایسے چشمے سے (انکو پلایا جاویگا) جو وہاں ہوگا جسکا نام (وہاں) سلسبیل مشہور ہوگا۔ اور انکے پاس (یہ چیزیں لیکر) ایسے

مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ۝١٩ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ

لڑکے آمد و رفت کرینگے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے (اور اس قدر حسین ہیں کہ) اے مخاطب اگر تو ان کو (چلتے پھرتے) دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھر گئے

رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ

اور اے مخاطب اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے۔ (اور ان جنتیوں پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہونگے اور دبیز ریشم کے ہیں۔

اِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

کپڑے بھی (کیونکہ ہر لباس میں جدا لطف ہے) اور انکو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور اُن کا رب ان کو پاکیزہ شراب پینے کو دے گا (جسمیں نہ

طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ ع　ع ۲۲ ۱۹

نجاست ہوگی نہ کدورت) یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری کوشش (جو دنیا میں کرتے تھے) مقبول ہوئی۔

جنت کے بے مثال برتن

جنتیوں کو کھانے پینے کی چیزیں ایسے برتنوں میں دی جائیں گی جو شیشے کے ہوں گے وہ شیشے چاندی کے ہوں گے یعنی یہ برتن چاندی کی طرح بالکل سفید ہوں گے اور شیشہ کی طرح بالکل صاف وشفاف اور چمک دار ہوں گے ان کے اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آئے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنت میں جتنی چیزیں ملیں گی ان کی نظیر دنیا میں بھی ملتی ہے سوائے ان مذکورہ قسم کے برتنوں کے۔

ان برتنوں میں بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا یعنی جنتی کو جس قدر پینے کی خواہش ہوگی اسی قدر بھرے ہوئے ہوں گے نہ کمی رہے گی نہ بچے گا۔ اور ان جنتیوں کو شراب کے ایسے جام پلائے جائیں گے جن میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی مگر اس سونٹھ کو دنیا کی سونٹھ جیسی نہ سمجھا جائے اس کی صفات وخصوصیات الگ ہی ہوں گی۔ اہل عرب ایسی شراب کو بہت پسند کرتے تھے یہ شراب ان کو ایسے چشمے سے پلائی جائے گی جو جنت میں سلسبیل کے نام سے مشہور ہوگا۔

اور یہ چیزیں لے کر جنتیوں کے پاس ایسے نوعمر لڑکے آئیں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یعنی جو لڑکپن، چستی، پھرتی صحت وخوبصورتی آج ہے آخر تک سب کچھ یہی رہے گا اس میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ اور یہ لڑکے اپنے حسن وجمال اور آب وتاب کی وجہ سے پھرتی سے اِدھر اُدھر چلتے پھرتے ہوئے ایسے نظر آئیں گے گویا بکھرے ہوئے آبدار موتی ہیں، اور ایسا نہیں کہ جنت میں بس یہی چند نعمتیں ملیں گی بلکہ وہاں تو تم جس طرف دیکھو گے نعمتیں ہی نعمتیں نظر آئیں گی ایسا محسوس ہوگا جیسے ایک بہت بڑی حکومت وسلطنت ہو، اور یہ سب کچھ ایک ادنیٰ جنتی کو نصیب ہوگا۔

اور جنتی کبھی باریک ریشم کے سبز کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے کبھی دبیز وموٹے، کیونکہ ہر لباس میں الگ ہی لطف ہے اور ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اس سورت میں تین جگہ چاندی کے برتنوں اور زیور کا ذکر آیا ہے اور دوسری آیات میں یہ چیزیں سونے کی ذکر کی گئی ہیں یہ اس لئے کہ کبھی سونے کی ملیں گی کبھی چاندی کی، یا کسی کو سونے کی ملیں گی۔ کسی کو چاندی کی، بس جس کو جس طرح کی پسند ہوں گی وہ عطا کی جائیں گی۔ اور یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ مردوں کو زیورات پہننا عیب سمجھا جاتا ہے کیونکہ کسی بھی چیز کا استعمال ماحول پر موقوف ہے بس زیورات کا پہننا دنیا میں معیوب ہے تو آخرت میں مستحسن، اور پھر دنیا میں بھی مختلف قوموں اور ملکوں میں الگ الگ رواج ہیں ایک چیز کو ایک ملک والے معیوب سمجھتے ہیں

تو دوسرے ملک والے اسی چیز کو مستحسن سمجھتے ہیں، دیکھئے شاہانِ کسریٰ ہاتھوں میں کنگن گلے میں ہار وغیرہ اور تاج میں مختلف قسم کے زیورات بڑے فخر کے ساتھ استعمال کرتے تھے۔

جنتیوں کو ان کا محبوب حقیقی اللہ جل شانہٗ جو شراب پینے کو دے گا جس کا ذکر اوپر دو جگہ آیا تو یہ دنیا کی شراب کی طرح ناپاک ہوگی، نہ عقل وشعور کو ختم کرنے والی، اور نہ نشہ پیدا کرنے والی بلکہ وہ پاکیزہ اور خوش ذائقہ ہوگی جس کے پینے سے دل ودماغ اور پیٹ پاک وصاف ہوجائے گا اور اسی طرح ظاہر وباطنی گندی خصلتوں سے بھی پاک وصاف ہوجائے گا۔

ان آیات میں جنتیوں کے لئے تین نعمتوں کا ذکر کیا گیا (۱) شراب (۲) سونے چاندی کے برتن (۳) ریشمی کپڑے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں نہ پئے گا اور جس نے دنیا میں سونے چاندی کے برتن استعمال کئے وہ آخرت میں ان سے محروم رہے گا اور اسی طرح جس نے دنیا میں ریشمی کپڑے پہنے وہ آخرت میں نہ پہن سکے گا۔

تمام نعمتیں دینے کے بعد جنتیوں کی روحانی خوشی ومسرت کو بڑھانے کے لئے کہا جائے گا یہ تمام نعمتیں تم کو اس میں ملی ہیں جو کام یعنی ایمان واعمال صالحہ تم دنیا میں کرکے آئے ہو۔ ☆☆☆

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ تَنۡزِيۡلًا ﴿۲۳﴾ فَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ وَ

ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے اُتارا ہے سو آپ اپنے پروردگار کے حکم پر رکے رہیں

لَا تُطِعۡ مِنۡهُمۡ اٰثِمًا اَوۡ كَفُوۡرًا ﴿۲۴﴾ وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ﴿۲۵﴾

(تبلیغ بھی داخل ہے) مستقل رہیئے اور ان میں سے کسی فاسق یا کافر کے کہنے میں نہ آیئے۔ اور (آگے عبادت لازمہ کا امر ہے) یعنی اپنے پروردگار کا صبح و

وَمِنَ الَّيۡلِ فَاسۡجُدۡ لَهٗ وَسَبِّحۡهُ لَيۡلًا طَوِيۡلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوۡنَ

شام نام لیا کیجئے۔ اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی اسکو سجدہ کیا کیجئے (یعنی نماز فرض پڑھا کیجئے) اور رات کے بڑے حصہ میں اسکی تسبیح کیا کیجئے (مراد اس سے

الۡعَاجِلَةَ وَيَذَرُوۡنَ وَرَآءَهُمۡ يَوۡمًا ثَقِيۡلًا ﴿۲۷﴾ نَحۡنُ خَلَقۡنٰهُمۡ وَ

تہجد ہے علاوہ فرائض کے) یہ لوگ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے (آنیوالے) ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ ہم ہی نے انکو پیدا کیا ہے

شَدَدۡنَاۤ اَسۡرَهُمۡ ۚ وَاِذَا شِئۡنَا بَدَّلۡنَاۤ اَمۡثَالَهُمۡ تَبۡدِيۡلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ

اور ہم ہی نے ان کے جوڑ بند مضبوط کئے اور (نیز) جب ہم چاہیں انہی جیسے لوگ اُن کی جگہ بدل دیں۔ یہ (سب جو کچھ مذکور ہوا کافی)

تَذۡكِرَةٌ ۚ فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ

نصیحت ہے۔ سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف رستہ اختیار کرلے۔ اور بدون خدا کے چاہے تم

اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۳۰﴾ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ

لوگ کوئی بات چاہ نہیں سکتے۔ (اور بعض لوگوں کے لئے خدا کے نہ چاہنے میں بعض حکمتیں ہوتی ہیں کیونکہ) خدا تعالیٰ بڑا علم و حکمت والا ہے۔ وہ جسکو

فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۳۱﴾

چاہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے اور جسکو چاہے کفر اور ظلم میں مبتلا رکھتا ہے پھر ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

دعوت و تبلیغ سے متعلق حضور کو ہدایت

پچھلی آیات میں جنت کی نعمتوں کا ذکر تھا اب یہاں ایک دنیوی عظیم نعمت کا ذکر ہے جس سے رسول اللہ ﷺ کو سرفراز فرمایا گیا، ارشاد ہے کہ ہم نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے چنانچہ تیئس (۲۳) سال کے طویل عرصہ میں قرآن کریم تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت نازل ہوا ہے اس میں مصلحت یہ ہے تاکہ آپ بسہولت لوگوں کو تھوڑا تھوڑا پہنچاتے رہیں اور لوگوں کو بھی اس سے فائدہ اٹھانے میں سہولت ہو۔

بس آپ اپنے پروردگار کے حکم پر جمے رہئے کسی فاجر یا کافر کے کہنے میں نہ آیئے جو آپ کو تبلیغ دین سے روکتے ہیں، چنانچہ عقبہ اور ولید وغیرہ کفار قریش رسول اللہ ﷺ کو دنیوی لالچ دے کر اور چکنی چپڑی باتیں بنا کر دعوت و تبلیغ سے باز رکھنا چاہتے تھے۔ الغرض آپ ان کے حیلہ و مکر اور ایذا رسانی پر صبر کیجئے اور رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہئے، یہ لوگ جو آپ کی نصیحت و ہدایت قبول نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا کی محبت میں پھنسے ہوئے ہیں اسی لئے قیامت کا انکار کرتے ہیں انہیں پتہ نہیں ہم ہی نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ و بند کو مضبوط کیا اور ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ جب چاہیں ان کی جگہ دوسرے انسان لے آئیں جو ان کی طرح سرکش و نافرمان نہ ہوں۔

غور کیجئے انسانی بدن کے جوڑ دیکھنے میں کتنے نازک معلوم ہوتے ہیں لگتا ہے ذرا سے جھٹکے میں الگ ہو جائیں گے مگر حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنا مضبوط بنایا ہے کہ بچپن سے لے کر بوڑھاپے تک یہ برابر استعمال ہوتے رہتے ہیں ہر طرح کے چھوٹے بڑے جھٹکے سہتے ہیں مگر پھر بھی اپنی حالت پر برقرار ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ زور زبردستی سے منوا دینا آپ کا کام نہیں آپ تو قرآن کے ذریعہ نصیحت کر دیجئے پھر جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کی فرماں برداری کا راستہ اختیار کر لے۔ اور تم بغیر اللہ کے چاہے کچھ چاہ نہیں سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا علم و حکمت والا ہے وہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے، بس انسان کو ہر وقت یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ عمل اختیار کرے جو اللہ کی رحمت متوجہ ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور ان تمام تر نصیحتوں کے بعد بھی اگر کوئی نافرمانی و سرکشی کر کے کفر ہی میں ڈوبا رہے تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ الحمدللہ سورۂ دھر کی تفسیر مکمل ہوئی۔ ☆☆☆

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ مرسلات مکہ میں نازل ہوئی - شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں - اسمیں پچاس آیتیں اور دو رکوع ہیں

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾

قسم ہے اُن ہواؤں کی جو نفع پہنچانے کے لئے بھیجی جاتی ہیں - پھر ان ہواؤں کی جو تندی سے چلتی ہیں (جس سے خطرات کا احتمال ہوتا ہے) اور ان ہواؤں کی جو

فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ اِنَّمَا

بادلوں کو اُٹھا کر پھیلاتی ہیں - پھر اُن ہواؤں کی جو بادلوں کو متفرق کر دیتی ہیں (جیسا بارش کے بعد ہوتا ہے) پھر اُن ہواؤں کی جو دل میں اللہ کی یاد (یعنی

تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾

توبہ کا یا ڈرانے کا) القا کرتی ہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور ہونے والی ہے (مراد قیامت ہے) سو جب ستارے بے نور ہو جاوینگے - اور جب

وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾

آسمان پھٹ جاوے گا - اور جب پہاڑ اُڑتے پھرینگے اور جب سب پیغمبر وقتِ معین پر جمع کئے جاوینگے کس دن کیلئے پیغمبروں کا معاملہ ملتوی رکھا گیا ہے

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

(آگے جواب ہے) فیصلہ کے دن کیلئے (ملتوی رکھا گیا ہے) اور (آگے اس فیصلہ کے دن کی تہویل ہے کہ) آپکو معلوم ہے کہ وہ فیصلہ کا دن کیسا کچھ ہے (یعنی بہت سخت ہے)

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾

اس روز (حق کے) جھٹلانیوالوں کی بڑی خرابی ہوگی

علامات قیامت

ان آیات میں پانچ قسم کی ہواؤں کی قسم کھا کر فرمایا گیا ہے کہ جس چیز یعنی قیامت کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور آکر رہے گی اور قیامت اس وقت آئے گی، جب ستارے بے نور ہو جائیں گے، آسمان پھٹ جائیں گے، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے، اور جب تمام انبیاؑ وقت مقررہ پر جمع کئے جائیں گے یعنی انبیاؑ سے جو وقت مقرر کیا گیا تھا کہ اس میں اپنی اپنی امتوں کے معاملہ میں شہادت کے لئے حاضر ہوں وہ وقت آگیا یعنی قیامت، بس اس دن جھوٹے اور کفار کے لئے تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

"وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ" یہ آیت اس سورت میں دس جگہ آئی ہے۔ وَيْلٌ کے معنی ہلاکت و بربادی کے ہیں اور ویل جہنم کی ایک وادی کا نام بھی ہے جس میں جہنمیوں کے زخموں کی پیپ جمع ہوگی اس وادی میں مکذبین یعنی اللہ ورسول اور قیامت کو جھٹلانے والے رہیں گے۔

****

أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ

کیا ہم اگلے (کافر) لوگوں کو عذاب سے ہلاک نہیں کر چکے۔ پھر ہم پچھلوں کو بھی

الْآخِرِينَ ﴿١٧﴾ كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ

(عذاب میں) ان (پہلوں) ہی کے ساتھ ساتھ کر دینگے۔ ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں (یعنی انکے کفر پر سزا دیتے ہیں) اس روز (حق کے) جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٩﴾ أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ﴿٢٠﴾ فَجَعَلْنَاهُ فِي

والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ (آگے قدرت علی البعث کی تقریر ہے یعنی) کیا ہم نے تمکو ایک بے قدر پانی (یعنی نطفہ) سے نہیں بنایا پھر ہمنے اسکو ایک وقت مقرر

قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿٢١﴾ إِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ﴿٢٣﴾

تک ایک محفوظ جگہ (یعنی عورت کے رحم) میں رکھا۔ غرض ہمنے (ان تصرفات کا) ایک اندازہ ٹھیرایا سو ہم کیسے اچھے اندازہ ٹھیرانے والے ہیں۔

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٤﴾ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾

اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ کیا ہم نے زمین کو زندوں اور

أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ وَأَسْقَيْنَاكُم

مُردوں کی سمیٹنے والی نہیں بنایا اور ہم نے اس (زمین) میں اُونچے اُونچے پہاڑ بنائے (جن سے بہت سے منافع متعلق ہیں) اور ہم نے تم کو میٹھا

مَّاءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٨﴾

پانی پلایا۔ اس روز (حق کے) جھٹلانیوالوں کی بڑی خرابی ہوگی۔

پچھلی قوموں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کیجیے

ان آیات میں کفار مکہ وغیرہ کو پچھلی قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کیلئے فرمایا گیا ہے ارشاد ہے کہ کیا ہم نے پچھلی قوموں کو ان کے کفر و سرکشی کی وجہ سے ہلاک نہیں کیا۔ اس سے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم فرعون وغیرہ کی طرف اشارہ ہے، اور فرمایا کہ ہم آپ کی امت کے کفار پر بھی ہلاکت نازل کریں گے جیسا کہ جنگ بدر وغیرہ میں کفار کو ہلاک و برباد کیا گیا، بس اللہ تعالیٰ مجرموں کو ان کے کفر و سرکشی کی وجہ سے اسی طرح ہلاک کرتے ہیں اور فرمایا کیا ہم نے انسان کو ایک حقیر پانی یعنی نطفہ سے نہیں پیدا کیا پھر اس نطفہ کو رحم مادر میں ایک مقرر وقت تک رکھا جو اکثر و بیشتر نو مہینہ ہوتا ہے بس ہم نے اس کو ایک کامل و عاقل انسان بنا دیا۔

پھر فرمایا کیا ہم نے زمین کو یہ خدمت سپرد نہیں کی کہ وہ تمہیں زندگی میں اپنی پیٹھ پر چلاتی رہے اور موت کے بعد تمہیں

اپنے اندر چھپالے، اور ہم نے اسی زمین میں مضبوط وزنی پہاڑ گاڑ دیئے تا کہ وہ ہلے جلے نہیں، اور ہم نے بادلوں سے برستا ہوا اور چشموں سے رستا ہوا خوش ذائقہ پانی تمہیں پلایا، بس ان تمام نعمتوں کے باوجود اگر تم میری بات کو جھٹلاؤ گے تو پھر تمہارے لئے ہلاکت و بربادی ہے۔

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى

تم اس عذاب کی طرف چلو

مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ

جس کو جھٹلاتے تھے - ایک سائبان کی طرف چلو جس کی تین

شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ

شاخیں ہیں۔ جس میں نہ ٹھنڈا سایہ ہے اور نہ وہ گرمی سے بچاتا ہے وہ انگارے برساوے گا جیسے

كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾

بڑے بڑے محل جیسے کالے کالے اونٹ اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کے لئے بڑی خرابی ہوگی۔

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

یہ وہ دن ہوگا جس میں لوگ بول نہ سکیں گے - اور نہ ان کو اجازت (عذر کی) ہوگی سو عذر بھی نہ کر سکیں گے -

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ

اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کے لئے بڑی خرابی ہوگی - (ان لوگوں سے کہا جاویگا کہ) یہ ہے فیصلہ کا دن (جسکی تم تکذیب کیا کرتے تھے)

وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

ہم نے (آج) تم کو اور اگلوں کو (فیصلہ کیلئے) جمع کر لیا سو اگر تمہارے پاس (آج کے فیصلہ سے بچنے کی) کوئی تدبیر ہو تو مجھ پر تدبیر چلا دو - اس روز

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع ۲۱

(حق کے) جھٹلانیوالوں کی بڑی خرابی ہوگی -

نارِ جہنم کی تیزی قیامت کے دن کفار سے کہا جائے گا تم اس عذاب کی طرف چلو جس کو جھٹلایا کرتے تھے لو یہ دوزخ کا عذاب تمہارے سامنے موجود ہے اس کی آگ اس قدر سخت اور تیز ہے کہ اس کی چنگاریاں مثل محل کے ہیں اور مثل اونٹ کے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس کی چنگاریاں بھی اتنی بڑی ہیں جتنا بڑا محل ہوتا ہے اور پھر یہ چنگاری ٹوٹ

کر چھوٹی ہو جاتی ہے اور اونٹ کے برابر رہ جاتی ہے۔ غور کیجئے جس آگ کی چنگاری اتنی بڑی ہے تو خود آگ کیسی ہوگی۔

قیامت کے دن جہنم سے ایک دھواں نکلے گا جو اوپر جا کر تین حصوں میں تقسیم ہو جائے گا، حساب و کتاب سے فارغ ہونے تک کفار اسی دھویں کے سایہ میں رہیں گے، جیسا کہ مومنین صالحین عرش الٰہی کے سایہ میں رہیں گے، اور یہ دھویں والا سایہ برائے نام ہوگا نہ اس کا سایہ گہرہ ہوگا اور نہ ہی سورج وغیرہ کی تپش سے بچا سکے گا۔ اور یہ قیامت کا دن اتنا سخت ہوگا کہ نہ اس میں کوئی بول سکے گا اور نہ ہی اپنے کئے ہوئے اعمال کا عذر پیش کر سکے گا۔

اور کافرین سے فرمایا جائے گا یہ فیصلہ کا دن ہے آج ہم نے اپنے وعدہ کے مطابق تمام اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کر دیا ہے، بس آپس میں مشورہ کر کے اپنی پوری طاقت لگا کر جو داؤ پیچ اور تدبیریں ہماری گرفت سے نکلنے کی کر سکتے ہو کر کے دیکھ لو جیسا کہ تم دنیا میں باتیں بھنگارا کرتے تھے کہ ہم یوں کر لیں گے اس طرح کر لیں گے۔ مگر آج احکم الحاکمین اللہ جل شانہٗ کے سامنے سب عاجز ہوں گے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ

پرہیزگار لوگ سایوں میں اور چشموں میں اور مرغوب میووں

مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا

میں ہوں گے۔ (اور ان سے کہا جاوے گا کہ) اپنے اعمال (نیک) کے صلہ میں خوب مزے سے کھاؤ پیو ہم نیک

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا

لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ (اور یہ کفار نعمائے جنت کی بھی تکذیب کرتے ہیں سو سمجھ رکھیں کہ) اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی

وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾

ہوگی۔ تم (دنیا میں) تھوڑے دن اور کھالو، برت لو (عنقریب کم بختی آنیوالی ہے) تم بیشک مجرم ہو۔ اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کیلئے بڑی خرابی ہوگی

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

اور (ان کافروں کی سرکشی اور جرم کی یہ حالت ہے کہ) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ (خدا کی طرف) جھکو تو نہیں جھکتے۔ اس روز (حق کے) جھٹلانیوالوں

ع ۲ ۱۰ ۲۲ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

کی بڑی خرابی ہوگی۔ تو پھر اس (قرآن بلیغ الالفاظ والانذار) کے بعد اور پھر کونسی بات پر ایمان لاویں گے

مومن وکافر کا انجام ان آیات میں ارشاد ہے کہ متقی و پرہیزگاروں کے لئے سائے ہیں یعنی میدان محشر میں بھی عرش الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا اور جنت میں بھی، اور ان کو جنت میں طرح طرح کے چشموں اور نہروں

سے مختلف مشروبات پینے کو ملیں گے اور ان کا دل خوش کرنے کے لئے فرمایا جائے گا خوب کھاؤ پیو اور مستی مارو یہ بدلہ ہے ان نیک اعمال کا جو تم دنیا میں کرکے آئے ہو بس ہم اسی طرح اعمال صالحہ کرنے والوں کو بدلہ عطا فرماتے ہیں، ہاں آج کے دن حق کو جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے جنہوں نے دنیا میں دین حق کو، قیامت کو، اللہ و رسول کو جھٹلایا تھا آج انہیں طرح طرح کے سخت عذاب دیئے جائیں گے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ ہم نے ان جھٹلانے والے مجرموں کو دنیا میں متنبہ کردیا تھا کہ کچھ عرصہ کھاپی لو، مزے اڑالو پھر تمہیں ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈالا جائے گا اور یہ سزا انہیں اس لئے بھی دی جائے گی کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سامنے جھک جاؤ تو یہ نہیں جھکتے تھے یعنی اللہ کی بندگی و اطاعت اختیار نہیں کرتے تھے، اور یہ حق کو جھٹلانے والے جب قرآن جیسی عظیم و بلیغ کتاب جو دلائل و حکمتوں سے پُر ہے پر ایمان و یقین نہیں لاتے تو آخر کس چیز پر ایمان و یقین لائیں گے، اس سے رسول اللہ ﷺ کو نا امید کرنا ہے کہ یہ دین حق اور قیامت کو جھٹلانے والے ایمان نہیں لائیں گے آپ ان کی فکر میں غمگین و پریشان نہ ہوں، الحمدللہ سورۂ مرسلٰت کی تفسیر مکمل ہوئی ☆☆☆

بحمدہ سبحانہ وتعالیٰ پارہ تبارک الّذی (۲۹) کی تفسیر بحسن وخوبی مکمل ہوئی

طالب دعاء: محمد یعقوب قاسمی عفرلہٗ ولوالدیہ واساتذتہ ومشائخہ
۱۷/۸/۱۴۲۰ھ

تقریر ایسے کیجئے

از مولانا محمد یعقوب قاسمی

☆ تقریر سیکھنے اور کرنے والوں کیلئے اہم اصولوں کا ذخیرہ۔
☆ تقریر کی مشق کرنے والوں کیلئے مختلف موضوعات پر تقریروں کا مجموعہ۔
☆ عام مسلمانوں کیلئے اصلاح و تربیت اور دینی معلومات کا خزانہ۔
☆ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نوراللہ مرقدہٗ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کے دو اہم وعظ بھی شاملِ کتاب ہیں۔

(۱) **وعظِ یوسفی:** اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو عبرت و نصیحت کے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(۲) **یادِ حق:** اس میں ذکر الٰہی کی اہمیت و فضیلت بڑے عجیب اور مؤثر انداز میں بیان کی گئی ہے۔

تقریر ایسے کیجئے کے دونوں حصے (اوّل، دوم) پچاس روپے :Rs,50 کی وی، پی رجسٹری کے ذریعہ روانہ کئے جاتے ہیں، ایک خط لکھ کر گھر بیٹھے پوسٹ مین سے حاصل کیجئے۔

خط وکتابت کیلئے پتہ

ادارہ دعوت و تبلیغ گلی نمبر ۲ر آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور، پن 247001 (یوپی)

رابطہ کیلئے موبائل نمبر...... 9837375773

قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

تلخیص بخاری شریف

بخاری شریف جس کے متعلق فرمایا گیا ہے ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری'' کہ قرآن کریم کے بعد کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے۔ ''تلخیص بخاری شریف'' میں صحیح بخاری شریف کی منتخب احادیث پاک کا ترجمہ وتشریح آسان وعام فہم انداز میں بالخصوص عام اردوداں طبقہ کے لیے مستند ومعتبر شروحات بخاری شریف وغیرہ کتب سے اخذ کر کے مولانا محمد یعقوب قاسمی (سابق استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم سہارنپور) نے ترتیب دیا ہے۔

''تلخیص بخاری شریف'' کو اپنے وقت کے عظیم اکابرین نے اپنی قیمتی تقریظات سے مزین فرمایا ہے۔

رحمت کے خزانے

یہ مبارک کتاب اعمال حسنہ کی ترغیب سے متعلق حدیث پاک کا عظیم مجموعہ ہے جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے استاذ محترم، محدث جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ''المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح'' کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی امداداللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اردو ترجمہ ''رحمت کے خزانے'' کے نام سے کیا ہے۔ موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسب ضرورت احادیث پاک کی مختصر وعام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ الحمدللہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہے

یہ ایک ایسی پُر اثر کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے پُر امید کر کے گناہوں سے سچی توبہ کرنے پر مجبور کرتی ہے نیز بڑے بڑے گناہوں سے لت پت لوگ کس طرح توبہ کر کے ولی اللہ بن گئے، ایسے پُر اثر واقعات پر مشتمل اصلاحی وانقلابی کتاب ہے، اس کو قاری محمد اسحاق ملتانی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ الحمدللہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

ان کتابوں کو آپ فون کر کے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے وی، پی رجسٹری، پارسل کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔
مکمل معلومات حاصل کرنے، اور ان کتابوں کو طلب کرنے کے لیے ہمارے موبائل نمبر پر رابطہ قائم فرمائیں۔

گذارش: خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ۔

IDARA DAWAT-O-TABLEEGH
GALI NO-2 AALI KI CHUNGI
MANDI SAMITI ROAD, SAHARANPUR (U.P.)
Mob. 9837375773, 9837002261

اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر

آسان تفسیر

پارہ عم اول

ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی

فاضل دار العلوم دیوبند

50/-

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ

گلی ۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور یوپی

موبائل: 9837375773

اس دور کی سب سے آسان وعام فہم اور مستند تفسیر کلام پاک
جسکا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے

آسان تفسیر
اردو

ترجمہ قرآن شریف

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ

مرتب

محمد یعقوب قاسمی فاضل دار العلوم دیوبند

پارہ عم حصہ اول

(شائع کردہ)
ادارہ دعوت وتبلیغ زکریا آباد، گلی ۲ آلی جنگی سہارنپور یو-پی ۲۴۷۰۰۱

فہرست مضامین آسان تفسیر پارہ عمّ جز اوّل

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
قیامت کا آنا لازمی ہے	۵	نسبندی	۲۷	روحوں کا مقام	۴۱
انعامات خداوندی	۷	حضرت جبرئیلؑ کی شان	۲۹	اختلاف کا حل	۴۲
موت کی یاد	۸	رسول کی شان	۳۰	جنت و دوزخ کا مقام	۴۲
قیامت کا منظر	۹	حضرت جبرئیل کا دیدار	۳۰	جنت کے عیش و آرام	۴۲
قیامت کے بعد کیا حشر ہوگا	۱۰	حضورؐ کاہن نہیں	۳۰	حرص کس چیز کی کی جائے	۴۳
جہنمیوں کی غذا	۱۰	قرآن شیطانی کلام نہیں	۳۰	غور و فکر کا مقام	۴۴
جنت کی نعمتیں	۱۱	غافل انسان	۳۳	زمین و آسمان خدا کے تابع ہیں	۴۵
شفاعت کا حق کس کو ہوگا	۱۲	ملائکہ حفظہ	۳۴	نیک و بد کا انجام	۴۷
کاش میں مٹی ہوتا	۱۲	استغفار کی برکت	۳۵	حضرت جبرئیلؑ کی نصیحت	۴۸
پانچ قسم کے فرشتے	۱۳	نیک و بد کا انجام	۳۵	عبرت آموز واقعہ	۵۱
قصۂ موسیٰ	۱۵	ناپ تول میں کمی کرنا حرام ہے	۳۶	قوم ثمود و فرعون کی بربادی	۵۵
خدا کیلئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا مشکل نہیں	۱۷	پانچ گناہوں کی سزا پانچ چیزیں ہیں	۳۷	قرآن محفوظ ہے۔	۵۵
عقلی دلیل	۱۷	قحط کا مفہوم	۳۷	لوح محفوظ	۵۵
قیامت کب آئے گی	۱۹	ناپ تول میں کمی کرنیوالوں کو تنبیہ	۳۷	یاد رکھنے والی بات	۵۷
حضورؐ کو ہدایت	۲۱	مقام سجین	۳۸	قرآن ایک فیصلہ کن کتاب ہے	۵۸
قرآن کی شان	۲۱	قیامت کو جھٹلانے والے	۳۹	دین پر عمل کرنا آسان ہے	۶۰
انسان کی حقیقت	۲۲	قرآن ناول نہیں	۳۹	کامیاب کون ؟	۶۱
دفن کرنا واجب ہے	۲۳	قیامت کو جھٹلانے کی وجہ	۴۰	ناکام کون ؟	۶۱
قیامت کی نشانیاں	۲۵	قیامت کا انکار کرنیوالوں کی سزا	۴۰	بروں کا انجام	۶۲
		مقام علیین	۴۱	اچھوں کا انجام	۶۳
				قدرت خدا پر نشانیاں	۶۴

اس تفسیر کا مطالعہ آپ اس طرح کیجئے

پہلے قرآن کریم کی آیات کی تلاوت کیجئے پھر ان آیات کے نیچے جو ترجمہ لکھا ہوا ہے اس کو پڑھئے اور وہ جس قدر بھی سمجھ میں آسکے سمجھئے۔ اس کے بعد تفسیر کو پڑھئے اور جو مقصد و مطلب ان آیات کا ہے اس کو خوب سمجھ کر دماغ میں جمالیجئے اگر ایک مرتبہ پڑھ کر سمجھ میں نہ آئے تو جتنی بار پڑھ کر سمجھ میں آسکے اتنی بار پڑھئے۔ اس کے بعد پھر دوسری آیات کے ترجمہ و تفسیر کو اسی طرح پڑھئے۔

اس طرح مطالعہ کرنے سے انشاء اللہ آپ قرآن کریم کے مطالب کو بآسانی سمجھ لیں گے، اور جو احکامات و پیغامات اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب (قرآن کریم) میں ہمارے لئے بھیجے ہیں ہم ان کو اچھی طرح سمجھ لیں گے۔

اس کے بعد اگر آپ کو مزید قرآنی معلومات حاصل کرنا مقصود ہو تو "اقوال و تحقیق" کا مطالعہ کیجئے۔

اس سب کے باوجود اگر کوئی بات آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو اسے اپنی عقل سے حل کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ کسی مستند عالم سے دریافت کریں۔

طالب دعا
محمد یعقوب قاسمی غفرلہ ولوالدیہ

تفسیر ھٰذا ذیلی کتب تفاسیر سے مستفاد ھے

۱ بیان القرآن، ۲ معارف القرآن، ۳ ابن کثیر ۴ فوائد عثمانیہ، ۵ تفسیر مظہری، ۶ روح المعانی، ۷ تفسیر کشاف، ۸ مدارک ۹ جلالین مع حاشیہ ۱۰ تفسیر حقانی، ۱۱ قصص القرآن۔

قرآن کریم سے متعلق مفید اعداد و شمار

از خلاصۃ الترتیل

سورتیں	۱۱۴	ذ	۴۶۹۷
رکوعات	۵۴۰	ر	۱۱۷۹۳
آیات مدنی آخر	۶۲۱۴	ز	۱۵۹۰
آیات مکّی	۶۲۲۱	س	۵۸۹۱
آیات کوفی	۶۲۳۶	ش	۲۲۵۳
آیات بصری	۶۲۰۵	ص	۲۰۱۳
آیات شامی	۶۲۲۶	ض	۱۶۰۷
کلمات	۷۷۴۳۹	ط	۱۲۷۴
حروف	۳۲۳۶۷۱	ظ	۸۴۲
زبر	۵۳۲۴۲	ع	۹۲۲۰۰
زیر	۳۹۵۸۲	غ	۲۲۰۸
پیش	۸۸۰۴	ف	۸۴۹۹
مدات	۱۷۷۱	ق	۶۸۱۳
تشدیدات	۱۲۵۲	ك	۹۵۲۲
نقطے	۱۰۵۶۸۴	ل	۳۴۳۲
ا	۴۸۸۷۲	م	۲۶۵۳۵
ب	۱۲۲۲۸	ن	۲۶۵۶۰
ت	۱۱۹۹	و	۲۵۵۳۶
ث	۱۲۷۶	ہ	۱۹۰۷۰
ج	۳۲۷۳	لا	۳۷۲۰
ح	۹۷۳	ء	۴۱۱۵
خ	۲۴۱۶	ی	۲۵۹۱۹
د	۵۶۴۲		

(۷۸) سُورَةُ النَّبَإِ مَكِّيَّةٌ (۸۰) آیاتہا ۴۰ رکوعاتہا ۲

سورۂ نبا مکہ میں نازل ہوئی اس میں چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيْمِ ۝ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ

یہ لوگ کس چیز کا حال دریافت کرتے ہیں، اس بڑے واقعہ کا حال دریافت کرتے ہیں جسمیں یہ لوگ

مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۵

اختلاف کر رہے ہیں، ہرگز ایسا نہیں انکو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے، ہرگز ایسا نہیں انکو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔

قیامت کا آنا لازمی ہے

اس آیت پاک میں اللہ رب العزت نے قیامت کے انکار کرنے والوں کا ذکر فرمایا ہے۔

قیامت کا عقیدہ رکھنا چونکہ مذہب اسلام کا ایک اہم ستون ہے جس کو قرآن وحدیث نے مختلف طریقوں سے سمجھایا ہے، اور پھر یہ مسئلہ کفار کے نزدیک بھی بڑی اہمیت رکھتا تھا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کفار مکہ اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر قیامت کے بارے میں تبادلۂ خیال اور بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے۔

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے قیامت کا بیان ایک انوکھے انداز سے کیا ہے، فرماتے ہیں کہ یہ قیامت کا انکار کرنے والے کس بارے میں سوال وجواب کر رہے ہیں، کس بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں، کیا اس عظیم خبر یعنی قیامت کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں جس میں وہ خود اختلاف کرتے ہیں، کہ ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ قیامت آئے گی اور کوئی اس کا انکار کرتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ قیامت نام ہے اواگون (تناسخ) کا یعنی مرنے کے بعد اس کی روح کسی دوسری شکل میں پھر سے دنیا میں آجاتی ہے، وغیرہ وغیرہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کی خبر تو واقعتاً بہت بڑی اور خوفناک ہے اور یاد رکھو قیامت آئے گی ضرور آئے گی اس کا انھیں جلد ہی پتہ چل جائے گا یعنی جب مرنے کے بعد ان پر عذاب

مسلط کیا جائے گا تو قیامت کی حقیقت کھل کر انکے سامنے آجائیگی۔

شانِ نزول حضور علیہ السلام نے جب مشرکین کو برُے کام کرنے پر خدا کے عذاب سے ڈرایا اور فرمایا کہ ایک دن یہ دنیا اور اس کا پورا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور سب انسان خدا کے حضور میں حاضر کئے جائیں گے، اس وقت ان کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا، اس پر کفار ومشرکین بطور مذاق کے کہنے لگے، حضور وہ وقت آخر آئے گا کب؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًا ۙ﴿۶﴾ وَّالۡجِبَالَ اَوۡتَادًا ۙ﴿۷﴾ وَّخَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا ۙ﴿۸﴾ وَّجَعَلۡنَا نَوۡمَكُمۡ

کیا ہم نے زمین کو فرش　اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا، اور ہم ہی نے تمکو جوڑا جوڑا بنایا　اور ہم ہی نے تمہارے

سُبَاتًا ۙ﴿۹﴾ وَّجَعَلۡنَا الَّيۡلَ لِبَاسًا ۙ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلۡنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ وَّبَنَيۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا ۙ﴿۱۲﴾

سونے کو راحت کی چیز بنایا، اور ہم ہی نے رات کو پردہ کی چیز بنایا، اور ہم ہی نے دن کو معاش کا وقت بنایا، اور ہم ہی نے تمہارے اوپر

وَّجَعَلۡنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۙ﴿۱۴﴾ لِّنُخۡرِجَ بِهٖ حَبًّا

سات مضبوط آسمان بنائے، اور ہم ہی نے ایک روشن چراغ بنایا، اور ہم ہی نے پانی بھرے بادلوں سے کثرت سے پانی برسایا، تاکہ ہم اس پانی کے

اقوال وتحقیق سوال کرنے والے کون تھے؟ اس کے متعلق علماء مفسرین سے تین قول منقول ہیں، (۱) کفار مکہ تھے یہ قول زیادہ راجح ہے (۲) کفار اور مسلمان دونوں حضورؐ سے دریافت کیا کرتے تھے، بس فرق اتنا تھا کہ کفار مذاق وتمسخر کے طور پر اور مسلمان اس لئے تاکہ ان کا عقیدہ اور بھی زیادہ قوی ہوجائے (۳) کفار ومسلمان آپس میں پوچھ تاچھ کیا کرتے تھے کفار قیامت کے آنے پر اعتراض کرتے تھے، اور مسلمان ان کو جواب دیتے تھے۔

نَبَاءِ الْعَظِیْمِ:۔ اس عظیم خبر سے کیا مراد ہے؟ اس میں بھی تین قول ہیں (۱) اس سے مراد قیامت ہے یہ قول صحیح ترین ہے (۲) بعض نے قرآن کریم مراد لیا ہے چونکہ اس میں بھی کفار ومشرکین اختلاف کرتے تھے کوئی اس کو جادو کی کتاب کہتا تھا، کوئی شعر وشاعری کی اور کوئی قصہ وافسانہ کی، (۳) بعض نے فرمایا اس سے مراد حضورؐ کی نبوت ہے، اور بلاشبہ نبوت بھی ایک عظیم چیز ہے جس نے پورے عالم میں انقلاب برپا کرکے گمراہی کو راستی ودینداری سے بدل دیا۔

وَّنَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾

ذریعہ سے غلہ اور سبزی اور گنجان باغ پیدا کردیں۔

انعامات خداوندی

ان آیتوں میں اللہ ربّ العزت نے ۹ اہم اہم چیزوں کو بیان فرماکر اپنی قدرت اور غلبہ کو ظاہر فرمایا ہے، کہ ہم ہی نے ان عظیم عظیم چیزوں کو پیدا کیا ہے اور ہم چاہیں گے تو پل بھر میں ان تمام کو درہم برہم کرڈالیں گے۔ بس یہی قیامت ہے۔

۱ ہم نے زمین کو فرش بنایا، اگر یہ زمین ہوا کی طرح ہلکی، پانی کی طرح نرم، آگ کی طرح گرم ہوتی تو کیا اس پر انسان بس سکتے تھے، ہرگز نہیں۔

۲ پہاڑوں کو میخیں بنایا، جس وقت زمین کو پیدا کیا تھا، تو یہ ڈگمگاتی تھی، اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرماکر اس کی ڈگمگاہٹ اور حرکت کو ختم فرمادیا، جب کسی جگہ کوئی چیز جمتی نہیں بلکہ ہلتی ہے، تو اس میں کیلیں اور میخیں گاڑ کر تھما دیا جاتا ہے۔ بس اسی طرح پہاڑوں سے میخوں کا کام لیا گیا ہے۔

۳ سب کو جوڑے جوڑے بنایا، زمین کو مکمل طور پر پیدا فرماکر اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جانوروں کو جوڑے جوڑے پیدا کیا تاکہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے راحت و سکون پاسکے اور نسل بڑھتی رہے۔

۴ نیند کو آرام کی چیز بنایا، کہ تمام غم و فکر اور جسمانی و دماغی تکان دور کردیتی ہے۔

۵ رات کو پردہ کی چیز بنادیا، اس سے اشارہ اس طرف ہے کہ انسان کو عادتاً نیند اسوقت آتی ہے جب روشنی زیادہ نہ ہو ہر طرف سکون ہی سکون ہو، شور و شغب نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے نیند دینے کیساتھ ساتھ پوری دنیا میں ایسے حالات بھی بنا دیئے جو نیند کے لئے مفید بلکہ ایک حد تک ضروری ہیں، اگر ایک طرف رات کا اندھیرا ہے تو دوسری طرف اسی وقت تمام انسانوں اور جانوروں پر نیند مسلط کردی، جب سب ہی سوجائیں گے تو سکون خود بخود ہوجائے گا، اگر نیند کے اوقات الگ الگ ہوتے کہ کوئی صبح کو سو رہا ہے تو کوئی شام کو، اس صورت میں کسی کو بھی نیند کے وقت سکون نصیب نہ ہوتا۔

۶ دن روزی کمانے کو بنایا، اگر ہمیشہ رات ہی رہتی اور انسان سوتے ہی رہتے تو اپنے لئے کھانے پینے وغیرہ کا سامان کیسے حاصل کرتے جس پر انسانی زندگی کا دار و مدار ہے اس لئے حق تعالیٰ نے

دن کو روشن بنایا تاکہ سب اپنی ضروریات زندگی مہیا کرسکیں۔
۷ سات مضبوط آسمان بنائے جن سے خدائے تعالیٰ کی قدرت کاریگری نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ یہ آسمان جن کی چھت دور تک پھیلی ہوئی ہے، اور بغیر کسی ستون کے ایک لمبی مدت سے قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گی، یہ آسمان اپنی عمدگی اور پائیداری کے ساتھ ساتھ خوبصورت اور زینت والے بھی ہیں، ان میں ستاروں کو جڑ دیا گیا جو ہیروں کی طرح چمکیلے ہیں۔
۸ سورج کو بنایا جس سے پورا عالم تابناک اور روشن رہتا ہے، اس آسمانی بلب کے سامنے دنیا بھر کی بڑی سے بڑی پاور کے بلب وٹیوب بھی ماند رہتے ہیں، روشنی کے علاوہ سورج سے ہمیں بہت سے فائدے پہونچتے ہیں، مثلاً کھیتی اور پھل پکنے میں مدد دیتا ہے، بہت سے مضر جراثیم کا خاتمہ کرتا ہے وغیرہ۔
۹ بادلوں سے پانی برسایا جس سے اناج سبزہ، اور گنجان باغ اگتے ہیں، جو انسان جنات چرند وپرند سبھی کے کام کی چیزیں ہیں۔
خدائے بالاوبرتر نے اپنی بے شمار نعمتوں میں سے یہاں صرف ۹ نو کو ذکر فرمایا، کیا ان عظیم چیزوں کو دیکھ کر بھی کوئی خدائی قدرت کا انکار کرے گا ہرگز نہیں، بس جیسے اس نے ان کو پیدا کیا ہے ویسے ہی وہ ان کو فنا بھی کرسکتا ہے اور ضرور کرے گا، اور پھر دوسرا عالم یعنی عالم آخرت قائم فرمائیگا اور سب سے حساب وکتاب لے گا اور سزا وجزا دے گا اور یہی قیامت ہے۔

موت کی یاد!

خدا کی یہ عظیم نعمتیں ہمیں موت کی یاد دلاتی ہیں کہ جیسے بادلوں سے پانی برسنے پر زمین سے ایک ننھا سا پودا نکلتا ہے، جو رفتہ رفتہ بڑھتا ہے اور اپنی جوانی وشباب کی امنگوں میں خوب لہلہاتا ہے، اور پھر ایک دن سوکھ کر زمین پر گر کر بے نشان ہوجاتا ہے، یہی حال انسان کا ہے کہ بچہ سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہوتا ہے اور ایک دن

اقوال وتحقیق

خَلَقْنَاكُمْ اَزْوَاجًا، بعض مفسرینؒ نے ازواج کے معنی کے دائرہ کو وسیع کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا اطلاق ایک صفت کا دوسری صفت کے مقابلہ میں بھی ہوتا ہے، جیسے بادشاہ اس کے مقابلہ میں فقیر، مالدار اس کے مقابلہ میں غریب، عالم اس کے مقابلہ میں جاہل، نیک اس کے مقابلہ میں بد، سمجھدار اس کے مقابلہ میں بے وقوف، خوبصورت اس کے مقابلہ میں بدصورت، وغیرہ ان سب کو بھی اللہ تعالیٰ نے جوڑے جوڑے پیدا کیا ہے۔

جسم سے روح نکل جانے پر بے جان ہوجاتا ہے۔

اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِیْقَاتًا ﴿۱۷﴾ یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ

بیشک فیصلہ کا دن ایک معین وقت ہے، یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم لوگ گروہ گروہ ہوکر آؤگے، اور آسمان کھل جاوے گا پھر

فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾

اسمیں دروازے ہی دروازے ہوجائینگے، اور پہاڑ ہٹا دیئے جائیں گے، سو وہ ریت کیطرح ہوجاوینگے

قیامت کا منظر!

قیامت کا دن متعین ہے، وہ نہ اپنے وقت سے پیچھے ہٹ سکتا ہے اور نہ آگے بڑھ سکتا ہے، ٹھیک اپنے وقت پر آئے گا اس کا صحیح علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، قیامت کس طرح آئے گی، اس کا نقشہ ومنظر حق تعالیٰ نے ان آیات میں دکھایا ہے، فرماتے ہیں اس دن حضرت اسرافیل علیہ السلام صور (جسکا دوسرا نام بگل بھی ہے) میں پھونک ماریں گے، تو اس میں سے بہت سخت اور ہولناک آواز نکلے گی جس سے پورا عالم الٹ پلٹ ہوکر فنا ہوجائے گا، اس دن آسمان میں بھی دراڑیں اور پھٹن پیدا ہوجائے گی۔ اسکو اللہ تعالیٰ نے دروازوں سے تعبیر فرمایا ہے، اس میں سے فرشتوں کے لشکر اتریں گے جو اس دنیا کو اجاڑیں گے، اس دن پہاڑ جو زمین کے لئے میخیں ہیں ریزہ ریزہ اور چور چور ہوجائیں گے۔

الغرض جب آسمان و پہاڑ جیسی ٹھوس و مضبوط اور اٹل چیزیں قائم نہ رہیں گی، تو زمین اور جو کچھ زمین پر ہے، اسی کا کیا پتہ چلے گا، وہ سب بھی درہم برہم ہوجائے گا، پھر ایک عرصہ بعد حضرت اسرافیلؑ دوبارہ صور پھونکیں گے جس سے تمام روحیں اپنے اپنے جسموں میں پہونچ جائیں گی، اور پھر سب جماعت در جماعت خداوندہ قدوس کے دربار میں حاضر ہوں گے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تمام انسانوں کی تین جماعتیں ہوں گی، ایک جماعت وہ ہوگی جو عمدہ قسم کے کھانے سے شکم سیر ہوگی، عمدہ لباس سے مزین ہوگی، اور بہترین گھوڑوں پر سوار ہوکر میدانِ حشر میں آئے گی، دوسری جماعت ایسی ہوگی جو پیدل چل کر میدان حشر میں آئے گی، تیسری جماعت وہ ہوگی جس کو منہ کے بل گھسیٹ کر میدان حشر میں لایا جائے گا۔

قرآن کریم میں دوسری جگہ ہے کہ ہر امت اپنے نبی کے ساتھ میدانِ حشر میں آئے گی جو مستقل ایک جماعت ہوگی، بعض روایات میں ان جماعتوں کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی گئی ہے کہ نیکوں

کی جماعت الگ ہوگی اور بدوں کی الگ، اور پھر علیحدہ علیحدہ قسم کے نیک اور بُرے کام کرنیوالوں کی مستقل الگ الگ جماعتیں ہوں گی، اور ہر ایک جماعت کے ساتھ ایک جھنڈا ہوگا جس پر اس کا کام لکھا ہوگا، مثلاً ہم نماز پڑھنے والے ہیں، ہم خیرات کرنے والے ہیں ہم چوری کرنیوالے ہیں، ہم خدا کی نافرمانی کرنے والے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾ لِّلطَّاغِينَ مَآبًا ﴿٢٢﴾ لَّابِثِينَ فِيهَآ أَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا

بیشک دوزخ ایک گھات کی جگہ ہے، سرکشوں کا ٹھکانہ، جس میں وہ بے انتہا زمانوں رہیں گے، اس میں نہ تو وہ کسی ٹھنڈک کا مزہ

بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَّغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾

چکھیں گے، اور نہ پینے کی چیز کا، بجز گرم پانی اور پیپ کے، پورا پورا بدلہ ملے گا، وہ لوگ حساب کا اندیشہ نہ رکھتے تھے۔

وَّكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ﴿٢٩﴾ فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ ع

اور ہماری آیتوں کو خوب جھٹلاتے تھے، اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر ضبط کر رکھا ہے، سو مزہ چکھو کہ ہم تمہاری سزا ہی بڑھاتے جاویں گے

ربع

قیامت کے بعد کیا حشر ہوگا؟

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر ایک کے حق میں فیصلہ فرمادینگے ان میں سے جو لوگ بدکار اور بددین ہوں گے، ان کی تاک اور انتظار میں جہنم رہے گی، کہ وہ لوگ جلد آئیں اور میں انھیں اپنے منہ کا لقمہ بناؤں۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جہنم کے پل یعنی پُلصراط پر نگراں فرشتوں کی چوکی ہوگی جن کے پاس جنت میں جانے کا پروانہ ہوگا، پلصراط پار کرکے جنت میں چلے جائیں گے، اور جن کے پاس پروانہ نہیں ہوگا، فرشتے اس کو روک لیں گے ان کو جہنم میں جانا پڑے گا، اور پھر ایک لمبی مدت اسی میں رہنا پڑے گا، یعنی اگر وہ بدکار مومن ہے تو اس کے گناہوں کی سزا پوری ہونے پر جہنم سے نکال کر جنت میں بھیجدیا جائے گا، اور اگر کافر و مشرک ہے تو وہ ہمیشہ جہنم ہی میں رہے گا۔

جہنمیوں کی غذا

جہنم میں نہ تو کوئی ٹھنڈک کی چیز میسر آئے گی اور نہ کوئی چیز پینے کو ملے گی، سوائے کھولتے ہوئے گرم پانی اور پیپ و کچلہو کے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب جہنمی پیاس کی شدت سے چلا چلا کر پانی مانگیں گے تو برسوں بعد انھیں گرم پانی دیا جائے گا، جو منہ کے قریب آتے ہی پورے چہرہ کو جھلس دے گا، اور پیٹ میں جانے

کے بعد انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا، اسی طرح ان کو پینے کے لئے وہ خون اور پیپ دی جائے گی جو جہنمیوں کے زخموں سے بہہ کر نکل رہی ہوگی، اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جہنم کے عذابات سے ہماری حفاظت فرمائے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم ان پر کوئی ظلم وزیادتی نہیں کر رہے ہیں بلکہ دنیا میں انھوں نے جتنی ہماری نافرمانی وسرکشی کی اور جتنے گناہ کے کام کئے تھے، وہ سب ہم نے ان کے نامۂ اعمال میں لکھ رکھے ہیں اسی کے مطابق انصاف کے ساتھ ان کو سزا دے رہے ہیں، اس سے ایک حبّہ بھی زیادہ نہیں، اور ہم تمہارا عذاب اسی طرح بڑھاتے رہیں گے، جس طرح تم دنیا میں ہمارے احکامات اور قیامت کا بڑھ چڑھ کر انکار کرتے تھے۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ

خدا سے ڈرنے والوں کیلئے بیشک کامیابی ہے، یعنی باغ اور انگور، اور نوخواستہ ہم عمر عورتیں، اور لبالب بھرے ہوئے جام شراب، وہاں نہ کوئی

فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿٣٥﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿٣٦﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا

بیہودہ باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹ، یہ بدلہ ملیگا جو کہ کافی انعام ہوگا رب کی طرف سے جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا، اور ان چیزوں کا جو ان دونوں کے

يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ

درمیان میں ہیں، رحمٰن ہے، کسی کو اس کی طرف سے اختیار نہ ہوگا کہ عرض معروض کر سکے، جس روز تمام ذی ارواح اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہونگے، کوئی نہ بول سکے گا

وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿٣٩﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ

بجز اسکے جسکو رحمٰن اجازت دیدے، اور وہ شخص بات بھی ٹھیک کہے، یہ یقینی دن ہے، سو جس کا جی چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانہ بنا رکھے، ہم نے تمکو ایک نزدیک

يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿٤٠﴾

آنیوالے عذاب سے ڈرایا ہے، جس دن ہر شخص ان اعمال کو دیکھ لے گا جو اس نے اپنے ہاتھوں کئے ہونگے، اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہو جاتا

جنّت کی نعمتیں

گناہ گاروں اور کافروں کے عذاب کو بیان کرنے کے بعد اب ان آیتوں میں مسلمانوں کو جو نعمتیں جنت میں عطاء کی جائیں گی ان کو ذکر فرما رہے ہیں جنتیوں کو باغات ملیں گے جس میں انگور جیسے عمدہ میوے اور اعلیٰ قسم کے پھل ہوں گے، یہ باغات غذا کی ضرورت بھی پوری کریں گے، اور سیر وتفریح کی بھی، اکیلے سیر وتفریح کرتے ہوئے

مزہ نہیں آتا، اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہاں تمہیں نوعمر سینہ ابھری ہوئی لڑکیں (حوریں) ملیں گی، یعنی ان پر پورا حسن وشباب چھایا ہوا ہو گا، اور تم بھی انہی کے ہم عمر ہو گے یعنی نوجوان شباب کے ساتھ اگر شراب نہ ہو تو شباب کا پورا مزہ نہیں اٹھایا جا سکتا اس لئے حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں، اے میرے نیک بندوں میں تمہیں جنت میں پاکیزہ شراب کے چھلکتے ہوئے پیالے بھی دونگا اگر شراب پی کر وہی حالت ہو جائے جو دنیا میں ہوتی ہے، یعنی بے ہوش ہو جانا، گالم گلوچ پر اتر آنا، آپس میں مار پیٹ کرنا، وغیرہ تو پھر اس شراب کا کوئی مزہ ہی نہیں، اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہاں تم نہ کوئی بیہودہ بات سنو گے نہ مکروفریب اور جھوٹ کی باتیں کانوں میں پڑیں گی، یعنی جنت کی شراب میں نشہ نہیں ہو گا. کہ اس کو پی کر آدمی قابو سے باہر ہو جائے اور بے ہودہ حرکتیں کرنے لگے، جنت میں مکمل امن وسکون رہے گا، ہر شخص تہذیب اور سلیقہ سے پیش آئے گا، یہ سب کچھ مسلمانوں کو ان کے نیک کام کرنے پر مالک دوجہاں کی طرف سے بطور انعام دیا جائے گا۔

شفاعت کا حق کس کو ہوگا؟

میدان محشر میں جب تمام انسان اور فرشتے نہایت ادب واحترام اور خشوعِ قلب کے ساتھ صفیں باندھیں بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہوئے ہوں گے تو اس دن خدائے تعالیٰ کی ہیبت وجلال کا یہ عالم ہو گا کہ کسی میں لب ہلانے کی ہمت نہ ہو گی کوئی کسی کے حق میں سفارش وشفاعت بھی کرنا چاہے گا تو وہ بھی نہیں کر سکے گا، مگر صرف وہی شخص جس کو اللہ رب العزت اجازت دیں گے، اور وہ بھی اتنا ہی کہہ سکے گا جتنی کہ خدا نے اجازت دی ہو گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کا دن یقینی ہے ہم نے تمہیں اس کے عذاب سے ڈرا دیا ہے، اب تم میں سے جس کا جی چاہے اس عذاب سے ڈر کر اچھے کام کر لے. اور یاد رکھو! اس دن ہر آدمی اپنے ان اعمالوں کو دیکھ لے گا، جو اس نے دنیا میں کئے ہیں، یعنی اللہ کے یہاں بندوں کا ہر ہر عمل لکھا ہوا ہے، اسی کے مطابق ان کو ثواب وعذاب دیا جائے گا۔

کاش میں مٹی ہوتا

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن جب جانوروں کا فیصلہ ہو گا تو انھیں بدلہ دلا کر مٹی کر دیا جائے گا، جس سینگ والی بکری نے بے سینگ والی بکری کو مارا تھا، آج جب وہ بدلہ لے گی تو اس کو سینگ عطا کئے جائیں گے اور جب وہ بدلہ لے لیگی تو ان کو مٹی بنا دیا جائے گا، یہ دیکھ کر کافر کہے گا، اے کاش میں مٹی ہوتا یعنی میں پیدا ہی نہ ہوتا، یا جانور ہوتا کہ مجھ سے بھی بدلہ لے کر مٹی بنا دیا جاتا۔

-:-----------------------:-

اٰیاتہا ۴۶ — (۷۹) سُوۡرَةُ النّٰزِعٰتِ مَکِّیَّةٌ (۸۱) — رکوعاتہا ۲

سورۂ نازعات مکہ میں نازل ہوئی اسمیں چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں،

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝۱ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝۲ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝۳ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝۴

قسم ہے ان فرشتوں کی جو جان سختی سے نکالتے ہیں، اور جو بند کھول دیتے ہیں، اور جو تیرتے ہوئے چلتے ہیں، پھر تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں،

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝۵ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۶ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝۷ قُلُوْبٌ

پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں، قیامت ضرور آویگی، جس روز ہلادینے والی چیز ہلا ڈالیگی، جسکے بعد ایک پیچھے آنیوالی چیز آویگی، بہت سے دل اس

يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝۸ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝۹ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝۱۰

روز دھڑک رہے ہونگے، ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی، کہتے ہیں کیا ہم پہلی حالت میں پھر واپس ہوں گے۔

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝۱۱ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝۱۲ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝۱۳

کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہوجائیں گے پھر واپس ہونگے، اس صورت میں یہ واپسی بڑے خسارہ کی ہوگی، تو بس وہ ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے

فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝۱۴

سب لوگ فوراً ہی میدان میں آموجود ہوں گے۔

تفسیر!

ان آیات میں اللہ رب العزت نے پانچ قسم کے فرشتوں کی قسم کھا کر بیان فرمایا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی، فرشتوں کی قسم غالباً اس مناسبت سے کھائی گئی ہے کہ قیامت کے دن جہاں عجیب وغریب واقعات دیکھنے میں آئیں گے، وہاں کام کرنے والے اور ان واقعات کو خدا کے حکم سے وجود میں لانے والے فرشتے ہی ہوں گے۔

پانچ قسم کے فرشتے

۱ والنّٰزعٰت غرقًا، اس سے مراد عذاب کے وہ فرشتے ہیں، جو بدکار اور کافر کی روح کھینچکر سختی سے نکالتے ہیں، ۲ والنّٰشطٰت نشطًا، اس سے مراد وہ فرشتے ہیں، جو مومن اور نیک لوگوں کی روح بڑی آسانی سے نکالتے ہیں

جیسے بوتل وغیرہ کا منہ کھلنے کے بعد پانی تیزی کے ساتھ آسانی سے نکل جاتا ہے، ع۳ وَالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا، اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسانوں کی روح قبض کر کے تیزی سے آسمان کیطرف لیجاتے ہیں، ع۴:- فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا:- اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو روحوں کو ان کے اچھے یا بُرے ٹھکانے اور قیام پر پہچانے میں سبقت اور جلدی کرتے ہیں ع۵ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا:- اس سے مراد وہ فرشتے ہیں، جو خدا کے حکم کے مطابق نیک روحوں کے لئے راحت و آرام کے سامان کا انتظام کرتے ہیں اور بد روحوں کے لئے عذاب اور تکلیف دہ سامان کا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ قسمیں کھا کر فرماتا ہے کہ اے کافرو! تم قیامت کا انکار کرتے ہو حالانکہ ہم زمین و آسمان کو ہلا اور لرزہ دیں گے، جس سے تمام مخلوق نیست و نابود ہو جائے گی، اور اسکے بعد ہم پھر سب کو زندہ کر دیں گے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ سے مراد وہ سخت ہیبت ناک آواز ہے جو پہلی دفعہ صور پھونکتے وقت ہو گی جس سے زمین و آسمان انسان و جانور فنا ہو جائیں گے، اور تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ سے مراد دوسری مرتبہ صور پھونکنا ہے جس سے تمام انسان و حیوان زندہ ہو جائیں گے، اور ان دونوں صور پھونکنے کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس دن بہت سے لوگوں کے دل دھڑک رہے ہوں گے، اور مارے شرم کے ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی، یہ حال آخرت میں انہی لوگوں کا ہو گا جو دنیا میں خدا کے احکام کی خلاف ورزی کر کے نفسانی اور شیطانی راستے پر چل کر من مانی زندگی گذارتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قیامت کا انکار کرنے والوں کی بات نقل فرمائی کہ کہتے ہیں کیا مرجانے کے بعد ہم پھر زندہ ہوں گے اور کیا جب ہمارے بدن کی ہڈیاں چور چور اور کھوکری ہو جائیں گی، ہم تب زندہ کئے جائیں گے، اور پھر بطور مذاق اور غرور کے کہنے لگے، اگر ہم واقعی مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق زندہ کئے جائیں گے، تو بھائیو! بڑے خسارہ اور نقصان میں رہیں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا چاہے تم دوبارہ زندہ ہونے کو مشکل اور عقل کے خلاف سمجھو مگر اتنا یاد رکھو کہ اس وقت ایک سخت آواز ہو گی جس سے فوراً ہی تمام انسان میدان میں آموجود ہوں گے یعنی جس وقت دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو تمام جسموں میں روح ڈال کر کھڑا کر دیا جائے گا جس طرح سوتے ہوئے انسان کو جگا دیا جاتا ہے، اور پھر ایک دم سب میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝١٥ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝١٦ اِذْهَبْ

کیا آپ کو موسیٰؑ کا قصہ پہنچا ہے، جب کہ انکوان کے پروردگار نے ایک پاک میدان یعنی طویٰ میں پکارا، کہ تم فرعون

اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝١٧ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝١٨ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝١٩

کے پاس جاؤ، اس نے بڑی شرارت اختیار کی ہے، سواس سے کہو کہ کیا تجھ کو اس بات کی خواہش ہے کہ تو درست ہوجائے اور میں تجھکو تیرے رب کی طرف

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝٢٠ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝٢١ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝٢٢ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝٢٣

رہنمائی کروں تو تو ڈرنے لگے، پھر اس کو بڑی نشانی دکھلائی، تو اس نے انکو جھٹلایا اور کہنا نہ مانا، پھر جدا ہو کر کوشش کرنے لگا۔ اور جمع کیا پھر باآواز بلند

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝٢٤ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝٢٥ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

تقریر کی، اور کہا کہ میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں، سو اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت کے اور دنیا کے عذاب میں پکڑا، بے شک اسمیں ایسے شخص کے لئے

لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝٢٦

بڑی عبرت ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

تفسیر

جس وقت حضور علیہ السلام کو آپ کی قوم نے جھٹلایا، تو آپ کو بہت تکلیف پہنچی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مختصر قصہ ذکر فرما کر آپ کو تسلّی دی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت موسیٰؑ کو بھی ان کی قوم اور فرعون نے جھٹلایا تھا اسلئے آپؐ اس سے غمگین نہ ہوں۔

قصۂ موسیٰؑ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ قرآن پاک میں بہت سی جگہ بیان کیا گیا ہے، یہاں پر جو مختصر واقعہ مذکور ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر مدین سے اپنے بیوی بچوں کو لے کر شہر مصر کی طرف آنے لگے، (اس وقت سواری کا انتظام نہیں تھا، اس لئے پیدل یا اونٹ پر سفر کیا جاتا تھا) تو وادی طویٰ کے قریب پہنچکر راستہ بھول گئے اور رات کا وقت ہو چکا تھا سردی کا موسم تھا، قریب میں آگ کے شعلے دکھائی دیئے تو حضرت موسیٰ اس کی طرف بڑھے، کہ آگ لے آؤں اور اگر وہاں کوئی شخص ملا تو اس سے راستہ بھی معلوم کرتا آؤں گا، آپ اس مقام پر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ درخت پر تجلی کا ظہور ہو رہا ہے اور اس کے ہر پتہ وشاخ سے فرشتوں کے تسبیح پڑھنے کی آوازیں آرہی ہیں آپ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے،

یہاں سے آواز آئی، اے موسیٰؑ میں رب العالمین ہوں، تم قریب آؤ اور بتلاؤ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے، حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا، میری لاٹھی ہے، فرمایا اس کو زمین پر ڈالدو، وہ فوراً سانپ ہوگیا، آپ گھبرائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا گھبراؤ نہیں، اسے اٹھالو یہ لاٹھی بن جائے گی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اپنا داہنا ہاتھ بغل میں دبالو دبایا تو وہ چمکنے لگا یہ دو معجزے عنایت فرماکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے موسیٰؑ تم مصر کے بادشاہ فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت سرکش اور نافرمان ہورہا ہے، اپنے کو خدا کہلاتا ہے اور میری مخلوق کو ستاتا ہے تم اس کو جاکر سمجھاؤ، آپ نے فرعون سے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں تجھ کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ تمام مخلوقات کا صرف ایک معبود ہے تو بھی اسی کی بندگی کر اور اپنی قوم سے بھی اس کی بندگی کرا اپنی نہیں، اور تو ظالم بن کر اللہ کی مخلوق کو مت ستا، آپ کی یہ باتیں سنکر فرعون متکبرانہ لہجہ میں بولا تو خدا کا رسول ہے، اس کا کیا ثبوت ہے آپؑ نے اپنے دونوں معجزے دکھادیئے اس نے کہا یہ تو جادوگری ہے میں بھی اپنے جادوگروں سے لاٹھی اور رسی کو سانپ بنوا سکتا ہوں، چنانچہ فرعون نے اپنے ملک کے جادوگروں کو اکٹھا کرکے موسیٰ کا مقابلہ کرایا جسمیں ان سب کو شکست وہار ہوئی، جادوگر سمجھ گئے کہ یہ کوئی جادوگری نہیں بلکہ خدا کا معجزہ ہے، اور وہ سب ایمان لے آئے اس پر فرعون چلایا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى، کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں، میری بندگی کرو، ان حد سے بڑھی ہوئی سرکشیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرعون کو دونوں جہاں میں عذاب کا مستحق ٹھہرایا، چنانچہ دنیا میں وہ مع اپنے عظیم لشکر کے دریا قلزم میں غرق ہوا، اور آخرت میں ہمیشہ کے لئے جہنم کے انگاروں میں جلتا رہے گا

اس طرح کے واقعات بیان فرماکر اللہ رب العزت انسانوں کی آنکھیں کھولنا چاہتے ہیں کہ فرعون جیسا بادشاہ ہمارے عذاب سے اپنے آپ کو نہ بچا سکا تو بھلا اور کوئی کیسے بچ سکتا ہے اس لئے اصل سکون اسی میں ہے کہ ہر در چھوڑ کر ہماری بندگی میں لگ جاؤ۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا

بھلا تمہارا پیدا کرنا، زیادہ سخت ہے، یا آسمان کا، اللہ نے اسکو بنایا، اس کی سقف کو بلند کیا، اور اسکو درست بنایا، اور اسکی رات کو تاریک

وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ

بنایا، اور اسکے دن کو ظاہر کیا، اور اس کے بعد زمین کو بچھایا، اس سے اس کا پانی اور چارہ نکالا، اور پہاڑوں کو قائم کردیا

اَرْسٰهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾

تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدے کے لئے۔

خدا کیلئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا مشکل نہیں!

ان آیات مقدسہ میں ان لوگوں کے شبہات کا خاتمہ کیا گیا ہے جو کہتے ہیں کہ بھلا ہم مرنے کے بعد کس طرح زندہ کئے جائیں گے. اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ذرا یہ بتلاؤ کہ آسمان وزمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے ان کا پیدا کرنا مشکل ہے، یا تمہارا، ظاہر ہے کہ آسمان جو ایک وسیع چھت کی طرح ہے اور کمال قدرت یہ کہ بلاستون کے قائم ہے اور ایک لمبی مدت گذرنے پر بھی اس میں کسی طرح کی کوئی پھٹن وغیرہ نہیں آئی. اسی میں ایک سورج بنایا، جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو پوری دنیا تابناک ہوجاتی ہے، اور دن ہوجاتا ہے. اور جب سورج چھپ جاتا ہے تو تاریکی ہی تاریکی چھاجاتی ہے اور رات ہوجاتی ہے، زمین کو دیکھئے کتنی لمبی چوڑی ہے اس میں اس نے پہاڑوں جیسی بڑی اور مضبوط چیز کو پیدا کردیا، زمین کو پھاڑ کر اس میں سے انسانوں اور جانوروں کے کھانے پینے کی چیزیں نکالدیں۔

اے غافل انسان! آسمان، زمین، پہاڑ، دریا، چاند، سورج اور انسان وجانوروں کی خوراک وغیرہ بڑی بڑی اور اہم اہم چیزوں کو جس ذات پاک نے پیدا فرمایا ہے وہ کس قدر غلبہ وقدرت والی ہوگی، اور بھلا اس کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

عقلی دلیل

اس کو یوں سمجھیئے کہ ایک مستری نے لوہا تلاش کر کے بلا کسی نمونے کے اپنے دماغ سے ایک چیز ڈھالی، اور پھر اس کو گلادی ختم کردی، اب اگر کوئی مستری سے یہ کہنے لگے کہ تم اس جیسی دوبارہ نہیں بنا سکتے. تو اس کو بے وقوف سمجھا جائے گا اسلئے کہ جس نے پہلی دفعہ بلا نمونے کے اس چیز کو تیار کردیا تھا، دوسری بار اس کو تیار کرنا اس کے لئے اور بھی آسان ہوگیا، کیونکہ لوہا بھی موجود ہے اور دماغ میں نمونہ بھی ہے اور اس کے بنانے کی ترکیب بھی معلوم ہے۔

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ

سو جب بڑا ہنگامہ آوے گا یعنی جس دن انسان اپنے کئے کو یاد کرے گا، اور دیکھنے والوں کے سامنے دوزخ ظاہر

يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ

کیجاویگی، تو جس شخص نے سرکشی کی ہوگی، اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی، سو دوزخ اس کا ٹھکانہ ہوگا، اور جو شخص اپنے رب کے سامنے

خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

کھڑا ہونے سے ڈرا ہوگا، اور نفس کو خواہش سے روکا ہوگا، سو جنت اس کا ٹھکانہ ہوگا۔

تفسیر مشرکین عرب دوبارہ زندہ ہونے اور قیامت کے قائم ہونے کے بڑی شدت سے منکر تھے۔ اسلئے اللہ پاک نے قرآن کریم میں قیامت کا ذکر بار بار فرمایا ہے،

چنانچہ ان آیات میں ارشاد ہے کہ جب قیامت آئے گی، اس دن ہر شخص اپنے کئے ہوئے اعمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا اور اس کو اپنا سب کچھ کیا یاد آجائے گا، جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے آج کے دور میں یہ بات سمجھنا سائنس نے بہت آسان کر دیا ہے کہ جو آواز ٹیپ کرلی جاتی ہے، وہ سینکڑوں برس بعد بھی سنی جاسکتی ہے اور اسی طرح جو چیز فلم کرلی جاتی ہے وہ بھی سالہا سال کے بعد دیکھی جاسکتی ہے، بھلا جب انسانی عقل کے ذریعہ آواز اور صورت کو اتنی مدت محفوظ رکھا جاسکتا ہے تو کیا احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہیں کہ وہ انسان کی تمام باتیں اسی میں ٹیپ کرتا رہے اور اس بٹن کو قیامت کے دن کھولدے، یقیناً اللہ پاک اس پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔

بہر حال قیامت کے دن اللہ رب العزت لوگوں کے اعمال کے مطابق فیصلے فرمائیں گے جو دنیا میں خواہشات نفسانی کا شکار رہا، حلال و حرام میں کوئی فرق نہ جانا اور خدائے وحدہ لاشریک لہ کی سرکشی پر تلا رہا، اس کے لئے اللہ پاک جہنمی ہونے کا فیصلہ فرمادیں گے اور جو شخص دنیا ہی میں قیامت کے ہولناک منظر سے اور وہاں کھڑے ہوکر اللہ ربّ العزت کو حساب و کتاب دینے سے گھبراتا رہا اور اپنے اعمال اس ڈر سے صحیح کرتا رہا، حرام خواہشاتِ نفس سے پرہیز کرتا رہا، اپنے پروردگار کی اطاعت و عبادت میں لگا رہا، اسکے لئے اللہ تعالیٰ جنتی ہونے کا فیصلہ فرمادیں گے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾

یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں، کہ اسکا وقوع کب ہوگا، اسکے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق، اس کا مدار صرف آپکے رب کی طرف ہے

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾ ع

آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہو، جس روز یہ اسکو دیکھیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا صرف ایک دن کے آخری حصہ میں یا اسکے اول حصہ میں رہے ہیں

قیامت کب آئیگی؟

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کو جواب دیا ہے جو قیامت کے متعلق سوال کرتے تھے کہ کب آئے گی؟ اس سوال سے ان کا مقصد صرف قیامت کا انکار کرنا تھا، کہ قیامت وغیرہ کچھ نہیں آئے گی، اور اگر واقعی آئے گی، جیساکہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہتے ہیں تو بتلاؤ کب آئے گی

ارشاد ہوتا ہے اے محمدؐ! آپؐ ان کفار سے کہہ دیجئے کہ قیامت کے آنے کا علم صرف خدائے تعالیٰ کو ہے۔ اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں بتلایا کہ کب آئے گی؟ نہ ہی اُس کا علم مجھے دیا ہے۔ اور اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تو تمہیں دنیا میں اس لئے بھیجا ہے تاکہ تم لوگوں کو قیامت کے ہولناک دن سے ڈراتے رہو، اس لئے نہیں کہ لوگوں کو بتلاؤ کہ قیامت اس وقت آئے گی۔

جو لوگ قیامت کے خوفناک مناظر سُن سُن کر لرزتے ہیں وہ تو بلاشبہ کامیاب ہیں کیونکہ وہ اپنے رب کے سامنے جانے کی تیاری میں مشغول و مصروف ہوجاتے ہیں، اور جو بے پروائی سے سن کر ٹال دیتے ہیں، اور اس کا انکار کرتے ہیں، وہ یقیناً ناکام و نامراد ہیں۔ قیامت کے روز یہ محسوس ہوگا، جیسے ہم دنیا میں صرف چند گھنٹے رہ کر آئے ہیں، اور بہت جلد قیامت کے میدان میں ہم کو لاکر کھڑا کردیا گیا ہے۔

بس اے منکرین و سائلینِ قیامت تم کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ بس قیامت آہی گئی ہے اسلئے آج ہی سے ایمان کی دولت سے مالامال ہوکر اس دن کی تیاری میں لگ جانا چاہیئے، یہی عقلمندی ہے، نہ یہ کہ بار بار قیامت کے متعلق سوال کرتے رہو۔

آیاتها ۴۲ (۸۰) سُورَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ (۲۴) رکوعها ۱

سورۂ عبس مکہ میں نازل ہوئی اسمیں بیالیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝١ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝٢ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝٣ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ

پیغمبر چیں بجبیں ہوگئے، اور متوجہ نہ ہوئے۔ اس بات سے کہ انکے پاس اندھا آیا، اور آپؐ کو کیا خبر شاید نابینا سنور جاتا، یا نصیحت قبول کرتا فائدہ پہونچاتا تو

الذِّکْرٰی ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی ﴿۶﴾ وَمَا عَلَیْكَ اَلَّا یَزَّکّٰی ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ

جو شخص بے پروائی کرتا ہے، آپ اس کی تو فکر میں پڑتے ہیں، حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں کہ وہ نہ سنورے، اور جو شخص آپ کے

یَسْعٰی ﴿۸﴾ وَهُوَ یَخْشٰی ﴿۹﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی ﴿۱۰﴾ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾

پاس دوڑتا ہوا آتا ہے، اور وہ ڈرتا ہے، آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں، ہرگز ایسا نہ کیجئے قرآن نصیحت کی چیز ہے، سو جس کا جی چاہے اسکو قبول کرلے

فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿۱۴﴾ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾

وہ ایسے صحیفوں میں ہے جو مکرم ہیں رفیع المکان ہیں مقدس ہیں، جو ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں کہ وہ مکرم اور نیک ہیں۔

شانِ نزول

اس سورت کے اترنے کا سبب بہت سی احادیث پاک میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام قریش کے بڑے بڑے سردار و رؤسا ابو جہل بن ہشام، ولید بن مغیرہ، ابی بن خلف اور اپنے چچا عباس ابن عبد المطلب وغیرہ کو دین کی تبلیغ کر رہے تھے ان کو مذہب اسلام قبول کرنے کی دعوت میں مشغول تھے، کہ اسی دوران حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ پرانے صحابی تھے، اکثر مجلس میں شریک ہوتے اور حضورؐ سے دین کی باتیں سیکھتے، آج بھی اپنی عادت کے مطابق آکر دین کی باتیں معلوم کرنا چاہیں، قرآن کریم کی ایک آیت پوچھی اور حضور کو اپنی جانب متوجہ کرتے رہے، حضورؐ کو ان کا طریقہ ناگوار معلوم ہوا، اور آپ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، آپؐ چونکہ اس وقت تبلیغ دین کے ایک اہم کام میں مصروف تھے، اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ سردارانِ قریش کہاں دین کی باتوں کے لئے وقت دیتے ہیں، آج موقعہ غنیمت ہے، لاؤ کلمۂ حق ان کے سینوں میں پیوست کردوں، آپؐ یہ بھی سمجھتے تھے کہ اگر یہ سردار ایمان قبول کرلیں گے تو ان کے ماتحت و متعلقین ہزاروں کی تعداد میں دولت اسلام سے سرفراز ہوجائیں گے، لہٰذا آپؐ نے حضرت ام مکتومؓ کے سوال کی طرف یہ سوچ کر توجہ نہ فرمائی کہ یہ تو سچے پکے مؤمن ہیں، مجلس میں آتے ہی رہتے ہیں، ان کو کل سمجھا دونگا بہرحال آپؐ نے سرداروں کو سمجھانا زیادہ ضروری سمجھا۔

اس وقت آپؐ پر اللہ نے یہ کلام نازل فرمایا کہ آپؐ کے بلند کردار اور اعلیٰ اخلاق کے یہ قطعاً شایانِ شان نہیں کہ آپؐ ایک اندھے صحابیؓ کو جو ہمارے خوف سے آپ کی مجلس میں آتا ہے، اور دین کی باتیں سیکھتا ہے، آپ اس کو نظرانداز کریں اس سے منہ پھیریں، اس کے

بعد سے حضور علیہ السلام حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کی بڑی عزت و قدر کرتے مجلس میں ان کو اپنے قریب جگہ دیتے اور فرماتے یہ وہ نابینا صحابی ہیں، جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سورہ عبس نازل فرمائی جب حضور ان کو دیکھتے تو فرماتے مَرْحَبًا بِمَنْ عَاتَبَنِیْ فِیْہِ رَبِّیْ یعنی مَرْحَبًا اے وہ شخص جس کی وجہ سے میرا رب مجھ پر خفا ہوا۔

حضورؐ کو ہدایت

اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی کہ آپ ایسا ہرگز نہ کیجئے جو لوگ آپؐ کے مخالف ہیں آپؐ کے مذہب کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں، اور وہ آپ کی نصیحتوں کو بے پروائی سے سنتے ہیں، ان کی وجہ سے آپ ان حضرات کی طرف توجہ نہ فرمائیں جو آپؐ کے عاشق ہیں، مذہب اسلام کے دیوانے ہیں اور آپ کی نصیحتوں کے متوالے ہیں۔

آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن مقدس تو ایک نصیحت کی چیز ہے، جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے اور جس کا جی نہ چاہے وہ جانے، بہرحال انجام اسی کو بھگتنا ہے آپ کا کام صرف دین کی بات پہونچا دینا ہے۔ ہدایت دینا ہمارا کام ہے۔

قرآن کی شان

قرآن کی شان جاننے کے لئے صرف اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ وہ دونوں جہاں کے بادشاہ کا کلام ہے مزید یہ کہ اللہ پاک نے قرآن کی شان ظاہر کرنے کے لئے اس کی چند خوبیاں اور صفات ذکر فرمائی ہیں، ۱ قرآن ایسے صحیفوں میں محفوظ ہے جو اللہ کے نزدیک عالی شان، مکرم و معظم اور مقبول ہیں ۲ وہ قرآن کریم مقدس پاکیزہ ہے، خبیث شیاطین کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی. نیز ناپاکی کی حالت میں اس کو چھونا جائز نہیں، ۳ اور اس کو لکھا ہے ایسے فرشتوں نے جو اپنی ذات کے لحاظ سے نہایت نیک اور صالح اور اللہ کے نزدیک بے پناہ مکرم و پسندیدہ ہیں۔

اقوال و تحقیق

عَبَسَ بمعنی تیوری چڑھانا، ناگوار ہونا. اس سورت کا نام اسی مناسبت سے رکھا کہ یہ حضور علیہ السلام کی ناگواری پر نازل ہوئی۔

ان آیات میں حضور کی اجتہادی لغزش پر مطلع کیا گیا ہے. منشأ اس اجتہاد کا یہ تھا کہ یہ امر مسلم ہے کہ اہم کام کو مقدم کرنا چاہئے، لہٰذا آپ نے کفر کی اشدیت کو موجب اہمیت سمجھا جیسے دو بیمار ہوں، ایک کو ہیضہ ہے اور دوسرے کو زکام، تو ہیضہ کے مریض کا علاج مقدم ہوگا، اور اللہ تعالیٰ جو عواقب امور سے بخوبی مطلع ہے. اس کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ مرض کی شدت

قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَكۡفَرَهٗ ؕ﴿۱۷﴾ مِنۡ اَىِّ شَىۡءٍ خَلَقَهٗ ؕ﴿۱۸﴾ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۙ﴿۱۹﴾

آدمی پر خدا کی مار وہ کیسا ناشکرہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو کیسی چیز سے پیدا کیا، نطفہ سے، اس کی صورت بنائی پھر اسکو اندازسے

ثُمَّ السَّبِيۡلَ يَسَّرَهٗ ۙ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقۡبَرَهٗ ۙ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنۡشَرَهٗ ؕ﴿۲۲﴾

بنایا، پھر اس کا راستہ آسان کردیا، پھر اسکو موت دی پھر اسکو قبر میں لیگیا پھر اللہ جب چاہے گا اسکو دوبارہ زندہ کریگا۔

تفسیر

اس سے پہلی آیت شریفہ میں قرآنِ مقدس کا عظیم الشان اور رفیع المرتبت ہونا بیان ہوا، اب ان آیتوں میں ان کافر انسانوں پر خدائے تعالیٰ لعنت فرمارہے ہیں جو قرآن کریم کو نہیں مانتے، اور اپنے پروردگار کی ان نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں، جن سے وہ ہر دم فائدہ اٹھاتے ہیں،

انسان کی حقیقت

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو اُس کی حقیقت یاد دلائی کہ تو کتنا حقیر وذلیل اور کمتر ہے، انسان کو اُس کی ابتدا یاد دلائی کہ تو کیسے گندے پانی یعنی منی کے قطرے سے پیدا کیا گیا ہے، پھر اے انسان تو کس چیز پر گھمنڈ کر کے اپنے خالق اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب قرآن مجید کو جھٹلاتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنا احسان یاد دلارہے ہیں کہ اے انسان اس ناپاک قطرے سے ہم نے تجھ کو بڑی حکمتوں کے ساتھ بنایا ہے کہ تیرا قد مناسب رکھا، تجھے اچھی شکل وصورت دی، تیری ضروریات کے مطابق تجھ میں ہاتھ پاؤں آنکھ، ناک وغیرہ بنائے، حضرات مفسرین نے فَقَدَّرَهٗ کی یہ تفسیر بھی فرمائی ہے کہ جس وقت انسان ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، وہیں حق تعالیٰ چار چیزوں کی مقدار لکھ دیتے ہیں، جس کی تفصیل حدیث پاک میں ہے، اوّل یہ کہ اس کی عمر کتنی ہوگی، دوّم رزق کتنا ملے گا، سوّم وہ دنیا میں کیسے کیسے اور کیا کیا کام کرے گا، چہارم اس کا انجام اچھا ہوگا یا برا۔

ثُمَّ السَّبِيۡلَ يَسَّرَهٗ یعنی انسان کے لئے ماں کے پیٹ سے نکلنا آسان کردیا، دوسری

اقوال وتحقیق

اس وقت موجب اہمیت ہے جب دونوں مریض طالب علاج ہوں لیکن اگر مرض شدید والا علاج کا طالب ہی نہیں بلکہ مخالف ہو تو پھر مقدم وہ ہوگا جو طالب علاج ہے اگرچہ مرض اس کا خفیف ہو۔

یا اس کی مثال یوں دی جائے کہ ایک مریض قابل علاج دوسرا لاعلاج، لہٰذا لاعلاج کو چھوڑ کر قابل علاج کی طرف توجہ دی جائے اگرچہ اس کا مرض اس سے اشد ہے۔

تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اللہ نے اپنے دین کا راستہ آسان اور واضح کر دیا کہ ہر شخص آسانی سے اس کو سمجھ سکتا ہے، اور اس پر عمل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے انسان کو کس طرح ایک قطرہ سے پیدا فرمایا اور پھر وہی اپنی قدرت بالغہ سے اسے موت دیدیتا ہے، اور پھر قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ بات سکھلائی کہ تم کو بے جان سے جاندار بنایا اور پھر جاندار سے بے جان (مردہ) بنا دیتے ہیں، اور پھر جاندار (زندہ) بنا دیں گے اور میدان حشر میں تم کو اپنے روبرو کھڑا کر دیں گے۔

دفن کرنا واجب ہے

فَاَقْبَرَهٗ :- اس آیت کے اس حصہ سے یہ مسئلہ بھی نکل آیا کہ انسان کو دفن کرنا واجب وضروری ہے، اس کو اللہ پاک نے انعامات کی فہرست میں ذکر فرمایا ہے، اگر غور سے دیکھا جائے تو واقعتاً مردہ کو دفن کرنا انسان پر بہت بڑا انعام ہے، اور یہ انعام انسان کو حضرت آدمؑ کے لڑکے قابیل کے وقت سے ملا ہے کہ اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر کے ایک گڑھے میں دفن کیا تھا نہیں تو اس سے پہلے انسان کی لاش جانوروں کی طرح یوں ہی جنگلات میں پھینک دی جاتی تھی۔ اور اسے دوسرے جانور اپنی غذا بنا لیتے تھے۔

كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ

ہرگز نہیں اسکو جو حکم کیا تھا اسکو بجا نہیں لایا، سو انسان کو چاہیئے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے، کہ ہم نے عجیب طور پر پانی برسایا، پھر عجیب

شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾

طور پر زمین کو پھاڑا، پھر ہم نے اس میں غلہ اور انگور اور ترکاری، اور زیتون اور کھجور،

وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾

اور گنجان باغ اور میوے، اور چارہ پیدا کیا، تمہارے اور تمہارے مواشی کے فائدے کیلئے۔ پھر جس وقت کانوں کو بہرہ

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ

کر دینے والا شور برپا ہوگا، جس روز ایسا کہ آدمی اپنے بھائی سے، اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے، اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا

مِّنۡهُمۡ يَوۡمَئِذٍ شَاۡنٌ يُّغۡنِيۡهِؕ ﴿۳۷﴾ وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ مُّسۡفِرَةٌ ۙ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسۡتَبۡشِرَةٌ ۚ﴿۳۹﴾

ان میں ہر شخص کو ایسا مشغلہ ہوگا، جو اسکو اور طرف متوجہ ہونے نہ دیگا، بہت سے چہرے اس روز روشن خنداں شاداں ہوں گے۔

وَوُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ عَلَيۡهَا غَبَرَةٌ ۙ﴿۴۰﴾ تَرۡهَقُهَا قَتَرَةٌ ؕ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكَفَرَةُ الۡفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾ ع ۲ ۵

اور بہت سے چہروں پر اس روز ظلمت ہوگی، ان پر کدورت چھائی ہوگی، یہی لوگ کافر فاجر ہیں۔

تفسیر

ان آیات مقدسہ میں حق تعالیٰ یہ بیان فرمار ہے ہیں کہ انسان کو وجود دیکر اور طرح طرح سے اس پر اپنے انعامات کی بارش فرما کر ہم نے کہا تھا کہ ہمارا شکرا دا کر مگر اس نے شکرادا نہیں کیا یہ بڑا ہی ناشکرا نکلا۔

اور پھر پیدائش اور موت کے درمیان کی کچھ نعمتوں کا ذکر فرمایا، کہ ہم نے بالکل انوکھے ڈھنگ سے پانی برسایا اور مختلف قسم کے پھل اور بہت سے اناج، اور قسم قسم کے چارے اور سبزیاں وغیرہ پیدا کیں، اے انسان ان میں سے کچھ تیری غذا بنتی ہے اور کچھ تیرے جانوروں کی۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ :- اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا منظر پیش فرمایا ہے کہ اس دن نفسی نفسی کا عالم ہوگا ہر ایک کو اپنی فکر لگی ہوگی، یہاں تک کہ اپنے قریبی رشتہ اور خون کی طرف بھی انسان توجہ نہیں کرے گا، باپ بیٹے سے بھاگے گا بیٹا باپ سے اعراض کرے گا، ماں بچوں کو بھول جائے گی بھائی بھائی کو نہیں پہچانے گا۔ غرضکہ سب اپنی اپنی فکر میں لگے ہوئے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اس دن انسان دو طرح کے ہوں گے، کچھ وہ ہوں گے جنکے چہرے ایمانی نور سے چمک رہے ہوں گے، اور یہ ہر طرح کے راحت و آرام اور خوشیوں میں ہوں گے یہ لوگ جنتی ہوں گے، کچھ وہ ہوں گے جنکے چہروں پر کفر کی ظلمت چھائی ہوئی ہوگی اور غم و پریشانی نے ان کو گھیر رکھا ہوگا، یہ لوگ جہنمی ہوں گے۔

اقوال وتحقیق

يَوۡمَ يَفِرُّ الۡمَرۡءُ :- کی تفسیر کے ضمن میں علامہ زمخشریؒ نے لکھا ہے کہ سب سے پہلا اپنے بھائی سے بھاگنے والا ہابیل ہے اور سب سے پہلے اپنے والدین سے بھاگنے والے حضرت ابراہیمؑ ہیں اور سب سے پہلے بیوی سے بھاگنے والے حضرت نوحؑ اور لوطؑ ہیں اور سب سے پہلے اپنے بیٹے سے بھاگنے والے حضرت نوحؑ ہیں۔ (تفسیر کشاف جلالین ابن کثیر)

(۸۱) سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ (۷)
اٰيَاتُهَا ۲۹ رُكُوْعُهَا ۱

سورۂ تکویر مکہ میں نازل ہوئی اس میں انتیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْعِشَارُ

جب آفتاب بے نور ہوجائے گا، اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے، اور جب پہاڑ چلائے جاویں گے، اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں

عُطِّلَتْ ۝۴ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝۵ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷

چھٹی پھریں گی، اور جب وحشی جانور سب جمع ہوجائیں گے، اور جب دریا بھڑکائے جائیں گے، اور جب ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے ہوجاویں گے

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰ وَاِذَا السَّمَآءُ

اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائیگا، کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی، اور جب نامۂ اعمال کھولے جاویں گے، اور جب آسمان کھل

كُشِطَتْ ۝۱۱ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝۱۴

جائیگا، اور جب دوزخ دھکائی جاوے گی، اور جب جنت نزدیک کردی جائیگی، ہر شخص ان اعمال کو جان لیگا جو لیکر آیا ہے،

قیامت کی نشانیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو قیامت کا منظر اپنی آنکھ سے دیکھنا چاہے اس کو چاہئے کہ وہ یہ تین سورتیں پڑھے ۱ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۲ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۳ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ، ان تینوں سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا پورا منظر اور نقشہ واضح طور پر کھینچ دیا۔

ان آیات میں قیامت کی بارہ نشانیاں ذکر کی گئی ہیں، ان میں سے اول کی چھ پہلی دفعہ صور پھونکنے کے بعد کی ہیں، اور چھ دوسری دفعہ صور پھونکنے کے بعد کی ہیں۔

پہلی چھ نشانیاں یہ ہیں، ۱ سورج دھوندلا دبے نور ہوجائے گا ۲ ستارے لوٹ کر گرجائیںگے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چاند سورج اور ستاروں کو لپیٹ کر سمندر میں ڈال دیا جائے گا، ۳ پہاڑوں کو ان کی جگہ سے چلادیا جائے گا، اس کی تفصیل قرآن میں دوسری

اس طرح ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں گے، اور ریزہ ریزہ ہو کر اڑتے پھریں گے، ع۴ دس مہینہ کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گے، اہل عرب کے نزدیک گابھن اونٹنیاں سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ ہے، کہ اس سے دودھ بھی ملنے والا ہے اور بچہ بھی اسلئے وہ ایسی اونٹنیوں کی پوری دیکھ بھال رکھتے اور انھیں ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے رکھتے، لیکن قیامت آنے کے وقت ہر شخص ایسی افراتفری میں پھنسا ہوا ہوگا کہ اسے اپنے اس مال کی بھی ہوش نہ رہے گی ع۵ تمام جالور جمع ہو جائیں گے، یعنی وہ وقت ایسا ہیبت ناک ہوگا کہ جالور بھی گھبراہٹ و دہشت کیوجہ سے اکٹھے ہو جائیں گے، ع۶ دریاؤں کو بھڑکا دیا جائے گا، کھولا دیا جائے گا، گرم کر دیا جائیگا یعنی جب پہاڑ اڑ جائیں گے تو زمین پھٹ جائے گی، اور تمام دریا آپس میں مل جائیں گے۔ اس وقت ان دریاؤں میں ایک طوفان اور طغیانی برپا ہو جائے گی، اور پھر گرمی کی شدت کے سبب تمام پانی آگ بن جائے گا، پھر اس کو جہنم میں شامل کر دیا جائے گا۔

ان مذکورہ چھ حادثوں سے پوری دنیا اور اس کی ہر چیز فنا ہو جائے گی، پھر ایک عرصہ بعد حضرت اسرافیلؑ اللہ کے حکم سے دوسری مرتبہ صور پھونکیں گے جس سے تمام ذی روح زندہ ہو جائینگے اس وقت یہ چھ واقعات وحادثات پیش آئیں گے، وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ سے انہی کو بیان فرمایا گیا ہے۔

ع۱ اس وقت ایک ایک طریقہ کے لوگ الگ الگ اکٹھے کئے جائیں گے، یعنی جب لوگوں کو میدان محشر میں حاضر کیا جائے گا تو ان کے جوڑے جوڑے اور جتھے بنا دیئے جائیں گے۔ یہ جتھے اور جماعتیں ایمان وعمل کے اعتبار سے ہوں گی کہ کافر ایک جگہ مسلمان ایک جگہ، پھر مسلمانوں میں مختلف گروہ ہوں گے، ان کی کرتوتوں اور عقیدوں کے لحاظ سے۔ اور اسیطرح کافروں میں بھی مختلف گروپ ہونگے

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو لوگ ایک جیسے کام کرتے ہوں گے ان سب کو ایک جماعت کی شکل میں جمع کر دیا جائے گا، مثلاً علماء کی جماعت الگ ہوگی، نمازیوں کا گروہ الگ ہوگا۔ اسی طرح برے کام کرنے والوں میں کہ رشوت اور حرام مال کھانے والوں کا گروپ علیحدہ ہوگا، اور چوروں کا گروہ الگ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

ع۲ زندہ گاڑی ہوئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ کس جرم کی وجہ سے زمین میں گاڑی گئی تھی زمانۂ جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ لڑکی کو اس خوف سے کہ کوئی ہمارا داماد بنے گا، زندہ درگور کر دیا کرتے تھے، قیامت کے دن ان ظالموں کی بابت اس لڑکی سے یا خود ان ظالموں سے اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے کہ اس لڑکی کو کس گناہ اور کس جرم میں تم نے زندہ دفن کر دیا تھا

اللہ تعالیٰ تو ہر غائب کی چیز کو جانتا ہے مگر پھر بھی ان سے اس لئے معلوم کیا جائے گا تاکہ ان کا جرم سب کے سامنے ثابت ہو جائے اور پھر ان کو سزا دی جائے۔

نسبندی کوئی بھی ایسا طریقہ اختیار کرنا جس سے حمل قرار نہ پائے خواہ وہ نسبندی کے ذریعہ ہو یا دوا کے ذریعہ قطعاً جائز نہیں ایسا کرنے والوں کے لئے حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ وہ خفیہ بچے کو زندہ درگور کرنے والے ہیں اور جو بعض احادیث میں عزل (یعنی ایسی تدبیر اختیار کرنا جس سے نطفہ رحم میں نہ جائے) کی اجازت ہے، وہ کسی ضرورت اور مجبوری کی صورت میں ہے،

ع۳ نامۂ اعمال کھولدیئے جائیں گے، جیسے دنیا میں امتحان کے بعد بچوں کو نتیجہ کارڈ دیا جاتا ہے، اسی طرح اس دن تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے نامۂ اعمال کھول کر دیئے جائیں گے کہ تم دنیا میں جو کچھ کر کے آئے ہو، اس کا انجام و نتیجہ دیکھ لو جنت ہے یا دوزخ۔ احادیث میں ہے کہ جنتی کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا، اور جہنمی کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

ع۴ آسمان کو کھولدیا جائے گا، جس طرح شادی بیاہ کے موقعہ پر شامیانہ باندھا جاتا ہے اور پھر کام پورا ہو جانے پر اسے اتار دیا جاتا ہے، سمجھو اسی طرح دنیا کا وقت پورا ہونے پر اللہ تعالیٰ اس نیلی چھت کو جو چادر کی طرح پھیلی ہوئی ہے اکٹھا کر دیں گے، لپیٹ دیں گے

ع۵ دوزخ دہکائی جائے گی، یعنی جہنم میں انسان کے گناہوں کا ایندھن جو اس میں مدتوں سے پڑا سلگ رہا تھا، اس کو اب غضب الٰہی کا شعلہ بھڑکا دے گا، اور دوزخ جوش مارنے لگے گی، خدا کی پناہ اسکے انگاروں اور شعلوں کی لپٹ کی آواز دور دور سنائی دیگی اس کو دیکھنے والے لرز جائیں گے، اور اپنا ہوش کھو بیٹھیں گے۔

ع۶ جنت نزدیک کر دی جائے گی، یعنی جنت کو جنتیوں کے قریب کر دیا جائے گا، تاکہ وہ اس میں داخل ہو جائیں، یہ اپنی آنکھوں سے اس میں وہ سب کچھ دیکھ لیں گے جو دنیا میں سنا کرتے تھے، قیامت کے ان حالات و واقعات کے پیش آنے کے بعد ہر شخص جان لے گا کہ وہ دنیا سے کیا لے کر آیا ہے، نیکیاں یا بدیاں اور اسی کے مطابق اس کا حساب وکتاب کر کے جنت یا جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

فَلَآ اُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾

میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی، جو پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں، چلتے رہتے ہیں، جا چھپتے ہیں، اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے، اور قسم ہے صبح کی جب

اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ﴿۱۹﴾ ذِىۡ قُوَّةٍ عِنۡدَ ذِى الۡعَرۡشِ مَكِيۡنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ

وہ آنے لگے، کہ یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا، جو قوت والا ہے مالک عرش کے نزدیک ذی رتبہ ہے، وہاں اس کا کہنا مانا جاتا ہے،

اَمِيۡنٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدۡ رَاٰهُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ عَلَى

امانت دار ہیں، اور یہ تمہارے ساتھ رہنے والے مجنون نہیں ہیں، اور انہوں نے اس فرشتہ کو صاف کنارہ پر دیکھا بھی ہے، اور یہ پیغمبر غیب کی باتوں

الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيۡنَ تَذۡهَبُوۡنَ ﴿۲۶﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا

پر بخل کرنیوالے بھی نہیں، اور یہ قرآن کسی شیطان مردود کی کہی ہوئی بات نہیں، تو تم لوگ کدھر کو چلے جا رہے ہو، بس یہ تو دنیا جہان

ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ

والوں کے لئے ایک بڑا نصیحت نامہ ہے، ایسے شخص کے لئے جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے، اور تم بدون خدا رب العالمین کے چاہے

اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۹﴾

کچھ نہیں چاہ سکتے ہیں۔

تفسیر

ابھی ابھی قیامت کے جن بارہ واقعات کا ذکر ہوا وہ چونکہ ایسے نہیں جنہیں آدمی دیکھ سکے یا صرف سن کر مان لے بلکہ وہ سب غیبی باتیں ہیں جن پر ایمان لانے کو ایمان بالغیب کہتے ہیں، ان کا ثبوت صرف نبی علیہ السلام کے فرمانے پر موقوف ہے، بس ان واقعات کو وہی سچا جان سکتا ہے جو حضور علیہ السلام کو سچا مانے اور یہ واقعات جس کتاب یعنی قرآن شریف میں موجود ہیں، اس کو برحق اللہ کی کتاب تسلیم کرے،

اہل عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھاتا ہے، وہ ہلاک و برباد ہو جاتا ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان کو یقین دلانے کی خاطر انہی کے عقیدہ کے مطابق قسم کھا کر اپنے نبی اور قرآن شریف کی حقانیت و صداقت کو بیان فرمایا۔

حق تعالیٰ نے جن صفات کے ستاروں کی قسم کھائی ہے وہ پانچ ہیں، ۱ زحل ۲ مشتری ۳ عطارد ۴ مریخ ۵ زہرہ، دوسری قسم اللہ تعالیٰ نے یہ کھلائی کہ قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے اور تیسری قسم یہ کھائی کہ قسم ہے صبح کی جب وہ آنے لگے۔ یہ تین طرح کی قسمیں کھاکر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید ہماری کتاب ہے جو لوگ اس کو محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لکھی ہوئی کتاب سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

حضرت جبرئیلؑ کی شان

اللہ نے اپنی کتاب حضور علیہ السلام پر حضرت جبرئیل امین کے ذریعہ نازل فرمائی ہو سکتا تھا کوئی بدعقیدہ اس میں کمی نکالتا اور کہتا کہ بیچ میں قاصد نے کچھ گڑبڑ کی ہو گی ہم اس کو خالص خدا کی کتاب نہیں مانتے، دھیان رہے پیغام میں گڑبڑی جبھی ہوتی ہے جبکہ قاصد میں یہ خامیں ہوں، اوّل پیغام بھیجنے والے کے نزدیک قاصد کی کوئی حیثیت نہ ہو، اس وہم کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ ہمارے نزدیک معزز ہے اور اس کا ہمارے یہاں بہت بڑا رتبہ و مقام ہے، اس کو ہم نے یہ عزت بخشی ہے کہ وہ سب فرشتوں کا سردار ہے، تمام فرشتے اس کے فرمانبردار اور مطیع ہیں، دوسرے قاصد بزدل اور کمزور ہو کہ کوئی اپنی طاقت کے بل پر اس سے پیغام میں تبدیلی کرادے، تیسرے یادداشت کمزور ہو کہ بھولے سے پیغام میں کسی طرح کی کمی بیشی ہو جائے ان دونوں وہموں کو ذِی قُوَّۃٍ کہکر ختم فرمادیا ہے کہ وہ قاصد نہایت طاقت و قوت اور پختہ یادداشت والا ہے، چوتھے قاصد خائن ہو کہ پیغام پہونچانے میں خیانت کرے اس وہم کو اَمِیْن کہہ کر ختم فرمادیا ہے کہ وہ قاصد امین ہے، ہمارے پیغامات کو نہایت ایمانداری سے بغیر کسی قسم کی خیانت کئے پہونچا دیتا ہے بعض ٹیڑھی عقل والوں کو یہ وہم بھی پیدا ہو سکتا تھا کہ ہو سکتا ہے حضور علیہ السلام نے قاصد کو اصلی صورت میں نہ دیکھا ہو، اور کوئی غیر آدمی مغالطہ میں ڈال کر پیغام دے جائے اور آپؐ انجانے میں اسی کو سچ اور حق جان بیٹھیں، اس کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد عربیؐ نے جبرئیل امین کو ان کی اصل صورت میں آسمان کے صاف اور بلند کنارہ پر دیکھا ہے اس لئے تمہارے گمانِ فاسد کے مطابق ہمارے نبیؐ کو کوئی مغالطہ نہیں ہو سکتا۔

اقوال و تحقیق

فَلَآ اُقْسِمُ: میں (۱) اکثر مفسرین کے نزدیک لام زائد ہے معنی ہونگے قسم کھاتا ہوں میں (۲) بعض مفسرین نے اسکو اپنی اصل پر رکھتے ہوئے نافیہ مانا ہے اس صورت میں ترجمہ و مطلب یہ ہوگا کہ میں ان ستاروں کی قسم نہیں کھاتا کیونکہ قرآن حکیم کی حقانیت و صداقت اسمیں غور و فکر کرنیوالوں پر خوب ظاہر ہے

رسولؐ کی شان

اس کے بعد اللہ پاک نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وصفات کا ذکر فرمایا ہے کہ اے لوگو! تمہارے ساتھ رہنے والا ہمارا پیغمبر مجنوں و دیوانہ نہیں ہے جیساکہ تم میں سے بعض خبیث الفطرۃ کافر خیال کرتے ہیں آپؐ تو اعلیٰ عقل وفہم کے مالک ہیں، اعلیٰ شعور اور نہایت دوررس نگاہ رکھنے والے ہیں، بڑے بڑے عقلاء آپؐ سے مشورہ کرتے ہیں اور عقل وشعور کا سبق سیکھتے ہیں۔

حضرت جبرئیلؑ کا دیدار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل امین کو ان کی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے، پہلی مرتبہ نبوت کے ابتدائی زمانے میں دیدار ہوا، جب غار حرا میں تشریف فرما تھے، اور سورۂ اقراء نازل ہوئی کہ آسمان کے مشرق والے کنارہ پر حضرت جبرئیلؑ کو ایک چمکدار نہایت خوبصورت کرسی پر جلوہ افروز پایا، جبرئیلؑ اس وقت نہایت عظمت وجلال اور نورانی شکل میں تھے ان کے جسم نے آسمان کے تمام کناروں کو ڈھانپ رکھا تھا، ان کے چھ سو پر ہیں، ہر پر نہایت اعلیٰ قسم کے یاقوت زبرجد اور قیمتی موتیوں سے بنا ہوا ہے، اور دوسری مرتبہ شبِ معراج میں سدرۃ المنتہیٰ کے قریب اسی شکل وصورت میں جبرئیلؑ کا دیدار ہوا۔

حضورؐ کاہن نہیں!

مشرکین عرب کو حضور علیہ السلام کے متعلق ایک یہ بھی وہم تھا کہ آپؐ شعبدہ گر اور کاہن ہیں، اللہ پاک نے اس بات کو بھی صاف کردیا کہ وہ غیب کی باتیں بتلانے میں بخل نہیں کرتے، اور کاہن بخل کرتا ہے کہ کوئی بات اگر اسے غیب کی اٹکل سے مل جاتی ہے تو وہ لوگوں سے مال کھسوٹنے کے لئے اس بات کو بتلانے میں بخل کرتا ہے، لوگوں سے کہتا ہے کہ میرے پاس ایک غیب کی بات ہے اس کو بتلاتا نہیں اور جاہل لوگوں سے خوب چکر لگواتا ہے، اور جب ان سے اپنی مرضی کے مطابق مال بٹور لیتا ہے تب الٹی سیدھی سنا دیتا ہے، کاہنوں کی اگر اٹکل سے کہی ہوئی ایک بات سچ ہوجاتی ہے تو ننانوے باتیں یقیناً غلط ثابت ہوتی ہیں، اور قرآن کریم کی یہ شان ہے کہ اس کی سَو کی سَو باتیں یقینی طور پر سچی ہوتی ہیں۔

قرآن شیطانی کلام نہیں!

بہت سے عرب کے جاہلوں کا یہ نظریہ تھا کہ قرآن کریم شیطانی کلام ہے حق تعالیٰ نے اس کی تردید فرمادی، ذرا غور تو کیا جائے کہ قرآن خبیث جنات اور مردود شیطان کا کلام کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ شیطان لوگوں کو شرک وبت پرستی کی دعوت دیتا ہے، اور قرآن حکیم توحید وخدا پرستی کی، قرآن امر بالمعروف اور نہی

عن المنکر کا سبق سکھاتا ہے، اور شیطان ملعون برائی و مکاری کا، قرآن مہربانی و ہمدردی کی تعلیم دیتا ہے، اور شیطان ظلم و ستم اور قتل و غارتگری کی طرف لوگوں کو کھینچ کھینچ کر لاتا ہے، قرآن شریف کی تعلیمات کتنی پاکیزہ ہیں، اور شیطان ملعون کے خیالات کس قدر ناپاک و غلیظ اور گندے ہیں، لہٰذا کسی بھی طرح قرآن مقدس خبیث جنات اور ملعون شیطان کا کلام نہیں ہو سکتا۔

بس اے لوگو! تم کدھر جاتے ہو، کیا گھر کی راہ چھوڑ کر کنویں میں گرنے جاتے ہو کہ ہمارے بھیجے ہوئے نبی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہو، قرآن کریم کو آسمانی کتاب نہیں مانتے، اپنے معبود خدائے تعالیٰ کو بھول بیٹھے ہو، یاد رکھو یہ قرآن مقدس تم سب کے لئے نصیحت والی کتاب ہے، خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو اس سے نصیحت حاصل کرکے سیدھی راہ پر چلنے کا پختہ ارادہ رکھتے ہیں۔

شانِ نزول

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ: یہ آیت سن کر ابوجہل نے کہا تھا کہ پھر تو ہدایت و گمراہی ہمارے قبضے میں ہے جبتک جی چاہے گا سرکشی و عیاشی کریں گے، اور جب ان سے طبیعت بھر جائے گی تو نیک صالح مومن بن جائیں گے اس کے باطل خیال کی تردید کے لئے اللہ رب العزت نے یہ آیت وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ نازل فرمائی کہ اے لوگو! اس بارے میں تمہاری تمنائیں تمہارے ارادے کارگر نہیں ہو سکتے کہ جب چاہو ہدایت حاصل کر لو اور جب چاہو گمراہی، ہدایت و گمراہی تو فقط ہمارے قبضہ و قدرت میں ہے جس کو چاہتے ہیں ہدایت سے مالا مال کر دیتے ہیں، اور جس کو جی چاہتا ہے گمراہی کے گڑھے میں دھکیل دیتے ہیں اسلئے ہم سب کو حق تعالیٰ سے ہدایت کا طالب رہنا چاہئے۔

اقوال و تحقیق

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ: اس مقام پر بہت سے نااہل یہ بھی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ دیکھو خود قرآن میں صاف طور پر لکھا ہے کہ یہ جبرئیل کا قول و کلام ہے پھر اس کو خدا کا کلام کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے، اسکا جواب یہ ہے کہ قول سے مراد یہ نہیں کہ یہ کتاب جبرئیل کی لکھی ہوئی ہے وہی اس کے مصنف ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ قول و آیات جبرئیلؑ نے ہمیں سنائی اپنے رب کی جانب سے دراصل یہ کلام اسی خالق دوجہاں کا ہے

یاتہا ۱۹ سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ (۸۲) رکوعہا ۱

سورۂ انفطار مکہ میں نازل ہوئی اس میں انیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴

جب آسمان پھٹ جاوے گا، اور جب ستارے جھڑ پڑیں گے، اور جب سب دریا بہہ پڑیں گے۔ اور جب قبریں اکھاڑی جاویں گی

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝۵ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶

ہر شخص اپنے اگلے اور پچھلے اعمال کو جان لے گا، اے انسان تجھ کو کس چیز نے تیرے رب کریم کیساتھ بھول میں ڈال رکھا ہے

الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝۷ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝۸

جس نے تجھ کو بنایا، پھر تیرے اعضاء کو درست کیا پھر تجھ کو اعتدال پر بنایا، جس صورت میں چاہا تجھ کو ترکیب دے دیا۔

تفسیر اس سورت میں قیامت کے حالات میں سے چار کو بیان فرمایا ہے، ۱ اس دن آسمان پھٹ جائے گا، اس کی تفصیل دوسری جگہ اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ایک چیز بدلی جیسی عرش کے نیچے سے اترے گی، اور سب آسمان اسکے صدمے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، اور وہ بدلی حقیقت میں قہر الٰہی کی تجلی ہو گی، جو اس جہاں کو فنا کرنے کے لئے اس صورت میں نازل ہو گی۔

۲ ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے جب آسمان ہی کا وجود نہیں ہوگا تو ستاروں کا گرنا لازمی ہے۔

۳ تمام دریا بہہ پڑیں گے، شیخ ابو منصور ماتریدیؒ نے فرمایا کہ پہلے تمام دریاؤں کو اکٹھا کیا جائے گا جس سے ان میں جوش اور طغیانی برپا ہو جائے گی، اور پھر اس میں سے ایک زبردست شعلہ اٹھے گا، جس سے کچھ پانی دھواں بن جائے گا، اور وہ میدان محشر میں پھیل جائے گا، اور باقی پانی جہنم کی آگ بن جائے گا، خدا کی شان دیکھئے جو پانی دنیا میں آگ کو بجھاتا، اور ٹھنڈا کرتا ہے وہی قیامت کے دن دہکتے ہوئے انگارے اور شعلے بن جائے گا

کہ اس دن تمام قبریں اکھاڑ دی جائیں گی یعنی مردوں کو قبروں سے نکالا جائے گا، اور جسموں کے حصے آپس میں مل جائیں گے، انسان اپنی شکل اختیار کر لے گا، اس وقت عرش کے نیچے سے پانی برسے گا، اس میں زندگانی کی قوت سپرد کی گئی ہوگی، اور وہ مرد کی منی کا حکم رکھے گا اس کے بعد حضرت اسرافیلؑ صور پھونکیں گے جس سے انسانوں کی روحیں انکے جسموں سے مل جائیں گی۔ جس دن یہ حالات مذکورہ پیش آئیں گے، اس روز ہر شخص اپنے اگلے پچھلے اعمال کو جان لے گا جو کچھ اس نے دنیا میں اچھے برے اعمال کئے تھے، وہ سب نامۂ اعمال کی صورت میں اس کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے۔

غافل انسان

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ الآیۃ جو لوگ قیامت کے ان حالات کو سن سن کر نافرمانی اور گناہوں کی غفلت سے بیدار نہیں ہوتے ان سے مخاطب ہوکر اللہ پاک فرمارہے ہیں، اے غافل انسان تجھ کو کس چیز نے اپنے ربّ کریم سے غافل ومغرور کو رکھا ہے کہ جس خدا نے تجھے پیدا کیا اور تیرے تمام حصوں کو ایک خاص مناسبت سے بنایا تیرے تمام جوڑ بند برابر پیدا کئے ہاتھ پیر کان آنکھ وغیرہ سب کو بالکل اندازے سے ایک دوسرے کے برابر بنایا اگر ایک ٹانگ چھوٹی ہوتی، دوسری بڑی تو چلنے میں لنگڑا پن بھی ہوتا اور دیکھنے میں بری بھی لگتی، اے غافل انسان تجھے اپنے ربّ کریم کا احسان ماننا چاہئے کہ اس نے تجھے کس قدر حسین وخوبصورت بنایا اور عیب وکمی سے بچائے رکھا۔ اس ذات پاک نے جس شکل وصورت میں چاہا تجھے ڈھال دیا یہ اس کا انعام ہے کہ اس نے تجھے عمدہ اور سڈول جسم عنایت فرمایا۔

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں اگر خدا چاہتے تو بندر کی یا سور کی صورت بنا دیتے، حضرت ابوصالحؒ فرماتے ہیں اگر چاہتے تو کتے کی شکل بنا دیتے۔ چاہتے تو گدھے کی شکل بنا دیتے اور چاہتے تو سور کی، حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں یہ سب سچ ہے، واقعی وہ قادر مطلق ایسا ہے کہ انسان کو کسی بھی شکل وصورت میں پیدا کر سکتا ہے، مگر یہ اس کا ہی کرم تو ہے کہ اس نے

اقوال وتحقیق

سوال! اس عالم کا وجود زمین کی پیدائش سے شروع ہوا، لہٰذا اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس کا فنا بھی زمین سے ہو مگر معاملہ اس کے برعکس ہے

جواب:: کا حاصل یہ ہے کہ جب کسی مکان کو بنایا جاتا ہے تو پہلے اس کی چھت توڑی جاتی ہے،

فَقِسْ عَلَيْهِ۔

اس کو اچھی اور پاکیزہ صورت وسیرت والا بنایا۔
اے غافل انسان جس رب کریم نے تیرے وجود میں ایسے ایسے کمالات ودیعت فرمائے تو اسی کے بارے میں دھوکہ وفریب کھا بیٹھا کہ اس کو بھول گیا، اس کی نافرمانی میں لگ گیا تجھے تیرے جسم کا ہر ہر جوڑ اس کی یاد دلانے اور اس کی بندگی پر مجبور کرنے کے لئے کافی تھا، یا ایھا الانسان الایۃ، حضرت عمر فاروق رضؓ نے کسی صحابیؓ کو اس آیت کی تلاوت کرتے سنا، تو فرمایا، انسان کی جہالت نے اس کو غافل بنا رکھا ہے، حضرت ابن عمرؓ وابن عباسؓ سے بھی یہی مروی ہے۔

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ﴿٩﴾ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُونَ

ہرگز نہیں بلکہ تم جزاء وسزا کو جھٹلاتے ہو، اور تم پر یاد رکھنے والے معزز. لکھنے والے مقرر ہیں، جو تمہارے سب

مَا تَفْعَلُونَ ﴿١٢﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصْلَوْنَهَا

افعال کو جانتے ہیں، نیک لوگ بے شک آسائش میں ہوں گے، اور بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے. روز جزاء کو اس میں

يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ

داخل ہوں گے۔ اور اس سے باہر نہ ہوں گے، اور آپؐ کو کچھ خبر ہے کہ روز جزاء کیسا ہے، پھر آپؐ کو کچھ خبر ہے کہ

مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ﴿١٩﴾

وہ روز جزاء کیسا ہے، وہ ایسا ہے جس میں کسی شخص کے نفع کیلئے کچھ بس نہ چلے گا. اور تمام تر حکومت اس روز اللہ ہی کی ہوگی۔

ع ۱۹ - الانفطار

تفسیر

ان آیات پاک میں اللہ رب العزت نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اے غافل انسان (کافرو) تمہیں تو ہمارے احسانات پر شکر گذاری کرنی چاہئے تھی، مگر تم نے ایسا بالکل نہیں کیا بلکہ مزید تم نے مرنے کے بعد جی اٹھنے کو حساب وکتاب اور قیامت ہی کو جھٹلا دیا، حالانکہ قیامت ہی پر یقین رکھ کر تم نفس وشیطان کے دھوکہ وفریب سے بچ سکتے تھے،

ملائکہ حفظہ

مگر یہ غافل انسان یہ بھول بیٹھا ہے کہ اللہ پاک نے اس کے حساب وکتاب اور نیکی وبدی لکھنے پر نگہبان فرشتے کراماً کاتبین مقرر فرما رکھے ہیں جو اس کے ہر ہر منٹ کا حال لکھتے رہتے ہیں، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ مقدس فرشتے تم سے کسی

حال میں بھی جدا نہیں ہوتے، بس صرف ناپاکی اور پاخانہ کے وقت علیحدہ ہوتے ہیں، تم ان کی عزت واحترام کرو، اور غسل کے وقت پردہ رکھو، کہ ایک طرف غسل خانہ میں جاکر نہاؤ اور اگر باہر ہی غسل کرنا ہے تو گھٹنوں تک کپڑا کرلیا کرو۔

استغفار کی برکت

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جب کراماً کاتبین فرشتے بندوں کے روزانہ نامۂ اعمال حق تعالیٰ کے دربار میں پیش کرتے ہیں تو جس کے شروع اور آخر میں استغفار ہوتا ہے تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے، ہیں اسکے درمیان کے بھی سب گناہ معاف کردو، دیکھئے استغفار کی کتنی برکت ہے، اگر ہم ایک بار صبح اور ایک بار شام پڑھ لیں تو ہمارے پورے دن کے گناہِ صغیرہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

نیک وبد کا انجام

سورۃ کے اخیر میں اچھے بُرے اور نیک وبد انسانوں کا انجام بیان کیا گیا ہے کہ ہم ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیں گے جس نے نیک اور صالح اعمال کئے اور اپنی زندگی دنیاوی لذتوں میں نہیں بلکہ خدا کی یاد میں گذاری ہے اس کو آخرت میں راحت وآرام کی زندگی جنت میں گذارنے کو ملے گی اور جس نے بُرے کام کئے قیامت کو جھٹلایا اس کو اللہ تعالیٰ جہنم میں دھکیل دیں گے اور وہ ہمیشہ اسی میں جلتا رہے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ بندوں کو تنبیہ کرنے اور ڈرانے کی وجہ سے فرماتے ہیں کہ تم جانتے بھی ہو بدلہ کا دن جزا کا دن قیامت کا دن کیا ہے اور اسی جملہ کو دہرا کر فرمایا کہ وہ دن ایسا ہے کہ اس میں کوئی بھی ایک دوسرے کی مدد نہیں کرسکے گا اس دن خالص حکومت اللہ ہی کی ہوگی کوئی دوسرا پر بھی نہیں ہلا سکے گا، اسلئے اے لوگو! اس دن سے ڈرو اور اس کے لئے مکمل تیاری کرکے رکھو تاکہ حساب وکتاب میں کامیابی ہو اور جنت الفردوس تمہارا ہمیشہ کا ٹھکانہ بنے۔

آیاتہا ۳۶ (۸۳) سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ (۸۶) رکوعہا ۱

سورۂ مطففین مکہ میں نازل ہوئی اس میں چھتیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢ وَاِذَا كَالُوْهُمْ

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنیوالوں کی، کہ جب لوگوں سے ناپ کرلیں، تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ناپ کر یا

اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۞ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۞ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۞ يَوْمَ

تول کر دیں تو گھٹا کر دیں، کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اٹھائے جائینگے

يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

جس دن تمام آدمی ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

شانِ نزول

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ ان میں ناپ تول میں کمی کرنے کی عادت ہے، اس پر اللہ پاک نے یہ سورۃ تطفیف نازل فرمائی، اس سورۃ کے نازل ہوتے ہی اہل مدینہ نے اپنی اس گندی عادت کو ایک دم چھوڑ دیا اور پھر ناپ تول میں ایسا انصاف کر کے دیکھایا کہ آج تک ان جیسے صحیح اور پورا تولنے والے پیدا نہ ہو سکے پوری دنیا میں ان کے پورا تولنے کو مثال بنا کر پیش کیا جانے لگا، درحقیقت یہ رسولؐ خدا کا ایک معجزہ تھا،

ناپ تول میں کمی کرنا حرام ہے

قرآن وحدیث میں ناپ تول میں کمی کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، چونکہ عام طور پر لین دین انہی دو طریقوں سے ہوتا ہے اسلئے قرآن نے انہی کو ذکر فرمادیا ورنہ تو اصل یہ ہے کہ کسی کے کسی بھی حق میں کمی کرنے کا یہی حکم ہے، چنانچہ شیخ ابو القاسم قشیریؒ اور دوسرے بزرگوں نے فرمایا کہ تطفیف یعنی کمی کرنے میں یہ چیزیں بھی داخل ہیں۔

ع۱ اپنے لئے انصاف مانگنا، اور دوسروں کو انصاف نہ دینا ع۲ اپنے عیب چھپانا اور دوسروں کے کھولنا ع۳ لوگوں سے اپنی عزت کرانے کی فکر کرنا اور دوسروں کی بے عزتی کرنا ع۴ نوکروں سے کام خوب ٹھوک بجا کر لینا اور تنخواہ ٹال مٹول اور کم کر کے دینا ع۵ لوگوں سے اللہ کے واسطے خود سوال کرنا اور دوسروں کو خدا کے نام پر نہ دینا ع۶ دوسروں کو نصیحت کرنا اور خود اس پر عمل نہ کرنا، ع۷ نیک اور صالح لوگوں جیسی شکل وصورت بنانا اور کام شیطانوں جیسا کرنا ع۸ ملازم سے جتنے گھنٹے کام کرنا طے ہوا اس میں سے وقت چرانا اور کم کرنا بھی اس میں داخل ہے ع۹ جس طرح سے ملازموں کو محنت کرنے کا رواج ہے اس میں کاہلی اور سستی کرنا، بھی اسی گناہ میں شامل ہے۔

پانچ گناہوں کی سزا پانچ چیزیں ہیں

رسولِ مقبولؐ کا ارشاد ہے کہ پانچ گناہوں کی سزا پانچ چیزیں ہیں اوّل وعدہ خلافی کرنے والے پر اس کے دشمنوں کو مسلط اور غالب کر دیا جاتا ہے، دوئم جو قوم اللہ کے قانون کو چھوڑ کر دوسرے قوانین پر فیصلے کرتی ہے اس میں فقر و فاقہ اور محتاجگی عام کر دیتے ہیں، سوئم جن لوگوں میں بے حیائی اور زنا عام ہو جائے تو ان پر طاعون اور دوسری سخت قسم کی بیماری مسلط کر دی جاتی ہیں، چہارم جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان سے بارش جیسی اہم نعمت کو روک لیا جاتا ہے پنجم جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں انہیں حق تعالیٰ شانہ قحط میں مبتلا فرما دیتے ہیں،

امت محمدیہ پر اللہ کا بہت بڑا احسان و کرم ہے کہ مختلف قسم کے گناہ کرنے پر بھی اللہ کے قہر و عذاب سے بچی ہوئی ہے، یہ حقیقت میں صدقہ و طفیل ہے نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا، نہیں تو حضرت شعیبؑ کی قوم نے جب ناپ تول میں کمی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو تباہ و برباد کر ڈالا

قحط کا مفہوم

حدیث پاک میں جن گناہ گاروں کی سزا فقر و فاقہ اور قحط بتلائی گئی ہے اس سے ہوسکتا ہے کہ کچھ افراد اس الجھن میں گھر جائیں کہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ اسطرح کے غلط کام کرنے والے کہیں بھی قحط اور فاقہ میں مبتلا نہیں ہوتے اس لئے یہاں فقر و فاقہ اور قحط کا اصل مفہوم لکھا جاتا ہے تاکہ یہ شبہ جاتا رہے، قحط کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ رزق موجود ہوتے ہوئے وہ کھا نہ سکے کہ کوئی بیماری ایسی لگ گئی جس میں کھانا نقصان دہ ہے، ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ چیزیں ہی شہر اور بستی سے ختم ہو جائیں یا سرمایہ دار چھپا کر رکھ لیں، ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ چیزیں اس قدر گراں ہو جائیں کہ خریدی نہ جا سکیں غور سے دیکھا جائے تو آج کل اسی طرح کا قحط مسلط کیا جاتا ہے

ناپ تول میں کمی کرنیوالوں کو تنبیہ

اللہ تعالیٰ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو تنبیہ فرماتے ہیں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کل قیامت کے دن تمہیں رب العالمین کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور اپنے کئے کا حساب دینا اور سزا و جزا پانا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس دن تمام لوگ خدا کے سامنے کھڑے کانپ رہے ہوں گے۔ آپ نے دوسرے موقع پر فرمایا کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے سروں پر آن کھڑا ہو گا، صرف ایک یا دو نیزے کے برابر فاصلہ ہو گا اور اس دن سورج کی دھوپ اس قدر تیز ہو گی کہ کھوپڑیں بھنّا اٹھیں گی اور ہانڈی کی طرح کھولیں گی، اور ہر شخص اپنے اعمال کے

مطابق پسینے میں ڈوبا ہوگا کسی کی ایڑیوں تک پسینہ ہوگا کسی کے گھٹنوں تک کسی کی کمر تک، اور بعضے انسان تو بالکل ہی غرق ہوں گے اور اسی حالت میں رب دوجہاں کے سامنے ستّر سال تک خاموشی سے کھڑے رہیں گے،

ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے بشیر غفاریؓ سے فرمایا کہ تم اس دن کیا کروگے جب رب العالمین کے سامنے تین سو سال تک کھڑے رہوگے، نہ کوئی خبر آسمان سے آئے گی؟ حضرت بشیرؓ نے عرض کیا بس اللہ ہی مددگار ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! جب رات کو بستر پر لیٹ جاؤ تو اللہ سے قیامت کی ہولناک تکلیفوں سے اور حساب کی سختی سے پناہ مانگ لیا کرو۔

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ﴿۷﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّیْنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾

ہرگز نہیں ہوگا لوگوں کا نامۂ اعمال سجّین میں رہے گا، اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ سجین میں رکھا ہوا نامۂ اعمال کیا چیز ہے، وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر

وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ یُكَذِّبُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۱۱﴾ وَمَا یُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ

ہے، اس روز جھٹلانے والوں کو بڑی خرابی ہے، جو روزِ جزا کو جھٹلاتے ہیں، اور اس روزِ جزا کو تو وہی شخص جھٹلاتا ہے جو

مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾

حد سے گذرنیوالا ہو مجرم ہو، جب اسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاویں تو یوں کہدیتا کہ بے سند باتیں ہیں اگلوں سے منقول چلی آتی ہیں

تفسیر

خدا کو نہ ماننے والے کافر بت پرست قیامت کا انکار کرتے تھے، خدا نے ان کو یہاں تنبیہ فرمائی ہے کہ ایسا ہرگز ہرگز نہیں قیامت ضرور آئے گی اور قیامت میں جن کاموں کے بدلے سزا یا انعام دیا جائے گا، وہ سب خدا کے دفتروں میں لکھا ہوا محفوظ ہے۔

مقام سجّین

چنانچہ ارشاد ہے کہ کافروں کا اعمال نامہ مقام سجین میں ہے سجّین جہنم کا طبقہ ہے، ساتویں زمین کے نیچے ہے، وہاں ایک سیاہ پتھر ہے جس سے ہر وقت بدبودار دھواں نکلتا رہتا ہے یہ نہایت تنگ اور اندھیری جگہ ہے یہاں آگ اور قسم قسم کے سانپ بچھو ہیں، کافروں کی روحوں اور اعمال ناموں کو یہیں رکھا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب بدکار کافر ومنافق مرتا ہے تو اس کے سامنے ایسے فرشتے آتے ہیں

جن کے چہروں پر غصہ وغضب نمایاں ہوتا ہے مرنے والے کی جہاں تک نظر جاتی ہے اسے اسی طرح کے فرشتے دیکھتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں اے خبیث روح چل اس ناپاک بدن سے نکل اور اپنے اصلی مقام پر چل جہاں تجھے عذاب دیا جائے گا اور پھر اس بدبودار روح کو بری طرح کھینچ کر پہلے آسمان پر لیجاتے ہیں، وہاں سے پھر اس کو زمین پر لاتے ہیں۔

یہاں بھی کوئی جگہ اسے قبول نہیں کرتی، تب اللہ پاک فرماتا ہے اس کا نام سجّین میں لکھدو آخر فرشتے اس کو ساتویں زمین میں اس زبردست سیاہ پتھر کے نیچے رکھدیتے ہیں اور یہاں کے فرشتے اس کا نام اپنے یہاں چڑھا لیتے ہیں۔

قیامت کو جھٹلانے والے

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس دن یعنی جس دن بدکار اور کافروں کی روح کو سجّین میں داخل کیا جائے گا، اور وہ دن دور نہیں بلکہ بس مرنے کی دیر ہے جہاں مرے فوراً سجین میں پہونچے بڑی خرابی ہے، بڑا عذاب ہے، قیامت کو جھٹلانے اور انکار کرنے والوں کا اور قیامت کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جو خدا کی نافرمانی وسرکشی میں حد سے آگے بڑھ گئے، اور جن کے خیالات یہ بن چکے ہیں کہ قرآن نہ تو ہدایت ونصیحت کی کتاب ہے اور نہ ہی آسمانی ہے بلکہ یہ تو پرانی کہانیوں کا ناول ہے۔

قرآن ناول نہیں

بڑے جاہل ہیں وہ لوگ جو آنکھ بند کرکے قرآن مقدس کو پرانی کہانیوں کی کتاب اور ناول سے تعبیر کرتے ہیں، ان عقل کے اندھوں کو کوئی بتلائے کہ قرآن کریم تو ھدایت کا سرچشمہ ہے۔ بقعۂ نور ہے منبۂ فیض ہے، ایک ایک حرف سے ھدایت کی راہ ملتی ہے، اس کے اندر وہ تاثیر ہے کہ سینوں کو پھاڑ کر اندر گھس جاتی ہے، اور انسان کو عمل کے لئے مجبور کردیتی ہے یہی وہ کتاب ہے جو اندھیروں سے اجالوں کیطرف لانے میں لوگوں کے اندر انقلاب عظیم برپا کردیتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس کو پڑھ کر دل پسیج جاتے ہیں، یہی وہ کتاب ہے جس کو سنکر بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں، قرآن عظیم اس طرح کی لاکھوں کروڑوں صفات کا حامل ہے، کیا بھلا کسی کہانی اور قصہ کی کتاب اور ناول میں یہ صفات وخوبیاں ہوتی ہیں یا ہوسکتی ہے، ہرگز ہرگز نہیں، کہاں حاکم دوجہاں کا مقدس کلام اور کہاں ناپاک انسان کا بے ہودہ کلام، بھلا یہ دونوں کہیں برابر ہوسکتے ہیں، نہیں نہیں نہیں۔

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٤﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا ہے، ہرگز نہیں یہ لوگ اس روز اپنے رب سے روک دیئے

لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٧﴾

جائیں گے، پھر یہ دوزخ میں داخل ہوں گے، پھر کہا جاوے گا یہی ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿١٨﴾

ہرگز نہیں نیک لوگوں کا نامۂ اعمال علیین میں رہے گا۔

قیامت کو جھٹلانے کی وجہ

جو لوگ قیامت کو جھٹلاتے تھے انہی کے متعلق ان آیات میں ارشاد ہے کہ معاملہ ان کے خیالات جیسا بالکل نہیں قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی۔ اب ایک سوال دماغوں میں یہ آتا ہے کہ آخر یہ کفار قیامت کا انکار اتنی کثرت سے کیوں کرتے تھے، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جگہ جگہ قیامت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ کیا ان کے پاس مستحکم و مضبوط دلیلیں تھیں جس کی روشنی میں وہ قیامت کا انکار کرنے پر مجبور تھے؟

اللہ پاک فرماتے ہیں، ایسا معاملہ بالکل نہیں بلکہ ان کے قیامت کو جھٹلانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں پر گناہوں کا زنگ جم چکا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، اس کے بعد اگر وہ توبہ و استغفار کر لیتا ہے تو وہ نقطہ صاف ہو جاتا ہے، ورنہ نہیں، اور اگر کوئی مسلسل زندگی بھر گناہ ہی کرتا رہتا ہے تو اس کا پورا دل کالا ہو جاتا ہے اسی کالے پن کو اللہ تعالیٰ نے رَانَ یعنی زنگ سے تعبیر فرمایا ہے۔

قیامت کا انکار کرنیوالوں کی سزا

آگے ارشاد ہے کہ ان قیامت کے انکار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے دیدار اور زیارت سے محروم رکھیں گے، حدیث پاک میں ہے کہ نیک بندوں پر اللہ پاک ایک بہت بڑا انعام یہ فرمائیں گے کہ ان کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں گے۔ بلا کسی حجاب اور پردہ کے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے قیامت کے میدان اور جنت کے حسین و نفیس باغیچوں میں دیکھیں گے،

ان کی دوسری سزا یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

اور ان سے کہا جائے گا، یہی وہ ٹھکانہ ہے جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے، اب ہمیشہ اس میں جلتے بھنتے رہو۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿١٩﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿٢٠﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢١﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ

اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ علیین میں رکھا ہوا نامۂ اعمال کیا چیز ہے، ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے جس کو مقرب فرشتے دیکھتے

نَعِيْمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ

ہیں، نیک لوگ بڑی آسائش میں ہونگے، مسہریوں پر دیکھتے ہوں گے، ان کے چہروں میں آسائش کی بشاشت دیکھے گا، انکو پینے کے شراب

مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿٢٥﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهٗ مِنْ

خالص سربمہر جس پر مشک کی مہر ہوگی ملے گی، اور حرص کرنے والوں کو ایسی چیز کی حرص کرنا چاہیئے، اور اس کی آمیزش تسنیم کی ہوگی

تَسْنِيْمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢٨﴾

یعنی ایک ایسا چشمہ جس سے مقرب بندے پئیں گے۔

مقامِ علیّین

بدکاروں کا حشر بیان کرنے کے بعد اب ان آیتوں میں نیک لوگوں کا بیان کیا جارہا ہے، ارشاد ہے کہ نیک مومنین کا مقام علیین ہے، علیّین ساتویں آسمان پر عرش کے نیچے ایک جگہ ہے، وہاں نیک لوگوں کی روحیں اور ان کے نامۂ اعمال رہتے ہیں، حدیث پاک میں ہے کہ جب نیک مومن کی رُوح قبض کرکے فرشتے لے جاتے ہیں تو ہر آسمان کے فرشتے اس کے ساتھ ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہونچ کر اس روح کو رکھدیتے ہیں۔

رُوحوں کا مقام

انسانوں کی روحیں مرنے کے بعد کہاں رہتی ہیں، اس سلسلہ میں تین طرح کی حدیثیں منقول ہیں۔

اوّل مومنوں کی روحوں کا مقام علیین ہے اور کافروں کی روحوں کا مقام سجین ہے جسکا تفصیلی بیان ابھی پیچھے گذرا۔

دوم مومنین کی رُوحیں جنت میں رہتی ہیں اور کافرین کی روحیں جہنم میں۔

سوم مومن اور کافر دونوں کی رُوحیں اپنی قبروں میں رہتی ہیں۔

اختلاف کا حل

ان حدیثوں میں بظاہر جو اختلاف نظر آرہا ہے اس کا حل یہ ہے کہ علیین اور جنت یہ دونوں ایک ہی جگہ ہیں یعنی ساتویں آسمان پر، اور سجین اور دوزخ دونوں ایک ہی جگہ ہیں یعنی ساتویں زمین میں، لہٰذا ان میں کوئی فرق نہ رہا۔

جنت و دوزخ کا مقام

احادیث پاک میں اس کی تصریح ہے کہ جنت ساتویں آسمان پر ہے اور جہنم ساتویں زمین میں ہے۔

اب رہ جاتا ہے یہ اختلاف کہ ایک طرح کی روایات سے روحوں کا ساتویں آسمان اور ساتویں زمین میں رہنا معلوم ہوتا ہے اور دوسری روایت سے قبروں میں، اس کا حل قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ نے یہ فرمایا ہے کہ بہت قرین قیاس ہے کہ روحوں کا اصل مقام علیین اور سجّین ہو، اور قبروں سے ان کا ایک خاص رابطہ وتعلق رہتا ہو، اس رابطہ اور تعلق کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے سورج کی کرنیں زمین پر پڑتی ہیں جس سے وہ زمین کو روشن اور گرم کردیتی ہیں، اسی لئے ایک حدیث میں علیین وسجین اور دوسری میں قبروں کو روح کا ٹھکانہ بیان کر دیا گیا۔

جنت کے عیش وآرام

اس سے پہلے کافروں اور بدکاروں کا انجام بیان کیا جاچکا ہے کہ وہ طرح طرح کی مصیبتوں میں ہوں گے، اور ہمیشہ کیلئے جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے، اب یہاں مومنین اور نیک بندوں کے انجام کا ذکر ہے کہ وہ نعمتوں میں ہوں گے، اس میں جنت کی تمام نعمتیں شامل ہیں، حوریں، محلّات، باغات، نوکر چاکر سواری، لباس، کھانے پینے کی چیزیں ان کے علاوہ ایک عظیم نعمت ان کو یہ عطا کی جائے گی کہ یہ سونے سے جڑی ہوئی مسہریوں پر بیٹھیں گے، ان مسہریوں پر قیمتی موتیوں اور جوہروں کے قبے ہوں گے، جنّتی اس میں بیٹھ کر سب کچھ دیکھے گا، اور خوش ہوگا اپنے مال و دولت شان وشوکت، جاہ وحشمت، حوروں کا رقص، باغات ومحلّات کے نظارے کرے گا، علماء وصلحاء اور انبیاء علیہم السلام نیز اپنے پیارے آقا جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریگا اور اپنے پروردگار جل مجدہ کے دیدار سے مشرف ہوگا۔

اسی کے ساتھ بدکاروں، کافروں اور اپنے مذہب کے دشمنوں کو جہنم کے شعلوں اور انگاروں میں جلتا ہوا دیکھ کر بے حساب خوش ہوگا، اور اس تمام خوشی کا اثر اس کے چہرہ سے ظاہر ہو رہا ہوگا۔

جنّتی شراب

ان تمام نظاروں کو لطف اور مزہ بڑھانے کے لئے شراب کا دور چلے گا جنت کی شراب کو یہاں کی شراب جیسی نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ وہ تو نہایت صاف ستھری اور لذیذ ہوگی، جسکا انداز ہم اس دنیا میں نہیں لگا سکتے، اللہ ہی اس کی پوری حقیقت سے خوب واقف ہے۔

جیسے دنیا میں عموماً شراب میں پانی ملا کر پیتے ہیں، اسی طرح وہاں تسنیم کا پانی ملایا جائے گا تسنیم جنت کا ایک چشمہ ہے جس کا خالص پانی صرف ان ہی کو نصیب ہوگا جو اللہ پاک کے مقرب ہیں، اور باقی نیک بندوں کو اس کا پانی دوسری شراب میں ملا کر دیا جائے گا، اس سے اندازہ کیجئے کہ وہ پانی کس شان کا ہو گا، شراب جس برتن یا بوتل میں ہو گی اسکا ڈھکن یا ڈاٹ خالص مشک کی ہو گی، اس سے اس شراب کی خوشبو نفاست اور لذت کا کچھ انداز کیا جاسکتا ہے کہ وہ کتنی قیمتی ہو گی، دنیا کا دستور ہے کہ بوتل میں جس حیثیت کا مال ہوتا ہے اسی حیثیت کی اس میں ڈاٹ لگائی جاتی ہے۔

حرص کس چیز کی کیجائے

اس مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حرص کرنے والوں کو ایسی ہی چیز کی حرص کرنا چاہیئے یعنی دور اندیشی کی بات یہ ہے کہ لوگوں کو جنت اور اس کی شراب و دیگر نعمتوں کی حرص کرنا چاہیئے جو ہمیشہ رہنے والی ہیں، نہ کہ دنیاوی لذتوں کی جو جلد ختم ہو جانے والی ہیں، افسوس لوگ دنیاوی شراب کی خواہش کرتے ہیں جو بدمزہ ہے اور بدبودار بھی ہے اور ساتھ ہی ہوش و حواس بھی کھو دیتی ہیں۔

جنت کی نعمتیں ہمیں کس طرح حاصل ہوسکتی ہیں، اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے سکھا دیا ہے کہ میری اطاعت و بندگی کرو، نیک راہ پر چلو، اچھے اعمال کرو بس تمہیں جنت اور اس کی سب نعمتیں مل جائیں گی۔

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾

جو لوگ مجرم تھے وہ ایمان والوں سے ہنسا کرتے تھے، اور یہ جب ان کے سامنے سے گذرتے تھے، تو آپس میں

وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أُرْسِلُوا

آنکھوں سے اشارہ کرتے تھے، اور جب اپنے گھروں میں جاتے تو دل لگیاں کرتے، اور جب ان کو دیکھتے تو یوں کہا کرتے، کہ یہ

عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ

لوگ یقیناً غلطی میں ہیں، حالانکہ یہ ان پر نگرانی کرنے والے کر کے نہیں بھیجے گئے، سو آج ایمان والے کافروں پر ہنستے ہونگے، مسہریوں

يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

پر دیکھ رہے ہونگے، واقع میں کافروں کو ان کے کئے کا خوب بدلہ ملا۔

تفسیر

ان آیتوں میں اللہ پاک نے ان بدکار کافروں کا ذکر فرمایا ہے جو دنیا میں بھلے مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے، مسلمانوں کا گذر جب کبھی ان کی مجلسوں سے ہوتا تو آنکھوں سے اشارے کر کے ان کی بے عزتی کرتے اور جب یہ بدکار کافر اپنے گھر میں آتے تو یہاں بھی اپنے بیوی بچوں میں مل جل کر مسلمانوں کی تحقیر کرتے ان پر ہنستے اور ان کی تذلیل کے قصہ کہتے کہ دیکھو یہ اہل ایمان کس قدر گمراہ اور احمق ہیں، کہ دنیا کے راحت و آرام چھوڑ کر کس طرح مصیبت کا شکار ہو گئے ہیں،

ان بدکار کافروں سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تم کو مسلمانوں پر نگراں اور محافظ بنا کر نہیں بھیجا کہ تم ان کے پیچھے پڑے رہو، اپنی فکر کرو قیامت کے دن حقیقت سامنے آجائے گی کہ کون احمق ہے؟ چنانچہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اس روز مسلمان کافروں پر ہنستے ہونگے کہ جب یہ جنت کی کھڑکیوں سے جہنم والوں کا نظارہ کریں گے اور ان کو طوق اور بیڑیوں میں بندھا ہوا، آگ کے شعلوں میں لپٹا ہوا دیکھیں گے تو برجستہ ہنس پڑیں گے، یہ سوچ کر کہ دنیا میں یہ ہم کو ذلیل اور بے وقوف سمجھتے تھے، انجام کار یہی بے وقوف ذلیل ہوئے، اور اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوئے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان بدکار کافروں کا یہی انجام ہے جہنم ہی ان کا ٹھکانہ ہے۔

غور و فکر کا مقام

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہر اس شخص کو سبق حاصل کرنا چاہئیے جو کسی نیک اور بھلے آدمی کا مذاق اڑاتا ہے یا ان کی نیکی و بھلائی کو برا سمجھتا ہے یا ان کے اچھے اور دینی چال چلن کو بیوقوفی تصور کرتا ہے، انھیں قیامت کے دن سے خوف کھانا چاہئیے جہاں ایسے لوگوں کو اللہ پاک سخت سے سخت عذاب دے گا۔

ایاتہا ۲۵ (۸۴) سُوْرَۃُ الْاِنْشِقَاقِ مَکِّیَّۃٌ (۸۳) رکوعہا ۱

سورۂ انشقاق مکہ میں نازل ہوئی اس میں پچیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَ حُقَّتْ ۝۲ وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۳ وَ اَلْقَتْ مَا

جب آسمان پھٹ جائے گا، اور اپنے رب کا حکم سن لے گا، اور وہ اسی لائق ہے۔ اور جب زمین کھینچ کر بڑھادی جائیگی، اور اپنے

فِیْھَا وَ تَخَلَّتْ ۝۴ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَ حُقَّتْ ۝۵

اندر کی چیزوں کو باہر اگل دیگی اور خالی ہو جائیگی اور اپنے رب کا حکم سن لیگی، اور وہ اسی لائق ہے۔

تفسیر

ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ نے قیامت کا حال بیان فرمایا ہے کہ آسمان پھٹ جائے گا اور زمین ہر وہ چیز اگل دے گی جو اس کے پیٹ میں ہے، چاہے وہ مردے ہوں، چاہے ہیرے جواہرات سونا چاندی پٹرول وغیرہ ہو، اور زمین کو کھینچ کر بڑھا دیا جائے گا، حدیث پاک میں ہے کہ جس طرح چمڑے اور ربڑ کو کھینچ کر بڑھا دیا جاتا ہے، اسی طرح زمین کو بھی بڑھا دیا جائے گا۔

غرض کہ محشر کے لئے ایک نئی زمین تیار کی جائے گی، جس پر نہ کوئی پہاڑ ہو گا نہ غار نہ دریا نہ درخت وغیرہ وہ بالکل ہموار میدان ہو گا، اس میں اولین و آخرین یعنی دنیا کی ابتداء سے قیامت تک کے تمام انسانوں کو ______ جمع کیا جائے گا، اس وقت ہجوم اور بھیڑ کا یہ عالم ہو گا کہ ایک انسان کے حصہ میں صرف اتنی جگہ آئے گی، جس پر وہ صرف کھڑا ہو سکے۔

زمین و آسمان خدا کے تابع ہیں

ان آیات میں یہ بات بھی بتلائی گئی ہے کہ یہ زمین آسمان جو نہایت لمبے چوڑے اور مضبوط ہیں یہ سب بھی اللہ تعالیٰ ہی کے حکم کے تابع ہیں، جب خدائے تعالیٰ کا انھیں حکم ہو گا کہ گر جاؤ، ٹوٹ پھوٹ جاؤ اور اپنے اندر کے دفینہ باہر کردو تو وہ فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایسا ہی کریں گے اے غافل انسان ذرا سوچ جو ذات آسمان و زمین کو اپنے تابع کئے ہوئے ہے اور وہ اسکے

حکم کے اشاروں پر ذرہ ذرہ ہوجاتے ہیں تو کیا بھلا تو اس کی طاقت و قدرت سے باہر ہے ہرگز نہیں، وہ جب چاہے گا تجھے موت دیدے گا اور جب چاہے گا زندہ کرکے اپنی دی ہوئی نعمتوں کا حساب و کتاب لے لیگا اس کے حکم کے سامنے تیری کوئی مجال نہیں جو تو پر بھی مار سکے، اس لئے تیری بھلائی اسی میں ہے کہ آج ہی سے اپنے اعمال کو سنوار لے اور مکمل اس کی فرمانبرداری میں لگ جا کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف مت کر اسی میں تیری فلاح و کامیابی ہے۔

يَاأَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ﴿٦﴾ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ

اے انسان تو اپنے ربّ کے پاس پہنچنے تک کام میں کوشش کر رہا ہے، پھر اس سے جا ملے گا، تو جس شخص کا نامۂ اعمال اسکے داہنے

بِيَمِينِهِ ﴿٧﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ﴿٨﴾ وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ﴿٩﴾ وَأَمَّا مَنْ

ہاتھ میں ملیگا، سو اس سے آسان حساب لیا جائیگا، اور اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئے گا، اور جس شخص کا نامۂ اعمال

أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ﴿١٠﴾ فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا ﴿١١﴾ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ﴿١٢﴾ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ

اس کی پیٹھ کے پیچھے سے ملے گا، سو وہ موت کو پکارے گا، اور جہنم میں داخل ہوگا، یہ شخص اپنے متعلقین میں خوش خوش

مَسْرُورًا ﴿١٣﴾ إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ﴿١٤﴾ بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ﴿١٥﴾

رہا کرتا تھا، اس نے خیال کر رکھا تھا، کہ اس کو خدا کی طرف لوٹنا نہیں ہے، کیوں نہ ہوتا، اسکا ربّ اسکو خوب دیکھتا تھا۔

تفسیر

ان آیات مقدسہ میں اللہ رب العزت نے انسانوں کو خطاب فرما کر ان کے غور و فکر کے لئے ایک ایسی راہ دکھائی ہے کہ اگر ان میں کچھ عقل و شعور ہو تو وہ اپنی جدوجہد کا رخ صحیح سمت کی طرف پھیر سکتے ہیں جو ان کو دین و دنیا میں سلامتی اور عافیت کی ضمانت دے۔

پہلی بات یہ بیان فرمائی کہ انسان نیک ہو یا بد، مومن ہو یا کافر اپنی فطرت سے اس کا عادی ہے کہ کچھ نہ کچھ حرکت کرے اور کسی نہ کسی چیز کو اپنا مقصود بنا کر اسے حاصل کرنے کی جدوجہد کرے اور اس کے لئے محنت و مشقت برداشت کرے جس طرح ایک شریف انسان

اپنی ضروریات زندگی حاصل کرنے میں فطری طور پر صحیح اور جائز طریقے اختیار کر کے ان پر محنت کرتا ہے، اسی طرح جو لوگ بدکار اور گندے ہوتے ہیں وہ بھی اپنا مقصد بغیر محنت و مشقت کے حاصل نہیں کر سکتے، دیکھو ڈاکو اور چوروں کو کہ وہ کس طرح اپنی دماغی چالاکیوں سے پلان بنا کر اپنی جان کی بازی لگا کر طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر اپنا مقصود یعنی مال و دولت حاصل کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ انسان جو کچھ کر رہا تھا اس کی انتہا موت ہے۔

تیسری بات یہ کہ موت کے بعد خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور اپنے کئے کا حساب دینا ہے۔

ان تینوں باتوں پر غور کر کے انسان کو اپنی زندگی کا راستہ صحیح تجویز کرنا چاہئے اور صحیح وہ راستہ ہے جس پر خدا پکڑ نہ کرے۔

نیک و بد کا انجام

قیامت کے دن اللہ پاک نیک و بد کو الگ الگ کر دیں گے، نیک لوگوں کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے، اور ان سے ہلکا پھلکا حساب لیا جائے گا جس کی تفسیر حدیث پاک میں یہ ہے کہ ان لوگوں کی صرف بارگاہ خداوندی میں پیشی ہوگی کسی طرح کی بحث اور باز پرس نہ ہوگی ایسے لوگ خوشی خوشی اپنے گھر والوں کے پاس دوڑے آئیں گے جیسے دنیا میں عادت ہے کہ بچہ ہو یا بڑا، جب وہ اپنے امتحان اور مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے تو خوشی خوشی گھر والوں سے آکر ملتا ہے گھر والے یا تو اس کے اہل وعیال اور قریبی رشتہ دار ہیں جو میدان محشر میں جمع ہیں ان کو اپنی کامیابی کی خوشخبری سنائے گا، یا پھر اس کے گھر والے جنت کی حوریں ہیں کیونکہ اب اس کا رہنا سہنا انہی کے ساتھ ہوگا ان کو آکر خوشخبری دے گا۔

اقوال و تحقیق

وَرَآءَ ظَهْرِهٖ :۔ نامۂ اعمال پشت کی جانب سے دیئے جانے کے دو سبب ہیں اوّل چونکہ وہ بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہوگا اور اس کے ہاتھ کمر سے بندھے ہوں گے، اسلئے نامۂ اعمال بھی پیچھے ہی سے ہاتھ میں دیا جائے گا دوم، حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ اس کا بایاں ہاتھ پشت کی طرف کھینچ کر اس پر نامۂ اعمال رکھ دیا جائے گا، یہ غالباً اس سے نفرت کی وجہ سے ہوگا اس نے پروردگار کی نافرمانی کی ہے، اس لئے یہ اس قابل نہیں کہ اس کی صورت دیکھی جائے، جیسے دنیا میں جس سے نفرت ہو جاتی ہے اسکی صورت تک دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔

اور جن لوگوں کو نامہ اعمال پیچھے سے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے، یہ سمجھ لے گا کہ بس اب میں ہلاک ہوگیا اور میرا ٹھکانہ جہنم ہوگیا، وہ موت کو پکارے گا، جیسے دنیا میں عادت ہے کہ انسان مصیبت کے وقت موت مانگتا ہے مگر وہاں موت آنے والی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ شخص دنیا میں اپنے گھر والوں کے ساتھ بڑا خوش اور مزے میں رہتا تھا یہاں تک کہ اس نے خوشی میں مست ہوکر آخرت کا بھی انکار کر دیا تھا، اور اس نے سمجھ لیا تھا جو کچھ ہے بس دنیا ہی ہے، خدا کے پاس ہمیں نہیں جانا ہے مگر اس کا رب اس کو ہر دم دیکھتا رہا کہ یہ کیا کرتا ہے، کیا کہتا ہے۔

اسلئے اسکے گندے کاموں اور کرتوتوں پر آج ہم نے اس کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم کر دیا ہے جو لوگ دنیا میں رہتے ہوئے بھی آخرت کی فکر میں گھلے رہتے ہیں ان کو انشاء اللہ آخرت میں بے فکری اور ہر طرح کے مزے ملیں گے، اور جو لوگ دنیا میں اس طرح مست ہوکر رہتے ہیں کہ آخرت سے بے فکر ہو جاتے ہیں اس کو بھول جاتے ہیں تو اس کا انجام آخرت میں نہایت فکرمندی اور غم خواری کا ہوگا کہ ہر دم ان کو کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار رہنا پڑے گا۔

اے لوگو! چند دن کے آرام کی خاطر ہمیشہ کی مصیبت خریدنا عقلمندی نہیں، بلکہ ہوشمندی یہ ہے کہ ہمیشہ راحت و آرام کی خاطر اگر کچھ دن تکلیفیں بھی اٹھانا پڑے تو کوئی حرج نہیں، اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، اللّٰھم آمین۔

حضرت جبرئیل کی نصیحت

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہمارے پیغمبر سے فرمایا اے محمدؐ! جی لے جب تک چاہے بالآخر موت ہے، جس سے چاہے دل لگالے بالآخر جدائی ہے، کر لے جو چاہے بالآخر اس سے ملنا ہے یعنی اس کام کا بدلہ تجھے ملنا ہے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ

سو میں قسم کھاتا ہوں شفق کی، اور رات کی اور ان چیزوں کی جن کو رات سمیٹ لیتی ہے اور چاند کی جب وہ پورا ہو جائے، کہ تم

طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ

لوگوں کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے، سو ان لوگوں کو کیا ہوا کہ ایمان نہیں لاتے، اور جب انکے روبرو قرآن پڑھا جاتا ہے

كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿۲۲﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ

تو اسوقت بھی خدا کی طرف نہیں جھکتے، بلکہ یہ کافر تکذیب کرتے ہیں، اور اللہ کو سب خبر ہے جو کچھ یہ لوگ جمع کر رہے ہیں، سو آپ ان کو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

ع ۱ ۲۵ ۹

دردناک عذاب کی خبر دیدیجئے، لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی موقوف ہونیوالا نہیں

تفسیر

اس سے پہلی آیات میں یہ بات بیان ہو چکی کہ قیامت آئے گی اور سب کو اپنے کاموں کا حساب دینا پڑے گا، مگر اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کے بعد بھی بہت سے لوگوں نے اس بات کو ماننے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے چار اہم چیزوں یعنی [۱]شام کی سرخی، رات[۲] کی اندھیری، چاند[۳] کی تابناکی، تمام[۴] جانوروں کی قسم کھا کر فرمایا کہ تم لوگوں کو ضرور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا ہے یعنی اس دنیوی زندگی کو چھوڑ کر اخروی زندگی میں جانا ہے۔

اس کے بعد اللہ پاک تعجب کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ حساب وکتاب سے بے خوف ہیں اور ایمان نہیں لاتے، تعجب ہے ان پر کہ جب ہمارا نبی ان کو قرآن شریف پڑھ کر سناتا ہے، یہ تب بھی ہماری اطاعت نہیں کرتے ہمیں سجدہ نہیں کرتے، بلکہ یہ کمبخت اس کو جھٹلاتے ہیں۔

خبردار یاد رکھو جو کچھ تم آج عالم مستی میں کر رہے ہو ہمیں سب معلوم ہے، اس کے بعد اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم ان نافرمان لوگوں کو ایک دردناک عذاب کی اطلاع دے دو کہ آخرت میں یہ عذاب تم پر مسلط کیا جائیگا اور نیک لوگوں کو خوشخبری دے دیجئے کہ تم کو جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ملیں گی جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہیں۔

اقوال و تحقیق

ان قسموں میں اللہ پاک نے مرنے کے بعد سے قیامت کی ایک ایسی تصویر کھینچی ہے جس سے انسان اپنی فنائیت کی حقیقت کو پہچانکر ایک صحیح راہ اختیار کرسکتا ہے روح نکلنے کے بعد جب تک انسان کو دفن نہ کیا جائے تو یہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کو مردہ سے ایک قسم کا رابطہ رہتا ہے کوئی اس کے بدن کو چھوتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۵۰ پر)

(۸۵) سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ (۲۷)
آیاتہا ۲۲ — رکوعہا ۱

سورۂ بروج مکہ میں نازل ہوئی اس میں بائیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝۱ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝۲ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝۳ قُتِلَ اَصْحٰبُ

قسم ہے برجوں والے آسمان کی، اور قسم ہے وعدہ کئے ہوئے دن کی، اور حاضر ہونیوالے کی، اسکی جسمیں حاضری ہوتی ہے، کہ خندق والے یعنی

الْاُخْدُوْدِ ۝۴ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝۵ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝۶ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ

بہت ایندھن کی آگ والے ملعون ہوئے جسوقت وہ لوگ اسکے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے، اور وہ جو کچھ مسلمانوں کیساتھ کر رہے تھے، اس کو

بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝۷ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸ الَّذِيْ

دیکھ رہے تھے، اور ان کافروں نے ان مسلمانوں میں کوئی عیب نہیں پایا، بجز اسکے کہ وہ خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست سزاوار حمد ہے۔ ایسا

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ

کہ اسی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمینوں کی، اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے جنہوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو

اقوال و تحقیق

(بقیہ گذشتہ صفحہ ۴۹) کوئی اسے دیکھتا ہے، گویا کہ موت کے بعد جو ایک گہرا پردہ ہو جاتا ہے، وہ ابھی نہیں چھایا اور زندگی کے بعض حالات ابھی باقی ہیں اس حالت کو اللہ تعالیٰ نے شفق سے تعبیر فرمایا کہ اس وقت رات بھی شروع ہو جاتی ہے اور دن کے اجالے کا اثر بھی باقی رہتا ہے، مردہ کی دوسری حالت یہ ہوتی ہے کہ اس کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، اب اس کو نہ کوئی چھو سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے اس حالت کو اللہ تعالیٰ نے رات کی تاریکی سے تعبیر کیا ہے، مردہ کی تیسری حالت یہ ہوگی کہ قیامت کے دن زندہ کر کے ایک وسیع میدان حشر میں لا کھڑا کر دیا جائے گا اس کو حق تعالیٰ نے وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ یعنی چودھویں کے چاند سے تعبیر فرمایا۔

وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝

تکلیف پہنچائی اور پھر توبہ نہیں کی، تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے، اور ان کے لئے جلنے کا عذاب ہے۔

شان نزول

کفار اور قریش، حضور اور صحابۂ کرام کو بہت ستاتے اور طرح طرح کی تکلیفیں پہونچاتے تھے لہٰذا مسلمانوں کو تسلی دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی، ان آیات پاک میں اللہ رب العزت نے چار چیزوں کی قسمیں کھاکر ان بدکار کافروں پر لعنت فرمائی ہے جنہوں نے مسلمانوں کو صرف اس قصور پر کہ وہ ایمان قبول کر چکے تھے، آگ کی خندقوں میں جلاکر راکھ کر دیا تھا۔

۱۔ قسم ہے برجوں والے آسمان کی، یعنی ایسے آسمان کی جس میں بہت بڑے بڑے ستارے ہیں۔ ۲۔ قسم ہے وعدہ کئے ہوئے دن کی، اور وہ دن قیامت کا ہے، جس کے متعلق قرآن میں جگہ جگہ وعدہ ہے کہ قیامت ضرور آئے گی۔

۳۔ قسم ہے حاضر ہونے والے دن کی، یعنی جمعہ کے دن کی چونکہ یہ ہر ہفتہ حاضر ہوجاتا ہے آجاتا ہے
۴۔ اور قسم ہے اس دن کی جس میں لوگوں کی حاضری ہوتی ہے، یعنی عرفہ کا دن چونکہ اس دن حاجی لوگ میدان عرفات میں حاضری دیتے ہیں جمع ہوتے ہیں، ان قسموں کو کھاکر اللہ پاک نے اپنی طاقت و قدرت کا اظہار فرمایا اور جمعہ و عرفہ کا دن مسلمانوں کے لئے برکت والا اور اعمال خیر کے جمع کرنے کا دن ہے۔

ان قسموں کے بعد اللہ تعالیٰ نے خندق والوں کا مختصر طور پر واقعہ بیان فرمایا۔

عبرت آموز واقعہ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے ستر سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ملک یمن میں ایک کافر بادشاہ تھا اس کے پاس کاہن رہتا تھا (کاہن اس کو کہا جاتا ہے جو شیطانوں کے ذریعہ یا ستاروں کے آثار کے ذریعہ آئندہ کی غیبی خبریں معلوم کرکے لوگوں کو بتائے) اس کاہن نے بادشاہ سے کہا، مجھ کو ایک ہوشیار لڑکا دیا جائے تو اس کو میں اپنا علم سکھادوں، چنانچہ ایک لڑکا تجویز کیا گیا، لڑکا پابندی سے کاہن کے پاس جانے لگا، اس کے راستے میں ایک راہب، یعنی عیسائی پادری رہتا تھا، اور اس زمانہ میں دین عیسیٰ علیہ السلام ہی دین حق تھا، اور یہ راہب اسی دین پر قائم تھا اور بڑا زاھد و عابد تھا، اتفاق سے وہ لڑکا ان راہب صاحب کے پاس آنے جانے لگا۔ اور خفیہ طور پر مسلمان ہوگیا۔

ایک بار اس لڑکے نے دیکھا کہ کسی خونخوار شیر نے راستہ روک رکھا ہے جس کی وجہ سے لوگ بہت پریشان ہیں، یہ ماجرا دیکھ کر لڑکے نے ہاتھ میں ایک پتھر لے کر دعا کی، اے پروردگار اگر راہب کا دین سچا ہے، تو اس پتھر سے یہ شیر مارا جائے اور اگر کاہن سچا ہے تو نہ مارا جائے یہ کہہ کر پتھر شیر پر مارا پتھر لگتے ہی شیر ہلاک ہوگیا، لوگوں میں شور مچ گیا کہ اس لڑکے کو کوئی عجب علم آتا ہے اس کے پاس لوگوں کا ہجوم لگنے لگا، بادشاہ کا وزیر اندھا تھا اس نے یہ کرامتیں سنیں تو وہ بہت سے قیمتی تحفے لے کر حاضر ہوا، لڑکے نے وزیر سے کہا خدا تجھے آنکھیں واپس دے سکتا ہے، اگر تو اس کو اپنا معبود مانے چنانچہ وزیر مسلمان ہوگیا، اور لڑکے کے دم کرنے سے اس کی آنکھوں کا نور بھی واپس آگیا، وزیر جب دربار میں پہونچا تو بادشاہ نے بینائی واپس آنے کا سبب دریافت کیا تو وزیر نے پورا واقعہ سنایا سنکر بادشاہ جوش میں آگیا اور پوچھا کیا تو میرے علاوہ اور کسی رب کو ماننے لگا ہے وزیر نے کہا جی ہاں اور وہی حقیقت میں سب کا سچا رب ہے اسی رب کی بندگی کیجئے یہ سنکر مارے غضب کے بادشاہ سے رہا نہ گیا، اور اسی وقت اپنے وزیر کو قتل کرادیا اور اس لڑکے اور راہب کو بھی دربار میں طلب کرالیا، راہب کو قتل کرادیا، اور لڑکے کے متعلق سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس کو کسی اونچے پہاڑ پر لے جاکر دین سے پھرنے کے لئے کہو اگر پھر جائے تو واپس لے آنا نہیں تو پہاڑ سے نیچے گرادینا، چنانچہ سپاہیوں نے ایسا ہی کیا، لڑکے نے خدا سے دعا کی اے پروردگار ______ تو مجھے ان سے کسی طرح نجات دلا، چنانچہ پہاڑ میں لرزہ آیا اور تمام سپاہی نیچے گر کر ہلاک ہوگئے، لڑکا صحیح سالم بادشاہ کے پاس آکر کھڑا ہوگیا، اس کے بعد اس ظالم بادشاہ نے دوسرے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس کو کشتی میں بٹھا کر سمندر کے بیچ غرق کردو، چنانچہ سپاہیوں نے ایسا ہی کیا اور سمندر کے بیچوں بیچ پہونچ کر جب اس کو پھینکنا چاہا تو لڑکے نے پھر وہی دعا کی ایک دم سمندر سے موجیں اٹھیں اور سب سپاہیوں کو اپنے میں سمو لے گئیں، لڑکا صحیح سالم بچ گیا اور پھر بادشاہ کے سامنے آکھڑا ہوا، بادشاہ نہایت حیران و پریشان تھا، لڑکے نے خود بادشاہ سے کہا اگر تو مجھے مارنا ہی چاہتا ہے تو بسم اللہ پڑھ کر مجھے تیر مار میں مرجاؤں گا چنانچہ بادشاہ نے بسم اللہ پڑھ کر تیر چلایا، تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا اور لڑکے نے دم توڑ دیئے۔ روایت میں ہے کہ یہ لڑکا جس جگہ دفن کیا گیا تھا حضرت عمر فاروق رضؓ کے زمانہ خلافت میں اتفاقاً اس جگہ کو کھودی گئی تو وہاں سے اس

لڑکے کی نعاش اس طرح برآمد ہوئی کہ وہ بیٹھا ہوا ہے اور اپنی کنپٹی پر جہاں تیر لگا تھا ہاتھ رکھ رکھا ہے کسی دیکھنے والے نے ان کا ہاتھ ہٹایا تو وہاں سے خون بہنے لگا، اس واقعہ کی اطلاع حضرت عمرؓ کو دی گئی تو آپ نے فرمایا اس کو وہیں اسی طرح دفن کردو۔

یہ عجیب و غریب واقعہ دیکھ کر اور سن کر سب لوگوں کی زبان سے یہ نعرہ بلند ہوا کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں، یہ منظر دیکھ کر بادشاہ بڑا پریشان ہوا اور ارکان سلطنت کے مشورے سے بڑی بڑی خندقیں آگ سے بھروا کر اعلان کرادیا کہ جو شخص اسلام سے نہ پھرے گا اس کو آگ میں جلا دیا جائے گا۔ چنانچہ سب لوگوں نے ایمان بچانے کی خاطر آگ کے شعلوں میں کودنا پسند کیا، ایک عورت جس کی گود میں ایک دودھ پیتا بچہ تھا، وہ اس کی وجہ سے خندق میں کودنے سے ذرا جھجکی تو فوراً وہ معصوم بچہ بولا امّی جان آپ ڈرتی کیوں ہیں آپ تو حق پر ہیں کود جائیے، چنانچہ وہ عورت آگ میں کود پڑی اس طرح اس ظالم بادشاہ نے ایک وقت میں بیس ہزار مسلمانوں کو جلا دیا۔

ان ظالموں کے متعلق اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ ہم ان کو دردناک عذاب دیں گے اور سخت قسم کی آگ میں جلائیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو دنیا ہی میں جلایا گیا ہو جیسے کہ ایک روایت میں ہے کہ یہ آگ اس قدر بھڑک گئی تھی کہ خندق کی حدود سے نکل کر شہر میں پھیل گئی تھی، اور جو لوگ ان مسلمانوں کے جلنے کا تماشہ دیکھ رہے تھے ان سب کو جلا کر راکھ کر دیا، صرف بادشاہ اس آگ سے بچکر بھاگ نکلا اور جاکر ایک دریا میں غرق ہوا، اور اس کے برخلاف مسلمانوں کو تو اللہ تعالیٰ نے اس آگ میں جلنے سے اس طرح بچالیا کہ اس خندق میں گرنے سے پہلے ہی ان کی روحوں کو قبض کرلیا تھا صرف مسلمانوں کے مردہ جسم آگ میں جلے۔

اقوال و تحقیق

ابن عباسؓ سے اس بادشاہ کا نام یوسف ذولنواس مروی ہے اب اس پر شبہ یہ ہے کہ جب اس کا نام مسلمانوں جیسا ہے تو پھر کافر کیوں کہا گیا، جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں کافروں کے نام بھی مسلمانوں جیسے رکھے جاتے ہونگے اس لڑکے کا نام عبداللہ بن تامر تھا، راہب کا نام فیمون تھا اس روایت میں جس کو کاہن بتلایا گیا اسی کو دوسری روایت میں ساحر کہا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۬ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، یہ بڑی کامیابی ہے،

الۡکَبِیۡرُ ﴿۱۱﴾ؕ اِنَّ بَطۡشَ رَبِّکَ لَشَدِیۡدٌ ﴿۱۲﴾ؕ اِنَّہٗ ہُوَ یُبۡدِئُ وَ یُعِیۡدُ ﴿۱۳﴾ۚ وَ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ ﴿۱۴﴾ۙ

آپکے رب کی دارو گیر بڑی سخت ہے، وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کریگا اور وہی بڑا بخشنے والا بڑی محبت کرنے والا، عرش

ذُو الۡعَرۡشِ الۡمَجِیۡدُ ﴿۱۵﴾ۙ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ ﴿۱۶﴾ؕ

کا مالک عظمت والا ہے، وہ جو چاہے سب کچھ کر گذرتا ہے۔

تفسیر بدکار اور ظالم کافروں کا انجام بیان کرنے کے بعد اب نیکو کار معصوم مسلمانوں کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ ان کے لئے جنت کے باغات ہیں، وہاں ان کے لئے دودھ، شہد اور شراب کی نہریں ہیں جنتی ان نعمتوں سے دائمی طور پر لطف اندوز ہوں گے، حقیقت میں یہی اصل کامیابی ہے کیونکہ دنیا کا راحت و آرام عارضی ہے اور آخرت کا دائمی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تسلی دیتے ہیں کہ ہماری پکڑ بڑی سخت ہے جن ظالموں نے تم کو ستایا ہے، ہم انھیں چھوڑیں گے نہیں بلکہ آخرت کی آگ میں جلائیں گے جو دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہے، حق تعالیٰ بڑی طاقت و قدرت والے ہیں، اس نے انسانوں کو بغیر کسی وجود کے پیدا کیا اور پھر مرجانے کے بعد دوبارہ زندہ کریگا، وہ جو کچھ کرنا چاہتا ہے سب کچھ کر گذرتا ہے، بس وہ اپنے نیک بندوں کے ساتھ نرمی کرتا ہے، اور بدکاروں کے ساتھ سختی کا معاملہ فرماتا ہے، اے اللہ ہمارے ساتھ نرمی کا معاملہ فرما، آمین۔

ہَلۡ اَتٰىکَ حَدِیۡثُ الۡجُنُوۡدِ ﴿۱۷﴾ۙ فِرۡعَوۡنَ وَ ثَمُوۡدَ ﴿۱۸﴾ؕ بَلِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِیۡ تَکۡذِیۡبٍ ﴿۱۹﴾ۙ

کیا آپ کو ان لشکروں کا قصہ پہنچا ہے، یعنی فرعون و ثمود کا، بلکہ یہ کافر تکذیب میں ہیں، اور اس کی سزا بھگتیں گے

وَّ اللّٰہُ مِنۡ وَّرَآئِہِمۡ مُّحِیۡطٌ ﴿۲۰﴾ۚ بَلۡ ہُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ ﴿۲۱﴾ۙ فِیۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ﴿۲۲﴾ؑ

کیوں کہ اللہ ان کو ادھر ادھر سے گھیرے ہوئے ہے، بلکہ وہ ایک باعظمت قرآن ہے، جو لوح محفوظ میں ہے۔

ع ۱۰

قوم ثمود و فرعون کی بربادی

اس سے پہلی آیات میں یہ بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑی سخت ہے، ان آیتوں میں اس کا ثبوت خود حق تعالیٰ پیش فرما رہے ہیں کہ کیا تمہیں قوم ثمود اور فرعونیوں کے واقعات کا پتہ نہیں کہ ہم نے ان کو کس طرح تباہ و برباد کیا، ثمود یہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے اس نے اپنے نبی کے ساتھ طرح طرح کی گستاخیاں کیں، اللہ نے ان کو برداشت نہ کیا، اور ان کو تباہ کر دیا صرف حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے چند ساتھی باقی رہے، فرعون جس کا تہلکہ پورے ملک مصر میں چھایا ہوا تھا، حضرت موسیٰ پر زیادتی کرنے کی وجہ سے اس کے عظیم لشکر کو دریائے نیل میں غرق کر دیا گیا، درحقیقت اللہ تعالیٰ کفار اور مشرکین کی آنکھیں کھولنا چاہتے ہیں کہ تم جانتے ہو کہ فرعون اور قوم ثمود کس قدر طاقتور اور بڑی تعداد میں تھے مگر جب انہوں نے ہماری نافرمانیاں کیں تو ہم نے انھیں بھی الٹ دیا، اور نیست و نابود کر دیا، تمہاری تو ہستی ہی کیا ہے اسلئے ہماری طاقت اور پکڑ سے ڈرو، اور صحیح راستے پر آجاؤ، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، ہم نے انکو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے، یہ نافرمانی کر کے ہمارے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔

قرآن محفوظ ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ لوگ تو قرآن کریم کو بھی جھٹلاتے ہیں اور اس کے اندر جو احکامات ہم نے ذکر کئے ہیں، ان کا بھی انکار کرتے ہیں، ان نااہلوں کو معلوم نہیں کہ قرآن بڑی عظمت و شان والا ہے اور وہ لوح محفوظ میں ہر طرح سے محفوظ ہے وہ ہر طرح کی رد و بدل اور کمی و بیشی سے پاک وصاف ہے

لوح محفوظ

یہ تو معلوم ہی ہے کہ قرآن مجید لوح محفوظ میں موجود ہے، اب لوح محفوظ کیا ہے اور کہاں ہے اس کو بھی سن لیجئے، حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتی سے پیدا فرمایا ہے، اس کے صفحے سرخ یاقوت کے ہیں اس کا قلم نور کا ہے اس کی کتاب نور ہے اسکے دونوں کنارے موتی اور یاقوت کے ہیں اس کی لمبائی آسمان و زمین کے فاصلہ کے برابر ہے، اور چوڑائی مشرق سے مغرب تک ہے، لوح محفوظ عرش کے دائیں طرف ہے، ایک روایت میں ہے کہ وہ حضرت اسرافیلؑ کی پیشانی پر ہے اللہ پاک اس کو ہر روز تین سو ساٹھ ۳۶۰ مرتبہ دیکھتے ہیں۔

آیاتہا ۱۷ (۸۶) سُوْرَۃُ الطَّارِقِ مَکِّیَّۃٌ (۳۶) رکوعہا ۱

سورۂ طارق مکہ میں نازل ہوئی اس میں سترہ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿۲﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿۳﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا

قسم ہے آسمان کی اور اس چیز کی جو رات کو نمودار ہونیوالی ہے، اور آپکو کچھ معلوم ہے کہ وہ رات کو نمودار ہونیوالی چیز کیا ہے، وہ روشن ستارے ہیں

عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿۴﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿۶﴾ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ

کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی یاد رکھنے والا مقرر نہ ہو، تو انسان کو دیکھنا چاہئے وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے

الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿۸﴾ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ

جو پشت اور سینہ کے درمیان سے نکلتا ہے، کہ وہ اسکے دوبارہ پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے، جس روز سب کی قلعی کھل جاویگی، پھر اس

وَّلَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾

انسان کو نہ خود قوت ہوگی اور نہ اسکا کوئی حمایتی ہوگا۔

تفسیر

ان آیات پاک میں اللہ تعالیٰ نے آسمان اور ستاروں کی قسم کھا کر فرمایا کہ ہم نے ہر انسان پر نگرانی کے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو اس کے اچھے برُے اعمال کو لکھتے رہتے ہیں، ایک حدیث پاک میں ہے کہ ہر مومن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین سَو ساٹھ ۳۶۰ فرشتے اسکی حفاظت کے لئے مقرر ہیں جو انسان کے ہر ہر حصہ کی حفاظت کرتے ہیں ان میں سے سات فرشتے صرف انسان کی آنکھ کی حفاظت کے لئے مقرر ہیں، یہ فرشتے انسان کی ہر بلا و مصیبت کو جو اس کی تقدیر میں نہیں ہے، اس طرح دفع کرتے ہیں، جیسے شہد سے مکھیوں کو پنکھے وغیرہ کے ذریعہ دفع کیا جاتا ہے، اگر انسان کی حفاظت ان فرشتوں کے ذریعے نہ کرائی جائے تو شیطان

اس کو اچک لیں

اے غفلت کی نیند میں سونے والے انسان تجھے حساب وکتاب کے دن سے کبھی غافل نہ ہونا چاہیئے وہاں کے رجسٹروں میں تیری ہر ہر بات درج ہے اور اگر تجھے یہ شبہ ہو کہ میں تو مر کر خاک ہو جاؤں گا، پھر حساب وکتاب کیسا؟ تو مجھے اپنی پیدائش اور حقیقت پر غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو ایسے کودنے والے پانی (یعنی منی) سے پیدا فرمایا جو مرد کی پیٹھ اور عورت کے سینے سے نکلتا ہے، جو ذات پاک تجھے گندے قطرے سے پیدا کر سکتی ہے، وہ ضرور تجھے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گی، اور وہ دن ایسا ہو گا کہ ہر انسان کی پول کھل جائے گی، دن میں رات میں کھلم کھلا چھپکر غرض کہ کسی بھی طرح جو کام کئے ہونگے سب اس کے سامنے آجائیں گے اور وہ دن ایسا ہو گا کہ نہ ہی کوئی خود اپنے کو اللہ کے عذاب سے کسی بھی حیلہ وتدبیر سے بچا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے دوسرے دوست واحباب اور اعزا واقرباء بچا سکیں گے۔

یاد رکھنے والی بات

حساب وکتاب کے دن جو چیزیں ہمارے کام آئیں گی وہ ہیں اپنے عقیدوں کو قرآن وحدیث کے مطابق صحیح رکھنا ہر طرح کی رسوم وبدعات سے بچنا، صرف خدائے تعالیٰ کی بندگی کرنا، اس کی نافرمانی سے بچتے رہنا، اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ وقائم رکھنا، اور انہی کے راستے کی مکمل پیروی کرنا۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾

قسم ہے آسمان کی جس سے بارش ہوتی ہے اور زمین کی جو پھٹ جاتی ہے، کہ یہ قرآن ایک فیصلہ کر دینے والا کلام ہے، کوئی لغو چیز نہیں ہے،

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾

یہ لوگ طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں، اور میں بھی طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں تو آپ ان کافروں کو یونہی رہنے دیجئے، انکو تھوڑے ہی دنوں رہنے دیجئے

اقوال وتحقیق

اس مقام پر جو قسمیں کھائی ان کو مقصود سے مناسبت یہ ہے کہ جیسے آسمان پر ستارے ہر وقت محفوظ ہیں مگر ظہور ان کا خاص شب میں ہوتا ہے اسی طرح اعمال سب نامۂ اعمال میں اس وقت بھی محفوظ ہیں، مگر ظہور ان کا خاص قیامت میں ہو گا۔

قرآن ایک فیصلہ کن کتاب ہے

چونکہ غیب کے تمام عقیدوں خواہ وہ جنت و دوزخ ہو، خواہ مرنے کے بعد زندہ اٹھنا ہو، سب کا تعلق قرآن کریم سے ہے لہٰذا خدائے تعالیٰ نے اسکی حقیقت وصفت کو بیان فرمایا کہ قرآن کریم حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دینے والی کتاب ہے، اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سب حق اور سچ ہے اپنی جگہ پر اٹل ہے اس میں کوئی رد و بدل نہیں۔

مگر اس کے باوجود کفار و مشرکین کا یہ حال ہے کہ قیامت اور قرآن عظیم کا انکار کرنے کے لئے مختلف قسم کی تدبیریں کر رہے ہیں، یہ حال ہر زمانے کے لوگوں کا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ متنبہ فرما رہے ہیں کہ خبردار میں بھی تمہارے ساتھ طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں، اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہے، سزا و عذاب خواہ وہ دنیا میں ہو یا آخرت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ انکو انکے حال پر رہنے دیجئے ہم جلد ہی ان سے بدلہ لیں گے۔

آیاتہا ۱۹ (۸۷) سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی مَکِّیَّۃٌ (۸) رکوعہا ۱

سورۂ اعلیٰ مکہ میں نازل ہوئی اس میں انیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝۱ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝۲ وَالَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝۳ وَالَّذِىْ اَخْرَجَ

آپ اپنے پروردگار عالی شان کے نام کی تسبیح کیجئے۔ جس نے بنایا، پھر ٹھیک بنایا، اور جس نے تجویز کیا پھر راہ بتلائی، اور جس نے چارہ نکالا،

الْمَرْعٰى ۝۴ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝۵

پھر اسکو سیاہ کوڑا کر دیا۔

تفسیر ان آیات میں حق جل شانہ نے لوگوں کو اپنی تسبیح و تقدیس کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اے لوگو! تم اس ذات کی تسبیح کیا کرو، جس نے ہر چیز کو مناسب

طور وطریق پر پیدا فرمایا اور پھر ان کی ضروریاتِ زندگی کو بھی پیدا فرمایا انسانوں اور جانوروں کے لئے زمین سے اناج، سبزی پھل فروٹ اور گھاس و چارہ اگایا۔

خدا کی قدرت دیکھو کہ ایک وقت ان پھول پودوں پر کیا خوشنما رنگت و بہار آتی ہے اور پھر کچھ دن بعد وہ بے جان ہوکر زمین پر گر پڑتے ہیں، اور ان کی تروتازگی ختم ہوجاتی ہے، جس ذات مقدس نے ہم پر اس قدر احسانات و انعامات فرمائے اگر ہم اس کے ذکر سے بے توجہی کریں اور اس کی تسبیح نہ پڑھیں تو یہ سراسر ناانصافی ہے اور اس سے ہماری ہی عاقبت برباد ہوتی ہے۔ خدا کا اس میں کوئی نقصان نہیں۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰىٓ ۝۶ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝۷ؕ

ہم قرآن آپ کو پڑھا دیا کریں گے، پھر آپ نہیں بھولیں گے، مگر جس قدر اللہ کو منظور ہو، وہ ہر ظاہر اور مخفی کو جانتا ہے۔

شانِ نزول

سورۂ اعلیٰ کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضور علیہ السلام پر قرآن شریف کی بڑی بڑی سورتیں نازل ہونے لگیں، اور ان کے معانی و معارف کا فیضان منجانب اللہ ہونے لگا تو آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں انکو بھول جاؤں، چونکہ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان اور تسلی دینے کی خاطر ان آیتوں کو نازل فرمایا ان میں بیان ہے کہ ہم قرآن کو نازل کرنے کے ساتھ ساتھ آپؐ کو پڑھوا دیا کریں گے جس سے آپ کے ذہن نشین ہوجایا کرے گا، پھر آپ اس قرآن کو نہیں بھولیں گے، مگر جس قدر ہم بھلانا چاہیں گے اس کو آپ کے دل سے بھلا دیں گے، قرآن کریم کی آیتوں کے منسوخ ہونے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جن آیتوں کو باقی رکھنا منظور نہیں ہوتا ان کو حق تعالیٰ اپنے نبی اور صحابہ کرام رضؓ کے دلوں سے مٹا دیتے ہیں جیساکہ بعض آیتوں کے متعلق روایات میں مذکور ہے۔

اگر اس پر کوئی اعتراض کرے کہ جب بھلانا ہی منظور ہے تو پھر اس کو نازل کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب اس آیت میں یہ دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر ظاہر اور پوشیدہ بات کو خوب جانتا ہے لہٰذا اس نے جو یہ طریقہ اختیار فرمایا اس میں بھی ضرور کچھ حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، اور یہ ضروری نہیں کہ خدا کی ہر مصلحت پر بندہ واقف ہوجائے۔

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝٨ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝٩ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝١٠ وَ

اور ہم اس شریعت کیلئے آپؐ کو سہولت دیں گے، تو آپ نصیحت کیا کیجئے، اگر نصیحت کرنا مفید ہوتا ہو وہی شخص نصیحت مانتا ہے جو ڈرتا ہے

يَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝١١ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝١٢ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝١٣

اور جو شخص بدنصیب ہو وہ اس سے گریز کرتا ہے جو بڑی آگ میں داخل ہوگا، پھر نہ اس میں مرہی جائے گا، اور نہ جئے گا۔

دین پر عمل کرنا آسان ہے

ان آیات میں اللہ پاک نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جس طرح ہم نے آپؐ کے لئے قرآن کو یاد رکھنا آسان کر دیا ہے، اسی طرح ہم آپؐ کے لئے اس کے احکامات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا آسان کر دیں گے، جب یہ سب آسانیں اور سہولتیں آپؐ کو منجانب اللہ عطا کر دی گئیں تو آپ جم کر اس آسان دین کی لوگوں کو نصیحت کیا کیجئے، اگر نصیحت کرنا مفید ہو، مطلب اس کا یہ ہے کہ نصیحت کرنا تو ہر حال میں ہے ہی مفید بس آپ برابر اس میں اپنے آپ کو مصروف ومشغول رکھئے یہ خیال دل میں نہ آئے کہ بہت سے لوگ تو میری نصیحت پر کان ہی نہیں دھرتے اور اسے قبول ہی نہیں کرتے، حق تعالیٰ فرما رہے ہیں اس کو تو وہی قبول کرینگے جن کے دلوں میں ہمارا خوف ہے، اور جو بدنصیب ہیں وہ یقیناً آپؐ کی نصیحت سے دور بھاگیں گے، اور پھر ان کا انجام سوائے جہنم کے کچھ نہ ہوگا وہ اس میں جلتے رہیں گے ان کو وہاں موت بھی نہ آئے گی اور نہ ہی آرام وسکون کی زندگی مل پائے گی، غرض کہ موت وزندگی کے بھنور میں پھنسے پڑے رہیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو اصلی دوزخی ہوں گے، نہ ہی ان کو موت آئے گی اور نہ ہی آرام کی زندگی میسر آئے گی، جن دوزخیوں کے ساتھ اللہ رحمت کا قصد رکھتا ہے وہ دوزخ میں گرتے ہی موت کے آغوش میں سو جاتے ہیں پھر نیک لوگوں کی سفارش سے ان کو جہنم سے نکالا جائے گا اور نہر حیات میں غوطہ دیکر زندہ کر دیا جائے گا۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝١٤ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝١٥ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝١٦

بامراد ہوا جو شخص پاک ہوگیا، اور اپنے رب کا نام لیتا ہے اور نماز پڑھتا رہا، بلکہ تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو،

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ ع

۱ ۱۹ ۱۲

حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے، یہ مضمون اگلے صحیفوں میں بھی ہے، یعنی ابراہیمؑ اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

کامیاب کون؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کامیاب و بامراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے عقیدوں کو اپنے اخلاق کو گندگی سے پاک رکھا یعنی ہر طرح کی برائی سے بچ کر اپنے رب کی رضا جوئی میں لگ گئے اور پابندی سے وقت پر نمازوں کی ادائیگی کرتے رہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الآیۃ :- اس آیت کی تلاوت کر کے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو انسان اللہ کے معبود ہونے کی گواہی دے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، اور میری رسالت و نبوت پر یقین رکھے، اور پانچوں وقت کی نمازوں کو صحیح طور پر پڑھتا رہے وہ کامیاب ہے

ناکام کون؟

اس کے بالمقابل وہ لوگ ناکام و نامراد ہیں جنہوں نے آخرت سے بے پروائی برتی اور دنیاوی زندگی، یہاں کے راحت و آرام ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے، حالانکہ آخرت کا گھر ہمیشہ باقی رہنے والا ہے، اور دنیا کا گھر جلد ہی ختم ہونے والا ہے، بس ایک بے وقوف ہی مسافر خانہ کو اصلی گھر پر ترجیح و فوقیت دے سکتا ہے، حضور علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ دنیا اس کا گھر ہے جسکا گھر آخرت میں نہ ہو دنیا اس کا مال ہے جسکا مال آخرت میں نہو، مال جمع کرنے کے پیچھے وہ لوگ پڑتے ہیں، جو بے وقوف ہوں۔

حضورؐ نے اس حقیر دنیا کے متعلق فرمایا کہ جس نے دنیا سے انسیت و محبت کی اس نے اپنی عاقبت برباد کی، کامیابی و ناکامی کا ابھی جو اصول بیان کیا گیا ہے اسکے متعلق حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں میں بھی تھا۔

رکوعہا ۱ سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ (۸۸) (۶۸) اٰیاتہا ۲۶

سورۂ غاشیہ مکہ میں نازل ہوئی اس میں چھبیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى

آپ کو اس محیط عام واقعہ کی کچھ خبر پہنچی ہے، بہت سے چہرے اس روز ذلیل مصیبت جھیلتے خستہ حال ہوں گے۔ آتش سوزاں میں

نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶ لَّا يُسْمِنُ

داخل ہوں گے، کھولتے ہوئے چشمہ سے پانی پلائے جاویں گے، ان کو بجز ایک خار دار جھاڑ کے اور کوئی کھانا نصیب نہ

وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷

ہوگا، جو نہ فربہ کرے گا اور نہ بھوک کو دفع کرے گا۔

بُروں کا انجام

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا تمہیں اس دن کا حال معلوم ہے جو سب کو گھیر لیگا مراد اس سے قیامت کا دن ہے اس کے بعد خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ دن ایسا ہوگا کہ بہت سے چہرے ذلیل و رسوا ہوں گے۔ اور مصیبت جھیلتے ہوں گے اور جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے وہاں جب یہ پانی طلب کریں گے تو انھیں کھولتے ہوئے چشموں سے پانی دیا جائے گا اور جب کھانے کو مانگیں تو ان کو کانٹوں دار زہریلے پھل دیئے جائیں گے، جس سے نہ یہ اپنی بھوک مٹا سکیں گے اور نہ ہی اپنے بدن کو کچھ قوت پہونچا سکیں گے، یہ انجام ان برے لوگوں کا ہوگا جو اپنے خالق و مالک کے نافرمان ہیں،

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جس وقت ملک شام تشریف لے گئے تو ان کے پاس ایک بوڑھا نصرانی راہب آیا، آپ اس کو دیکھ کر رو پڑے، ساتھیوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا مجھے اس راہب کے حال پر رونا آگیا کہ بیچارہ عبادت و ریاضت کی رات دن مشقتیں برداشت

کرتے کرتے دبلا وبدحال ہوگیا ہے مگر انجام اس کا جہنم میں ہے پھر آپ نے یہ آیت
وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ الخ تلاوت فرمائی۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿٨﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا

بہت سے چہرے اس روز بارونق، اپنے کاموں کی بدولت خوش ہوں گے، بہشت بریں میں ہوں گے، جس میں کوئی لغو بات

لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿١٣﴾ وَّأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿١٤﴾ وَّنَمَارِقُ

نہ سنیں گے، اس میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے، اس میں اونچے اونچے تخت ہیں، اور رکھے ہوئے آب خورے ہیں، اور برابر

مَصْفُوفَةٌ ﴿١٥﴾ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿١٦﴾

برابر لگے ہوئے گدے ہیں اور سب طرف قالین پھیلے پڑے ہیں۔

اچھوں کا انجام

بُرے لوگوں کا انجام بیان کرنے کے بعد اب نیک اور اچھے لوگوں کا انجام ذکر فرماتے ہیں کہ اس دن بہت سے لوگوں کے چہرے بارونق ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے صحیح طریقہ پر اللہ تعالیٰ کی دنیا میں عبادت وریاضت کی تھی، ان کی یہ محنت قبول کی گئی اس پر وہ بہت خوش ہوں گے، ان کو جنت الفردوس میں داخل کردیا جائے گا، جہاں ہر طرح کا سکون واطمینان ہوگا، کوئی ایسی گندی بات جس سے ان کا دل دکھے وہاں نہیں سنیں گے جنت میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے، بڑے بڑے تخت بچھے ہوں گے جو عمدہ قسم کے قالین اور گاؤ تکیوں سے مزین ہوں گے، انہی کے قریب پانی وغیرہ پینے کے لئے سلیقہ سے نہایت حسین وقیمتی پیالے سجے رکھے ہوں گے اور اپنے محل کے جس کونے پر بھی ان کی نظر پڑے گی، قالین ہی قالین بچھے ہوئے نظر آئیں گے۔

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَإِلَى

کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے، کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے، اور آسمان کو کس طرح بلند کیا گیا ہے، اور پہاڑوں کو کس طرح

الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾

کھڑے کئے گئے ہیں، اور زمین کو کس طرح بچھائی گئی ہے، تو آپ نصیحت کر دیا کیجئے، آپ تو صرف نصیحت

لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ﴿٢٣﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ

کرنیوالے ہیں، آپ ان پر مسلط نہیں ہیں، ہاں مگر جو روگردانی اور کفر کرے گا، تو اس کو بڑی سزا دے گا،

الْأَكْبَرَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ﴿٢٦﴾

کیونکہ ہمارے ہی پاس ان کا آنا ہوگا، پھر ہمارا ہی کام ان سے حساب لینا ہے۔

ع ۱۲ - النصف

تفسیر

اس سے پہلے جنّت و جہنم کا ذکر فرمایا اس پر قریش مکہ نے انکار کیا کہ بھلا اتنی اہم اور بڑی چیزیں کس طرح انسان کو مہیّا ہو سکتی ہیں؟ ان آیتوں میں ان کو جواب دیا گیا ہے کہ جس خدا نے اونٹ جیسے عجیب جانور کو پیدا کیا، اتنا بلند آسمان بنا دیا اس قدر مضبوط پہاڑوں کو کھڑا کر دیا، زمین کو کس طرح پھیلا دیا وہی خدا ایک دن ان سب کو فنا کر کے یہاں کے رہنے والوں کو جنت و دوزخ میں جگہ دیگا۔

قدرت خدا پر نشانیں

دنیا کی بے شمار چیزوں میں سے یہاں اللہ پاک نے چار کو خاص طور پر اس لئے بیان فرمایا کہ اہل عرب اونٹوں پر سفر کرتے تھے ان کے دائیں بائیں بڑے بڑے اونچے اونچے پہاڑوں کی قطاریں ہوتی تھیں نیچے زمین اور اوپر آسمان ہوتا تھا، اس لئے ان سے کہا جا رہا ہے کہ ان میں غور کرو تو تمہیں خدا کی طاقت و قدرت کا خود ہی انداز ہو جائے گا،

اس کے بعد حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ اگر لوگ ان نشانیوں میں غور کر کے بھی ہماری قدرت کے قائل نہ ہوں تو آپ ان کی زیادہ فکر نہ کیجئے بس انکو نصیحت کرتے رہئے آپ کو تو ہم نے صرف تبلیغ و نصیحت کے لئے ہی مبعوث فرمایا ہے اور جو لوگ آپ کی نصیحت سے روگردانی کریں اور کفر و شرک میں مبتلا رہیں تو ان نافرمانوں سے ہم نمٹ لیں گے، آخر ان کو ایک دن ہمارے پاس ضرور آنا ہے، ہم اس دن ان سے حساب و کتاب لیں گے اور سخت عذابوں میں مبتلا کر دیں گے۔ الحمدللہ پارۂ عم جزاول کی تفسیر مکمل ہوئی۔

قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

تلخیص بخاری شریف

بخاری شریف جس کے متعلق فرمایا گیا ہے ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری'' کہ قرآن کریم کے بعد کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے۔ ''تلخیص بخاری شریف'' میں صحیح بخاری شریف کی منتخب احادیث پاک کا ترجمہ وتشریح آسان وعام فہم انداز میں بالخصوص عام اردوداں طبقہ کے لیے مستند ومعتبر شروحات بخاری شریف وغیرہ کتب سے اخذ کرکے مولانا محمد یعقوب قاسمی (سابق استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم سہارنپور) نے ترتیب دیا ہے۔
''تلخیص بخاری شریف'' کو اپنے وقت کے عظیم اکابرین نے اپنی قیمتی تقریظات سے مزین فرمایا ہے۔

رحمت کے خزانے

یہ مبارک کتاب اعمال حسنہ کی ترغیب سے متعلق حدیث پاک کا عظیم مجموعہ ہے جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے استاذ محترم، محدث جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ''المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح'' کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔
اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی امداداللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اردو ترجمہ ''رحمت کے خزانے'' کے نام سے کیا ہے۔ موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسب ضرورت احادیث پاک کی مختصر وعام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ الحمدللہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہے

یہ ایک ایسی پُر اثر کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے پُر امید کرکے گناہوں سے سچی توبہ کرنے پر مجبور کرتی ہے نیز بڑے بڑے گناہوں سے لت پت لوگ کس طرح توبہ کرکے ولی اللہ بن گئے، ایسے پُر اثر واقعات پر مشتمل اصلاحی وانقلابی کتاب ہے، اس کو قاری محمد اسحاق ملتانی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ الحمدللہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

ان کتابوں کو آپ فون کرکے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے وی، پی رجسٹری، پارسل کے ذریعہ حاصل کرسکتے ہیں۔
مکمل معلومات حاصل کرنے، اور ان کتابوں کو طلب کرنے کے لیے ہمارے موبائل نمبر پر رابطہ قائم فرمائیں۔

گذارش: خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرماکر اشاعت دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ۔

IDARA DAWAT-O-TABLEEGH

GALI NO-2 AALI KI CHUNGI
MANDI SAMITI ROAD, SAHARANPUR (U.P.)
Mob. 9837375773, 9837002261

اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر قرآن کریم

آسان تفسیر

پارہ عم دوم

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی

سابق استاذ حدیث وتفسیر دار العلوم سہارنپور

دار التفسیر دار العلوم دیوبند

ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

50/=

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ

گلی ۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور یوپی موبائل: 9837375773

باسمہٖ تعالیٰ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

اور ہمنے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے

قرآن شریف کی آسان تفسیر

اردو

قدیم وجدید مستند و معتبر کتب تفاسیر کے ماخذ کی روشنی میں

ترجمہ قرآن شریف
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ

پارہ ۵ حصہ ۴

مرتب
محمد یعقوب قاسمی فاضل دار العلوم دیوبند

ادارہ دعوت و تبلیغ گلی ۲ آلی کی چنگی سہارنپور یوپی ۲۴۷۰۰۱

ظہیر انور قاسمی

فہرست مضامین آسان تفسیر پارہ عمّ جز دوم

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
فسادیوں کے تین واقعات	۴	یتیم پر سختی مت کیجئے	۲۳	انسان کی حالت	۴۱
پہلا واقعہ	۴	سائل کو مت جھڑکئے	۲۳	سورۂ تکاثر کی خاص فضیلت	۴۲
دوسرا واقعہ	۵	ہماری نعمتوں کا تذکرہ کیجئے	۲۳	دعوت و تبلیغ کی اہمیت	۴۳
تیسرا واقعہ	۶	حضورؐ پر تین انعامات	۲۴	امام شافعیؒ کا ارشاد	۴۳
تینوں کا انجام	۶	ہر پریشانی کے بعد راحت ہے	۲۵	واقعہ اصحاب فیل	۴۶
انسان کی غلطی	۷	انسان سب سے زیادہ خوبصورت ہے	۲۷	قریش اور تجارت	۴۸
یتیموں کے ساتھ حسن سلوک	۸	ایک عجیب و غریب واقعہ	۲۸	فائدہ عظیمہ	۴۹
انسان کس قدر کمزور ہے	۱۱	سب سے پہلی وحی	۲۹	حوض کوثر	۵۲
اللہ کا انعام	۱۲	نماز سے روکنے کی سزا	۳۱	سورۂ کافرون کی فضیلت	۵۴
مجبوروں کے ساتھ حسن سلوک	۱۲	نیک کاموں سے روکنے کا انجام	۳۱	فتح مکہ	۵۵
حضرت صالح اور انکی اونٹنی	۱۴	لیلۃ القدر کی تعیین	۳۲	جب موت قریب محسوس ہو تو تسبیح و استغفار خوب کرنا چاہئے	۵۶
انسانوں کے دو گروہ	۱۸	شب قدر کی فضیلت	۳۳	ابولہب کی مختصر سوانح عمری	۵۸
امت کی شفاعت	۲۱	شب قدر کی خاص دعا	۳۳	سورۂ اخلاص کے فضائل	۶۰
آپؐ یتیم تھے	۲۲	میدان محشر سے لوٹتے وقت	۳۷	یہود کا حضورؐ پر جادو کرنا	۶۱
آپؐ بے خبر تھے	۲۲	مکمل انصاف کا دن	۳۷	فضیلت و اہمیت	۶۲
آپؐ غریب تھے	۲۲			تشریح آیات	۶۳

تفسیر ھٰذا ذیلی کتب تفاسیر سے مستفاد ھے

بیان القرآن، معارف القرآن، ابن کثیر، تفسیر حقانی، تفسیر عزیزی، روح المعانی، تفسیر کشاف، جلالین مع حاشیہ، تفسیر مظہری، فوائد عثمانیہ، قصص القرآن۔

آیاتہا ۳۰ (۸۹) سُوْرَۃُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ (۱۰) رکوعہا ۱

سورۂ فجر مکہ میں نازل ہوئی اس میں تیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہو اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

وَالْفَجْرِ ۝۱ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝۲ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝۳ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝۴ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ

قسم ہے (فجر کے وقت کی) اور دس راتوں کی اور جُفت کی اور طاق کی اور رات کی جب وہ چلنے لگے، کیوں اس میں عقلمند کے واسطے کافی

حِجْرٍ ۝۵ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝۶ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝۷ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ

قسم بھی ہے، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے پروردگار نے قوم عاد یعنی قوم ارم کے ساتھ کیا معاملہ کیا جنکے قد و قامت ستونوں جیسے تھے جنکی برابر

مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝۸ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝۹ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝۱۰ الَّذِيْنَ

شہروں میں کوئی شخص نہیں پیدا کیا گیا اور قوم ثمود کے جو وادی القری میں پتھروں کو تراشا کرتے تھے اور میخوں

طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝۱۱ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝۱۲ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝۱۳

والے فرعون کے ساتھ جنہوں نے شہروں میں سر اٹھا رکھا تھا، اور ان میں بہت فساد مچا رکھا تھا سو آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا،

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝۱۴

بیشک آپ کا رب گھات میں ہے۔

تفسیر

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جو مضمون بیان فرمایا ہے اس کی اہمیت واضح کرنے کے لئے پانچ چیزوں کی قسم کھائی ہے۔

ع۱ فجر کے وقت کی جو انقلاب عظیم لاتا ہے کہ تاریکی روشنی سے بدل جاتی ہے جو حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کیطرف رہنمائی کرتی ہے، ع۲ ماہ ذی الحجہ کی دس راتوں کی، کیونکہ وہ بہت فضیلت والی ہیں، چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبادت کرنے کے لئے اللہ کے نزدیک سب دنوں میں ذی الحجہ کے شروع کے دس

دن سب سے افضل ہیں اس کے ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ان میں ہر رات کی عبادت شب قدر کے برابر ہے ۳ اور جفت کی اس سے مراد ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے۔ ۴ طاق کی، اس سے مراد ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے ان دونوں تاریخوں کی بھی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے، ۵ اور قسم ہے رات کی جب وہ چلنے لگے یعنی گذرنے لگے، ختم ہونے لگے۔

اس کے بعد فرمایا کیا عقل والوں کے لئے یہ قسمیں کافی نہیں، مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عظمت شان پر اور اس کے قسم کھا کر ایک بات کو بیان کرنے پر، اور خود ان چیزوں کی عظمت پر جنکی قسم کھائی گئی ہے۔ ذرا غور کرو تو جس چیز کے لئے قسم کھائی گئی ہے اس کا یقینی ہونا ثابت ہو جائے اور وہ چیز یہی ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد اپنے تمام اعمال کا حساب دینا ہوگا اور پھر اس کے اعمال کے مطابق اس کو جزا و سزا دی جائے گی، آخرت میں تو جزا و سزا کا معنی طے شدہ ہے، کبھی کبھی ایسے مجرم فسادیوں پر دنیا میں بھی عذاب بھیجکر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

فسادیوں کے تین واقعات

ایسی ہی تین مجرم اور فساد پسند قوموں کی تباہی کا یہاں ذکر کیا گیا ہے، ۱ قوم عاد ۲ قوم ثمود ۳ قوم فرعون۔

پہلا واقعہ

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب کرکے فرمارہے ہیں کہ کیا آپ کو قوم عاد جو قبیلۂ ارم میں سے تھی کا قصہ معلوم ہے کہ ہم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا، اللہ تعالیٰ خود ہی فرماتے ہیں کہ یہ ایک نہایت بلند و بالا قد و قامت والی اور بڑی طاقتور قوم تھی اس جیسی قوم اس دور میں کسی دوسرے ملک و شہر میں نہیں تھی، بعض[1] اسرائیلی روایات میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ان کی لمبائی اٹھارہ فٹ تھی، اس کے مطابق انکی چوڑائی، موٹائی اور طاقت کا اندازہ کرلیجئے۔

قوم عاد کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے تقریباً دو ہزار سال پہلے بیان کیا گیا ہے، طوفان نوح کے بعد ملک یمن میں اس قوم کا وجود آیا اور پھر اس قدر تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کیں کہ پورا عرب اور ملک مصر وغیرہ پر اپنی سلطنت قائم کرلی، مال و دولت اور طاقت قدرت میں کوئی ان کا ثانی نہیں تھا، یہ قوم بت پرست تھی اور اس کو اپنی طاقت پر زبردست گھمنڈ تھا، ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، آپ برابر ان کو دین حق اور توحید کی دعوت دیتے رہے اور ان کو سمجھاتے رہے کہ اپنی طاقت پر

---

[1] یعنی وہ روایت جو حضرت موسیٰ کی قوم اسرائیل سے منقول ہے۔ محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

گھمنڈ نہ کرو بلکہ اللہ کی اس عظیم نعمت پر اس کا شکرا دا کرو مگر انہوں نے اپنے پیغمبر کی ایک بات نہ مانی بلکہ مزید سرکشی اور ظلم وزیادتی پر اتر آئے تب حضرت ہودؑ نے فرمایا کہ تمہاری ہلاکت کا وقت قریب آگیا ہے لیکن یہ سن کر بھی ان کے دلوں میں خدا کا خوف پیدا نہ ہوا اور اپنی پرانی ڈگر ہی پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب کی ابتداء کردی اس سے پہلے ان پر خشک سالی کی شکل میں عذاب بھیجا گیا جس سے یہ سخت گھبرائے، حضرت ہودؑ نے جوش ہمدردی میں ان کو ایک بار پھر سمجھایا کہ اب بھی بت پرستی چھوڑ کر راہ حق اختیار کرلو اسی میں تمہارے لئے نجات ہے اور دونوں جہاں کی بھلائی، مگر ان بدبخت اور بدنصیب لوگوں پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ ان کا بغض وعناد اور بڑھ گیا تو پھر ہولناک عذاب نے ان کو آگھیرا آٹھ دن سات راتوں تک مسلسل تیز وتند ہوا کے طوفان چلے اور ان کو مع ان کی بستیوں کے تباہ وبرباد کر ڈالا

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ بعض مفسرینؒ نے فرمایا کہ اِرم اس جنت کا نام ہے جو شداد بن عاد نے تعمیر کرائی تھی اور اس کی صفت ذات العماد ہے، (یعنی ستونوں والی) کیونکہ اس جنت کی عمارت بڑے بڑے عظیم الشان بے شمار ستونوں پر قائم تھی، مشہور مؤرخ ہمدانیؒ نے لکھا ہے کہ اس جنت میں سونے چاندی اور یاقوت وجواہرات کے تین لاکھ محل تھے، اس کے اندر تمام درخت سونے کے تھے، اور ان کے پھل یاقوت اور موتیوں کے تھے، پانچ سو سال میں یہ جنت مکمل ہوئی تیار ہوجانے پر جب شداد نے پورے کرّوفر اور فخر کے ساتھ اپنے تین لاکھ درباریوں کے ساتھ اس میں داخل ہونے کی کوشش کی تو آسمان سے ایک ہولناک گڑگڑاہٹ کی آواز آئی اور فوراً ہی زمین نے اس کو مع اسکے ساتھیوں کے اپنا لقمہ بنا کر اپنے پیٹ میں ہضم کرلیا اور پورا شہر آن کے آن میں اس طرح غائب ہوگیا گویا کبھی اس کا کوئی نام ونشان ہی نہ تھا۔

دوسرا واقعہ

یہ دوسرا واقعہ قوم ثمود کا ہے یہ قوم شہر وادی القری سے حَجر تک آباد تھی، یہ دونوں مقامات ملک شام اور حجاز مقدس کے درمیان میں ہیں جو وادی القری (یہ ایک شہر کا نام ہے) میں پہاڑ کے پتھر تراشا کرتے تھے، اور بڑے مضبوط ومستحکم اور خوبصورت مکانات تعمیر کیا کرتے تھے اور انہی پتھروں سے جاندار چیزوں اور پھول پودوں کی تصویریں بھی تراشا کرتے تھے ـــــ غرضیکہ بڑی عیش میں زندگی بسر ہورہی تھی اور اس مستی کے عالم میں اپنے خالق ومالک کو بالکل بھولے ہوئے تھے، اور بتوں کی پرستی میں حد سے گذر چکے تھے ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا آپ ان کو مسلسل وعظ ونصیحت اور دعوت وتبلیغ کرتے

رہے اور سمجھاتے رہے کہ جس ذات نے تم کو یہ تمام نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں اسی کی اطاعت وبندگی بھی کرو نہیں تو تم پر خدا کا قہر وعذاب ٹوٹ پڑے گا انھوں نے آپ کی نصیحت نہ مانی اور ایک خاص قسم کی اونٹنی کا مطالبہ کیا بطور معجزہ کے، اللہ نے ان کی فرمائش کے مطابق ایک پہاڑ سے اونٹنی پیدا فرمادی، مگر یہ سرکش اس کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے اور بت پرستی ہی کرتے رہے، غرضیکہ جب یہ بدنصیب قوم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئی تو اللہ پاک نے اپنے قہر کی بجلی ان پر گرادی جس سے یہ اپنے مضبوط گھروں میں ایسے اوندھے گرے پڑے ہوئے ملے جیسے کبھی یہاں بستے ہی نہ تھے، آج بھی ان کے یہ کھنڈرات ملک شام جاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت صالح اور ان چند غریب وکمزور لوگوں کو جن کا قوم مذاق اڑاتی تھی اس عذاب سے محفوظ رکھا۔

نوٹ:۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی اونٹنی کا پورا واقعہ سورۂ الشمس آسان تفسیر ص۔ پر آرہا ہے۔

تیسرا واقعہ

یہ تیسرا واقعہ فرعون ملعون کا ہے جسکو مدتوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دین حق کی دعوت پیش کی مگر اس نے قبول نہ کی، مختلف موقعوں پر مختلف انداز سے اس کو سمجھایا لیکن اس نے ایک نہ مانی اور بالآخر حضرت موسیٰ کے تعاقب میں مع ایک عظیم لشکر کے دریائے نیل میں غرق ہوا۔ فرعون کا قصہ قرآن کریم میں بہت سی جگہ بیان کیا گیا ہے، یہاں اس کے متعلق صرف اتنا بیان کیا گیا ہے کہ میخوں والے فرعون نے زمین میں فساد مچا رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو میخوں والا فرعون اسلئے فرمایا ہے کہ جب یہ کسی پر ظلم کرتا تو اس کے ہاتھ پاؤں چار میخوں میں باندھ دیتا اور پھر دھوپ میں لٹکا کر اس پر سانپ بچھو چھوڑ دیتا بعض مفسرین رح نے لکھا ہے جس وقت اس کی بیوی آسیہ مسلمان ہو گئی اور اسکا فرعون کو پتہ چلا تو اس ظالم نے اس معصوم وپاکیزہ بیوی کو بھی اسی طرح میخوں میں باندھ کر سزا دی۔

تینوں کا انجام

ان تینوں قوموں (قوم عاد، قوم ثمود، قوم فرعون) کے متعلق اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ انھوں نے شہروں کے اندر بڑا فساد مچا رکھا تھا اور حد درجہ سرکشی پر اترے ہوئے تھے بس ہم نے ان پر عذاب کا کوڑا نازل فرمایا مطلب یہ ہے کہ جسطرح کوڑا جسم کے مختلف حصوں کو لپٹ جاتا ہے اسی طرح ہمارے

عذاب نے بھی ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اور ان کو اپنی جان بچانے کا کوئی راستہ نہ مل سکا، آخر کار سب بری طرح ہلاک وتباہ ہوئے۔

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ؁۱۵ وَاَمَّآ اِذَا

سو آدمی کو جب اس کا پروردگار آزماتا ہے یعنی اس کو اکرام انعام دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے ربنے میری قدر بڑھادی، اور جب

مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ؁۱۶ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ؁۱۷

اس کو آزماتا ہے یعنی اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ میرے ربنے میری قدر گھٹادی، ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ؁۱۸ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ؁۱۹ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ

قدر نہیں کرتے ہو اور دوسروں کو بھی مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے، اور میراث کا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال سے تم لوگ بہت ہی

حُبًّا جَمًّا ؁۲۰

محبت رکھتے ہو۔

انسان کی غلطی

ان آیتوں میں اللہ پاک نے کافر انسان کی غلط فہمی کا ذکر فرمایا ہے کہ جب ہم اس پر انعامات کی بارش برساتے ہیں تو یہ فخر و غرور کرتا ہے کہ یہ میری محنت و کوشش کا نتیجہ ہے۔ اور واقعۃً میں اس ہی کا مستحق تھا اور میرا خدا مجھ سے راضی ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس پر روزی تنگ کر دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ اللہ نے مجھ پر سختی کر رکھی ہے اور وہ مجھ سے ناراض ہے حالانکہ میں سب نعمتوں کا مستحق ہوں

حقیقت میں یہ انسان کی غلط فہمی ہے کہ فراخ حالی کو رضاء الٰہی سمجھ بیٹھے اور تنگ حالی کو خدا کی ناراضگی تصور کرے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ تو ہماری طرف سے آزمائش ہے کہ کسی کو مال و دولت اور عزت دے کر آزماتے ہیں کہ وہ ہمارا شکر ادا کرتا ہے یا نہیں اور کسی کو غربت و ذلت میں مبتلا کر کے آزماتے ہیں کہ وہ اس حال میں بھی صبر و شکر کرتا ہے یا نہیں۔

خدا کے نزدیک ذلت و عزت والا ہونے کے اسباب وہ نہیں جن کو یہ کافر سمجھ بیٹھا ہے بلکہ وہ ہیں جن کا ذکر خدا نے فرمایا ہے، اول یتیموں کی قدر نہ کرنا کہ وہ تمہاری سرپرستی میں رہیں اور تم ان کے ساتھ بدسلوکی کرو۔

یتیموں کے ساتھ حسن سلوک

اس آیت میں اللہ پاک نے یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم فرمایا ہے، حضور علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک ہو رہا ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ بدسلوکی اور زیادتی کی جارہی ہو پھر آپ نے اپنے دست مبارک کی دو انگلیاں اٹھا کر فرمایا کہ یتیم کی پرورش کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے یعنی بالکل قریب قریب، کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو یتیموں کی پرورش اپنی اولاد کی طرح کرکے جنت میں حضور کا قرب حاصل کرتے ہیں۔

دوئم نہ غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی رغبت دلاتے ہو یعنی خود تو غریبوں کی کیا مدد کریں گے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ دوسروں ہی سے مدد کی درخواست کردیں مطلب یہ کہ ان سے کسی طرح بھی محبت وہمدردی نہیں۔

سوم. میراث کا کل مال خود کھا جاتے ہیں اور دوسرے مستحقین کو محروم کردیتے ہیں۔

چہارم، چوتھی بری عادت ان میں یہ ہے کہ مال سے بہت ہی محبت رکھتے ہیں اور اصل میں یہی سب برائیوں کی جڑ ہے اسی کی وجہ سے آدمی دوسروں کے حق دباتا ہے جھوٹ بولتا ہے، خون خرابہ کرتا ہے وغیرہ. یہ ہیں وہ چار اسباب جن پر خدا کی رضاء وناراضگی کا دارومدار ہے نہ کہ رزق کی تنگی وفراخی پر۔

كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَجِايٓءَ يَوْمَئِذٍۭ

کہ ہرگز ایسا نہیں جس وقت زمین کو توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کردیا جائیگا، اور آپ کا پروردگار اور جوق

بِجَهَنَّمَ ۚ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٢٣﴾ يَقُولُ يَٰلَيْتَنِى قَدَّمْتُ لِحَيَاتِى ﴿٢٤﴾

جوق فرشتے آویں گے، اور اس روز جہنم کو لایا جاویگا، اس روز انسان کو سمجھ آئیگی اور اب سمجھ آنیکا موقع کہاں رہا، کہے گا کاش میں اس زندگی

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُۥٓ أَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُۥٓ أَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يَٰٓأَيَّتُهَا النَّفْسُ

کیلئے کوئی عمل آگے بھیج لیتا، پس اس روز نہ تو خدا کے عذاب کے برابر کوئی عذاب دینے والا نکلے گا اور نہ اسکے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلے گا. اے اطمینان

الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِي فِي

والی روح تو اپنے پروردگار کی طرف چل اسطرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش، پھر

عِبَادِي ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿۳۰﴾

تو میرے بندوں میں شامل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا۔

ع ۱ بنا ۱۴

تفسیر ارشاد ہوتا ہے کہ وہ خدا جو انسانوں کے اچھے برے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے کیا وہ ان کو بدلہ نہیں دے گا. ایسا ہرگز نہیں، بلکہ وہ ضرور بدلہ دے گا اور اس نے بدلہ کا دن متعین کر رکھا ہے، اس دن یہ زمین جو دنیا کا فرش ہے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور بلند و بالا پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، غرض کہ یہ جہاں فنا ہو جائے گا اور دوسرا جہاں پیدا کیا جائے گا، تمام مخلوق. خدا کی عدالت یعنی میدانِ محشر میں کھڑی ہوگی، اور ربّ العزت صف بستہ فرشتوں کے ساتھ جلوہ افروز ہوں گے جہنم کو حاضر کیا جائے گا اس کی حقیقت تو اللہ ہی جانتا ہے، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہنم جو اس وقت ساتویں زمین کی تہہ میں ہے وہ بھڑک اٹھے گی اور حشر میں سب کے سامنے آجائیگی اس ہولناک عالم کو دیکھ کر کافروں کی عقل گھوم جائے گی اور ان کی سمجھ میں آجائیگا کہ ہمیں دنیا میں کس کی بندگی کرنی چاہئے تھی مگر اس وقت کا سمجھنا کوئی فائدہ مند نہ ہوگا، کیونکہ وہ وقت بدلہ کا ہے نہ کہ عمل کرنے کا یا سوچنے کا، اس دن حق تعالیٰ کافر انسانوں کو سخت سے سخت سزا دیں گے، اس دن نیک مومنوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اس کو بیان فرماتے ہیں کہ اس خوف و دہشت کے وقت فرشتے ان کو تسلی دے کر کہیں گے کہ تم تو اطمینان والی روح ہو تم گھبراؤ مت بلکہ خوش خوش اپنے پروردگار کی عدالت میں پیشی دو، وہ تم سے اور تم اس سے خوش ہو، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ تم لوگ میرے مقرب بندوں میں آکر شامل ہو جاؤ، اس طرح ان کی عزت و قدر بھی بڑھے گی اور اطمینان و سکون بھی مکمل حاصل ہوگا پھر حق تعالیٰ فرمائے گا کہ تم میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ میں نے تمہارے ہی واسطے تیار کر رکھی ہے۔

آیاتہا ۲۰ (۹۰) سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ (۳۵) رکوعہا ۱

سورۂ بلد مکہ میں نازل ہوئی اس میں بیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ① وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ② وَ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ③ لَقَدْ خَلَقْنَا

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور آپ کو اس شہر میں لڑائی حلال ہونیوالی ہے، اور قسم ہے باپ کی اولاد کی، کہ ہم نے انسان کو

الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ④ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ⑤ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ⑥

بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے، کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہ چلے گا، کہتا ہے کہ میں نے اتنا وافر مال خرچ کر ڈالا

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ⑦

کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں۔

تفسیر

اس مقام پر اللہ پاک نے دو چیزوں کی قسم کھائی ہے اول مکہ شہر کی جو دنیا کے تمام شہروں میں سب سے زیادہ عظمت والا ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور ساتھ ساتھ حضور علیہ السلام کو یہ خوشخبری بھی دی گئی کہ اس مقدس شہر میں جہاں کے پھول پتے اور گھاس پھونس تک کو توڑنا منع ہے، یہاں کے کسی بھی جاندار کا شکار کرنا جرم عظیم ہے۔ اس پرامن شہر میں اے نبی ہم آپ کے لئے ان دشمنان اسلام (کفار و مشرکین) سے قتل و قتال اور جنگ و جدال کرنا حلال کر دیں گے چنانچہ فتح مکہ میں ایک روز کے لئے آپ کو اللہ نے اس شہر میں جہاد کی اجازت فرما دی تھی

دوسری قسم یہ کھائی، قسم ہے باپ کی اور اولاد کی باپ سے مراد حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اور اولاد سے ان کی تمام اولاد مراد ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی قسم کھائی

انسان کس قدر کمزور ہے

ان دونوں قسموں کو کھا کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے
چنانچہ عمر بھر انسان کسی نہ کسی پریشانی کا شکار رہتا ہے، کبھی بے روزگاری، کبھی بیماری
کبھی عزیز و اقارب سے کشیدگی، وغیرہ ان حالات کے پیش نظر یہ بات واضح ہے کہ
انسان بے پناہ کمزور ہے، اسی لئے ان غم و فکر کو اپنے سے دور نہیں کر سکتا ہے
جس کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اپنی اس کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے عاجزی کرتا اور اللہ
کے سامنے سربسجود ہوتا، مگر اس کے باوجود اس مغرور کافر انسان کا خیال ہے کہ اس
پر خدا کو کوئی قدرت حاصل نہیں اور اس کی فخر و شیخی کا یہ عالم کہ کہتا ہے میں نے
اس قدر مال خرچ کر ڈالا، یہ جملہ ان کافروں کے متعلق فرمایا گیا ہے جو مذہب اسلام
کے خلاف مال خرچ کیا کرتے تھے اور اپنی شان بنانے کے لئے جھوٹ چار گنا مال
کے خرچ کا چرچا کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کو خبردار کرتے ہیں کہ کیا تم یہ سمجھتے
ہو کہ تم کو کسی نے نہیں دیکھا، ایسا ہرگز نہیں ہم تمہارے حالات سے بخوبی واقف
ہیں تم نے مال شیطانی راہ میں ہمارے حکم کے خلاف خرچ کیا ہے، قیامت کے روز
اس کی سزا تمہیں ضرور دیں گے۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ﴿٨﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ﴿٩﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾ فَلَا اقْتَحَمَ

کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے، اور ہم نے اس کو دونوں راستے بتلا دیئے سو وہ شخص

الْعَقَبَةَ ﴿١١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿١٣﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾

گھاٹی میں سے ہو کر نہ نکلا، اور آپ کو معلوم ہے کہ گھاٹی کیا ہے، وہ کسی گردن کا غلامی سے چھڑا دینا ہے یا کھانا کھلانا فاقہ کے دن میں کسی رشتہ دار

يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿١٥﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا

یتیم کو یا کسی خاک نشین محتاج کو پھر ان لوگوں میں سے نہ ہوا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو

بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

پابندی کی فہمائش کی اور ایک دوسرے کو ترحم کی فہمائش کی، یہی لوگ داہنے والے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہیں

هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾ ع

وہ لوگ بائیں والے ہیں، ان پر آگ محیط ہوگی جس کو بند کردیا جادیگا۔

ع ۲/۱۵

اللہ کا انعام

ان آیات میں اللہ پاک نے کافروں کو اپنے بعض انعام یاد دلائے ہیں (۱) ہم نے ان کو دیکھنے والی دو آنکھیں دیں (۲) دل کے خیالات ظاہر کرنے کے لئے زبان دی (۳) دو ہونٹ دیئے جن سے بات کرنے میں کھانا کھانے میں مدد ملتی ہے، اور یہ بھی ہمارا انعام ہے کہ ہم نے ان کو اچھائی اور برائی کے دونوں راستے دکھا دیئے تاکہ برے راستے سے رک کر اپنے کو مصیبتوں سے بچا سکیں مگر اس کے باوجود اس غافل انسان کا یہ حال ہے کہ دین کی گھاٹی میں نہیں گھستا۔ جس طرح پہاڑ کی گھاٹی میں کو نکل کر آدمی اپنے دشمن سے چھٹکارا پا لیتا ہے، اسی طرح جو شخص دین کی گھاٹی میں گھس گیا اس نے نجات پالی، یہاں گھاٹی سے مراد نیک اعمال لئے گئے ہیں، مطلب یہ ہے کہ جس نے نیک اعمال اختیار کر لئے تو اس نے خدا کے عذاب اور جہنم کی آگ سے نجات پالی۔

مجبوروں کے ساتھ حسن سلوک

آگے ان نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ غلام کو آزاد کرنے یعنی اگر اپنے قبضہ میں ہے تو خود آزاد کر دے اور اگر کسی دوسرے کے قبضہ میں ہے اور خود میں ہمت ہے کہ مال دے کر اس کو چھڑا سکتا ہے تو اس کو آزاد کرا دے اسی طرح اگر کوئی صالح انسان قید کر لیا جائے تو اس کو چھڑانا بھی اس میں داخل ہے، اسی طرح یتیم مسکین، محتاج، بھوکے کو کھانا کھلا دے، حاصل یہ ہے کہ مجبور کی جو ضرورت تم سے پوری ہوتی ہو اس کو پورا کرنا تمہارا فرض ہے، جس پر اللہ کی طرف سے بہت بڑے ثواب کے وعدے ہیں، حق تعالیٰ مومنین سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ تم اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی اچھے کاموں کی تلقین کرو اور ان کو برے کاموں سے بچاتے رہو اور ان کے ساتھ ہر ممکن ہمدردی کرتے رہو جو لوگ خود نیکی کرتے ہیں اور دوسروں کو نیکی کی راہ دکھاتے ہیں ان کے متعلق فرمایا گیا کہ وہ خوش نصیب ہوں گے جنتی ہوں گے، اور جو لوگ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے اور ان کا انکار کرتے ہیں ان کے

متعلق فرمایا گیا کہ وہ بدنصیب ہیں جہنمی ہیں ان کو آگ گھیرے ہوئے ہوگی ۔

آیاتہا ۱۵　(۹۱) سُوْرَۃُ الشَّمْسِ مَکِّیَّۃٌ (۲۶)　رکوعہا ۱

سورۂ شمس مکہ میں نازل ہوئی اس میں پندرہ آیتیں ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان اور نہایت رحم والے ہیں ۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا ۝۲ وَالنَّھَارِ اِذَا جَلّٰھَا ۝۳ وَالَّیْلِ اِذَا

قسم ہے سورج کی اور اسکی روشنی کی، اور چاند کی جب سورج سے پیچھے آوے، اور دن کی جب وہ اس کو خوب روشن کردے، اور

یَغْشٰھَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰھَا ۝۵ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰھَا ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰھَا ۝۷

رات کی جب وہ اس کو چھپالے، اور آسمان کی اور اسکی جس نے اسکو بنایا، اور زمین کی اور اس کی جس نے اس کو بچھایا اور جان کی اور اس کی جس نے

فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ۝۱۰

اسکو درست بنایا پھر اسکی بدکرداری اور پرہیزگاری کا اسکو القا کیا، یقیناً وہ مراد کو پہنچا جس نے اس کو پاک کرلیا اور نامراد ہوا جس نے اس کو دبا دیا۔

تفسیر اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں کی قسمیں (یہ ساتوں قسمیں آیتوں کے ترجمہ میں مذکور ہیں) کھاکر فرمایا کہ بامراد وکامیاب ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کرلیا یعنی عقائد باطلہ اور اخلاق رذیلہ سے اپنے کو بچاکر

اقوال وتحقیق عقبہ بمعنی گھاٹی، یعنی پہاڑوں کا درمیانی راستہ، ۲ پہاڑ کی بڑی چٹان ۔ حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ عقبہ جہنم کے چکنے پہاڑ کا نام ہے۔
نجدین ۔ سے مراد علامہ زمخشریؒ نے عورت کے پستان لئے ہیں یعنی بچہ کو دودھ پینے اور غذا حاصل کرنے کا راستہ بتا دیا۔

رضاء مولیٰ اور اطاعت خدا میں لگا دیا ہے نامراد و ناکام ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو فسق و فجور اور معصیت و گناہ کے دلدل میں پھانس دیا۔

زَكّٰهَا، حضرت شاہ عبد العزیزؒ لکھتے ہیں کہ نفس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ قوت شہوتیہ وغضبیہ کو قوت عقلیہ کے تابع کرے اور قوت عقلیہ کو شریعت کے تابع کرے تاکہ قلب اور روح دونوں تجلیات الٰہیہ سے روشن و منور ہوں۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ

قوم ثمود نے اپنی شرارت کے سبب تکذیب کی جبکہ اس قوم میں جو سب سے زیادہ بدبخت تھا وہ اٹھ کھڑا ہوا تو ان

اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝۱۳ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۥ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ

لوگوں سے اللہ کے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ کی اونٹنی سے اور اسکے پانی پینے سے خبردار رہنا، سو انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا، پھر اس اونٹنی کو مار ڈالا

فَسَوّٰىهَا ۝۱۴ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵ ع ۱۵/۱۶

تو انکے پروردگار نے انکے گناہ کے سبب ان پر ہلاکت نازل فرمائی پھر اسکو عام فرمایا اور اللہ تعالیٰ کو اس ہلاکت کے اخیر میں کسی خرابی کا اندیشہ نہیں ہوا۔

تفسیر

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بامراد اور نامراد لوگوں کا ذکر فرمایا ان آیات میں نامراد لوگوں کا حال وانجام بطور مثال کے ایک قصہ سے واضح فرمایا۔

حضرت صالحؑ اور ان کی اونٹنی

حضرت صالح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو توحید کی دعوت پیش کی تو انہوں نے معجزہ طلب کیا اور ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس پہاڑ کے ایک پشتے سے ایک ایسی اونٹنی نکالئے جو ڈیل ڈول میں خوب موٹی تازی ہو اور دس ماہ کی حاملہ بھی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اس پشتہ سے نکل کر بچے کو جنم دے جس کو ہم سب اپنی آنکھوں سے دیکھیں تب ہم ایمان قبول کریں گے، چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں گڑگڑانا شروع کیا، اور اپنی قوم کے لئے اللہ سے یہ معجزہ طلب کیا

اللہ نے اس کو قبول فرمایا اور فوراً ہی اس پشتہ سے ایسی آواز آنی شروع ہو گئی جیسے جانور کے جنتے وقت آتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس میں سے ایک اونٹنی نکل آئی جو بالکل ویسی ہی تھی جیسی قوم نے طلب کی تھی، اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس اونٹنی کو بھی دردزہ شروع ہوا اور اس نے بھی لوگوں کے دیکھتے دیکھتے بچہ جن دیا۔ مگر انہوں نے اپنا فرمائشی معجزہ دیکھنے کے بعد بھی حضرت صالحؑ کی پیش کردہ دعوتِ توحید کو ٹھکرا دیا اور اپنا کیا ہوا وعدہ کہ ہم ایمان قبول کرلیں گے پر بھی قائم نہ رہے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے معجزہ دیکھنے کے بعد بھی اللہ کی قدرت اور اس کی بندگی سے انکار کیا اس لئے تم پر سخت عذاب نازل ہوگا۔ بس اس سے بچاؤ کی ایک ہی شکل ہے کہ تم اللہ کی اس اونٹنی اور اس کے بچے کو راحت و آرام سے رکھو ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ، کچھ دن یہ لوگ اس پر قائم رہے اور جب انہوں نے دیکھا کہ جس جنگل میں یہ اونٹنی چرتی ہے اس جنگل میں ہمارا کوئی جانور نہیں چر سکتا، اس سے گھبراہٹ کی وجہ سے، اور جہاں یہ پانی پیتی ہے تو اس کو خالی کردیتی ہے تو صالح علیہ السلام سے آکر شکایت کی تو باہمی طور پر یہ طے ہوا کہ ایک دن تمہارے جانور چرا کریں گے اور ایک دن یہ اونٹنی، کچھ دن ایسا ہی ہوتا رہا مگر یہ صلح بھی ان لوگوں پر گراں گذرنے لگے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس اونٹنی کا خاتمہ کرا دیا جائے، نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، چنانچہ انہوں نے اس کام کے لئے اپنی قوم کے بدمعاش قذار بن سالف نامی شخص کو تیار کیا اس نے مع اپنے ساتھیوں کے اونٹنی پر حملہ کیا اور اس کی کوچوں کو کاٹ دیا جس سے وہ زمین پر گر پڑی اور اپنی جان دیدی، اس کے بچے نے جب یہ حال دیکھا تو گھبرا کر بھاگا اور جاکر اسی پہاڑ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

حضرت صالح علیہ السلام کو جب اس داستان ظلم وستم کا علم ہوا تو فوراً گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے میری قوم تم نے یہ اچھا نہیں کیا اب بھی تمہارے لئے خدا کے

اقوال وتحقیق

حق جل مجدہ ہر قوم کو وہ معجزہ دکھاتا ہے جسمیں وہ ید طولی اور مہارت تامہ رکھتی ہو یہ قوم بھی چونکہ پتھروں سے جانوروں کی عجیب وغریب صورتیں بنانے کا فن رکھتی تھی اس لئے اللہ نے ان کو پتھر سے جاندار اونٹنی (بقیہ ص ۱۶ پر)

عذاب سے بچاؤ کا ایک راستہ ہے وہ یہ کہ اس بچے کو اپنے ساتھ پیار و محبت سے لاؤ اور راحت و آرام سے اس کو رکھو قوم نے آپؑ کی اس بات کو سنی ان سنی کر دی، پھر حضرت صالح ان لوگوں کو ساتھ لے کر جو ایمان قبول کر چکے تھے اس پہاڑ کے قریب تشریف لے گئے جب بچے نے صالحؑ کو دیکھا تو رونے کی سی تین مرتبہ آواز نکالی جس سے پہاڑ کا پشتہ پھٹا اور وہ بچہ اس میں گھس گیا۔

حضرت صالح علیہ السلام غم و افسوس کے عالم میں اپنی قوم کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم نے خود اللہ کے عذاب کو بلایا ہے اور اس بچے کے تین مرتبہ آواز کرنے کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ کے عذاب سے تم کو تین دن کی مہلت ہے پہلے دن تمہارے چہرے زرد پڑ جائینگے دوسرے دن سرخ ہو جائیں گے اور تیسرے دن کالے ہو جائیں گے چنانچہ جب یہ اگلے دن سو کر اٹھے تو ان کے منہ زرد تھے، اب ان سب کو یقین ہو گیا کہ صالح نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے اور ہو کر رہے گا، یہ سب کچھ دیکھ کر انھیں اب بھی عقل نہ آئی کہ عذاب خدا سے پناہ مانگیں بلکہ ان میں جوش و غضب اور بدلہ کی آگ بھڑک اٹھی اور اس اونٹنی کے قاتل قدار بن سالف نے مع اپنے ساتھیوں کے حضرت صالحؑ کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا، اور ان کو تلاش کرتے ہوئے مسجد میں پہونچا، آپ اپنے رب کی یاد میں مشغول تھے کہ ایک درخت نے بحکم خدا آپؑ کو خبردار کیا کہ دشمن آپ کو شہید کرنے آرہے ہیں آپ اپنے گھر تشریف لے جائیے، چنانچہ آپ گھر میں چھپ گئے یہ بدبخت وہاں بھی پہونچ گئے اللہ نے اپنے برگزیدہ نبی کی حفاظت فرشتوں سے کرائی، فرشتوں نے اپنے پَر ان پر مارے جن سے یہ اندھے ہو گئے اور گھبراتے ہوئے خوف و دہشت کے عالم میں اپنے گھروں کو لوٹے، گھر پہونچ بھی نہ پائے تھے کہ راستے ہی میں دم توڑ دیئے۔

اقوال و تحقیق

(بقیہ صفحہ ۱۵ گذشتہ) نکلنے کا معجزہ دکھایا کہ واقعۃً اگر تم میں کوئی طاقت و قدرت ہے تو اپنی ان تراشی ہوئی مورتیوں میں جان ڈالو جس طرح ہم نے ڈالی ہے، اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو ہماری قدرت کے قائل ہو جاؤ اور ہماری پرستش میں لگ جاؤ، ان آنکھوں دیکھے معجزے کو دیکھنے کے بعد پوری قوم کو ایمان قبول کر لینا چاہئے تھا مگر ان نافرمانوں اور شریروں نے الٹا حضرت صالحؑ پر الزام لگانا شروع کر دیا کہ یہ تو جادوگر ہے، ہمیں دھوکا دینا چاہتا ہے، محمد یعقوب غفرلہ، ولوالدیہ

دوسرے لوگوں نے ان کا یہ حال دیکھ کر سوچا کہ صالح ؑ نے ان کو قتل کیا ہے لہذا وہ سب جمع ہوکر حضرت صالح ؑ کے گھر کو گھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نے ایک اونٹنی کے بدلے ہمارے نو آدمیوں کو مار ڈالا، ہم ان کے بدلے تم کو اور تمہارے گھر والوں کو قتل کریں گے، حضرت صالح ؑ نے فرمایا، انہوں نے ہی ہمارے گھر پر چڑھائی کی تھی اور پھر خدا کے عذاب نے ان کا یہ حال بنایا، ابھی اسی قسم کے سوال وجواب چل رہے تھے کہ جندع بن عمر (یہ اس شہر کا بہت بڑا رئیس تھا اور کچھ عرصہ پہلے مع اپنے لشکر کے ایمان قبول کرچکا تھا) کو یہ خبر ملی تو فوراً مع اپنی فوج کے حضرت صالح ؑ کی نصرت کو موقع پر آپہنچا اور دشمنوں کا مقابلہ کیا، آخر صلح اس بات پر ٹھہری کہ حضرت صالح ؑ اس شہر سے نکل جائیں حضرت صالح ؑ نے اس کو منظور فرمالیا اور مع اپنے ساتھیوں کے شہر کو چھوڑ دیا۔

تیسرے دن جب ان کے منہ کالے ہو گئے تو عذاب الٰہی سے بچاؤ کی تدبیریں سوچتے رہے آخر مشورہ میں یہ طے ہوا کہ عذاب یا تو آسمان سے آئے گا جیسے پتھر اور بارش کا برسنا یا زمین سے آئے گا جیسے زلزلہ وغیرہ، اور ان سب چیزوں سے ہم اپنے ان مکانوں میں محفوظ رہ سکتے ہیں جو ہم نے پہاڑوں کے اندر تراش رکھے ہیں۔

بہرحال تین دن گذر جانے کے بعد بحکم خدا حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان وزمین کے بیچ ایک ہیبت ناک شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور ایک زوردار چیخ مارتے ہیں، جس سے پہاڑوں میں لرزہ وجنبش پیدا ہو جاتی ہے اور سخت قسم کی آندھیاں چلنا شروع ہو جاتی ہیں، سب لوگ گھبرا کر پہاڑی مکانوں میں گھس جاتے ہیں، اس کے بعد حضرت جبرئیل ؑ پہلے سے بھی زیادہ سخت چیخ مارتے ہیں جس سے سب اوندھے منہ بے قابو ہوکر زمین پر گر پڑے اور ان کے پتے پھٹ گئے اور سب کے سب جہنم رسید ہوئے۔ اللہم احفظنا من کل بلاء الدنیا والآخرۃ۔

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا :- یعنی جس طرح دنیا کے بادشاہ بعض دفعہ کسی قوم کو سزا دے کر یہ دہشت محسوس کرتے ہیں کہ کہیں ان کے حامی ومددگار اور ہم خیال لوگ کوئی سازش کر کے میرے تخت شاہی پر حملہ آور نہ ہو جائیں اس طرح کا کوئی بھی خوف وہراس نعوذ باللہ اللہ پر طاری نہیں ہوتا۔

••••••••••••••••••••••••••

آیاتہا ۲۱ (۹۲) سُوْرَۃُ الَّیْلِ مَکِّیَّۃٌ (۹) رکوعہا ۱

سورۂ لیل مکہ میں نازل ہوئی اسمیں اکیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۝۱ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۝۲ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰٓی ۝۳ اِنَّ سَعْیَکُمْ

قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھپالے، اور دن کی جبکہ وہ روشن ہوجاوے، اور اس کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا کہ بیشک تمہاری

لَشَتّٰی ۝۴ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝۶ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی ۝۷ وَ

کوششیں مختلف ہیں سو جس نے اللہ کی راہ میں (مال) دیا اور اللہ سے ڈرا، اور اچھی بات کو سچا سمجھا، تو ہم اس کو راحت کی چیز کے لئے سامان دینگے اور

اَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۝۸ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝۹ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی ۝۱۰ وَمَا یُغْنِیْ

جس نے بخل کیا اور بجائے خدا سے ڈرنے کے بے پروائی اختیار کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اس کو تکلیف کی چیز کیلئے سامان دیدیں گے، اور

عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰی ۝۱۱

اس کا مال اسکے کچھ کام نہ آویگا جب وہ برباد ہونے لگے گا۔

تفسیر

اصل مضمون شروع کرنے سے پہلے اپنی عادت کے مطابق اللہ رب العزت نے تین چیزوں کی قسمیں کھائیں جو آیتوں کے ترجمہ میں مذکور ہیں تاکہ قسموں کے بعد بیان ہونے والی بات کو لوگ اہم سمجھیں۔

انسانوں کے دو گروہ

قسموں کے بعد ارشاد ہے کہ بلاشبہ انسانوں کے اعمال مختلف ہیں کہ ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو اچھے کام کرتا ہے اس گروہ کی اللہ نے تین صفات ذکر کی ع۱ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے ع۲ اللہ سے خوف کھاتا ہے اور ایسا کوئی عمل نہیں کرتا جس سے خدا ناراض ہو، ع۳ کلمۂ طیبہ کی پوری طرح تصدیق کرتا ہے بلاشبہ یہ گروہ کامیاب ہے اور جنتی ہے، دوسرا گروہ وہ ہے جو

برے کام کرتا ہے، اسکی بھی تین صفات بیان کی گئیں ع۱ راہ مولیٰ میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے، یہاں تک کہ زکوٰۃ وفطرہ دینے میں بھی بخل سے کام لیتا ہے، ترمذی شریف کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بخیل وہ شخص ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے، ع۲ دنیوی خواہشات میں مصروف ہوکر اللہ تعالیٰ کی ذات اور آخرت سے بے توجہی اور بے رخی برتتا ہے، ع۳ کلمۂ طیبہ کو جھٹلاتا اور اس کا انکار کرتا ہے۔ بلاشبہ یہ گروہ ناکام ہے اور جہنمی ہے، اس دوسرے گروہ کے متعلق جو مال کی محبت میں خدا کے احکامات کو پس پشت ڈال دیتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا یہ مال اس دن کچھ کام نہ آئے گا جب کہ اس کو جہنم کے دہکتے ہوئے انگاروں میں پھینکا جائے گا۔

إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ﴿۱۲﴾ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ﴿۱۳﴾ فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ﴿۱۴﴾

واقعی ہمارے ذمہ راہ کو بتلا دینا ہے اور ہمارے ہی قبضہ میں ہے آخرت اور دنیا۔ تو میں تم کو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا چکا ہوں

لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِي

اس میں وہی بدبخت داخل ہوگا جس نے جھٹلایا اور روگردانی کی، اور اس سے ایسا شخص دور رکھا جاویگا جو بڑا پرہیزگار ہے جو اپنا مال

يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ﴿۱۸﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ﴿۱۹﴾ إِلَّا

اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہوجاوے اور بجز اپنے عالی شان پروردگار کی رضاجوئی کے اس کے ذمہ کسی کا احسان نہ تھا کہ اسکا بدلہ اتارنا ہو

ع ۲۱ / ۱۷ ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ﴿۲۱﴾

اور یہ شخص عنقریب خوش ہوجاوے گا (یعنی آخرت میں ایسی ایسی نعمتیں ملیں گی)

تفسیر

ان آیات پاک میں اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو راہ دکھادی ہے کہ یہ جنت میں لے جائے گی اور یہ جہنم میں، اور میں نے ان کو بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے، مسند احمد میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا اے لوگو میں تم کو جہنم کی آگ سے ڈرا چکا ہوں، اس جملہ کو آپ بار بار اتنی بلند آواز سے فرما رہے تھے کہ بازار تک آپ کی آواز جارہی تھی اور جوش

کا یہ عالم تھا کہ چادر مبارک کاندھوں سے سرک کر پاؤں میں گر گئی تھی، اس کے بعد اب جہنم میں صرف وہی شخص جائے گا جو بدبخت اور بدنصیب ہو کہ راہ دکھانے کے بعد بھی اپنے پروردگار کی نافرمانیوں میں لگا رہے، اور جنہوں نے رضاء رب کا راستہ اختیار کر لیا اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگ گئے اس کی راہ میں اپنے باطن کو پاک کرنے کی غرض سے مال خرچ کیا نہ کہ کسی پر احسان رکھنے کے لئے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائیں گے اور ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ شخص جلد ہی خوش ہو جائے گا یعنی مرنے کے بعد جنت میں جائے گا اور وہاں ہم اس کو ایسی ایسی عجیب و غریب نعمتیں عطا فرمائیں گے جن کو اس نے نہ کبھی دیکھا تھا نہ سنا تھا اور نہ ہی اس کے دماغ میں کبھی اس طرح کی کوئی چیز آئی تھی۔

آیاتہا ۱۱ (۹۳) سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ (۱۱) رکوعہا ۱

سورۂ ضحیٰ مکہ میں نازل ہوئی اسمیں گیارہ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

وَالضُّحٰى ۝۱ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝۲ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝۳ وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝۴

قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جبکہ وہ قرار پکڑے، کہ آپکے پروردگار نے نہ آپکو چھوڑا اور نہ دشمنی کی، اور آخرت آپکے لئے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے

اقوال و تحقیق

اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ یہ آیتیں حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہیں، بعض مفسرین نے تو اس پر اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے، حافظ ابن کثیرؒ عبارت بالا نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ بلاشبہ اسکے مصداق سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی ہیں، اور آیات کے الفاظ میں عموم ہونے کی وجہ سے پوری اُمت بھی اس میں داخل ہے،

چنانچہ حضرت عروہؓ سے مروی ہے کہ سات مسلمان ایسے تھے جو کفار مکہ کے غلام تھے جب وہ مسلمان ہو گئے تو ان کافرین نے ان پر طرح طرح کے شدید قسم کے ظلم کرنے شروع کر دیئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کثیر مال خرچ کر کے انھیں آزاد کرایا، اس واقعہ پر یہ آیات نازل ہوئیں

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ ضَالًّا

اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو دے گا سو آپ خوش ہو جاویں گے. کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر ٹھکانہ دیا

فَهَدَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ۝ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝

اور اللہ تعالیٰ نے آپکو بیخبر پایا سو راستہ بتلا دیا، اور اللہ تعالیٰ نے آپکو نادار پایا سو مالدار بنا دیا تو آپ یتیم پر سختی نہ کیجئے، اور سائل کو مت جھڑکیئے اور اپنے

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

رب کے انعامات کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے۔

شانِ نزول

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضورؐ پر وحی آنے میں دیر ہو گئی جس کی وجہ سے ابو لہب کی بیوی ام جمیل نے یہ طعنہ دینا شروع کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کا خدا ناراض و خفا ہو گیا ہے اور اس نے ان کو چھوڑ دیا ہے اسکی تردید کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو نازل فرمایا۔ حق تعالیٰ شانہ دن کی روشنی اور رات کی تاریکی کی قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ ہم نے اپنے پیغمبر محمد عربی کو نہ چھوڑا ہے اور نہ ہی ہم اس سے ناراض و بیزار ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے کسی بھی پیغمبر سے ترک تعلق نہیں فرماتے کیونکہ ان معصوم انبیاء علیہ السلام سے کوئی ایسی بات سرزد نہیں ہوتی جو حق تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہو۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آخرت میں ہم آپ کو اس قدر نعمتیں عطا فرمائیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

امّت کی شفاعت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی شفاعت کی ہر دم فکر رہتی تھی چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ جس وقت یہ آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (آپ کا پروردگار آپ کو اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے) نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس وقت تک خوش نہیں ہوں گا جب تک میری امت کا ایک ایک آدمی جہنم سے نکال دیا جائے گا، دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمائیں گے اور مجھ سے فرمائیں گے اے محمد اب بھی آپ راضی ہیں یا نہیں، میں عرض کروں گا اے میرے رب میں راضی ہوں، اللہ تعالیٰ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش ہیں ناراض نہیں جیساکہ کفار طعنہ دیا کرتے تھے، اس بات کو واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ تین انعامات کا ذکر فرما رہے ہیں جو حضور پر فرمائے

آپ یتیم تھے

پہلا انعام یہ کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس وقت آپ نے اس دنیا میں آکر آنکھ کھولی تو آپ یتیم تھے کہ آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے ہی آپ کے والد بزرگوار انتقال فرما چکے تھے اور انہوں نے کچھ جائیداد یا دولت بھی ترکہ میں نہیں چھوڑی تھی جس سے آپ کی تربیت و پرورش ہو سکتی، ایسے وقت میں ہم نے آپ کی نصرت و مدد کی آپ کی تربیت و پرورش کا انتظام کیا کہ آپ کے دادا عبدالمطلب سے ہم نے آپ کی پرورش کے فرائض انجام دلائے۔ اور جب آپ آٹھ برس کے ہوئے تو دادا جان کا بھی انتقال ہو گیا، ان کے بعد ہم نے آپ کی نگرانی و پرورش کا بندوبست آپ کے چچا ابو طالب سے کرایا۔

آپ بے خبر تھے

دوسرا انعام یہ کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ دین و مذہب کے بارے میں بالکل بے خبر تھے کیونکہ آپ نے ایسے ماحول میں اپنے آپ کو پایا تھا جہاں کا کوئی عقیدہ کوئی رسم و رواج صحیح نہ تھا، مذہب اور انسانیت دونوں سے کوسوں دور تھا، ہم نے ایسے گندے ماحول میں آپ کو سیدھا راستہ دکھایا، دین و مذہب اور احکامات الٰہیہ سے باخبر کیا۔ حضرت سعید بن مسیبؒ نے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا کی تفسیر کے ضمن میں یہ واقعہ بیان کیا کہ حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ کے قافلہ میں ابو طالب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے، ایک اندھیری رات میں جبکہ آپ اونٹنی پر سوار جا رہے تھے تو اچانک آپ کی اونٹنی کی مہار ابلیس نے پکڑ کر راستہ سے اس کا رخ موڑ دیا۔ فوراً حضرت جبرئیل نے آکر ابلیس پر پھونک ماری تو وہ حبش میں جاگرا اور حضور کو قافلہ کی طرف لوٹا دیا۔ (مظہری)

آپ غریب تھے

تیسرا انعام یہ کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بے سر و سامان اور فقیر و غریب تھے، ہم نے آپ کو غنی و مالدار بنایا اس طرح کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال میں آپ نے آدھے منافع پر تجارت کی جس میں ہم نے تم کو کامیاب کیا، اور پھر حضرت خدیجہؓ نے آپ سے نکاح کر لیا اور اپنا تمام مال و دولت آپ کے سپرد کر دیا، یہ تو ظاہری غنا تھا باقی آپ کے قلبی اور باطنی غنا کو اللہ تعالیٰ ہی جان سکتا ہے کوئی بشر اس کا کیا اندازہ کر سکتا ہے، حاصل یہ کہ آپ پر شروع ہی سے حق تعالیٰ

کے انعامات کی بارش ہوتی رہی ہے اور آئندہ بھی ہوتی رہے گی بلکہ اس میں اضافہ ہی ہوگا اور ہوا کہ اللہ کا تقرب بھی بڑھا اور دینوی حکومت وسلطنت بھی ملی، بہرحال جس ذات نے آپکی اس شان سے تربیت فرمائی ہو وہ خفا ہوکر یونہی آپ کو درمیان میں چھوڑ سکتا ہے ہرگز نہیں

ان نعمتوں کے ذکر کے بعد حضور کو بطور شکرادا کرنے کے تین کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے

یتیم پر سختی مت کیجئے

پہلا حکم یہ دیا گیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو یتیمی کی حالت میں پناہ دی، اور اچھے طریقہ پر آپ کی پرورش کرائی لہذا اب آپ بھی یتیموں پر سختی مت کیجئے کہ ان کو کمزور اور لاوارث سمجھ کر ان کے مال و دیگر حقوق پر قبضہ جمالو، ایسا نہیں بلکہ ان کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کا معاملہ کیجئے، حدیث پاک میں ہے کہ مومنوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک ہوتا ہو اور سب سے بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔

سائل کو مت جھڑکیئے

دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ غریب تھے ہم نے آپ کو مالدار بنایا لہذا اب آپ سے اگر کوئی ضرورت مند سوال کرے تو اسے جھڑکئے مت بلکہ خوش اسلوبی سے اسکی ضرورت کو پورا کیجئے اگر ہے تو اخلاق سے اس کو دیدو، نہیں ہے تو نرمی اور خوبصورتی سے منع کردو، اسی طرح دینی معلومات سے بے خبر تھے ہم نے آپ کو باخبر کیا لہذا جب کوئی آپ سے کوئی مسئلہ دینی، علمی بات معلوم کرے تو اس سے پہلو تہی مت کیجئے. بلکہ خندہ پیشانی سے اس کی علمی تشنگی بجھائیے۔

ہماری نعمتوں کا تذکرہ کیجئے

تیسرا حکم یہ کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے جس قدر نعمتوں سے آپ کو نوازا ہے آپ ان کا تذکرہ لوگوں میں کیا کیجئے، کیونکہ یہ بھی شکرادا کرنے کا ایک طریقہ ہے، چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ اگر تم پر کوئی احسان کرے تو چاہیئے کہ تم اس کے احسان کا بدلہ دو اور مال نہ ہونے کی وجہ سے بدلہ نہ دے سکے تو اتنا ضرور کردو کہ لوگوں کے سامنے اس کی تعریف کردو کیونکہ جس نے اپنے پر احسان کرنے والے کی لوگوں میں تعریف کردی تو اس نے اس کے احسان کا شکرادا کردیا۔ ایسے ہی دین کی جو دولت آپ کو دی گئی ہے اس کو لوگوں میں تقسیم کیجئے اس کی تبلیغ کیجئے (مظہری)

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحؒ نے تفسیر مظہری میں لکھا ہے کہ ہر نعمت کا شکرادا کرنا واجب ہے، مالی نعمت کا شکر یہ ہے کہ کچھ مال راہ مولیٰ میں خرچ کرے، اور جسمانی نعمت کا شکر یہ ہے کہ اپنے جسم کو راہ مولیٰ میں لگائے کہ جو احکام اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کئے ہیں ان کو ادا کرے، علم و معرفت کا شکر یہ ہے کہ اسکی تعلیم دوسروں کو دے۔

آیاتہا ۸ (۹۴) سُوْرَۃُ الْمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ (۱۲) رکوعہا ۱

سورۂ الانشراح مکہ میں نازل ہوئی اسمیں آٹھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپکا سینہ کشادہ نہیں کردیا اور ہم نے آپ پر سے آپکا وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپکی کمر توڑ رکھی تھی،

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۶ فَاِذَا

اور ہم نے آپکی خاطر آپ کا آواز بلند کیا، سو بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی (ہونیوالی ہے) بیشک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی ہونیوالی ہے، تو

فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸ ع

ع ۸ / ۱۹

آپ جب تبلیغ کے احکام سے فارغ ہوجایا کریں تو محنت کیا کیجئے اور (جو کچھ مانگنا ہو اس میں) اپنے رب ہی کی طرف توجہ رکھیئے۔

حضور پر تین انعامات

اس سورت کے شروع کی تین آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان تین انعامات و احسانات کا ذکر فرمایا ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائے گئے۔

پہلا انعام :- یہ فرمایا کہ آپ کے سینہ مبارک کو کھول دیا یعنی علم و حکمت، بردباری اور اخلاق حسنہ سے منور فرما دیا اور ظاہری طور پر بھی آپ کے سینہ مبارک کو کھول کر بشری کدورت وغیرہ سے پاک و صاف کر دیا گیا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچپن کا واقعہ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنایا جو مختصر طور پر یہ ہے کہ دو شخص (یعنی

فرشتے) میرے پاس آئے اور انہوں نے میرا سینہ چاک کرکے اس میں سے جمے ہوئے خون جیسی کوئی چیز نکال کر پھینک دی اور پھر اتنی ہی بڑی چاندی کی طرح چمکتی ہوئی کوئی چیز نکالی اور میرے سینہ میں رکھدی اور پھر میرے داہنے پاؤں کا انگوٹھا ہلاکر کہا کہ اب آپ جائیے اور راحت و آرام چین و سلامتی کی زندگی گذارئیے۔

آپؐ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرے دل میں ہر چھوٹے پر شفقت اور بڑے کی عزت کا جذبہ تھا۔

دوسرا انعام یہ فرمایا کہ آپ کا وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی، علماء مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے وہ جائز اور مباح کام مراد ہیں جو کبھی کبھی کسی مصلحت وحکمت کے پیش نظر آپ سے صادر ہو جایا کرتے تھے اور بعد میں ان کا خلاف مصلحت اور خلاف اولی ہونا معلوم ہوتا تھا تو آپ غایت قرب اور علو شان کی وجہ سے ایسے غمگین و پریشان ہوتے تھے جیسے کوئی گناہ سے گھبراتا اور پریشان وغمگین ہوتا ہے، اس سورت میں آپ کو بشارت وخوشخبری دی گئی ہے کہ ان کاموں پر آپ سے کوئی باز پرس اور مواخذہ نہیں ہوگا۔ **تیسرا انعام** یہ فرمایا کہ آپ کا ذکر مبارک بلند کر دیا بایں طور کہ آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ جوڑ لیا، کہ اذان میں، تکبیر میں، التحیات میں، خطبہ میں اور کلمہ طیبہ وکلمہ شہادت میں آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا لیا گیا جس کی وجہ سے آپ کی ذات مقدس کے ساتھ ساتھ آپ کے نام مبارک کو بھی وہ عظمت اور مقام ملا کہ فرشتوں، پیغمبروں، انسانوں اور جنوں میں آپ کا نام نہایت احترام کے ساتھ لیا جانے لگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں اس کام سے فارغ ہوچکا جس کا میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا تھا تو میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھ سے پہلے جتنے بھی نبی تشریف لائے آپ نے ان سب کو کسی نہ کسی چیز سے اعزاز بخشا، چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو خلیل کے لقب سے نوازا گیا، حضرت موسیٰؑ کو کلیم کے لقب سے نوازا گیا، حضرت داؤدؑ کے لئے پہاڑوں کو مسخر کر دیا گیا حضرت سلیمان کے لئے ہواؤں اور شیطانوں کو تابعدار بنایا گیا، حضرت عیسیٰؑ کے دست شفا سے مردوں کو زندہ کرایا گیا، پس مجھے آپ نے کیا عطا فرمایا، اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے آپ کو ان سب سے افضل چیز عطا فرمائی ہے وہ یہ کہ میرے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی لیا جائے۔

ہر پریشانی کے بعد راحت ہے

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اس آیت پاک میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ ہم نے آپ پر جو

انعامات کی بارش فرمائی وہ صبر کی برکت سے کہ آپ نے ہر مصیبت و پریشانی کا صبرو استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا، تو ہم نے آپ کو راحت وسکون عطا فرمایا، تاریخ سے یہ بات بخوبی واضح ہے کہ جو کام حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام رضؓ کے لئے مشکل و پریشان کن تھے، حق تعالیٰ نے ان کو آپ کے لئے بالکل آسان کر دیا۔

آج بھی حق تعالیٰ کا یہی قانون ہے کہ جو مشکلوں اور سختیوں پر صبر کرتا ہے اور ہر طرف سے لَو ہٹا کر سچے دل سے اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کی مشکلات کو ضرور ختم فرماتے ہیں۔

فاذا فرغت فانصب:۔ اس آیت پاک میں حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے یہ فرمایا گیا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ ایک کام یعنی لوگوں کو دین کی دعوت دینے سے فارغ ہو جایا کریں تو پھر دوسرے کام کی طرف متوجہ ہو جایا کریں، یعنی نماز، ذکر، استغفار کیجئے، اور تبلیغی کام میں کامیابی کے لئے دعا کیجئے، اس سے معلوم ہوا کہ علما جو تعلیم وتبلیغ میں مشغول ہیں ان کو بھی اپنا کچھ وقت ذکر واذکار اور توبہ واستغفار وغیرہ میں لگانا چاہئے، جیسا کہ علماء سلف کا معمول رہا ہے، اس سے تعلیم وتبلیغ میں بھی نور و برکت پیدا ہوتی ہے۔

آیاتہا ۸ (۹۵) سُورَةُ التِّينِ مَكِّيَّةٌ (۲۸) رکوعہا ۱

سورۂ تین مکہ میں نازل ہوئی اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝١ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝٢ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝٣ لَقَدْ خَلَقْنَا

قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی کہ ہم نے انسان کو

الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝٤ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝٥ اِلَّا الَّذِيْنَ

بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے، پھر ہم اس کو پستی کی حالت والوں سے بھی پست تر کر دیتے ہیں، لیکن جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۶ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝۷

لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے تو ان کے لئے اس قدر ثواب ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا، پھر کون چیز تجھ کو قیامت کے بارے میں منکر بنا رہی ہے

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸

کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے۔

تفسیر

اس سورت میں حق تبارک وتعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم کھائی ہے ع۱ انجیر کے درخت کی ع۲ زیتون کے درخت کی ع۳ کوہ طور کی، ع۴ مکہ معظمہ کی۔

انسان سب سے زیادہ خوبصورت ہے

ان چاروں قسموں کو کھا کر حق تعالیٰ شانہ فرما رہے ہیں ہم نے انسان کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ حسین وخوبصورت پیدا فرمایا، ایک طرف اس کو حسنِ صورت دے کر حسین بنایا تو دوسری طرف حسن سیرت سے نواز کر حسین بنایا، اسی کے ساتھ ساتھ یہ خوبیاں بھی اس میں پیدا فرما دی ع۱ علم کی دولت سے نوازا ع۲ اپنے دل کی بات دوسرے کو سمجھانے کا طریقہ اس کو سکھلایا ع۳ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اس کو عطا کی، ان چیزوں سے مزید اس کے حسن میں چار چاند لگ گئے، اور پھر اس کا حال پست سے پست اور بد سے بدتر ہو جاتا ہے، بشرطیکہ اس نے ایمان کی دولت سے مزین ہو کر اعمال صالحہ نہ کئے ہوں، اور جس نے ایمان قبول کر لیا اور اس کے تقاضوں کو پورا کیا ہوگا ان کے انجام کو اللہ تعالیٰ بہتر بنائیں گے انھیں ہر طرح کی تکلیف اور عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا۔

فَمَا يُكَذِّبُكَ الخ اس آیت میں یہ بیان فرمایا گیا کہ جب انسان کو معلوم ہو چکا کہ ہم ایسی قدرت والے ہیں کہ اس کو سب سے زائد حسین وخوبصورت بنایا اور آخر کار اس کو فنا بھی کریں گے تو پھر اس کو قیامت کے انکار پر کونسی چیز ابھارتی ہے، یہ نہیں

اقوال وتحقیق

اسفل سافلین :- کی تفسیر حضرت ضحاک اور ابن جریر وغیرہ نے بڑھاپے سے فرمائی ہے کہ حق تعالیٰ نے پہلے حسن وجمال اور شباب عطا فرماتا ہے اور پھر اس کو اس طرح چھین لیتا ہے جس طرح تر وتازہ پھل میں سے رس نچوڑ لیا جاتا ہے۔

سوچتا کہ جس ذات قادر مطلق نے مجھے ابتداءً بغیر کسی مادے اور نمونے کے پیدا فرمایا اس کے لئے دوبارہ مرنے کے بعد زندہ کرنا کیا مشکل ہے، کچھ نہیں۔

ایک عجیب و غریب واقعہ

عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی جو خلیفہ ابو جعفر منصور کے دربار کے معزز لوگوں میں سے تھے۔ اور اپنی بیوی سے بہت محبت کرتے تھے ایک روز چاندنی رات میں بیوی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے بول اٹھے تم پر تین طلاق ہیں اگر تم چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو، یہ سنتے ہی بیوی اٹھکر پردہ میں چلی گئی کہ آپ نے مجھے طلاق دیدی ہے بات ہنسی دل لگی کی تھی، مگر طلاق کا حکم یہی ہے کہ کسی بھی طرح طلاق کے الفاظ زبان سے ادا کر دیئے جائیں طلاق ہو جاتی ہے خواہ ہنسی دل لگی ہی میں کہا جائے، عیسیٰ بن موسیٰ نے رات بڑی بے چینی اور رنج و غم میں گذاری، صبح کو خلیفہ وقت ابو جعفر منصور کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا رات کا قصہ سنایا اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا خلیفہ منصور نے شہر کے بڑے بڑے علماء فقہا اور مفتیان کرام کو جمع کر کے مسئلہ معلوم کیا تو سب نے ایک ہی جواب دیا کہ طلاق ہوگئی کیونکہ چاند سے زیادہ حسین ہونے کا کسی انسان کے امکان نہیں، مگر ایک عالم جو امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں تھے خاموش بیٹھے رہے خلیفہ منصور نے پوچھا آپ کیوں خاموش ہیں تب یہ بولے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورۂ والتین تلاوت کی اور فرمایا امیر المومنین اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی شئی انسان سے زیادہ خوبصورت نہیں، یہ سن کر تمام علماء فقہا حیرت میں رہ گئے اور کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی، اور خلیفہ نے حکم دے دیا کہ طلاق نہیں ہوئی

اگر آج انسان کسی طاقت کے گھمنڈ میں آکر قیامت کا اور ہماری قدرت اور فیصلہ کا انکار کرتا ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم سب سے بڑے حاکم ہیں اور قیامت کے دن ہر ایک کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیں گے۔

آیاتها ۱۹ (۹۶) سُورَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ (۱) رکوعها ۱

سورۂ علق مکہ میں نازل ہوئی اسمیں انیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾

آپ قرآن اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے (یعنی جب پڑھیئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر پڑھا کیجئے) جس نے پیدا کیا جس نے انسان کو خون کے

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ﴿۵﴾

لوتھڑے پیدا کیا، آپ قرآن پڑھا کیجئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے تعلیم دی۔ انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا،

سب سے پہلی وحی

یہ پانچ آیتیں حضور علیہ السلام پر سب سے پہلے نازل ہوئیں، اور یہی سب سے پہلی وحی ہے انہی کے نازل ہونے کے وقت سے نبوت کی ابتدا ہوئی جس کا قصہ بخاری و مسلم شریف میں موجود ہے اس کو بالاختصار یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

نبوت ملنے سے کچھ عرصہ پہلے حضورؐ از خود تنہائی پسند ہو گئے تھے اور غار حرا میں تشریف لے جا کر کئی کئی رات رہتے تھے، ایک روز اتفاقاً حضرت جبرئیل علیہ السلام غار میں تشریف لائے اور آپ سے فرمایا اِقْرَاْ یعنی پڑھیے آپ نے جواب دیا مَآ اَنَا بِقَارِیٍ یعنی میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، حضرت جبرئیل نے آپؐ کو خوب زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور پھر کہا اِقْرَاْ آپ نے پھر وہی جواب دیا اس طرح تین مرتبہ ہوا، تیسری مرتبہ دبانے کے بعد چھوڑ کر جبرئیلؑ نے اللہ کا یہ کلام یعنی اِقْرَاْ بِاسْمِ سے لے کر مَا لَمْ یَعْلَمْ تک سنایا آپ اس کو اپنے سینے میں محفوظ فرما کر کانپتے ہوئے اپنے مکان تشریف لے آئے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر جو قرآن شریف نازل ہوا کرے آپ اس کو اپنے خالق و مالک کا نام لے کر پڑھا کیجئے یعنی شروع میں بسم اللہ پڑھ لیا کریں۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کو یاد دلایا کہ اے انسان ہم نے تجھ کو جمے ہوئے خون سے پیدا فرمایا یاد رکھ تیرا خالق بڑا کریم ہے، اس نے تجھ کو وہ چیزیں سکھائیں جن کو تو نہیں جانتا تھا۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۙ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ؕ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ؕ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ

سچ مچ بیشک آدمی حد سے نکل جاتا ہے، اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے

يَنْهٰى ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ؕ﴿۱۰﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ۙ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ؕ﴿۱۲﴾

تیرے رب ہی کی طرف سب کو لوٹنا ہوگا بھلا اس شخص کا حال تو بتلا جو ایک بندہ کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے، اے مخاطب بھلا یہ تو بتلا کہ اگر وہ بندہ

اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ﴿۱۳﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ؕ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًا

ہدایت پر ہو، یا وہ تقویٰ کی تعلیم دیتا ہو، اے مخاطب بھلا یہ تو بتلا کہ اگر وہ شخص جھٹلاتا ہو اور روگردانی کرتا ہو کیا اس شخص کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے

بِالنَّاصِيَةِ ۙ﴿۱۵﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ﴿۱۶﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۙ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۙ﴿۱۸﴾ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ

ہرگز نہیں، اگر یہ شخص باز نہ آویگا تو ہم پنٹھے پکڑ کر جو کہ دروغ اور خطا میں آلودہ پنٹھے ہیں گھسیٹیں گے سو یہ اپنے ہم جلسہ لوگوں کو بلالے ہم بھی دوزخ

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ ﴿۱۹﴾ ع

کے پیادوں کو بلالیں گے ہرگز نہیں آپ اس کا کہنا نہ مانیے اور نماز پڑھتے رہیئے اور قرب حاصل کرتے رہیئے۔

السجدۃ ۱۹ ع ۲۱

شانِ نزول

ایک مرتبہ ابوجہل نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا کہ میں آپ کو اس سے کئی بار منع کرچکا ہوں، مگر آپ نہیں رکے۔ آپ نے اس کو جھڑک دیا، کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یاد رکھ مکہ میں سب سے زیادہ لوگ میرے ساتھ ہیں، اور یہ بھی کہا کہ اگر اب کی بار نماز پڑھتے دیکھوں گا تو (نعوذ باللہ) آپ کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا، چنانچہ ایک مرتبہ اس ارادہ سے چلا بھی مگر قریب آکر رک گیا اور پیچھے ہٹنے لگا، لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ مجھے ایک خندق

اقوال و تحقیق

جمہور مفسّرین کی رائے ہے کہ مذکورہ آیتیں سب سے پہلے نازل ہوئیں مگر اس کے برخلاف دو قول اور مروی ہیں ۱؎ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے سورۂ فاتحہ نازل ہوئی ۲؎ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے سورۂ مدثر نازل ہوئی، ظاہر ہے کہ یہ دونوں مذکورہ اقوال ایک دوسرے کے قطعاً مخالف ہیں، اس لئے علماء مفسرین رحمہ اللہ نے ان میں تطبیق دی ہے وہ یہ کہ اولاً سورہ علق ہی کی پانچ آیتیں نازل ہوئیں اس کے بعد چونکہ مدت فترت میں تقریباً ڈھائی سال تک وحی کا سلسلہ بند رہا اور پھر جو سب سے پہلے کلام الٰہی نازل ہوا وہ سورہ مدثر ہے۔

آگ کی بیچ میں رکاوٹ معلوم ہوئی اور اس میں پردار چیزیں تھیں، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے، اگر وہ بدبخت آگے آتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی کر دیتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کو نازل فرمایا۔

ارشاد ہے واقعی کافر اور بالخصوص ابوجہل اپنی طاقت کے گھمنڈ میں آکر انسانیت ہی کو بھول گیا، اور حد یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا کا محتاج بھی نہ سمجھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کل مرکر جب میرے پاس آئے گا تب اس کو حقیقت حال کا پتہ چلے گا۔

نماز سے روکنے کی سزا

ابھی شان نزول میں جس واقعہ کا ذکر ہوا اس کو اللہ تعالیٰ نے بطور سوال کے ان آیتوں میں بیان فرمایا، فرماتے ہیں اے لوگو ذرا یہ تو بتلاؤ کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا جو ہمارے برگزیدہ بندے کو (جس کا یہ عالم ہے کہ وہ ہدایت پر قائم ہو اور اسی کے ساتھ ساتھ دوسروں کو تقویٰ وطہارت کی تعلیم دیتا رہتا ہو) نماز سے روکے اور روکنے والے کا یہ عالم کہ دین اسلام کو جھٹلاتا ہوا اور گمراہ ہو، حاصل یہ ہیکہ جس کو نماز سے روکا جارہا ہو وہ ذات اتنی مقدس کہ رشد و ہدایت کی شمع ہو اور جو روک رہا ہو وہ اس قدر بدبخت کہ گمراہی کے گہرے دلدل میں پھنسا ہوا ہو اے لوگو اب تمہیں بتلاؤ کہ ان کا کیا ہونا چاہئے اور پھر خود ہی حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اس بدبخت کی ہر حرکت کو دیکھ رہے ہیں اگر وہ اب بھی باز نہ آئے گا تو ہم اسے سخت قسم کی سزا دیں گے۔ اور جو یہ اپنے ہم خیال زر خرید لوگوں کی تعداد پر گھمنڈ کرتا ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر یہ اپنے ان لوگوں کو بلائے گا تو ہم جہنم کے فرشتوں کو بلالیں گے

بہر حال اس کا تکبر و گھمنڈ کسی بھی طرح اس کا ساتھ دینے والا نہیں اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم قادر ہیں اور وہ محتاج ہے۔

نیک کاموں سے روکنے کا انجام

مذکورہ آیات میں اگرچہ واقعہ خاص ابوجہل اور حضور علیہ السلام کے لئے ہے مگر ان میں ہر اس شخص کے لئے تنبیہ ہے جو دوسروں کو نیک کاموں سے روکتا ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ سخت سے سخت سزا دیں گے۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور ہدایت فرمائی گئی کہ آپ اس نالائق ابوجہل کی حرکتوں کی پرواہ نہ کیجئے، بس آپ نماز پڑھتے رہئیے اور ہمارا تقرب حاصل کرتے رہئے۔

(رکوعها ۱) **سُورَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ** (۹۷) (۲۵) (آیاتها ۵)

سورۂ قدر مکہ میں نازل ہوئی اسمیں پانچ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَا أَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾

بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے، شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے (اور وہ شب قدر ایسی

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾ ع ۱ ۵ ۲۲

ہے کہ) اس رات میں فرشتے اور روح القدس اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لیکر اترتے ہیں سراپا سلام ہے وہ شب طلوع فجر تک رہتی ہے۔

شان نزول

حضور علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ایک عابد کا واقعہ سنایا جس کا یہ حال تھا کہ پوری رات عبادت کرتا اور دن بھر جہاد میں مشغول رہتا ایک ہزار مہینے مستقل اس نے اسی طرح گذارے، یہ سنکر صحابہ کرام کو بڑا تعجب ہوا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی جس میں بتلایا گیا کہ ہم نے امت محمدیہ کو ایک رات یعنی لیلۃ القدر ایسی مرحمت فرمائی ہے کہ اگر کسی کو اس رات میں عبادت گزاری میسر آجائے تو اس کو ہزار مہینوں سے زیادہ راتوں کی عبادت کا ثواب عطا کرتے ہیں۔

مسئلہ: جس شخص نے اس رات میں فجر اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی اس نے شب قدر کا ثواب حاصل کر لیا۔

لیلۃ القدر کی تعیین

اتنی بات تو قرآن شریف کی تصریحات سے ثابت ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک میں آتی ہے، حضرات علماء نے لکھا ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو، اور پھر ان دس راتوں میں بھی طاق راتوں میں اس کے وقوع کا زیادہ امکان ہے یعنی ۲۱۔ ۲۳۔ ۲۵۔ ۲۷۔ ۲۹ تاریخ میں ان کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے۔

إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ الآیۃ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے قرآن کریم کو شب قدر میں

نازل کیا اور آپ کو معلوم ہے کہ شب قدر کیسی مقدس اور عظمت والی رات ہے، پھر خود ہی فرماتے ہیں کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، یعنی اس رات کی عبادت ہزار مہینے یعنی تراسی برس کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے، اس رات میں تمام مخلوقات کے لئے جو تقدیر ازلی میں لکھا ہے اس کا جو حصہ اس سال میں یعنی اس رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہے وہ ان فرشتوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر کے لئے مامور ہیں اور وہ چار فرشتے ہیں حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل، اس میں ہر انسان کی عمر، موت، رزق اور بارش وغیرہ کی مقدار اور کس کو حج نصیب ہو گا لکھ دیا جاتا ہے۔

شب قدر کی فضیلت

آگے مزید شب قدر کی فضیلت واہمیت کا ذکر ہے کہ اس رات میں فرشتے اور جبرئیل امین اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں اور یہ رات سراپا سلامتی والی ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام شب قدر میں فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور جس شخص کو بھی یاد مولیٰ میں مشغول پاتے ہیں اس پر سلامتی بھیجتے ہیں اور اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

دوسری احادیث پاک میں ہے کہ اس رات میں توبہ قبول ہوتی ہے، آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں ہر مومن پر فرشتے سلامتی بھیجتے ہیں، اس رات جو عبادت میں مشغول رہتا ہے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ:- یعنی شب قدر میں اتنا بڑا ثواب کمانا اور فرشتوں سے سلامتی ورحمت کی دعا لینا یہ اس رات کے کسی ایک حصہ میں خاص نہیں بلکہ طلوع فجر تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

تنبیہ

شب قدر میں بعض لوگوں کو خاص انوار کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے، مگر یہ نہ سب کو حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی اس رات کی برکات وثواب حاصل ہونے میں ایسے مشاہدات کو کچھ دخل ہے اس کی فکر میں نہ پڑنا چاہیئے بلکہ اخلاص نیت سے اپنے پروردگار کی یاد میں لگا رہے، انشاء اللہ وہ سب کچھ مل جائے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے اس رات میں دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

شب قدر کی خاص دُعاء

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے معلوم کیا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو اس رات میں کیا دعا کروں، آپ نے فرمایا اے عائشہ یہ دعاء کرنا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ
اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے، میری خطائیں معاف فرما۔

آیاتھا ۸ (۹۸) سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ (۱۰۰) رکوعھا ۱

سورۂ بیّنہ مکہ میں نازل ہوئی اسمیں آٹھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۱ رَسُوْلٌ

جو لوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے کافر تھے وہ (اپنے کفر سے ہرگز) باز آنے والے نہ تھے، جب تک کہ انکے پاس واضح دلیل نہ آتی، ایک اللہ

مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝۲ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝۳ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

کا رسول جو پاک صحیفے پڑھ کر سنادے جن میں درست مضامین لکھے ہوں، اور جو لوگ اہل کتاب تھے وہ اس واضح دلیل کے

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۴ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

آنے ہی کے بعد (دین میں) مختلف ہوگئے۔ حالانکہ ان لوگوں کو یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت

الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝۵

اسی کے لئے خاص رکھیں یکسو ہو کر اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ ہے ان درست مضامین کا (بتلایا ہوا)

تفسیر

ان آیات پاک میں اللہ رب العزت نے اہل کتاب یعنی یہود و نصاری اور مشرکین یعنی بت پرستوں اور آتش پرستوں کے متعلق فرمایا کہ یہ سب کے سب جہالت و گمراہی کے گہرے بھنور میں پھنسے ہوئے تھے، ہم نے ان کو گمراہی سے نجات پانے کی راہ دکھائی کہ سب سے بڑے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ایک نہایت عظیم المرتبہ پاکیزہ کتاب قرآن کریم ان کیلئے نازل فرمائی۔

مگران بدبختوں کا یہ حال ہے کہ اس واضح دلیل آنے کے بعد اس میں اختلاف شروع کر دیا چاہیئے تو یہ تھا کہ جو باہمی اختلاف اُن میں پہلے سے چلا آرہا ہے اس کو بھی ختم کر دیتے، مگر اس کے بجائے ان بدبختوں نے قرآن کریم اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اختلاف شروع کر دیا، حالانکہ آپ کے تشریف لانے سے پہلے اہل کتاب آپ کی نبوت پر متفق تھے، کیونکہ ان کی کتابوں میں آپ کے تشریف لانے کا ذکر تھا اسی لئے یہ آپ کے طفیل میں فتح و کامیابی کی دعا کیا کرتے تھے، اور جب آپ تشریف لے آئے تو بوجہ حسد کے انکی نبوت و رسالت کا انکار کرنے لگے، جبکہ ان کی کتابوں میں جو احکام تھے کہ صرف اللہ کی بندگی کرو اسکے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، نماز اور زکوۃ پابندی سے ادا کرتے رہو، یہی احکام قرآن کریم میں بیان کئے گئے، مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَالۡمُشۡرِکِیۡنَ فِیۡ نَارِ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ اُولٰٓئِکَ

بیشک جو لوگ اہل کتاب اور مشرکین سے کافر ہوئے وہ آتش دوزخ میں جاویں گے جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ لوگ

ہُمۡ شَرُّ الۡبَرِیَّۃِ ؕ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ؕ﴿۷﴾

بدترین خلائق ہیں، بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ لوگ بہترین خلائق ہیں۔

جَزَآؤُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ

ان کا صلہ ان کے پروردگار کے نزدیک ہمیشہ رہنے کی بہشتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ

عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ ﴿۸﴾ ع

ان سے خوش رہے گا، اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے یہ اس شخص کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے

ع ۸ ۲۳

تفسیر

ان آیات میں ان اہل کتاب اور مشرکین کے متعلق فرمایا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور منکر ہیں کہ ہم ان کو دوزخ کے دہکتے ہوئے انگاروں میں پھینک دینگے جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ اور جو قرآن کریم اور رسول پاک پر ایمان لائے اور اس کے تقاضوں کو پورا کیا تو ہم ان کو جنت میں داخل کریں گے جہاں ایسے باغات ہوں گے جنکے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ سے

خوش رہیں گے (کہ ان کو کوئی پریشانی وغم لاحق نہ ہوگا) اور اللہ تعالیٰ ان سے خوش رہیں گے (کہ ان سے کوئی گناہ و نافرمانی سرزد نہ ہوگی) اور یہ سب صرف اس شخص کو میسر آتا ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہو کیونکہ جب تک ڈر اور خوف دل میں نہ ہوگا تو اسکی نافرمانی سے کس طرح بچ سکتا ہے اور اس کے بتلائے ہوئے نیک کام کس طرح کرسکتا ہے، اس لئے بنیادی چیزوں میں خدا کا خوف ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب ہی کو خدا سے خوف کھانے کی توفیق دے۔ اللّٰھم آمین

رکوعہا ۱ (۹۹) سُوْرَةُ الزَّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ (۹۳) اٰیاتہا ۸

سورۂ زلزال مدینہ میں نازل ہوئی اسمیں آٹھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۱﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴿۲﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ

جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جاوے گی، اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔ اور آدمی کہے گا کہ اسکو

مَا لَهَا ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ

کیا ہوا اس روز اپنی سب خبریں بیان کرنے لگے گی اس سبب سے کہ آپ کے رب کا اسکو یہی حکم ہوگا، اس روز لوگ مختلف جماعتیں

اَشْتَاتًا ۬ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ

ہو کر واپس ہوں گے تاکہ اپنے اعمال کو دیکھ لیں، سو جو شخص ذرہ برابر نیکی کریگا وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جو شخص ذرہ برابر بدی کریگا

ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾ ع ۸ / ۱ / ۲۴

وہ اس کو دیکھ لے گا۔

تفسیر ان آیتوں میں قیامت کی ہولناکی کو بیان کیا گیا ہے کہ اس روز زمین سخت زلزلہ سے ہلادی جائے گی اور زمین جو کچھ اس کے اندر ہے اگل دے

گی، تمام سونا چاندی اور مردے باہر آجائیں گے، اس زلزلہ سے متعلق ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زمین اپنے اندر کے دفینے سونے کی بڑی بڑی چٹانوں کی شکل میں اگلے گی، یہ منظر دیکھ کر وہ شخص جس نے اس مال کے لئے کسی کو قتل کیا تھا کہے گا کہ یہ وہ چیز ہے جس کے لئے میں نے اتنا سنگین جرم کیا تھا اسی طرح چور ڈاکو اور وہ آدمی جس نے اس مال کی وجہ سے اپنے رشتہ داروں سے تعلقات ختم کر دیئے تھے کہیں گے، اور کوئی شخص بھی اس سونے کی چٹان کی طرف دھیان نہ دے گا۔

یہ سب ماجرا دیکھ کر کافر آدمی گھبرائیں گے اور کہیں گے ہائے یہ کیا ہو رہا ہے کہ زمین میں کیسا زلزلہ ہے اور اس کے اندر کا سب کچھ باہر نکلا پڑا ہے۔

یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا، اس دن زمین کو حکم ہو گا کہ انسانوں کے ہر اچھے برے کام کا پردہ فاش کر دے، چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ تختۂ زمین پر جس انسان نے جیسا کام بھی کیا ہو گا زمین اس کو صاف صاف بیان کر دے گی، اور اس کی گواہی دے گی کہ فلاں آدمی نے مجھ پر برا کام کیا تھا اور فلاں نے اچھا کام کیا تھا۔

میدان محشر سے لوٹتے وقت

یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ الآیۃ، جب لوگ میدان محشر میں حساب وکتاب سے فارغ ہو جائیں گے اور وہاں سے واپس لوٹیں گے تو ان کی مختلف جماعتیں ہوں گی، جو جماعت جنتیوں کی ہوں گی وہ جنت کی طرف چلی جائے گی اور جو جماعت دوزخیوں کی ہو گی وہ دوزخ کی طرف چلی جائیگی

مکمل انصاف کا دن

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ الآیۃ، قیامت کا دن مکمل عدل وانصاف کا دن ہو گا، جس شخص نے دنیا میں ذرہ برابر بھی کوئی اچھائی کی ہے وہ اسکو اپنی آنکھ سے دیکھ لے گا اور پھر اس کی جزا پا دے گا اور جس شخص نے ذرہ برابر بھی کوئی برائی کی ہو گی وہ بھی اپنی آنکھ سے دیکھ لے گا اور پھر اس کی سزا پا دے گا۔

آیاتہا ۱۱ (۱۰۰) سُوْرَةُ الْعٰدِیٰتِ مَکِّیَّةٌ (۱۴) رکوعہا ۱

سورۂ عادیات مکہ میں نازل ہوئی اسمیں گیارہ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝١ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝٢ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝٣ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝٤

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں پھر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں، پھر صبح کے وقت تاخت و تاراج کرتے ہیں پھر اسوقت غبار

فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝٥ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝٦ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ

اڑاتے ہیں، پھر اس وقت جماعت میں جا گھستے ہیں، بیشک آدمی اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے اور اس کو خود بھی اس کی خبر

لَشَهِيْدٌ ۝٧ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝٨ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِى الْقُبُوْرِ ۝٩

ہے، اور وہ مال کی محبت میں بڑا مضبوط ہے، کیا اس کو وہ وقت معلوم نہیں جب زندہ کئے جاوینگے جتنے مردے

وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوْرِ ۝١٠ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝١١ ع ۱ ۲۵

قبروں میں ہیں۔ اور آشکارا ہو جاویگا جو کچھ دلوں میں ہے، بیشک ان کا پروردگار ان کے حال سے اس روز پورا آگاہ ہے۔

تفسیر

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جنگی گھوڑوں کے کچھ خاص حالات وصفات کا ذکر فرما کر اور ان کی قسم کھا کر یہ ارشاد فرمایا کہ کافر انسان بڑا ناشکرا ہے اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنی مخلوق میں سے مختلف چیزوں کی قسم کھا کر خاص واقعات واحکام اور مضمون بیان کرتے ہیں. اس سے یہ مضمون کی اہمیت کو واضح کرنا ہوتا ہے اور جس چیز کی قسم کھائی جاتی ہے اس کو اصل مضمون سے مناسب ضرور ہوتی ہے، چنانچہ یہاں پر جنگی گھوڑوں کی قسم کھا کر اس طرف اشارہ کیا گیا کہ وہ اپنے مالک کے ایسے وفادار ہوتے ہیں کہ مالک کی فرمانبرداری کے لئے اپنی جان کی پروا کئے بغیر گھمسان کی لڑائی میں گھس جاتے ہیں، اور ایک انسان ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے اس قدر احسانات ہیں کہ وہ انکو شمار بھی نہیں کر سکتا، مگر اس کے باوجود اپنے خالق و مالک کا حد درجہ نافرمان اور ناشکرا ہے اس کو گھوڑوں کی وفاداری سے عبرت ونصیحت حاصل کرنا چاہئے۔

مسئلہ:۔ مخلوق کی قسم کھانا اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے انسان کے لئے کسی مخلوق کی قسم کھانا جائز نہیں۔

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ الآیۃ ارشاد ہے کہ وہ کافر انسان جو ناشکرا ہے مال و دولت سے خوب محبت دل لگا کر رکھتا ہے اور اسی وجہ سے اس کا مزاج ناشکری کا بنا ہے، اسے

معلوم نہیں کہ ایک وقت ایسا آئیگا جب تمام مردے زندہ کر دیئے جائیں گے اور جو کچھ ان کے دلوں میں چھپا ہوا تھا وہ سب ظاہر کر دیا جائے گا، یاد رکھو تمہارا پروردگار تمہارے سب حالات سے خوف واقف ہے تم اسی کے دیئے ہوئے مال و دولت پر گھمنڈ کر کے اسی کی نافرمانی و ناشکری کرتے ہو وہ تمہیں اس کی ضرور سزا دے گا۔

تنبیہ بقدر ضرورت مال حاصل کرنا شریعت نے حلال ہی نہیں بلکہ فرض قرار دیا ہے مگر اس سے اتنی زیادہ محبت کرنا کہ اس کو حاصل کرنے میں آدمی اللہ کے احکامات سے غافل ہو جائے اور حلال و حرام کی بھی پروا نہ رہے اس کو شریعت سختی سے منع کرتی ہے۔

آیاتہا ۱۱ (۱۰۱) سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ (۳۰) رکوعہا ۱

سورۂ قارعہ مکہ میں نازل ہوئی اسمیں گیارہ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اَلْقَارِعَةُ ۝۱ مَا الْقَارِعَةُ ۝۲ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝۳ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ

وہ کھڑکھڑانیوالی چیز کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانیوالی چیز اور آپکو معلوم ہے کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانیوالی چیز جس روز آدمی پریشان پروانوں کی طرح

الْمَبْثُوْثِ ۝۴ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝۵ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۶ فَهُوَ

ہوجاویں گے۔ اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہوجائیں گے پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا وہ تو خاطر خواہ

فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝۷ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝۸ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝۹ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝۱۰

آرام میں ہوگا اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ کیا

نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱ ع

ع ۱۱ - ۲۶

چیز ہے ایک دہکتی ہوئی آگ ہے۔

تفسیر

اس صورت میں اللہ پاک نے قیامت کا منظر ایک نئے انداز میں پیش فرمایا فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تمہیں معلوم ہے کہ وہ کھڑ کھڑانے والی چیز کیسی ہے مراد اس سے قیامت کا دن ہے جو دلوں کو گھبراہٹ سے اور کانوں کو سخت قسم کی آوازوں سے کھڑ کھڑائے گی اور یہ حالت اس دن ہوگی جس دن انسان حیران و پریشان پروانوں کی طرح ہو جائیں گے کہ جس طرح پروانے بلا سر و سامان کے مارے مارے پھرتے ہیں اسی طرح قیامت کے روز گنہگاروں کا حال ہوگا اور جو لوگ نیک مومن ہوں گے وہ اپنی قبروں سے مطمئن اٹھیں گے۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ الآیۃ اس دن یہ مضبوط لمبے چوڑے پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائینگے پھر اس دن جس شخص کے ایمان و اعمال کا پلہ بھاری ہوگا وہ پورا پورا آرام پائیگا۔ یعنی نجات پا کر جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور جسکے ایمان و اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا اس کا ٹھکانہ دہکتی ہوئی آگ یعنی جہنم ہو گا، اعمال کا وزن بڑھانے کے لئے دو چیزیں بہت اہم ہیں ۱ اخلاص ۲ عمل کا سنت کے مطابق ہونا، اس طرح کم اور چھوٹے چھوٹے اعمال ان بے شمار اور بڑے بڑے اعمال کے مقابلہ میں بہت زیادہ وزنی ہوں گے جن میں اخلاص نہ ہو ریاکاری ہو یا پھر وہ سنت طریقہ سے ہٹ کر کئے گئے ہوں، (معارف مظہری)

احمد بن حارث فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک جماعت ایسی بھی ہوگی جس کے اعمال بہت وزنی ہونگے جس کی وجہ سے وہ مستحق جنت قرار دیا جائے گا مگر جب دوسرے بندوں کے حقوق جو اس نے دنیا میں ادا نہیں کئے تھے جس کی جو چیز دبالی اس کو واپس نہیں کیا تو اس کے یہ وزنی اعمال انکے حقوق کے برابر ان کو دے دیئے جائیں گے، اس طرح اسکے تمام اعمال دوسروں کے پاس چلے جائیں گے اور پھر بھی اگر ان کے حقوق ادا نہیں ہوں گے تو انکے گناہ اس کے اعمال نامہ میں بڑھا دیئے جائیں گے اس طرح یہ محتاج و بے اعمال ہو کر مستحق جہنم ہو جائے گا۔

لہٰذا ہر مومن کو چاہئے کہ حقوق العباد کی ادائیگی کا پورا پورا دھیان رکھے، حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ ایسے شخص کو بیعت بھی نہیں فرماتے تھے جسکے ذمہ حقوق العباد ہوں (مظہری وغیرہ)

آیاتہا ۸ سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ (۱۰۲) (۱۶) رکوعہا ۱

سورۂ تکاثر مکہ میں نازل ہوئی اسمیں آٹھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ

(دنیاوی ساز و سامان پر) فخر کرنا تم کو (آخرت سے) غافل کئے رکھتا ہے یہاں تک کہ تم قبرستانوں میں پہنچ جاتے ہو، ہرگز نہیں تم کو بہت جلد معلوم

تَعْلَمُوْنَ ۝۴ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝۵ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا

ہو جائیگا، پھر (دوبارہ تم کو متنبہ کیا جاتا ہے) تم کو ہرگز نہیں، بہت جلد معلوم ہو جائیگا، ہرگز نہیں، اگر تم یقینی طور پر جان لیتے واللہ تم لوگ ضرور

عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝۷ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸

دوزخ کو دیکھو گے پھر واللہ تم لوگ اس کو ایسا دیکھنا دیکھو گے جو کہ خود یقین پھر اس روز تم سب سے نعمتوں کی پوچھ ہوگی۔

ع ۸ ۱ ۲۷

انسان کی حالت

اس سورت میں غافل اور کافر انسانوں کی حالت بیان کی گئی ہے کہ وہ دنیا میں ساز و سامان پر (جو فنا ہونے والا ہے) فخر کرتے ہیں، اور آخرت جو اس کا اصل ٹھکانہ ہے اس سے غافل رہتے ہیں یہاں تک کہ قبرستان پہونچ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں معاملہ ہرگز ایسا نہیں جیسا یہ بے وقوف انسان سمجھے ہوئے ہیں کہ دنیوی سامان قابل فخر ہے اور آخرت قابل غفلت، حالانکہ اسکا مال صرف وہی ہے جس کو یہ کھالے اور جس کو پہن کر ختم کر دے، باقی مال لوگوں کے لئے چھوڑنے والا ہے پھر اس پر فخر کیسا، (مسلم عن معارف)

ایسے لوگوں کے متعلق اللہ کا فرمان ہے لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ، کہ تم ضرور دوزخ کو دیکھو کے یعنی اپنی حرکتوں کی وجہ سے تمہیں ضرور دوزخ کی آگ میں جلنا پڑے گا اس کے بعد تنبیہ کرتے ہوئے حق تعالیٰ فرما رہے ہیں ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ کہ اس دن ہم تم سے ہر ہر نعمت کے بارے میں پوچھ تاچھ کریں گے کہ ہماری ان نعمتوں کا تم نے کیا حق ادا کیا

ہماری فرمانبرداری کی یا نافرمانی کی اور پھر جس نے جیسا کیا ہوگا اس کو ویسا ہی بدلہ دیا جائیگا
چنانچہ بخاری شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ حشر میں کوئی
آدمی اپنی جگہ سے سرک نہ سکے گا جبتک پانچ سوالوں کا جواب نہ دیدے ۱؎ اپنی عمر کن
کاموں میں خرچ کی ۲؎ اپنی جوانی کی طاقت وقوت کو کن کاموں میں خرچ کیا ۳؎ جو مال اس
نے حاصل کیا وہ جائز طریقہ سے کمایا، یا ناجائز طور پر ۴؎ مال کہاں کہاں خرچ کیا جائز
اور ضرورت کی جگہ یا ناجائز و فضول ۵؎ جو علم اللہ نے اس کو دیا ہے اس پر کتنا عمل کیا۔

سورۂ تکاثر کی خاص فضیلت

حضور علیہ السلام نے صحابہ سے فرمایا کہ تم میں ایسا
کون ہے جو روزانہ ایک ہزار آیتیں تلاوت کیا کرے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کون کر
سکتا ہے یعنی یہ کام بڑا مشکل ہے آپ نے فرمایا کہ جو ایک مرتبہ یہ سورت (سورۂ تکاثر)
پڑھے گا اسے ایک ہزار آیتوں کا ثواب ملے گا،

آیاتہا ۳ (۱۰۳) سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ (۱۳) رکوعہا ۱

سورۂ عصر مکہ میں نازل ہوئی اسمیں تین آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا

قسم ہے زمانہ کی کہ انسان بڑے خسارہ میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو اعتقاد حق

بِالْحَقِّ ۥ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳

ع ۳ ۲۸

کی فہمائش کرتے رہیے اور ایک دوسرے کو پابندی کی فہمائش کرتے رہے۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ زمانہ کی قسم کھا کر فرمارہے ہیں کہ انسان بڑے ہی نقصان اور
خسارہ میں ہے کہ اپنی عمر کو جو گنے چنے دن ہے ضائع و بیکار کر رہا ہے، نفس

پروری اور عیش پروری میں، اس کے بعد ارشاد ہے کہ صرف وہ لوگ نقصان سے بچے ہوئے ہیں جو ایمان قبول کر چکے اور نیک کاموں میں لگے رہے اور دین پر جمے رہنے کی اور نیک کاموں کی دوسروں کو دعوت دیتے رہے۔

امام شافعیؒ کا ارشاد

حضرت امام شافعی رحؒ نے فرمایا کہ اگر لوگ صرف اسی سورت میں غور کر لیں تو ان کے لئے کافی ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ مختصر سی سورت اپنے اندر وہ سب کچھ لئے ہوئے ہے، جو ایمان لانے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کا داعی ہے۔

ایک بزرگ برف والے کی دوکان پر پہونچے تو فرمایا کہ اسکی تجارت دیکھ کر سورۂ والعصر کی تفسیر سمجھ میں آگئی یہ دوکاندار اگر اپنے برف کیطرف سے ذرا بھی لاپروائی کرے گا تو اس کا مال پانی بن جائے گا، اسی طرح انسان کی عمر مثل برف کے ختم ہوتی جارہی ہے اگر وہ اسکو نیکی کے کاموں میں خرچ کرے گا تو نفع میں رہے گا اور اگر اچھائی کی راہ میں اسکو خرچ نہیں کرے گا یوں ہی غفلت میں گذار دے گا تو نقصان میں رہے گا۔

اس سورت میں اس کی وضاحت فرمادی گئی کہ اگر تم اپنی زندگی نقصان وخسارہ سے بچاکر کامیاب بنانا چاہتے ہو تو یہ چار کام اختیار کرو ۱ے اللہ ورسول پر ایمان لائے اور انکی ہدایات ووعدوں پر خواہ وہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے پورا یقین رکھے، ۲ے اس یقین کا اثر دل ودماغ ہی تک نہ رہے بلکہ عمل سے بھی ظاہر ہو یعنی اللہ ورسول کے احکامات کے مطابق اپنی زندگی ڈھال دے، ۳ے معاملہ صرف اپنی ذات کی اصلاح تک محدود نہ رہے بلکہ دوسرے بھائیوں کی اصلاح ونصیحت کی فکر بھی دامن گیر رہے اور حسب موقع ان کو دینی دعوت پیش کرتا رہے ۴ے اپنے نفس کو صبر کی تلقین کرتا رہے یعنی دین کے راستہ پر چلنے اور برائیوں سے رکنے میں جو دشواریاں پیش آئیں ان پر صبر کرکے دین پر مضبوطی سے جما رہے۔

دعوت وتبلیغ کی اہمیت

اس سورت نے مسلمانوں کو ایک بڑی ہدایت دی کہ ان کا اپنے عمل کو قرآن وسنت کے مطابق کر لینا جتنا اہم اور ضروری ہے اتنا ہی اہم اور ضروری یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی ایمان اور عمل صالح کیطرف بلانے کی اپنی طاقت وصلاحیت کے مطابق بھرپور کوشش کرے ورنہ صرف اپنا عمل نجات کے لئے کافی نہ ہوگا خصوصًا اپنے اہل وعیال اور احباب ومتعلقین کی بد دینی سے غفلت برتنا اپنی نجات کا راستہ بند کرنا ہے اگرچہ وہ خود کیسے

ہی اعمال صالح کا پابند ہو اسلئے قرآن وحدیث میں ہر مسلمان پر اپنی اپنی قدرت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ضروری ہے،

آج کثرت سے وہ لوگ جو دیندار ہیں اس مرض میں مبتلا ہیں وہ صرف اپنے عمل کو کافی سمجھتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کی فکر نہیں کرتے، قرآن کریم کا اعلان ہے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا. یعنی اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ یعنی خود بھی خلاف شرع امور سے بچے رہو اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچائے رکھو۔

آیاتہا ۹ (۱۰۴) سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ (۳۲) رکوعھا ۱

سورۂ ہمزہ مکہ میں نازل ہوئی اسمیں نو آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۨ ۝۱ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝۲ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝۳ كَلَّا

بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لئے جو پس پشت عیب نکالنے والا ہو رو در رو طعنہ دینے والا ہو، جو مال جمع کرتا ہو اور اسکو بار بار گنتا ہو، وہ خیال کر رہا

لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۝۴ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝۵ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝۶ الَّتِىْ

ہے کہ اسکا مال اسکے پاس سدا رہے گا ہرگز نہیں واللہ وہ شخص ایسی آگ میں ڈالا جائیگا جس میں جو کچھ پڑے وہ اسکو توڑ پھوڑ دے اور آپکو کچھ معلوم ہے وہ

تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝۷ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝۸ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝۹ ع ۱ ۲۹

توڑ پھوڑ کرنیوالی آگ کیسی ہے وہ اللہ کی آگ ہے جو سلگائی گئی ہے جو دلوں تک جا پہنچے گی وہ ان پر بند کر دیجائیگی وہ لوگ آگ کے بڑے بڑے لمبے لمبے ستونوں میں گھرے ہونگے

شان نزول

ولید بن مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آپ کی غیبت کرتا اور آپ کے سامنے طرح طرح کے طنز کرتا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی (مظہری)

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تین گندی خصلتوں کا ذکر فرما کر انکی سزا بیان کی ہے،

اوّل لوگوں کے پیچھے انکی عیب جوئی کی جائے، دوم ان کے منہ ہی پہ طعنہ کشی کی جائے، سوم مال جمع کرنے کے پیچھے ایسا پڑ جائے کہ حلال وحرام کو بھی بھول جائے، اپنے راحت وآرام اور خدا کی بندگی کو بھی بھول جائے۔ ایسے شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ شخص اپنے مال کو بار بار گنتا ہے اور اپنے جی میں یہ سمجھے ہوئے ہے کہ وہ مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا اور اس کی ہر مشکل وضرورت میں کام آتا رہے گا، حالانکہ معاملہ ایسا ہرگز ہرگز نہیں بلکہ وہ مال اور خود یہ شخص ایک دن فنا ہو جائے گا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ یہ شخص ایسی سخت قسم کی آگ میں پھینکا جائیگا کہ اس میں جو کچھ بھی ڈالا جائے اس کو توڑ پھوڑ کر ایک طرف کردے اور یہ آگ اتنی تیز اور سخت ہوگی کہ اس کے بدن کو چھوتی ہوئی اس کے دل تک جا پہونچے گی، اور اس آگ کا یہ عالم ہوگا کہ اس کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی جیسے کسی کو آگ کے صندوق میں بند کردیا جائے، چنانچہ حضرت ابن مسعود رضؓ نے فرمایا کہ جب دوزخ میں وہ لوگ رہ جائیں گے جو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں پڑے رہیں گے یعنی کافرین ومشرکین تو ان کو لوہے کے صندوق میں بند کر کے صندوق میں لوہے کی کیلیں ٹھوک دی جائیں گی اور پھر اس صندوق کو دوسرے لوہے کے صندوق میں بند کر کے جہنم کی تہہ میں پھینک دیا جائیگا اللہ ہم سب کی جہنم سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔ (مظہری)

اقوال وتحقیق

تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ، اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کو اس خاص صفت کے ساتھ مقید فرمایا کہ وہ دلوں تک پہونچ جائے گی اس سے آگ کی تیزی وسختی بیان کرنا مقصود ہے کہ دنیا کی آگ تو ایسی ہے کہ دل تک جانے سے پہلے ہی انسان کو موت کی نیند سلا کر آرام بخش دیتی ہے مگر دوزخ کی آگ ایسی ہوگی کہ پورے بدن کو جلاتی ہوئی سینہ کے اندر چھپے ہوئے دل تک پہونچ جائے گی اور تب بھی انسان کو زندگی سے چھٹکارا نہیں ملے گا، اسی آگ میں جلتا رہے گا۔

اٰیاتہا ۵ (۱۰۵) سُوْرَۃُ الْفِیْلِ مَکِّیَّۃٌ (۱۹) رکوعہا ۱

سورۂ فیل مکہ میں نازل ہوئی اسمیں پانچ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝۱ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝۲ وَّاَرْسَلَ

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپکے ربنے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا، کیا ان کی تدبیر کو سرتاپا غلط نہیں کر دیا۔ اور ان پر

عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝۳ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝۴ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝۵ ع ۵ ۳۰

غول کے غول پرندے بھیجے جو ان لوگوں پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے، سو اللہ تعالیٰ نے انکو کھائے ہوئے بھوسہ کیطرح کر دیا۔

واقعہ اصحاب فیل

اس سورت میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جس کا نام ہے واقعہ اصحاب فیل یعنی ہاتھیوں والوں کا واقعہ، یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پچاس روز پہلے پیش آیا اور بعض کہتے ہیں اسی روز آپ کی پیدائش ہوئی۔

واقعہ یہ ہے کہ ملک یمن میں ایک ابرہہ نامی بادشاہ تھا اس شیطان کو یہ سوجھی کہ بیت اللہ کو منہدم کیا جائے چنانچہ اس کے لئے اس نے ایک زبردست لشکر تیار کیا اور خاص طور پر اس میں ایک درجن ہاتھیوں کو بھی شریک کیا، ان میں ایک ہاتھی بہت ہی موٹا تازہ اور تربیت یافتہ تھا اس کا نام انہوں نے محمود رکھ رکھا تھا، ہاتھیوں کو ساتھ لینے کا مقصد یہ تھا کہ کعبۃ اللہ کی مضبوط دیواروں میں زنجیر ڈال کر ہاتھیوں سے کھچوا دینگے جس سے وہ دیواریں منٹوں میں زمین پر گر پڑیں گی۔

قریش اور اہل عرب کو اس بادشاہ کے ناپاک ارادہ کا علم ہوا تو ان سب نے اس سے مقابلہ کرنے کی ٹھانی، اگرچہ یہ سب اس بادشاہ کے مقابلہ میں بے حد کمزور اور بے سروسامان تھے، مگر خدا کے گھر کی عظمت اور حفاظت کے جذبے نے ان کو مقابلہ کے لئے تیار کیا، چنانچہ مختلف سرداروں اور قبیلوں نے اس کا مقابلہ کیا مگر اتفاق سے سب کو

شکست ہوئی، بہر حال قدرت کو تو کچھ اور ہی منظور تھا، الحاصل یہ بادشاہ فتح وکامرانی حاصل کرتا ہوا مکہ مکرمہ کے قریب جاپہونچا اور شہر میں اپنے قاصد کو یہ کہلا بھیجا کہ مقصد اہل مکہ سے جنگ کرنا نہیں ہے بلکہ ہم صرف بیت اللہ کو منہدم کرنے آئے ہیں، ہاں اگر کوئی اس میں رکاوٹ بنے گا تو ہم اُسے بے دریغ قتل کرڈالیں گے، حضرت عبدالمطلب جو قریش کے سردار تھے انہوں نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ ہم بھی بادشاہ سے جنگ کرنا نہیں چاہتے اور نہ ہی ہم اتنی طاقت رکھتے ہیں، ہاں یہ بتائے دیتا ہوں کہ یہ خدا کا گھر ہے اور اسکے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہم السلام نے اس کو تعمیر کیا ہے وہ خود اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے، تمہارے بادشاہ کا ارادہ اگر اللہ تعالیٰ سے جنگ کا ہے تو جو چاہے کرے، پھر دیکھئے کہ اللہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں، قریش کے سردار کا یہ جواب سنکر ابرہہ بڑے تکبر کے ساتھ کہتا ہے کہ دیکھیں بیت اللہ منہدم کرنے سے مجھے کون روکتا ہے اور فوراً ہی لشکر کو بیت اللہ پر چڑھائی کا حکم دیتا ہے، ہاتھی بان ہاتھیوں کو بیت اللہ کی طرف چلاتے ہیں مگر وہ چلتے ہی نہیں، ہر سمت چلنے کو تیار مگر جب بیت اللہ کی طرف ان کو چلایا جاتا ہے تو بیٹھ جاتے ہیں، رک جاتے ہیں، ایک طرف تو خدا نے اپنی قدرت کا یہ کرشمہ دکھایا، اور دوسری طرف یہ کہ سمندر کی جانب سے کچھ پرندے غول کے غول چلے آتے ہیں، یہ پرندے کبوتر سے کچھ چھوٹے تھے اور یہ پرندے کبھی نہ دیکھے گئے تھے، بالکل نئی نسل اور نئی جنس کے تھے ان کے ساتھ تین تین کنکریاں تھیں ایک چونچ میں دو پنجوں میں، یہ پرندے ابرہہ کے لشکر پر چھا جاتے ہیں اور کنکریوں کو برسانا شروع کر دیتے ہیں، ایک کنکری گولی سے زیادہ کام کرتی تھی جس کے لگتی تھی اس کے بدن کو پار کرتی ہوئی زمین میں گھس جاتی تھی، یہ عذاب دیکھ کر ہاتھی چلا چلا کر بھاگ گئے، لشکر کے کچھ لوگوں نے وہیں دم توڑ دیئے اور کچھ جو ادھر ادھر بھاگ گئے اور راستہ میں گر کر مرگئے، ابرہہ کو چونکہ سخت سزا دینا منظور تھا اس لئے اس کو ابھی موت کے گھاٹ نہیں اتارا گیا، بلکہ اس کے بدن میں ایک ایسا زہر پھیلا دیا گیا جس سے اس کے بدن کا ہر ہر حصہ گل سڑ گیا اور اپنے وطن یمن پہونچنے پر سارا بدن پھٹ گیا، اور مر کر جہنم رسید ہو گیا۔

فائدہ اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو یہ عبرت دلانا چاہتے ہیں کہ جیسا کوئی ہماری عبادت گاہوں یا عابدوں کی یا مذہب کے دوسرے شعائر کی بے حرمتی وتوہین

کرتا ہے تو ہم اسے کبھی کبھی دنیا میں بھی سخت قسم کی سزا دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب اپنی جگہ برحق اور اٹل ہے اس سے کسی بھی حال میں چھٹکارا ہی نہیں۔

آیاتہا ۴ (۱۰۶) سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَّكِّيَّةٌ (۲۹) رکوعہا ۱

سورۂ قریش مکہ میں نازل ہوئی اسمیں چار آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے نہایت رحم والے ہیں۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ﴿۲﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ﴿۳﴾

چونکہ قریش خوگر ہوگئے ہیں یعنی جاڑے اور گرمی کے سفر کے خوگر ہوگئے ہیں۔ توان کو چاہئے کہ اس خانۂ کعبہ کے مالک کی عبادت

الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾ ع ۲۱

کریں، جس نے ان کو بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف سے ان کو امن دیا

قریش اور تجارت

قوم قریش مکہ مکرمہ میں آباد تھی اور مکہ ایسا شہر ہے جہاں کاشتکاری اور باغبانی نام کو بھی نہیں، جس کی وجہ سے یہاں کے باشندے بہت پریشان تھے، چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مکہ والے بڑی غربت اور تکلیف و پریشانی میں پھنسے ہوئے تھے، ان کی یہ حالت دیکھ کر حضور علیہ السلام کے دادا جان ہاشم نے قوم قریش کو دوسرے ملکوں سے تجارت کرنے پر آمادہ کیا، اسی کو قرآن کہتا ہے لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ الآیۃ کہ قریش کو سردی وگرمی کے سفر کے لئے مانوس کردیا، چنانچہ یہ گرمی کے زمانے میں ملک شام کا سفر کرتے تھے کیونکہ وہ ٹھنڈا ملک ہے، اور سردی کے زمانہ میں یمن کا سفر کرتے تھے، کیونکہ وہ گرم ملک ہے۔

یہ لوگ چونکہ خانۂ کعبہ کے خادم تھے، اس لئے پورے ملک میں باعزت سمجھے جاتے تھے، اور اصحاب فیل کے واقعہ نے پورے خطۂ عرب کے دلوں میں قریش کی عزت ومحبت بڑھادی تھی اور سب ماننے لگے تھے کہ یہ لوگ اللہ والے ہیں ان کی طرف سے خود اللہ تعالیٰ نے ان کے

دشمن ابرہہ اور اسکے لشکر کو ہلاک کیا۔ یہی وجہ ہے کہ قریش تجارت کے لئے مختلف ملکوں کا سفر کرتے، راستہ میں ان کا کوئی نقصان نہ ہوتا جیساکہ دوسری قوموں کو تجارتی سفروں میں بہت سے نقصانات اور خطرات سے دوچار ہونا پڑتا تھا، یہ دونوں چیزیں یعنی تجارت سے روزی ملنا اور ہر طرح کے خوف سے محفوظ رہنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی ہوئی نعمتیں تھیں جسکے عوض ان سے کہا جارہا ہے کہ بیت اللہ شریف کے مالک یعنی اللہ پاک کی عبادت وبندگی کریں۔

فائدہ عظیمہ شیخ ابوالحسن قزوینی رحؒ نے فرمایا کہ جس شخص کو کسی دشمن یا کسی مصیبت کا خوف ہو اسکے لئے سورۂ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کا پڑھنا فائدہ مند ہے، امام جزری رحؒ نے فرمایا کہ یہ عمل آزمودہ اور مجرب ہے، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحؒ لکھتے ہیں کہ میرے شیخ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحؒ نے خوف ودہشت کے وقت اسی سورت کے پڑھنے کا حکم دیا، میں نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہے اور اس کو سودمند پایا۔

(۱۰۷) سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ مَکِّیَّۃٌ (۱۷)

اٰیَاتُھَا ۷ — رُکُوْعُھَا ۱

سورۂ ماعون مکہ میں نازل ہوئی اسمیں سات آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝۱ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝۲ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ

کیا آپ اس شخص کو نہیں دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے سو اس شخص کا حال سننا چاہیں تو سنیئے کہ وہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور محتاج کو

اقوال وتحقیق جمہور مفسرینؒ کا اتفاق ہے کہ یہ سورت اپنے مضمون کے اعتبار سے سورۂ فیل ہی سے متعلق ہے اور شاید اسی وجہ سے بعض مصاحف میں ان دونوں سورتوں کو ایک ہی سورت کردیا، دونوں کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھی گئی، مگر مصحف عثمانی میں ان کو الگ الگ سورتیں قرار دیا گیا اور دونوں کے درمیان بسم اللہ لکھی گئی۔

الْمِسْكِيْنِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ الَّذِيْنَ

کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا۔ سوایسے نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے جواپنی نماز کو بھلا بیٹھتے ہیں جو ایسے ہیں

هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧ ع ٢٢

کہ ریاکاری کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ بالکل نہیں دیتے۔

تفسیر اس سورت میں منافقوں اور کافروں کی پانچ گندی عادتوں اور برے کاموں کا ذکر کرکے ان کو جہنم کی سزا سے ڈرایا گیا ہے، اوّل یہ کہ وہ قیامت کا انکار کرتے ہیں، دوم یتیموں کو دھکے دیتے ہیں اور بدسلوکی کرتے ہیں، سوم ضرورت مند، محتاج، مسکینوں کو باوجود قدرت کے خود تو کھانے کو کیا دیں، دوسروں کو بھی اس طرف توجہ نہیں دلاتے، چہارم نماز پڑھتے ہیں تو صرف دکھاوے کے لئے، نماز کس قدر اہتمام کی چیز ہے وہ اس سے بے خبر ہیں، یہ کیا نماز ہوئی کہ کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی، وقت بے وقت کھڑے ہو گئے، باتوں میں اور دنیا کے دھندوں میں وقت تنگ کر دیا پھر پڑھی بھی تو اٹھ بیٹھ کر آ گئے، کچھ خبر ہی نہیں کس کے سامنے کھڑے ہیں اور تمام بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار میں کس شان سے حاضری دینی چاہئے، کیا خدا صرف ہمارے اٹھنے بیٹھنے کو دیکھتا ہے ہمارے دلوں پر نظر نہیں رکھتا کہ اس میں کتنا اخلاص وخشوع ہے۔ پنجم زکوٰۃ بالکل نہیں نکالتے۔

حاصل یہ کہ یہ سب کام ایسے ہیں جو منافق اور کافر کرتے ہیں کسی مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ ایسے گندے کام کریں ـــ مگر آج جب ہماری نظر قوم مسلم پر پڑتی ہے تو اس کی یہی حالت ملتی ہے اگر اس سے بھی بدتر کہا جائے تو شاید غلط نہ ہو، کاش آج کا مسلم آنکھ کھول کر اپنا اصلی چہرہ دیکھے اور اصلاح کی فکر کرے۔

اقوال وتحقیق مَاعُوْنَ کے لفظی معنی ہیں شئی قلیل کے، اسلئے ایسی استعمال کی چیزوں کو کہا جاتا ہے جو عادتاً ایک دوسرے سے مانگی جاتی ہیں مگر آیت میں ماعون سے مراد زکوٰۃ ہے، یہ تفسیر حضرت علی رضؓ ابن عمر رضؓ حسن بصریؒ قتادہ، ضحاک وغیرہ نے فرمائی ہے، زکوٰۃ کو ماعون اسلئے کہا گیا کہ وہ مقدار میں قلیل یعنی چالیسواں حصہ ہے،

اور جو وعید اس کے ترک پر فرمائی یعنی جہنم اس سے بھی یہی ظاہر ہے کہ ماعون سے مراد زکوٰۃ ہے، عام لینے دینے کی چیز نہیں جیسا کہ حافظ ابن کثیر اور بعض دوسرے مفسرین کی رائے ہے، اگر یہی تفسیر کی جائے تو اس صورت میں مناسب یہ ہوگا کہ یہ لوگ اس قدر کمینے اور ذلیل وخسیس ہیں کہ زکوٰۃ تو کیا دیتے معمولی لین دین کی چیزوں سے بھی منع کر دیتے ہیں

آیاتہا ۳ (۱۰۸) سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ (۱۵) رکوعہا ۱

سورۂ کوثر مکہ میں نازل ہوئی اسمیں تین آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾ ع ۱ ۴۳

بیشک ہم نے آپکو کوثر عطا فرمائی ہے۔ سو (ان نعمتوں کے شکریہ میں) آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیئے اور قربانی کیجیئے۔ بالیقین آپکا دشمن ہی بے نام ونشان ہے

شان نزول

جس وقت حضور علیہ السلام کے صاحبزادے قاسم کا انتقال ہوگیا تو مکہ کے کافروں نے آپ کو طعنہ دینا شروع کیا کہ آپ اَبْتَر ہوگئے یعنی اب آپ کی نسل نہیں چلے گی، اب کوئی آپکا نام لینے والا نہیں رہے گا، چنانچہ عاص بن وائل کے سامنے جب آپ کے دین اور مشن کی ترقی کا ذکر کیا جاتا تو وہ کہتا ارے اس کی فکر مت کرو اب تو ان کا مشن کچھ دن بعد خود بخود ختم ہو جائے گا کیونکہ اب ان کے کوئی نرینہ اولاد باقی نہیں رہی جو ان کی قائم مقام بن سکے، لہٰذا جلد ہی محمد عربی کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ (نعوذ باللہ)

آپ کی تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ کوثر نازل فرمائی جس میں ارشاد ہے کہ آپکے دشمن ہی بے نام ونشاں ہو جائیں گے، آپ کا ذکر خیر تو رہتی دنیا تک اور پھر آخرت میں بھی بلند رہے گا، چنانچہ چودہ سو سال ہو چکے آج تک آپ کی دختری اولاد مختلف ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے اور آپؐ کی روحانی اولاد یعنی امتی بھی پوری دنیا کے چپہ چپہ پر پھیلے ہوئے ہیں، اور مستقل جماعتیں کی جماعتیں آپؐ کے دین ومشن کو پھیلانے میں مصروف ہیں

دن میں پانچ وقت مسجد کے مناروں سے آپ کا ذکر بلند کیا جاتا ہے ہر نماز میں مکمل پاکی اور پوری عقیدت کے ساتھ ذکر خیر کیا جاتا ہے، آپ پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ آپ کا نام جوڑ دیا، لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے برخلاف آپ کے دشمنوں کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔

حوض کوثر

اس سورت میں آپ کو یہ خوشخبری بھی دی گئی کہ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ہے کوثر کا مطلب ہے خیر کثیر یعنی دونوں جہاں کی نعمتیں راحتیں اور خیر و بھلائی، اسی میں جنت کی نہر کوثر اور میدان محشر کا حوض کوثر بھی داخل ہے، حوض کوثر کا یہ عظیم تحفہ حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا جائیگا جس سے آپ اپنے امتیوں کو سیراب فرمائیں گے، مگر جو امتی آپکے دین میں نئی باتیں، بدعتیں پیدا کرتے ہیں وہ اس حوض کوثر سے محروم رہیں گے، چنانچہ بخاری و مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ سے مروی ہے کہ ایک روز جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہمارے درمیان تھے اچانک آپ پر ایک قسم کی نیند یا بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہوئی پھر ہنستے ہوئے آپ نے سر مبارک اٹھایا ہم نے پوچھا یا رسول آپ کے ہنسنے کا سبب کیا ہے تو فرمایا کہ مجھ پر اسی وقت ایک سورت نازل ہوئی ہے پھر آپ نے بسم اللہ کے ساتھ سورۂ کوثر پڑھی پھر فرمایا تم جانتے ہو کوثر کیا چیز ہے، ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتا ہے، آپ نے فرمایا یہ جنت کی ایک نہر ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے جس میں خیر کثیر ہے اور وہ حوض ہے جس پر میری امت قیامت کے روز پانی پینے کے لئے آئے گی، اسکے پانی پینے کے برتن آسمان کے ستاروں کی تعداد میں ہوں گے، اس وقت بعض لوگوں کو فرشتے حوض سے ہٹا دیں گے تو میں کہونگا میرے پروردگار یہ تو میری امت میں سے نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیگا آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا نیا دین اختیار کیا، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اصل نہر کوثر جنت میں ہے اور حوض کوثر میدان محشر میں ہوگا، اس میں دو پرنالوں کے ذریعہ جنت کی نہر کوثر کا پانی ڈالا جائے گا، اس حوض کی کنکریاں یاقوت اور موتی جیسی ہوں گی، اور اس کی مٹی خالص مشک کی ہوگی جس کی وجہ سے پانی میں مشک کی مہک آتی ہوگی، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ اسکے پیالے صفائی چمک دمک اور تعداد میں ستاروں کے مثل ہونگے

اس سورت میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ ہماری اس عظیم نعمت کے شکریہ میں نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے یعنی جسمانی اور مالی دونوں طرح کی عبادت کیجئے، عبادتوں میں سب سے اہم عبادت نماز ہے اس کا پورا اہتمام رکھئے اور اسی طرح مالی عبادتوں میں قربانی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ لہٰذا جانوروں کو اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کرتے رہئے اس سے کافروں اور جاہلوں کی تردید کرنا بھی مقصود ہے، جو قربانی اللہ کے علاوہ دوسروں کے نام پر کرتے ہیں اس لئے آپ کو حکم دیا کہ آپ اور آپ کے ماننے والے صرف اللہ کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

آیاتہا ۶　سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ (۱۰۹)　(۱۸)　رکوعہا ۱

سورۂ کافرون مکہ میں نازل ہوئی اسمیں چھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝١ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٣

آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو (میرا اور تمہارا طریقہ متحد نہیں ہو سکتا اور) نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں۔ اور نہ تم میرے معبود کی پرستش

وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝٤ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝٦ ع

کرتے ہو۔ اور نہ میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرونگا اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کروگے　تم کو تمہارا بدلہ ملے گا اور مجھ کو میرا بدلہ ملے گا۔

ع۶
۳۴

شان نزول

اس سورت کا شان نزول حدیث پاک میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشرکین کا ایک گروہ آیا اور کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ سے صلح کرنا چاہتے ہیں بایں طور کہ ایک سال آپ ہمارے بتوں کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبود کی بندگی کریں گے اس پر حق تعالیٰ نے اس سورت کو نازل فرمایا، جس کے اندر یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تمہارا اور میرا طریقہ ایک کبھی نہیں ہو سکتا، میں تمہارے معبودوں کی بندگی نہ اب

کرتا ہوں اور نہ آئندہ کروں گا اور نہ ہی تم میرے معبود حق جل مجدہ کی بندگی اب کرتے ہو اور نہ ہی آئندہ کروگے، یہ مشرکین کی خاص اس جماعت کے لئے فرمایا گیا جو ایمان کی دولت سے کبھی مشرف نہ ہونے والے تھے، اور اس کا علم پہلے سے خدا کو تھا اس لئے ان کے متعلق ایسا فرمادیا گیا اس کے بعد ان کو کفر پر جمے رہنے پر دھمکی دی گئی کہ جیسا تم کروگے اس کا بدلہ تم کو ملے گا اور کفر کا بدلہ جہنم ہے اور جیسا میں کروں گا اس کا بدلہ مجھے ملیگا اور ایمان کا بدلہ جنت ہے۔

سورۂ کافرون کی فضیلت

بعض صحابہ کرام رضؓ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی ایسی دعا تعلیم فرمادیجئے جس کو ہم سوتے وقت پڑھ لیا کریں آپؐ نے قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھنے کا حکم دیا۔

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کے بچھو نے کاٹ لیا تو آپ نے پانی اور نمک منگایا اور پھر اس پانی کو کاٹنے کی جگہ ڈالتے جاتے اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھتے جاتے تھے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضؓ سے حضورؐ نے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جب تم سفر میں جاؤ تو اپنے سب ساتھیوں سے زیادہ خوشحال رہو اور تمہارا مال بڑھ جائے، انہوں نے عرض کیا ضرور آپؐ نے فرمایا قل یا ایہا الکافرون سے لے کر قل اعوذ برب الناس تک چھ سورتیں پڑھا کرو، حضرت جبیرؓ کا بیان ہے کہ میری یہ حالت تھی کہ میں اپنے سب ساتھیوں میں خستہ حال تھا اور اس پر عمل کرنے کے بعد میں سب سے بہتر اور خوشحال ہوگیا تھا۔

اقوال و تحقیق

اس سورت میں جو بعض آیات کا تکرار نظر آرہا ہے اس کا حل علماء مفسرینؒ نے یہ فرمایا ہے کہ پہلی آیات زمانہ حال سے متعلق ہیں اور بعد کی زمانہ استقبال سے۔ وَلِیَ دِیْنِ، حضرت تھانویؒ نے دین کو بدلہ کے معنی میں لیا تھا جس کی تفصیل اوپر مذکور ہوئی، اور امام بخاریؒ نے دین کو اس کے اصل معنی یعنی مذہب اسلام ہی پر محمول کیا ہے، اس صورت میں قدرے تاویل کر کے مطلب ہوگا کہ تم اپنے مذہب پر بضد ہو تو تم جانو اس کا انجام تم کو بھگتنا ہے میں تو اپنے مذہب اسلام پر جما ہوا ہوں۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

آیاتہا ۳　(۱۱۰) سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ (۱۱۴)　رکوعہا ۱

سورۂ نصر مدینہ میں نازل ہوئی اسمیں تین آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ① وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ

جب خدا کی مدد اور (مکہ کی) فتح آپہنچے　اور آپ　لوگوں کو　اللہ کے دین میں

أَفْوَاجًا ② فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ③ ع

جوق جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں۔ تو اپنے رب کی تسبیح وتحمید کیجئے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجئے۔ وہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا ہے

ع ۱ / ۳ / ۲۵

تفسیر اس سورت میں حضور علیہ السلام پر دو ایسی باتوں کا انکشاف کیا گیا جو بعد میں وجود پذیر ہوئیں، اول آپ کو مکہ مکرمہ کے فتح ہونے اور اسلام میں کثرت سے لوگوں کے داخل ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے، دوم یہ اطلاع دی گئی ہے کہ آپ جلد ہی اس دنیا سے کوچ فرماکر ہمارے پاس تشریف لانے والے ہیں۔

فتح مکہ چنانچہ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد کچھ ہی دن بعد آپ نے ماہ رمضان المبارک ۸ھ میں مکہ کو فتح کرلیا، مکہ شریف کا فتح ہونا تھا کہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ فتح مکہ سے پہلے بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جن کو آپ کی رسالت ونبوت کا تقریباً یقین تھا مگر اسلام میں داخل ہونے سے پہلے ابھی تک قریش کی مخالفت یا کسی اور شک کی وجہ سے رکے ہوئے تھے، فتح مکہ نے وہ رکاوٹ دور کردی مکہ فتح ہونے کے بعد یمن سے سات سو آدمی مسلمان ہوکر راستے میں اذانیں کہتے ہوئے قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہوئے پہونچے، غرض کہ پورے عرب میں قبول ایمان کی ایک لہر دوڑ پڑی اور کثرت سے لوگ مسلمان ہونے لگے، صحابہ کرام کے ایک مجمع میں حضورؐ نے اس سورت کی تلاوت فرمائی تو حضرت عباسؓ جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سمجھنے کی سب سے زیادہ

صلاحیت عطا فرمائی تھی، رو پڑے، حضورؐ نے رونے کا سبب معلوم کیا تو عرض کیا کہ اس میں آپ کی وفات کی خبر دی گئی ہے، آپ نے اس کی تائید و تصدیق فرمائی، چنانچہ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد آپ صرف دو سال زندہ رہے، مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضؓ سے منقول ہے کہ سورۂ نصر سب سے آخر میں نازل ہوئی، مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی مکمل سورت نازل نہیں ہوئی البتہ کچھ آیتیں ضرور نازل ہوئیں چنانچہ حجۃ الوداع میں آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ الخ نازل ہوئی اس کے بعد آپ صرف اسّی روز دنیا میں رہے اس کے بعد آیت کلالہ نازل ہوئی اس کے بعد آپ صرف پچاس روز دنیا میں رہے، اس کے بعد آیت لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ نازل ہوئی اس کے بعد آپ صرف پینتیس روز دنیا میں رہے، اس کے بعد آیت اِتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ نازل ہوئی اس کے اکیس دن بعد آپ وفات پا گئے اور ایک روایت میں ہے کہ صرف سات روز بعد وفات پا گئے (قرطبی بحوالہ معارف)

جب موت قریب محسوس ہو تو تسبیح و استغفار خوب کرنا چاہئے

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ الایۃ،

اس آیت میں آپؐ کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ آپ تسبیح و استغفار کثرت سے کیجئے اور جو کام آپؐ سے خلاف اولیٰ سرزد ہو گئے ہیں ان سے توبہ کیجئے آپ کا پروردگار توبہ بہت قبول کرنے والا ہے۔

غور کیجئے جب نبی کریمؐ کو توبہ و استغفار کی ہدایت کی گئی تو عام مسلمانوں کو جن کی زندگی گناہوں سے لبریز ہے ان کو تو اپنے آخر وقت میں عبادت و توبہ اور استغفار کثرت سے کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ اس سورت کے نزول کے بعد آپ اٹھتے بیٹھتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ، یعنی خدا کی ذات تمام عیوب سے پاک و صاف ہے اور وہی سب تعریفوں کا مستحق ہے اور میں خدا سے مغفرت چاہتا ہوں اور اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ اس سورت کے نزول کے بعد آپ نے عبادات و ظائف بڑھا دیئے تھے، یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم کر گئے تھے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

(آیاتہا ۵) (۱۱۱) سُوْرَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ (۶) (رکوعہا ۱)

سورۂ لہب مکہ میں نازل ہوئی اسمیں پانچ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝۲ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے نہ اس کا مال اسکے کام آیا اور نہ اس کی کمائی وہ عنقریب ایک

لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا وہ بھی اور اسکی بیوی بھی جو لکڑیاں لادکر لاتی ہے، اس کے گلے میں ایک رسّی ہوگی خوب بٹی ہوئی۔

ع ۱ (۵) ۳۶

شانِ نزول

ایک دن حضور علیہ السلام نے صفا پہاڑ پر چڑھ کر یاصَبَاحَاہُ کہہ کر آواز لگائی (اس طرح آواز دینا عرب میں خطرہ کی علامت سمجھا جاتا تھا) آواز سن کر سب قریش جمع ہو گئے آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا اے میری قوم کے لوگو اگر میں تمہیں کہوں کہ ان پہاڑیوں کے پیچھے دشمن کا لشکر ہے اور وہ جلد ہی تم پر حملہ آور ہونے والا ہے کیا تم میری بات کا یقین کروگے سب نے ایک آواز ہو کر کہا ضرور ہم آپ کی بات کو سچ مانینگے آپ نے فرمایا سنو میں تم کو خدا کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں کہ وہ کفر و شرک اور نافرمانی کرنے والوں کو جہنم کی آگ میں دھکیل دے گا، اس پر ابولہب بولا، تَبًّا لَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا، یعنی ہلاکت ہو تیرے اوپر، کیا تو نے ہمیں اسی کے لئے جمع کیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

جس وقت ابولہب نے حضور کی شان میں گستاخی کی تو مسلمان جوش غضب میں بھر آئے۔ یہ بھی اسی طرح ابولہب کے لئے بددعا کرنا چاہتے تھے کہ فوراً ہی حق تعالیٰ نے انکی خواہش کو یہ سورت نازل فرما کر پورا کر دیا جس میں ابولہب کے لئے ہلاکت کی بددعا کی گئی اور ساتھ ہی یہ پیشین گوئی بھی فرما دی کہ یہ ہلاکت اس پر ضرور آکر رہے گی چنانچہ جنگ بدر کے سات دن بعد اسکے طاعون کی گلٹی نکلی، گھر والوں نے اس کو اپنے سے الگ کر دیا اس

خوف سے کہ کہیں اس کا یہ مرض ہمیں بھی نہ لگ جائے، لبس اسی کس مپری کے عالم میں سسک سسک کر دم توڑ دیئے اور پھر تین دن تک اس کی لاش اسی طرح پڑی رہی جب اس میں تعفن ہونے لگا تو مزدوروں سے اسے ایک گڑھے میں گرادیا، یہ انجام ہوا پیغمبر اعظم کے گستاخ کا اس سے ہر ایک ایسے گستاخ کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے جو مذہب کے سچے پیشواؤں کی بے حرمتی کرتے ہیں۔

ابولہب کی مختصر سوانح

ابولہب کا نام عبدالعزیٰ (یعنی عزّیٰ بت کا پجاری) تھا، عبدالمطلب کا بیٹا اور حضور علیہ السلام کا چچا تھا ابولہب (یعنی شعلے والا) اس کا لقب اس طرح پڑا کہ اس کا چہرہ خوبصورت چمک دمک والا سرخ تھا، یہ حضور کا اور مذہب اسلام کا بدترین دشمن تھا، حضرت ربیعہ بن عباد اپنے اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام ذوالمجاز کے بازار میں لوگوں کو دین کی دعوت دے رہے تھے. میں نے دیکھا کہ آپ کے پیچھے سے ابولہب کہہ رہا ہے کہ یہ شخص بے دین ہے فریبی اور جھوٹا ہے، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضور علیہ السلام نے اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈرایا اور خدا کی بندگی کی دعوت دی تو ابولہب کہنے لگا کہ اگر میرے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ باتیں حق اور سچ بھی ہیں تو میرے پاس اس قدر مال اور اولاد ہے کہ میں ان کی بدولت عذاب سے چھٹکارا پالوں گا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ کہ اس کا مال و دولت اس کے کچھ کام نہ آیا یعنی دنیا ہی میں اس کے مال و اولاد نے فلاح نہ دی اور بھکاریوں کی موت مرا اور آخرت میں جو عذاب اس کو دیا جائے گا اس کے متعلق ارشاد ہے سَیَصۡلٰی نَارًا الخ کہ اس کو لپیٹیں اور شعلے مارتی ہوئی آگ میں دھکیل دیا جائے گا اور ساتھ ہی اس کی بیوی ام جمیل کو بھی جو مذہب کے خلاف اور حضورؐ کے خلاف اپنے شوہر کی مدد کیا کرتی تھی، قرآن کہتا ہے کہ یہ عورت جنگل سے خاردار لکڑیاں چگ چگ کر لاتی تھی اور حضور علیہ السلام کے راستے میں بچھا دیتی تھی،

اقوال و تحقیق

مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ، کسب سے حضرت تھانویؒ نے مال کا منافع مراد لیا ہے اور بعض مفسرین نے کسب سے اولاد مراد لی ہے اسکی تائید حضرت عائشہؓ کی اس روایت سے ہوتی ہے وان ولدہ من کسبہ یعنی آدم کی اولاد بھی اس کے کسب (یعنی کمائی) میں داخل ہے۔

اس بدبخت کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے کہ دوزخ میں اس کے گلے میں لوہے کے تاروں کا بٹا ہوا رسا ہوگا۔

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کے لفظی معنی ہیں جلانے کی لکڑیاں لادنے والے، یہ صفت ابولہب کی بیوی کی بیان کی گئی اس کا نام اروی تھا، یہ حرب بن امیہ کی بیٹی اور ابوسفیان کی بہن تھی اس کی کنیت ام جمیل تھی اسی سے یہ مشہور تھیں۔

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ عرب کے محاورا میں چغلخور کو کہا جاتا ہے گویا یہ حضورؐ کے خلاف چغلخوری کرتی تھی، بعض مفسرینؒ نے فرمایا کہ اس کا یہ حال دوزخ میں ہوگا کہ اپنے شوہر پر لکڑیاں چن چن کر ڈالے گی، جس سے اس کی آگ اور بھی بھڑک جائے گی۔

حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ (۱) اہل عرب ڈول کی رسی کو مسد کہتے ہیں جس میں وہ عام طور کھجور کی رسی استعمال کیا کرتے تھے مراد اس سے بٹی ہوئی رسی ہے اب چاہے وہ دھاگوں کی ہو چاہے ناریل کی چاہے لوہے کے تاروں کی (۲) عروہ کا قول ہے کہ اس سے مراد جہنم کی زنجیر ہے جس کی ایک کڑی ستّر گز کی ہوگی (۳) امام ثوریؒ کا قول ہے کہ جہنم کا طوق مراد ہے جس کی لمبائی ستّر ہاتھ ہوگی، (۴) مجاہد کا قول ہے کہ اس سے جہنم کا طوق مراد ہے۔ سعید ابن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ ام جمیل کے پاس ایک بہت قیمتی ہار تھا یہ اس کے متعلق کہا کرتی تھی کہ اس کو فروخت کر کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت میں خرچ کروں گی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس گستاخی کے عوض ہم اس کے گلے میں آگ کا طوق ڈالیں گے

آیاتہا ۴ (۱۱۲) سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ (۲۲) رکوعہا ۱

سورۂ اخلاص مکہ میں نازل ہوئی اس میں چار آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ

آپ کہہ دیجئے کہ وہ یعنی اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے (کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور اسکے سب محتاج ہیں) اسکے اولاد نہیں اور نہ وہ

كُفُوًا اَحَدٌ ۝

کسی کا اولاد ہےاور نہ کوئی اسکے برابر کا ہے۔

ع ۱ / ۲۷

شان نزول ایک مرتبہ مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنے رب کی صفات اور نسب بیان کیجئے، اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فرما دیجئے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ میرا رب یکتا ہے یعنی وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس سے مجوسیوں کے عقیدہ کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ خالق دو ہیں ایک خیر کا اس کا نام انہوں نے "یزدان" رکھا ہے، دوسرا شر کا اس کا نام اَہْرمَن ہے اہل ہنود کے عقیدے کی بھی تردید ہوگئی جو تینتیس ۳۳ کروڑ دیویاؤں کو خدائی میں حصہ دار ٹھہراتے ہیں۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ یعنی اللہ کی ذات بے نیاز ہے مطلب یہ ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں، بزرگی اور بڑائی میں کوئی اس سے بڑھ کر نہیں، وہ کمالات میں سب سے بڑا ہے، نہ اس کے اولاد ہے اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے اس میں ان لوگوں کے عقیدہ کا رد ہو گیا تو حضرت عیسیٰ مسیح کو اور حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا اور فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں مانتے ہیں اور اس طرح ان لوگوں کا بھی رد ہو گیا جو حضرت عیسیٰ کو خدا مانتے ہیں کیونکہ خدا وہ ہے جو کسی سے پیدا نہ ہوا ہو اور حضرت عیسیٰ حضرت مریم سے پیدا ہوئے ہیں (فوائد عثمانیہ)

اور نہ ہی اس کے کوئی برابر ہے، باپ اور اولاد میں بہت سے اعتبار سے برابری ہوا کرتی ہے مگر اس کے کوئی برابر ہی نہیں تو اولاد یا باپ ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بخاری شریف کی حدیث قدسی ہے کہ ابن آدم (انسان) مجھے گالی دیتا ہے اور اس کا گالی دینا یہ ہے کہ وہ میرے لئے اولاد ثابت کرتا ہے، حالانکہ میں اولاد سے مستغنی و بے نیاز ہوں۔

سورۂ اخلاص کے فضائل اس سورت کے احادیث پاک میں بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں، یہاں بعض کو لکھا جا رہا ہے۔

(۱) حضور علیہ السلام نے ایک دن صحابہ کرام رضؓ سے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہوتا کہ ہر رات ایک تہائی قرآن پڑھ کر سویا کرو، صحابہؓ نے عرض کیا کہ اتنی طاقت سب میں تو نہیں، آپؐ نے فرمایا سورۂ اخلاص پڑھ کر سویا کرو یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(۲) ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ ایک صحابی رضؓ نے حضورؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے سورۂ اخلاص سے بڑی محبت اور لگاؤ ہے، آپؐ نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں پہونچادیا۔

(۳) بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم رات کو جب بستر پر تشریف لے جاتے تو ان تینوں سورتوں (قل ہو اللہ، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس) کو پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملاکر ان پر دم کرتے اور پھر پورے بدن پر جہاں تک ہاتھ پہونچتے پھیرتے۔

آیاتہا ۵　(۱۱۳) سُورَةُ الفَلَقِ مَكِّيَّةٌ (۲۰)　رکوعہا ۱

سورۂ فلق مکہ میں نازل ہوئی اسمیں پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾

آپ کہئیے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے　اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ رات آجائے

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ ع ۵ ۳۸

اور (بالخصوص گنڈے کی) گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنیوالے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

یہود کا حضورؐ پر جادو کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے مروی ہے کہ یہودیوں کا ایک لڑکا نبی کریمؐ کی خدمت میں رہا کرتا تھا اسکو یہودیوں نے بہلا پھسلا کر حضورؐ کے بال اور کنگھے کے دندانے اٹھوالئے اور ان کے ذریعہ حضورؐ پر جادو کیا اور انکو ایک کنویں میں گردا دیئے جس سے آپ سخت بیمار ہوگئے کسی کام کو کئے بغیر ہی یہ خیال ہوتا تھا کہ میں نے یہ کام کر لیا ہے، سر مبارک کے بال جھڑنے لگے تھے چھ مہینے تک آپ کی

یہی کیفیت رہی، ایک روز حضورؐ نے فرمایا اے عائشہ میں نے اپنی بیماری کے متعلق اپنے پروردگار سے دریافت کیا تو مجھے بتلادیا گیا۔ دو شخص (فرشتے) میرے خواب میں آئے ایک ان میں سے میرے سرہانے بیٹھا تھا اور دوسرا پائنتی سرہانے والے نے دوسرے سے کہا ان کو کیا تکلیف ہے؟ دوسرے نے جواب دیا ان پر جادو کیا گیا ہے، پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب ملا لبید بن اعصم نے۔ سرہانے والے نے پھر دریافت کیا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا سر کے بالوں اور کنگھے میں، پوچھا وہ بال اور کنگھا کہاں ہے، جواب ملا کھجور کے درخت کی چھال میں ذروان کنویں کے اندر پتھر کی چٹان کے نیچے دبے ہوئے ہیں — خواب سے بیدار ہونے پر حضورؐ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس کو نکلوالیا اور فرمایا کہ یہی کنواں مجھے خواب میں دکھلایا گیا تھا اس کنویں میں سے ایک تانت نکلی جس میں گیارہ گرہ لگی ہوئی تھیں، اور ہر گرہ میں ایک سوئی لگی ہوئی تھی

شان نزول

اس وقت اللہ رب العزت نے قل اعوذ ناس دونوں سورتوں کو نازل فرمایا ان میں گیارہ آیتیں ہیں بحکم خدا آپ ایک ایک آیت پڑھکر ایک ایک گرہ پر دم کرتے جاتے اور وہ گرہ خود بخود کھلتی جاتی اس طرح گیارہ کی گیارہ گرہیں کھل گئیں۔ اور آپ کا جسم مبارک جو جکڑا ہوا تھا ان دونوں سورتوں کی برکت سے صحتمند اور شفایاب ہوگیا۔

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا حضور آپ نے اس بدبخت جادوگر کے نام کا اعلان کیوں نہ فرمایا آپؐ نے جواب دیا اے عائشہ اللہ نے مجھے شفا عطا فرمادی ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی کو تکلیف پہونچے یا میں اپنا ذاتی انتقام لوں اور میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ لوگوں میں خلفشار اور شر پھیلے اللہ اکبر کیا شان تھی آپ کے اخلاق کی کہ اپنی جان کے دشمن کو بھی اُف تک کہنا یا دوسروں سے کہلوانا پسند نہ فرمایا۔

فضیلت واہمیت

ان دونوں سورتوں کی جو فضیلت اور اہمیت حدیث پاک میں آئی ہیں ان کو مختصر طور پر یہاں لکھا جاتا ہے، ان دونوں سورتوں میں شریر جنات والنسان اور دنیا وآخرت کے شرور و فتن سے پناہ حاصل کرنے میں بڑی تاثیر ہے چنانچہ جس وقت سے یہ سورتیں نازل ہوئیں اسوقت سے حضورؐ نے پچھلے معمولات کو چھوڑ کر ان سورتوں کے ذریعہ انسان وجن کی شرارت سے پناہ طلب کرنا شروع فرمادی تھی، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ جب بیمار ہوتے تو ان دونوں سورتوں

کو اپنے ہاتھوں پر دم فرما کر پورے جسم اور چہرۂ مبارک پر پھیر لیا کرتے اور مرض الوفات میں جب آپ کی بیماری سخت ہو گئی تو میں ان سورتوں کو آپ کے دست مبارک پر دم کر دیا کرتی تھی، آپ پورے جسم پر پھیر لیا کرتے تھے، ایسا میں اسلئے کیا کرتی تھی کہ آپکے مبارک ہاتھوں کا بدل میرے پاس نہ تھا، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ان سورتوں کو سوتے وقت اور بیدار ہوتے وقت پڑھنے سے ہر بلا و مصیبت سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

تشریح آیات

حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ آپ صبح کے مالک (اللہ جل شانہ) سے پناہ طلب کیجئے ہر وقت کے شر سے اور بالخصوص رات کے اوقات سے، کیونکہ رات میں شیطان جنات موذی جانور چور ڈاکو اور دشمنوں کے حملہ کرنے کا وقت ہوتا ہے اور جادو کا اثر بھی رات ہی کو زیادہ ہوتا ہے، اور پناہ طلب کیجئے گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والی عورتوں سے، حضورؐ پر جو جادو کیا گیا تھا وہ بھی دراصل عورتوں ہی نے کیا تھا، وہ لبید بن اعصم کی لڑکیاں تھیں مگر چونکہ اصل کرنے والا اس کا باپ تھا اس لئے عام روایات میں اسی کا نام مذکور ہے، اور پناہ طلب کیجئے حسد کرنے والوں سے، مذہب اسلام کی ترقیات کو دیکھ کر یہودی اور منافق جلتے تھے اور ان سے جنگ کرتے تھے، اور جب جنگ کے ذریعہ بھی مسلمانوں پر حاوی نہ ہو سکے اور ان کو ترقیات کی منزلیں طے کرنے سے نہ روک سکے تو پھر جادو کا سہارا لے کر حسد کی آگ کو بجھانے کی کوشش کی، آخر کار اس میں بھی اللہ نے ان بدبختوں کو ناکام کیا۔

آیاتہا ۶ (۱۱۴) سُوْرَۃُ النَّاسِ مَکِّیَّۃٌ (۲۱) رکوعہا ۱

سورۂ ناس مکہ میں نازل ہوئی اسمیں چھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵

آپ کہئے کہ میں آدمیوں کے مالک آدمیوں کے بادشاہ آدمیوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں وسوسہ ڈالنے پیچھے ہٹ جانے والے

الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ ع ۱ ۳۹

کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے خواہ وہ (وسوسہ ڈالنے والا) جن ہو یا آدمی (ہو)

تفسیر

اس سے پہلی سورت میں دنیوی شر اور فتن سے پناہ طلب کرنا سکھایا گیا تھا اس سورت میں اخروی مصیبت و عذاب سے پناہ طلب کرنے کی تعلیم و تلقین فرمائی گئی ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنے معبود سے پناہ طلب کیجئے شیطان کے وسوسوں سے اب چاہے وہ شیطان یعنی شر پسند انسانوں میں سے ہو یا جنوں میں سے، شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے جو ہر وقت اس فکر میں لگا رہتا ہے کہ انسان کو کسی بھی طرح جہنم کے دہکتے ہوئے انگاروں میں پہنچا دوں جسکے لئے وہ لوگوں کے دل گناہوں کی طرف متوجہ کرتا ہے اگر اس میں ناکام ہو جاتا ہے تو پھر اس کی عبادتوں کو ضائع کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ان کے عقیدے باطل اور کمزور بنانے کے لئے طرح طرح کے وسوسے اور گندے خیالات ان کے دلوں میں ڈالتا رہتا ہے اس کے وسوسوں اور فتنوں سے بچنا بڑا ہی مشکل ہے بس خدا ہی اپنا فضل فرمائے تو ہم اس کے شر سے محفوظ رہ سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی انسانوں جنوں اور شیاطین کے مکر و فریب اور شرور و فتن سے حفاظت فرمائے۔ اللھم آمین۔

الحمد للہ پارہ عمّ کی تفسیر مکمّل ہوئی

اقوال و تحقیق

خنّاس خنس سے مشتق ہے بمعنی پیچھے ہٹنا یہاں اس سے مراد شیطان ہے کیونکہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ نس وسوسہ نام ہے دل میں مخفی بات ڈالنے کا اور یہ صفت جنات میں پائی جاتی ہے انسان میں نہیں، پھر یہاں دونوں کی طرف اس کو کیسے منسوب کیا گیا ہے، ج جعلباز انسان بھی دوسروں کے سامنے اسطرح کی باتیں کرتے ہیں جس سے دل میں طرح طرح کے شکوک شبہات اور وسوسے پیدا ہونے لگتے ہیں، ج بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے مراد اپنے نفس کے وسوسے ہیں، بلاشبہ نفس بھی ایسے ایسے وسوسوں میں مبتلا کر دیتا ہے کہ اَلْاَمَانُ الْحَفِيظ

قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

رحمت کے خزانے

یہ کتاب اعمالِ حسنہ کی ترغیب سے متعلق حدیثِ پاک کا عظیم مجموعہ ہے۔جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے اُستادِ محترم محدثِ جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ''**المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح**'' کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی امداداللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اُردو ترجمہ ''رحمت کے خزانے'' کے نام سے کیا ہے۔موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسبِ ضرورت احادیثِ پاک کی مختصر و عام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اوراحادیث کی تخریج بھی کی ہے۔

الحمدللہ یہ مکمل کتاب   قسطوں میں چھپ کر تیار ہوچکی ہے۔

آسان تفسیر

قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کو سمجھ کر عمل کرنا ہے۔اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے آسان تفسیر کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر اکابرِ اُمت کی قدیم وجدید مستند ومعتبر تفاسیر کا خلاصہ و نچوڑ ہے۔جس کو نہایت آسان و عام فہم زبان اور مختصر و جامع انداز میں مولانا محمد یعقوب قاسمی نے قلمبند کیا ہے۔ترجمہ کلام پاک حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔الحمدللہ یہ تفسیر ۳۲ قسطوں میں مکمل ہوچکی ہے۔

تذکرۃ الانبیاء

اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخرالزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک مشہور پیغمبروں کے واقعات وحالات اوران کے ماننے والوں کی فلاح ونجات اور جھٹلانے والوں کا انجام تفصیل کے ساتھ مستند طور پر سلیس و عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔الحمدللہ یہ کتاب سولہ قسطوں میں تیار ہوچکی ہے۔

وی، پی رجسٹری کے ذریعہ روانہ کی جاتی ھیں۔

نوٹ:- خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعتِ دین میں تعاون فرمائیں۔فجزاکم اللہ

IDARA DAWAT-O-TABLEEGH

Gali No. 2, Aali ki Chungi, Mandi Samiti Road, Saharanpur-247001 (U.P.), Mob.: 9837375773